مکتوبات اشرفی

از رشحات قلم

غوث العالم حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

٦٨٨ھ/١٢٨٩ء ——— ٨٠٨ھ/[illegible]٥ء

جامع مکتوبات

مخدوم الآفاق حضرت سید شاہ عبد الرزاق نور العین [illegible]

حسب ارشاد

حضرت شیخ [illegible] شاہ محمد اظہار اشرف مدظلہ العالی

[illegible]

[illegible] شاہ محمد ممتاز اشرفی

[illegible] شیر محمد قادری

[illegible] رضویہ

[illegible] کراچی پاکستان

مکتوباتِ اشرفی

ازرشحاتِ قلم

غوث العالم حضرت سید **شاہ اشرف جہانگیر** سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۸۸ھ ——————— ۸۰۸ھ

جامعِ مکتوبات

مخدوم الآفاق حضرت سید **شاہ عبد الرزاق نور العین** رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ارشاد

شیخ الملّت حضرت سید **شاہ محمد اظہار اشرف** مدظلہ العالی

(سجادہ نشین سرکار کلاں درگاہ شریف کچھوچھہ)

مترجم و محشّی

علامہ سید **شاہ محمد ممتاز** اشرفی

باہتمام : شیر محمد قادری

ناشر

دار العلوم اشرفیہ رضویہ

گلشنِ بہار سیکٹر 16 اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

نام کتاب ——— مکتوباتِ اشرفی

مصنف ——— محبوبِ یزدانی حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

جامعِ مکتوبات ——— مخدوم الآفاق حضرت سید شاہ عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و محشّی ——— علامہ سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

باھتمام ——— شیر محمد قادری

کمپوزنگ ——— محمد عمر حسین اشرفی

Email: muhammadumer@hotmail.com

سن طباعت ——— 2000ء

قیمت ———

ملنے کا پتہ

دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشنِ بہار سیکٹر 16 اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

Email: mumtazashrafi@hotmail.com

Phone #: 02-21-6662282

مکتوباتِ اشرفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملنے کا پتہ

دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشنِ بہار سیکٹر 10 اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

Email: mumtazashrafi@hotmail.com

Phone #: 92-21-6662282

ابوالمحمود سید
محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی
سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ و دیگر مقامات کچھوچھہ شریف
ضلع امبیڈکر نگر (یو۔پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله المختار وعلی اله الاشراف الاظهار واصحابه الاخیار مکتوبات اشرف غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے خطوط کا مجموعہ ہے جو اہل بصیرت کے لئے مشعل راہِ ہدایت ہے۔ جس کو آپکے جانشین و سجادہ نشین مخدوم الآفاق حضرت مولانا الحاج سید عبد الرزاق نور العین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی حیات میں جمع فرمایا تھا۔ ایک زمانے سے نایاب تھا یہ مجموعہ فارسی زبان میں تھا جس سے ہر شخص استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ فاضل گرامی مولانا سید ممتاز احمد صاحب اشرفی سلمہ جنہیں اشرفی خلافت بھی حاصل ہے انہوں نے اردو زبان میں منتقل کر کے ایک بہت اہم کارنامہ انجام دیا ہے یقیناً موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے اِس عظیم کارنامے پر مولانا موصوف تمام اہلسنت و جماعت بالخصوص متوسلین سلسلہ اشرفیہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں مولانا موصوف ایک باصلاحیت مخلص اور

محرک عالم دین ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ تبارک تعالیٰ بطفیل مخدوم سمنان انکی عمر میں برکت عطا فرمائے اور انکی اِس عظیم خدمت کو قبول فرمائے (آمین)

فقط دعاگو

سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی
سجادہ نشین سرکار کلاں
۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

قائدِ اہلسنت مبلغِ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم عالیہ

(چیئر مین ورلڈ اسلامک مشن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان والصلٰوۃ والسلام علی من ھدانا للصواب ووعدعلیہ جزیل الثواب فاعظم البشری وعلی الہ العظام و صحبۃ الکرام والمنتمین الیہ دنیا واخری.

سلاسلِ تصوف میں ایک مشہور و معروف سلسلہ روحانیہ قادریہ اشرفیہ و چشتیہ اشرفیہ ہے جو براہِ راست محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سیدی عبد القادر الجیلانی سے نسباً تعلق رکھتا ہے جسکی مقبولیت پر کسی خارجی شہادت کی چنداں حاجت نہیں بلکہ مفسرین و محدثین اور مقتدر علمائے کرام کی اس سے وابستگی ہی اس پر واضح دلیل ہے۔ صدر الافاضل مفسرِ قرآن مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، محدثِ اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی، امام النحو شارح بخاری علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ پاک و ہند کے مقتدر علمائے کرام سلسلہ اشرفیہ کے وہ تابناک موتی ہیں جن سے سلسلہ اشرفیہ کے انوار اطرافِ عالم کو منور کر رہے ہیں اور یہ آفتابِ اشرفیہ مخدوم حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے جو عظیم افراد کی صورت میں امت مسلمہ کو ملا۔ اور اسی فیضِ مخدوم پاک سمنانی علیہ الرحمہ کی ایک کرن ''مکتوباتِ اشرفی'' ہے جو سلسلہ تصوف کی عظیم کتاب کی صورت میں امت مسلمہ کو ملی۔

چونکہ اصل کتاب فارسی زبان میں تھی جس سے ہر ایک استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ بایں سبب سجادہ نشین سرکار کلاں شیخ الملت حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی مدظلہ العالی کے ارشاد پر آپ کے خلفاء میں سے خلیفہ مجاز فاضل نوجوان حافظ قاری مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی مہتمم دارالعلوم اشرفیہ رضویہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے نیز جابجا حواشی رقم کر کے برائے فہم آسانی مہیا کی ہے۔ پس اب مکتوباتِ اشرفی اہلِ علم اور اہلِ ذوق ہی کیلئے نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کیلئے بھی مفید و منافع ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مخدوم پاک شاہِ سمنان قدس سرہ العزیز کے فیوضات و برکات نصیب فرمائے اور فاضل مترجم کو دین و دنیا میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

فقیر
[illegible]
یکم ربیع الاول المظفر
۱۴۲۱
نزیل کراچی

صاحبِ مکتوبات

از سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

(ماخوذ از معارفِ سلسلہ اشرفیہ)

آپ کا نام "اشرف" لقب جہانگیر اور محبوب یزدانی ہے۔ آپ ۶۸۸ھ مطابق ۱۲۸۹ء میں سمنان کے ریاست میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سلطان سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام خدیجہ بیگم ہے۔ آپ کے والد ماجد ریاست سمنان کے بادشاہ تھے۔ یہ قدیم شہر اس وقت بھی ایران کے رقبہ مملکت میں موجود ہے اور طول البلد ۵۳ اور عرض البلد ۳۵ کے درمیان واقع ہے۔ یہ دریائے خضر سے (جسے اب بحیرۂ کیسپین کہتے ہیں) تقریباً سو میل کاشان سے ۱۵۰ میل اور اصفہان سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ ہفت قرأت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ چودہ برس کی عمر میں تمام علومِ حدیث، تفسیر، ادب، فلسفہ، کلام اور منطق وغیرہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ صغر سنی سے ہی درویشوں اور عارفوں کی خدمت میں حاضری اور حصول فیض کا شوق تھا۔ شیخ علاؤالدولہ سمنانی علیہ الرحمہ سے باطنی نعمتیں اور برکتیں حاصل کرتے تھے۔ جب عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو والد بزرگوار کا وصال ہو گیا۔ ارکانِ دولت اور اعیانِ سلطنت نے آپ کو تختِ حکومت پر بٹھایا۔ رعایا پروری اور عدل و انصاف کا ایک ایسا شہرہ ہوا کہ شاہان اطراف رشک کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر ۲۵ سال ہوئی تو ماہِ رمضان میں ستائیسویں شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور بزبانِ فصیح ارشاد فرمایا کہ اے اشرف تمہارا کام پورا ہو گیا ہے۔ اگر وصالِ الٰہی اور مملکتِ لا متناہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑو اور ملکِ ہند کی طرف کوچ کرو۔ وہاں ایک بزرگ شیخ علاؤالدولہ گنج نبات ہیں جو تانبے کو کندن بنا دیتے ہیں۔ یہ

کلماتِ بشارت ارشاد فرما کر حضرت خضر علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے اور صبح کی سفیدی نمودار ہوئی حضرت نے ترکِ سلطنت کا عزمِ مصمم کیا۔ تختِ شاہی پر اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کو بٹھایا۔ ان کو امورِ مالی و ملکی دینی و دینوی کیلئے مفید نصیحتیں فرما کر اجازتِ سفر کیلئے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماں اپنے وقت کی رابعہ بصریہ تھیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اے فرزند تیری ولادت سے پہلے حضرت خواجہ احمد بسوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کی بشارت دی تھی کہ تجھ کو ایسا بیٹا نصیب ہوگا کہ آفاق اسکے خورشیدِ ولایت سے منور ہو جائیگا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس بشارت کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ میں تجھ کو خدا کے سپرد کرتی ہوں لیکن ایک وصیت میری یہ ہے کہ جب شہر سمنان سے رخصت ہو تو آدابِ سلطنت اور دبدبہ مملکت کے ساتھ باہر نکلو۔ مادر مشفقہ کی تعمیل ارشاد کیلئے آپ بارہ ہزار لشکر کے ساتھ شہر سے باہر نکلے۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ بوقتِ رخصت ایک غزل زبان مبارک پر تھی۔ ان کے دو شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

ترکِ دنیا گیر تا سلطاں شوی محرم اسرارِ باجاناں شوی
برگزر از خواب و خور مردانہ وار تا براہ عشق چوں مرداں شوی

سلسلہ قادریہ کی اجازت

حضرت کی سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب آپ سینکڑوں کوس کی مسافت، جنگلوں، پہاڑوں اور دشوار گذار گھاٹیوں سے گذرتے ہوئے خطہ اوچھ میں پہنچے جو اس زمانہ میں ایک مشہور شہر تھا اور اس وقت تک اچ کے نام سے ایک قصبہ ملتان شریف کے قریب زیارت گاہ خاص و عام ہے وہاں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہر و باطن، فقر و استغنا میں یکتائے روزگار تھے۔ پہلے شیخ رکن الدین ابو الفتح رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی تھی جو حضرت بہاؤ الدین

زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ اس کے بعد زیارت حرمین شریفین کیلئے گئے اور عرب کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ چودہ خانوادوں کی خلافت حاصل کی حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے اشرف تمھارا یہاں آنا مبارک ہو مگر میرے بھائی علاؤالدین تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ اس لئے یہاں رکنا مناسب نہیں ہے پھر آپ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خلوت میں تین شب رہے جب پہلی شب ہوئی توآپ نے دیکھا کہ مخدوم جہانیاں کے ساتوں اعضاء کٹے ہوئے الگ الگ پڑے ہیں اور ان میں سے ہر ایک مختلف زبانوں میں حمد و تسبیح الہی میں مصروف ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اعضاء بہم مل گئے اور ارشاد فرمایا کہ برادر اشرف یہ تم کو مبارک ہو۔

دوسری شب پھر خلوت فرمایا تو دیکھا کہ مخدوم جہانیاں کا جسم مبارک تجلی بسیط سے اس قدر پھیل گیا ہے کہ خلوت گاہ بھری ہوئی ہے۔ مطلق گنجائش باقی نہیں بلکہ آپ کے جسم کے کچھ حصے دروازوں اور روشن دانوں سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ حالت جاتی رہی اور ارشاد فرمایا کہ برادر اشرف یہ بھی مبارک ہو۔ تیسری رات آخری بار حاضری ہوئی دیکھا کہ جسم مبارک ایسا لطیف صاف اور شفاف ہو گیا ہے کہ سر سے پاؤں تک ہر ایک ذرہ آئینہ کی طرح جھلک رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد آئینہ مکدر ہوا تو فرمایا کہ برادر اشرف یہ بھی مبارک ہو۔ صبح الوداع کے وقت حلقہ اصحاب میں ذکر جہر کی اجازت دی اور تمام کارہائے دینی و دینوی کیلئے ''یاغفور'' کا تعویز عنایت فرما کر رخصت کیا اور فرمایا کہ میرے اور تمھارے درمیان روزِ اول سے الفت و محبت مقرر تھی اور ہمارے درمیان باہم وہ وابستگی ہے جو جسم کو جان سے ہوتی ہے۔

سلسلہ چشتیہ کی اجازت و بیعت

آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے روانہ ہوئے۔ ہنوز آپ راہ میں تھے کہ شیخ علاؤالدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں دو سال سے جس دوست کا انتظار کر رہا تھا وہ امروز فردا میں آنے والا ہے۔ چند ہی

روز کے بعد آپ پنڈوہ شریف پہنچے۔ شیخ گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ ایک سینبھل کے درخت کے نیچے انتظار فرمارہے تھے آپ کو لیکر خانقاہ گئے کھانا کھلانے کے بعد ایک بیڑا پان اپنے ہاتھ سے آپ کو کھلایا اسکے بعد تین بیڑے یکے بعد دیگر کھلائے۔ چار بیڑوں کے بعد بیعت کیلئے ارشارہ کیا۔ خدام ہٹ گئے اور جو طریقہ بیعت کا آپ کے یہاں رائج تھا اس کے مطابق کیا اور اپنی کلاہ مبارک حضرت کے سر پر رکھدی۔ حاضرین مجلس نے آپ کو مبارک دی۔ اسکے بعد آپ اپنے مرشد کی خانقاہ شریف میں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ چار سال کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ اب آپ کو لقب ملنا چاہیئے لیکن ہم لقب اپنی طرف سے نہیں دیتے بلکہ القاب آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ پندھویں شعبان کی مبارک رات میں وظائف سے فارغ ہو کر خلوت گاہ میں مراقبہ کیا۔ صبح ہوتے ہی در و دیوار سے آواز آئے لگی کہ ”جہانگیر جہانگیر“ مرشد نے فرمایا الحمد للہ فرزند اشرف کو جہانگیر کا خطاب ملا۔ اسوقت آپ اپنے حجرے میں مشغول بحق تھے جب نمازِ صبح کیلئے باہر آئے باجماعت نماز ادا کی اور خانقاہ کے دستور کے مطابق سب اصحاب سے مصافحہ کیا تو ہر شخص کی زبان پر تھا کہ خطابِ جہانگیر مبارک ہو۔ حضرت نے اسی وقت یہ قطعہ عرض کیا۔

مرا از حضرت پیر جہاں بخش　　خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر

(مجھے حضرت سے خطاب ملا کہ اے اشرف جہانگیر)

اکنوں گیرم جہانِ معنوی را　　کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر

(اب میں نے جہانِ معنوی کو پکڑا کیونکہ میرے شاہ نے مجھے جہانگیر فرمایا)

تقریباً چار سال گذرنے کے بعد آپ کے مرشد نے فرمایا کہ اے اشرف تمھیں جونپور کیلئے روانہ ہونا ہے وہاں جا کر مخلوق خدا کی تربیت کرو۔ چنانچہ رمضان ختم ہونے کے بعد آپ کے پیرومرشد نے اجازت و خلافت سے نوازا اور رخصت کیا آپ سن ۷۵۰ھ میں زیارت حرمین شریفین کے بعد دوبارہ مرشد کی بارگاہ میں پہنچے اور تقریباً تین

چار سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ دوبارہ رخصت کے وقت ہادی طریقت نے بشارت دی کہ تم کو مرتبہ غوثیت عطا ہو گا اور اس وقت تم محمد نور یعنی مخدوم زادہ کیلئے قطبیت کی سفارش کرنا پھر آپ کے مرشد نے آپکو وہ مدفن بھی کشف سے دکھایا جہاں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

کچھوچھہ مقدسہ کی مختصر تاریخ

جب آپ کے پیر و مرشد نے آپکو مدفن دکھایا تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک گول تالاب ہے اور اسکے درمیاں ایک نقطہ تل کے برابر ہے اور وہی مدفن گاہ ہے۔ پنڈوہ شریف سے رخصت ہو کر حضرت جونپور پہنچے تو اسی مقام کی جستجو شروع کی اور اپنے اصحاب کے ساتھ تلاش کرتے ہوئے موضع بھڈوڈ پہنچے وہاں کے زمیندار ملک محمود کے ہمراہ مقام مقصود کی تلاش میں نکلے تو ایک گول تالاب نظر آیا جسے دیکھ کر حضرت نے فرمایا یہی وہ مقام ہے جو میری آخری آرام گاہ بنے گا۔ پھر آپ وہاں کے مشہور جوگی کو مسلمان کرنے کے بعد خانقاہ کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔ ملک محمود کے تعاون سے چند ہی دنوں میں خانقاہ کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ تین سال کے قلیل عرصہ میں وہ تختہ گل و گلزار ہو گیا اس علاقہ کا نام حضرت نے روح آباد رکھا خانقاہ کا نام کثرت آباد مقرر کیا اور اس کثرت آباد میں ایک مختصر سا حجرہ آپ کے لئے مخصوص تھا وہ وحدت آباد کے نام سے موسوم ہوا۔ حضرت فرماتے تھے کہ آئندہ زمانہ میں اس جگہ بڑی رونق ہو گی۔ اکابر روزگار، رجال الغیب اور بہت سے اولیاء اللہ یہاں آئیں گے اور فیض اندوز ہونگے۔ وہی مقام ضلع فیض آباد (سابقہ) لیکن اب ضلع امبیڈکر نگر یوپی ہندوستان میں کچھوچھہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور تالاب کے وسط میں مرقد مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت مخدوم پاک نے روح آباد کی طرف یوں اشارہ فرمایا۔

اشرف از دل برو کن میل سمنان را
که روح آباد سمنانست مارا

کچھوچھہ تک پہنچنے کیلئے بس اور ٹرین دونوں کا راستہ ہے۔ اکبر پور اسٹیشن پر اتر کر بذریعہ بس یا رکشہ کچھوچھہ مقدسہ پہنچتے ہیں۔ ......

وصال مبارک

حضرت کا وصال ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ ،مطابق ۶ جولائی ۱۴۰۵ عیسوی کو ہوا۔ وصال کی صبح شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ سید عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر تبرکات اور بزرگوں کے خلعت عطا کئے۔ اور بعض مریدین مخلصین کو بھی عطا کئے پھر فرمایا کہ بھائیوں اشرف کو اپنے سے دور مت سمجھنا۔ اس کے بعد حضرت نور العین رحمۃ اللہ علیہ کو ظہر کیلئے امام بنایا اور خود ان کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے چند اشعار سننے بیٹھ گئے اور اسی دوران آپ کی روح مبارک خلدِ بریں پر پہنچی۔

آپ کی تصنیفات

۱۔ نحو اشرفیہ۔ ۲۔ شرح ہدایہ۔ (فقہ)

۳۔ شرح عوارف۔ ۴۔ شرح فصول الحکم۔

۵۔ فوائد العقائد۔ ۶۔ فتاوٰی اشرفیہ۔

۷۔ زیچ سامانی۔ ۸۔ تفسیر نور بخشیہ۔

۹۔ کنز الاسرار۔ ۱۰۔ دیوان اشرف۔

۱۱۔ رسالہ غوثیہ۔ ۱۲۔ حدود منازل خلفائے راشدین۔

۱۳۔ مراۃ الحقائق۔ ۱۴۔ بحر ذاکرین۔

۱۵۔ حجۃ الذاکرین۔ ۱۶۔ حاشیہ بر حواشی مبارک۔

۱۷۔ بشارت الاخوان۔ ۱۸۔ مکتوباتِ اشرفی۔

۱۹۔ ترجمۂ قرآن پاک بہ زبان فارسی۔

۲۰۔ رسالہ تصوف و اخلاق۔

۲۱۔ رسالہ تحقیقات عشق۔

۲۲۔ ارشاد الاخوان۔ ۲۳۔ تنبیہ الاخوان۔

۲۴۔ اشرف الانساب۔ ۲۵۔ اشرف الفوائد۔

۲۶۔ فوائد الاشرف وغیرھم۔

مخدوم پاک کے فیوض و برکات

رب تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو اپنے ملکیت میں تصرف کا اختیار عطا کیا ہے چونکہ یہ وہ بندگان خدا ہیں جو عبد ماذون کے درجہ پر فائز ہیں اور جب بندہ اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو رب عالیٰ اس بندہ کو اذن عطا کرتا ہے۔ پھر وہی بندہ باذن اللہ لوگوں کی داد رسی فرماتا ہے۔ اسکی نظیر قرآن مجید میں جا بجا موجود ہے۔ مثلاً : حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں باذن اللہ مردے زندہ کرتا ہوں' کوڑھ والے کو باذن اللہ شفا دیتا ہوں۔ حضرت مخدوم پاک بھی ان ہستیوں میں سے ایک ایسی ہستی ہیں جن کو اللہ نے اپنے اذن سے ماذون بنایا اور آپ باذن اللہ لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔ تفصیلی واقعہ کی طرف جائے بغیر صرف مخدوم پاک کے فیوض و برکات کی طرف اشارہ کرتا ہوں جس سے شجر اشرفیہ کا اندازہ ہوگا۔ آسیب زدہ آتا ہے تو نجات پا کر جاتا ہے۔ مسحور آتا ہے تو سحر سے نجات پا کر جاتا ہے۔ جسمانی مرض والا آتا ہے تو نجات پا کر جاتا ہے۔ غرض یہ کہ مخدوم پاک علیہ الرحمہ پر تو عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور کیونکر نہ ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

"علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل" یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ کن باتوں میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ لہذا احکام پہنچانے میں بھی۔ اور فیوض و برکات پہنچانے میں بھی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔

جامعِ مکتوبات

از سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

(ماخوذ از معارف سلسلہ اشرفیہ)

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی و معنوی اولادوں کا سلسلہ آپ ہی سے جاری و ساری ہوا کیونکہ حضرت ایک دن اپنے حجرے میں پیر و مرشد سید گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کیلئے کمر باندھ رہے تھے کہ اچانک آپ کے پیر و مرشد حجرہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا بیٹا اشرف کیا ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ ہی کے یہاں جانے کیلئے کمر باندھ رہا تھا یہ سن کر مرشد نے فرمایا کہ مضبوط باندھنا' اشارہ یہ تھا کہ شادی سے گریز کرنا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ساری عمر شادی نہ کی مجرد اور مسافر رہے لیکن آپ اس خیال سے ذرا پریشان تھے کہ ہمارا بیٹا ہمارا جانشین نہ ہوگا۔ حضرت شیخ علاؤالحق ان کے دل کے خطرے سے آگاہ ہو کر مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجھے ایک فرزند معنوی عطا فرمایا ہے جو تمھارا جانشین ہوگا اور تمھارا سلسلہ جاری رکھے گا اسی دن سے آپ اس معنوی فرزند کی جستجو میں رہنے لگے جب کچھ عرصے کے بعد آپ دوبارہ خراسان اور عراق کی سیر کیلئے تشریف لے گئے تو سید حسن الغفور علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی۔ سید حسن غوث صمدانی محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ' کی اولاد میں سے تھے اور سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ کی خالہ زاد بہن ان کے گھر میں تھیں جو سید عبد الرزاقؒ کی والدہ تھیں۔ چنانچہ سید عبد الرزاق کو بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنا فرزند بنالیا اور ان کے والدین نے رضا و رغبت کے ساتھ آپ کے ہمراہ رخصت کر دیا۔ اور بڑا جشن منایا۔ اسی

وقت سے سید عبد الرزاق آپ کے زیرِ سایہ پرورش پانے لگے اور تمام ظاہری و باطنی علوم طے کر کے مرتبہ کمال کو پہنچے۔ آپ کمالِ شفقت سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگ صلب (پشت) سے بچے نکالتے ہیں میں نے عبد الرزاق کو اپنی آنکھوں سے نکالا ہے اور یہ شعر آپ کی زبان سے نکلا۔

چہ نور دیدہ ام از نور دیدہ　　کہ نور دیدہ باشد نور دیدہ

(میں نے اپنی آنکھوں کے نور سے کیا نور دیکھا ہے

جو میری آنکھوں کا نور بن گیا)

اس دن سے آپ کا خطاب ''نور العین'' ہو گیا۔ نیز فرمایا کہ میں نے سید عبد الرزاق کی اولاد کو خزانہ الٰہی میں شریک کیا ہے اور حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ اگر عبد الرزاق کی اولاد قانع ہو تو ان کو کسی کا محتاج نہ کرنا ان کی ادنیٰ سی توجہ سے لوگوں کے کام بن جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں حیات و ممات میں اپنی اولاد کے ساتھ ہوں۔

حضرت سید عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمہ کی پانچ اولاد تھیں ان میں سب سے بڑے صاحبزادے کا نام سید شمس الدین تھا آپ کم عمری میں انتقال کر گئے تھے اس کے بعد حضرت نور العین علیہ الرحمہ اپنی کنیت ان کے بعد والے لڑکے یعنی سید حسن علیہ الرحمہ سے بناتے ہیں۔ اس بڑے لڑکے کے طور پر آپ ہی ظاہر ہوئے۔

﴿ سید عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمہ ﴾

سید شمس الدین
''کم عمری میں انتقال
کر گئے تھے''

سید حسن شریف قتال
''ولایتِ کچھوچھہ
عطا کی''

سید حسین قتال
''ولایت جونپور
عطا کی''

سید احمد
''ولایتِ جائس
عطا کی''

سید فرید
''ولایت بارہ بنکی
عطا کی''

حضرت نور العین علیہ الرحمہ نے اپنے دنیا کے قیام کے آخری دنوں میں اپنی اولادوں میں سے ہر ایک کو تبرکات واحکامات دیگر مقامات تفویض فرمایا۔ پیچھے دیئے گئے ڈائیگرام میں ہر ایک کے مقام کو اجاگر کر دیا گیا ہے۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ کے مزار یعنی کچھوچھہ مقدسہ کی ولایت اپنے بڑے صاجزادے کو عطا کی ان ہی کی اولاد یکے بعد دیگرے سجادہ نشین بنتی ہے۔ اور اس وقت جب کہ مکتوباتِ اشرفی کا اردو ترجمہ ہوا۔ درگاہ کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین مخدومی و مرشدی سید شاہ محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتھم عالیہ ہیں۔ جو کہ سید عبد الرزاق علیہ الرحمۃ کے بڑے صاجزادے حسن شریف علیہ الرحمۃ کی اولاد ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''معارف سلسلہ اشرفیہ'' کا مطالعہ کریں۔

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ کَتَبَ اٰیَاتِ الۡمَوۡجُوۡدِ عَلٰی صَحَائِفِ الۡاَنۡفُسِ وَ الۡاٰفَاقِ وَ رَتَّبَ تَعَیُّنَاتِ الۡمَقۡصُوۡدِ بِطَوَائِفِ الۡاِنۡسِ وَالۡاَخۡلَاقِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی سَنُرِیۡہِمۡ اٰیَاتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡ اَنۡفُسِہِمۡ ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنۡ اَرۡسَلَ کِتَابَ التَّوۡحِیۡدِ اِلٰی ضُوۡفٍ وَّالۡاَطۡبَاقِ قَبۡلَ جَوَابِ التَّنۡقِیۡدِ مِنۡہُمۡ بِالۡعُطُوۡفِ وَ الۡاَعۡرَافِ قَوۡلُہٗ تَعَالٰی مِنۡ سُلَیۡمَانَ وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡخَلَّاقِ وَاٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ الطَّاہِرِیۡنَ وَالتَّابِعِیۡنَ بِالۡاِتِّفَاقِ ۔ اَمَّا بَعۡدُ

اخلاقِ صوفیہ کے چمن سے خوشہ چننے والا' بلند مرتبہ گروہ کی محفل سے ٹکڑا چننے والا خادم علی الاطلاق عبدالرزاق الحسنی الحسینی السمنانی الجیلانی ثَبَّتَہُ اللّٰہُ عَلٰی مِنۡہَجِ الصِّدۡقِ وَالسِّدَادِ وَالۡعِرۡفَانِ الۡاِیۡقَانِیۡ (اللہ انھیں صدق وصواب اور ایقانی عرفان کے راستے پر ثابت قدم رکھے)۔ عرض گذار ہے کہ اصحاب کی جانب بعض مکتوبات اور احباب کی جانب چند مرقومات حضرت قطب العارفین' لبِ[1] الکاملین' غیاثہ[2]' ثناہ[3]' ہدایہ[4]' دستگاہ[5]' نادر العصر[6]' قادر الدہر[7]' مقتدائے اولیاء' اولیائے روزگار' پیشوائے اصفیاء' ادوارِ ہادیٔ[8] ضلیلاں' اودیۂ[9] سلوک و طلب و مہدی' شکوک و عیب پیدا کرنے والوں کے شکوک و عیب دور کرنے والے کی طرف سے۔

۱؎ کاملین کا خلاصہ۔ ۲؎ ان کی فریاد۔ ۳؎ ان کی تعریف۔ ۴؎ ان کی ہدایت۔ ۵؎ سامان۔
۶؎ زمانے کے نایاب۔ ۷؎ زمانے کے قادر۔ ۸؎ گمراہ دور کے ہادی۔ ۹؎ اودیہ وادی کی جمع ہے۔

﴿ قطعہ ﴾

سپہر منقبت خورشیدِ اشرف * کہ می تابد از و نہ چرخ دروای
جہانگیر جہاں جہاں پیر ولایت * محیط آمد جہانرا ماسر و پای
بدار نقطۂ او در سکندر * کہ آمد از نفس نہ چرخ دارای
مال مرکز نہ دائرہ اوست * کہ می گردد بدم نہ اسماں سای
در دریائے توحید خدای * دُرافشاں آمد از عرفاں چودریای
گل گلزار تفرید ولایت * کہ چوں خورشید و مہ دارد دوگلہای
دُرافشاں آفتاب وحدۃ او * بریں نہ طارم فروزہ فرسای

ترجمہ: آفتاب اشرف کی تعریف سے نو آسمان چمکتا ہے۔ دنیا کو قابو کرنے والے دنیا کے پیرِ ولایت دنیا کے لئے اول تا آخر محیط بن کر آئے۔ ان کے نقطے کو سکندر (ذہن) میں محفوظ رکھ۔ جو اپنی ذات سے نو آسمان کو رکھنے والا ہے۔ مال کے درمیان اس کے نو دائرے ہیں جو کہ ایک دم نو آسمان کو سایہ کرتے ہیں۔ خدا کی وحدانیت کے دریا میں عرفان سے موتی بکھیرنے والے آپ ہیں۔ جب عرفان کے دریا سے باہر آئے۔ ملکِ ولایت کے باغ کے آپ واحد پھول ہیں۔ جیسے آفتاب و چاند دو پھول ہیں۔ اس کی وحدت کے آفتاب کے موتی بکھیرنے والے۔ اس پر چمکتے ہوئے نو بلند مکان ہیں۔

قدوۃ الاولیاء[۱] الکبیر، زبدۃ[۲] العرفاء الکثیر حضرت قدوۃ الکُبرا[۳] سید اشرف

---

[۱] قدوۃ بمعنی مقتدا۔ [۲] زبدہ بمعنی جھاگ/خالص۔ [۳] الکُبرا جمع کثرت کے مشہور دس اوزان میں سے فُعَلاءُ (مثلاً علماء، بلغاء وغیرہ) کے وزن پر ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

جہانگیر سمنانی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی ذات سے فیض یاب فرمائے' ان کی ملاقات کے شرف سے مشرف فرمائے اور ان کی حیات طول فرمائے۔ آپ کے دریائے معرفت اور مخزنِ ہدایت کے گوہر میں اعزۂ[1] روزگار' نادرِ[2] امصار' برہان افتخار جیسی شخصیات نے اپنا پیالہ رکھا۔ اور اسے دارین میں مراتب کا سبب سمجھا۔ اور کونین میں منصب کے حصول کا موجب جانا۔

﴿ قطعہ ﴾

در عرفان کہ دریائے اسرار * برآمد از دم فیض گہرزای

جہاں بر افسر عزت نہادہ * درافشاں کرد چوں خورشید مہ سای

ترجمہ: عرفان میں اسرار کے دریا سے فیض کا گوہر ظاہر ہوا۔ دنیا میں عزت کے ساتھ چاند و سورج کی طرح روشن ہوئے۔

ان آرا و مراسلات بھیجنے والوں کے جوابات (جو مخدوم پاک کی طرف سے ہیں) کو جناب فضیلت مآب' مشیخیتِ اِیاب' عمدۃ الخلفاء الاشرفیہ' زبدۃ[3] الصحباء الشکرفیہ' جامعِ الفاظِ الٰہی' انفاسِ السنّی[4] حضرت نظام

(بقیہ حاشیہ) اس کی واحد کبیر اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ کتاب ھذا میں جہاں جہاں قدوۃ الکبرا کا جملہ آئیگا۔ وہاں اس سے یہی مراد ہے۔ الکبرا کے آخر سے ہمزہ کو اردو قاعدے کے مطابق خذف کیا گیا ہے۔ کیونکہ اردو میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ جس اسم کے آخر میں الف کے بعد ہمزہ ہو۔ وہ ہمزہ کبھی گر جاتا ہے۔ اور کبھی باقی رہتا ہے۔ مثلاً ثنا' شفا وغیرہ کہ اصل ثناء شفاء ہیں۔ اس کے علاوہ قدوۃ الکبری بھی لکھا اور کہا جاتا ہے۔ اس جملے میں الکبری اسم تفضیل مؤنث واحد ہے۔ اور یہ فُعلیٰ (مثلاً صغری و سطیٰ وغیرہ) کے وزن پر ہے۔ قدوۃ الکبرا اور قدوۃ الکبری کا یہ فرق ذہن میں رہے۔ ورنہ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں معمولی سی عدم توجہ سے پھسل سکتے ہیں۔ فافھم ھذا الکلام فانہ من مزال الاقدام۔

[1] زمانے کے معززین۔ [2] شہروں کے نایاب۔ [3] شیریں فریاد کرنے والوں کے جھاگ۔

[4] السنی بمعنی روشن۔

یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے انتظام و ترتیب کے موتیوں کے دھاگے میں پر دیا۔ اور یہ سب کام انھوں نے ارادتِ غیبیہ اشرفیہ اور الہاماتِ لاریبیہ سے جو کہ احوال و غایت کی انتہامیں ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کے ذمہ رکھا۔ اگر ان کی طرف سے التفات نہ ہوتا۔ تو ترتیب کے دھاگا میں پرونا اور ترکیب کے رشتہ میں جوڑنا مشکل کام تھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے لطف و کرم سے چند قیمتی لطائف اور کچھ مناقبِ مکتوبات اول اور مرقوماتِ اول میں درج کیا۔ مکتوباتِ شریفہ و مراسلاتِ لطیفہ کو سمعاً و طاعتاً نظم و نثر کے طریقے پر جمع کیا۔ امید ہے کہ اصحابِ بادیہ و احبابِ وادیہ کیلئے بھاری سرمایہ ثابت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ سے بوسیلۂ نبی ﷺ اور آپ کی اولاد امجاد سے دعا کرتا ہوا۔ مکتوبات یہ ہیں۔

مکتوبات کا اجمالی تعارف

پہلا مکتوب

شیخ قاضی عبدالملک کی جانب (اور یہ مکتوب) اسلام کا اہم رکن، اثباتِ الوہیت اثباتِ صانع کے دلائل سے، اللہ کی وحدانیت، ازلی، ابدی، اس کی کیفیت، وجود بحسب تنزیہ اور وحدۃ الوجود اور ازروئے علم کے محیط ہونے پر مشتمل ہے۔

دوسرا مکتوب

شیخ ابوبکر کی جانب (اور یہ مکتوب) صدقِ طالب اور راہِ مطالب

کے احوال پر مشتمل ہے۔

تیسرا مکتوب

شیخ عمر کی جانب (اور یہ مکتوب) امورِ عدالت' اَللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ کی تفسیر اور خلفائے راشدین کے چند مناقب پر مشتمل ہے۔

چوتھا مکتوب

شیخ عثمان کی جانب (اور یہ مکتوب) شیخ کی جانب سے عقیدے کا ثبوت اگرچہ صورتاً خلافِ شرع ہو۔ (لیکن حقیقتاً نہ ہو۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے مابین جو واقعہ پیش آیا) ہر ایک اوصافِ حمیدہ جو ارکانِ اسلام میں سے کوئی رکن ہو' اعیانِ یقین سے عین کہ ان میں سے کوئی ایک صفت اگر موجود ہو۔ تو تمام خصائلِ حمیدہ اور شمائل پسندیدہ اس میں خود بخود مندرج ہو جائیں۔

پانچواں مکتوب

شیخ کبیر کی جانب (اور یہ مکتوب) مراتبِ توحید کے استقراء پر اگرچہ علمی ہو' عقائد صوفیہ کے استحضار کے فوائد' بلند مرتبہ ریاضت کا استعار' اسماء' احدیت[1]' وحدیت[2]' واحدیت[3] سے مراتب کا ظہور' ارواح[4] و امثال[5] واجسام[6] کہ حضرات[7] خمس اور تنزلاتِ[8] ستہ سے تعبیر کرنے کے بیان پر مشتمل ہے۔

---

[1] احدیت ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

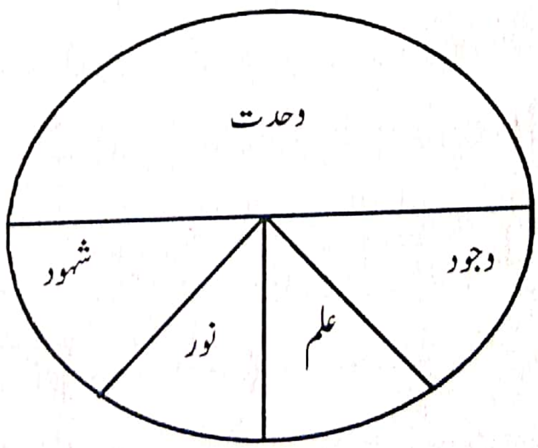
(بقیہ حاشیہ) جو وہم گمان سے پاک ہے۔ اس میں کثرت کی گنجائش نہیں، یہاں ذات قیود سے آزاد ہوتی ہے۔ اطلاقیت اس مرتبہ کا خاصہ ہے۔ احدیت میں اعتبارتِ ذات، علم، نور، وجود اور شہود ضرور ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ میں حق تعالیٰ خود ہی علم ہے۔ خود ہی عالم اور خود ہی معلوم۔ خود ہی نور، خود منوِّرا ور خود منور۔ خود وجود، خود واجد اور خود موجود۔ اسی طرح خود شہود، خود شاہد اور مشہود۔ مگر اس مرتبہ میں ان اعتبارات کو بوجوہ ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ یہاں کسی قسم کے تعدد اور اعتبارِ غیریت کو دخل نہیں ہے۔ یہ سقوطِ اعتبارات کی جہت ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

۲؎ وحدت ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے۔ جس میں قابلیتِ کثرت ہے۔ مگر ہنوز کثرت بالفعل موجود نہیں۔ ان قابلیات کو اصطلاح صوفیہ میں "شئون ذاتیہ" کہتے ہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

۳؎ واحدیت ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے۔ جس میں بالفعل کثرت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یہاں کثرت سے مراد اسماء و صفات اور معلوماتِ الہیہ کی کثرت ہے۔

نوٹ:- احدیت اور واحدیت دونوں اس کی نسبتیں ہیں۔ اگر وحدت نہ ہوتی۔ تو یہ نسبتیں بھی نہ ہوتیں۔ جیسے عشق کی دو نسبتیں ہیں عاشق اور معشوق۔ یہ دونوں عشق کے بغیر معدوم ہیں۔ اسی طرح احدیت، وحدت کے اوپر اور واحدیت، وحدت کے نیچے ہے۔ نیچے دیئے گئے ڈائیگرام سے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ ۱۲ اشرفی۔

احدیت



واحدیت

۴؎ ارواح یہ وجود کا چوتھا اور تیسرا تنزل ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) ۵ - امثال یہ چوتھا تنزل ہے۔ اس کو حق تعالیٰ نے ارواح واجسام کے درمیان رابطہ کیلئے برزخ بنایا ہے۔

۶ - اجسام وہ عالم ہے۔ جس کی تخلیق مادے سے ہوئی۔ اسی عالم کو عالم خلق بھی کہتے ہیں۔

۷ - حضرات حضرت کی جمع ہے۔ حضرت کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کلمہ تکریم کیلئے آتا ہے۔ مثلاً حضرت محمد ﷺ سے دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ لفظ دربار اور بارگاہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ انہی دونوں معنی کے اعتبار سے صوفیائے کرام وحدت واحدیت وغیرہ کے ساتھ حضرت کا استعمال کرتے ہیں۔

حضرات خمس سے مراد حضرت وحدت' حضرت واحدیت' حضرت ارواح' حضرت امثال اور حضرت اجسام ہیں۔ چونکہ مکتوب پنجم میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اس لئے حضراتِ خمس اور تنزلات ستہ پر قدرے گفتگو مکتوب کے ضمن میں آئیگی۔ واضح رہے کہ یہ دونوں علم تصوف کی جان ہیں۔ اسلئے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ " مبداء سلوک طالبان خود را دیا ران ہمراہ رابایں ملاحظہ حضراتِ خمس و تنزلاتِ سدس ملازمت فرمودہ ایم "یعنی سلوک کی راہ پر چلنے والوں کیلئے حضراتِ خمس اور تنزلات سدس کی ملازمت ضروری ہے۔ وباللہ التوفیق۔ ۱۲اشرفی۔

۸ - تنزلاتِ ستہ یعنی چھ تنزلات۔ وجود نے مرتبۂ اولیٰ یا مرتبہ لاتعین سے جن زینوں سے علی الترتیب نزول فرما کر اس کائنات کی گلشن آرائی فرمائی ہے۔ انھیں تنزلات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ " تنزل " تصوف کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ اور اپنے استعمال میں لغوی معنی سے بالکل ہٹی ہوئی ہے۔ لغت میں اوپر کی منزل کو چھوڑ کر نیچے کی منزل میں آجانے کا نام تنزل ہے۔ مثلاً ایک افسر کا تنزل کلرکی میں ہوجائے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ وہ اب افسر نہ رہا بلکہ کلرک ہو گیا۔ اوپر کی منزل سے نیچے کی منزل میں اُتر آیا۔ چنانچہ اوپر کی منزل اس سے خالی اور نیچے کی منزل اس سے پُر ہو گئی۔ مگر صوفیائے کرام کی اصطلاح میں تنزل کے یہ معنی نہیں ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے۔ کہ وجود جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ اَلآنَ کَماَ کاَنَ۔ یہ جملہ تغیرات شہودی اور اعتباری ہیں۔ خواہ وہ علمی ہوں یا عینی۔ جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ جملہ تنزلات مشہود میں واقع ہوئے ہیں۔ نہ کہ وجود میں تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے۔ کہ تنزلات اعتباری ہیں نہ کہ حقیقی۔ ان تنزلات کو کبھی تعینات' کبھی تجلیات' کبھی تقیدات اور کبھی اعتبارات بھی کہتے ہیں۔ تنزلات ستہ تصوف کا ایک ایسا بنیادی مضمون ہے۔ جس کے سمجھنے پر ہی تصوف کے بیشتر مسائل کا سمجھنا موقوف ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو اس کے سمجھے بغیر تصوف کو سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

چھٹا مکتوب

قاضی محسن سد ہوری کیجانب (اور یہ مکتوب) صوفیائے کرام کی حیاتِ طیبہ' ان کی کتابوں کے مطالعہ' صوفیائے کرام کے مراتب' صوفیائے کرام کی صحبت کے اثرات اور شیخ اکبر کے اقوال پر مشتمل ہے۔

۷ واں مکتوب

شیخ سلمان مندوی کی جانب (اور یہ مکتوب) مذاہب کے تقاضوں کے مطابق لفظِ احد کے معانی' جو ذات اس کی جانب کوچ کرے بحسب شریعت و حقیقت ان کے مراتب اور بعض اہم نکات نفس الامر میں حیّز و شرکت پر مشتمل ہے۔

۸ واں مکتوب

شیخ راجا کی جانب (اور یہ مکتوب) خواب دیکھنے کے بیان میں جو کہ حضرت قدوۃ الکبرا نے سپرد فرمایا' کیفیت' خفی اشارے پر ان کی ارادت میں آنے' دوست کا اپنے مال و جان کے ساتھ آنے' پیر کا مرید کی طرف آنے اور مرید کا پیر کی طرف جانے پر مشتمل ہے۔

۹ واں مکتوب

شیخ فرید کی جانب (اور یہ مکتوب) ارادتِ پیر کی شرائط' راہ پانے والوں کی ہدایت' ربط سرور اور بے سرور سلوک کا فرق' پیر پکڑنے کی شرائط' پیر اور صاحب ہدایت کی شرائط پر مشتمل ہے۔

۱۰واں مکتوب

شیخ عبدالوہاب کی جانب (اور یہ مکتوب) نماز تہجد کے احوال اور شب بیداری کے اثبات پر مشتمل ہے۔

۱۱واں مکتوب

شیخ خیر الدین سدھوری کی جانب (اور یہ مکتوب)خلوت وعزلت کے معنی 'ریاضتِ نفس'اسبابِ راہ کی بہترین شرائط اور سحری میں اٹھنے کے فوائد پر مشتمل ہے۔

۱۲واں مکتوب

مولانا صفی رودولی کی جانب (اور یہ مکتوب) قبورِ اکابرین کی زیارت کے فوائد اور راہِ سلوک کی ترغیب و تحریص پر مشتمل ہے۔

۱۳واں مکتوب

شیخ سماء الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) شدائدو ایذا میں صبر و تحمل اور شدائد وایذا کے مفہوم پر مشتمل ہے۔

۱۴واں مکتوب

شیخ محمود کی جانب (اور یہ مکتوب) ضربات متعددہ' ذکر نفی و اثبات اور ذکر میں استغراق پر مشتمل ہے۔

۱۵واں مکتوب

شیخ الاسلام کی جانب جو بارہ خلفاء میں سے ایک ہیں۔ (اور یہ مکتوب) سالک کا اپنے آپ کو راہِ حق میں رکھنا، اپنے آپ کو طہارتِ ظاہری و باطنی سے آراستہ کرنا، راہِ سلوک میں حصولی اور انوار کا دیدار کرنا اگرچہ اس کے وضو میں سے ہو۔ پر مشتمل ہے۔

۱۶واں مکتوب

شیخ معروف الدیمونی کی جانب (اور یہ مکتوب) اطوار سبعہ، انوار تسعہ، سلوکِ الٰہ کے انوار میں سے کسی راہِ نور میں سالک کی آزمائش، جنّوں کا نمودار ہونا جو کہ سلاطین اور عمدہ پردہ نشینوں کے ازدہام کا سبب ہے۔ اور صاحب قرآن کا مشہدِ رضویہ موسویہ اور جمیع ائمہ محفوظین کے بیان پر مشتمل ہے۔

۱۷واں مکتوب

شیخ رکن الدین جونپوری کی جانب ہے۔ شیخ رکن کی جانب سے حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے چند احوال کی سفارش، خرقہ و امامت عطا کرنے، حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بیان کردہ اطوارِ سبعہ [1]، تا تمام سلوک اور شیخ مجد الدین بغدادی و سلطان العارفین کی جانب سے عقیدۂ سالک کے اثبات کیلئے انوارِ اکابر میں تفرقہ پر مشتمل ہے۔

---

[1] اطوار سبعہ اور انوار تسعہ مکتوب ھذا میں موجود ہے۔ اس لئے اس پر قدرے گفتگو اسی مکتوب کے ضمن میں کی جائیگی۔

۱۸واں مکتوب

شیخ آدم دونیروی کیجانب انکے خط کے جواب میں ہے۔ (اور یہ مکتوب) لا الہ الا اللہ محمد رسول کلمہ کے جوازی روایت اور حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے برعایت اعراب پڑھنے کے بیان پر مشتمل ہے۔

۱۹واں مکتوب

شیخ محی الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) وحدۃ الوجود' ان اکابرین کے اسماء جو اس مسئلہ میں موافقت رکھتے ہیں۔ نہ کہ مخالفت اور حضرت قدوۃ الکبرا کے بعض تصنیفات کے عذر جو اصطلاح صوفیہ میں ہے کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۰واں مکتوب

میر صدر جہاں کی جانب (اور یہ مکتوب) لفظِ عذاب کے استفسار کے بیان میں ہے۔ جو کہ صاحب فصوص الحکم نے بیان فرمایا ہے۔

۲۱واں مکتوب

میر صدر جہاں کی جانب (اور یہ مکتوب) سادات افطونیاں کے نسب کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۲واں مکتوب

ملک العلماء قاضی شہاب الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) فرعون کی موت اور اسکے طاہر و مطہر ہونے کے بیان پر مشتمل ہے۔[1]

۲۳واں مکتوب

سلطان ابراہیم کی جانب (اور یہ مکتوب) حضرت خواجہ خسرو دہلوی کے بیت کے متعلق استفسار پر مشتمل ہے۔

۲۴واں مکتوب

سلطان ابراہیم کے خط کے جواب میں ہے۔ (اور یہ مکتوب) چنگیز خان کے احوال، اسلامی اقتدار کے سبوتاژ کرنے، شہر کو ویران کرنے اور خلقِ خدا کے قتلِ عام کرنے کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۵واں مکتوب

شمس الدین اودھی کی جانب (اور یہ مکتوب) لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیٔی" کے استفسار پر مشتمل ہے۔

۲۶واں مکتوب

سید تاج الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) منصب قضا اور اس کے آداب کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۷واں مکتوب

---

[1] اس مکتوب کو محدث علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں بھی نقل فرمایا ہے۔ پاکستان میں اردو اخبار الاخیار مطبوعہ دارالاشاعت کے صفحہ ۲۳۶ میں ہے۔

شیخ فرید الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) مشائخ گذشتہ کے احوال اور حکمائے سالفہ جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی تعلیم سے طبابت لی ہو۔ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۸واں مکتوب

ہوشنگ خان کی جانب عریضہ کے جواب میں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے التفات کہ سلطنتِ معدن، ملوک روزگار کے احوال، سلاطین نامدار کے آثار، چند نصیحتیں جو امور سلطنت کے استحکام کا سبب ہیں، سیرِ مملکت کا اہتمام، عدالت، شرائط، ارادت و نیابت اور صدارت و وکالت کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۹واں مکتوب

شیخ عماد الدین تندوینی کی جانب (اور یہ مکتوب) حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نسبت کی سفارش اور چند بلند مقامات کے ایثار پر مشتمل ہے۔

۳۰واں مکتوب

مولانا کریم الدین رودولی کی جانب (اور یہ مکتوب) سلوک کی ترغیب و تحریص، حکایات حضرت شیخ عمر اور چند آیات قرآنیہ مع عبارات مختلفہ پر مشتمل ہے۔

۳۱واں مکتوب

شیخ مبارک گجراتی کی جانب (اور یہ مکتوب) حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی کے بیت کے معانی پر مشتمل ہے۔

۳۲واں مکتوب

سید حمید الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) ساداتِ ہندوستان کے نسب کے استفسار اور علمائے نسب کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

۳۳واں مکتوب

شیخ رکن الدین شاہباز کی جانب (اور یہ مکتوب) اطوار ثلاثہ جو کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح ہے۔ بعض اشتغالی 'کچھ فتوح و نذور استقبالی' ولایت پناہ حضرت پیر درگاہ کے ازدہام اور کچھ خانقاہ سے متعلق امور پر مشتمل ہے۔

۳۴واں مکتوب

ملک محمود کی جانب جو خالص اصحاب میں سے ہیں۔ (اور یہ مکتوب) مرمتِ روضہ کے اصحاب جو کہ پانچ سو درویش کے ساتھ کام میں مشغول رہے۔ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۳۵واں مکتوب

شیخ جہاں گجراتی کی جانب جو بارہ خلفاء میں سے ہیں۔ (اور یہ مکتوب) دنیا کی مذمت اور ایثار قبول کرنے پر مشتمل ہے۔

۳۶واں مکتوب

قاضی اسحٰق اور قاضی محمد دہیر ناروی کے عریضہ کے جواب میں ہے۔ (اور یہ مکتوب) مادر محترمہ کی معصیت سے بچنے 'ان کیلئے خاص ہونے' خلق خدا کو ایذا پہنچانے سے بچنے خواہ فعلی ہو خواہ قولی ہو پر مشتمل ہے۔

۳۷واں مکتوب

سید جمال الدین سکندر کی جانب (اور یہ مکتوب) اوقاتِ مکروہہ میں وظائفِ متروکہ اور کچھ ابلیس کا بیان جو سالک کو عرشِ رحمان اور شیطان سے ظاہر کر دے۔

۳۸واں مکتوب

شیخ فرید کے خط کے جواب میں (اور یہ مکتوب) اذکار ثلاثی قلندریہ اور قلندریہ حیدریہ کے متعلق استفسار پر مشتمل ہے۔

۳۹واں مکتوب

صدرالدین کی جانب (اور یہ مکتوب) حضرت ابو سعید ابو الخیر کی رباعی سے متعلق استفسار پر مشتمل ہے۔

حورا بنظارہ نگارم صف زد * رضوان بہ تعجب کف خود بر کف زد
یک خال سیہ براں رخاں مطرف زد * ابدال زبیم بر مصحف زد

ترجمہ: حوران و رضوان صفیں باندھ کر نظارہ کر رہے ہیں۔ اور تعجب سے اپنی ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی پر مارتے ہیں۔ ایک سیاہ تل اور اس پر

مختلف رنگ ابدال بڑی بیاض کے ڈھنگ سے مصحف پر مارتے ہیں۔

۴۰واں مکتوب

شیخ مظفر شمس الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) کلمۂ قدسیہ میں توفیق کے استفسار اور مشہور مقولہ اولیائی تحتَ قبَائِی وَالوَلِی یَعرِفُ الوَلِیَّ پر مشتمل ہے۔

۴۱واں مکتوب

شیخ مظفر کی جانب (اور یہ مکتوب) کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا کے استفسار میں اور اس پر سوال و جواب، کلام قدسیہ کی صورت، جلال و جمال ہر ایک سے معنی مراد کے بیان پر مشتمل ہے۔

۴۲واں مکتوب

سالار صیف الدین انجولی کی جانب (اور یہ مکتوب) بعض فرقہ سے

لے جلالی وہ اسماء و صفات ہیں۔ جو قہر سے متعلق ہیں۔ مثلاً قہار وغیرہ۔ جمالی وہ اسماء و صفات ہیں۔ جو مہر سے متعلق ہیں۔ مثلاً رحمٰن وغیرہ۔ اس تقسیم میں اعتبارات ملحوظ ہوتے ہیں۔ ورنہ ہر اسم جلالی بھی ہے۔ اور جمالی بھی۔ بعض اعتبارات سے جلالی ہوتا ہے۔ اور بعض اعتبارات سے جمالی۔ ہر جلال کیلئے جمال اور ہر جمال کیلئے جلال لازمی ہے۔ ہر جمال شدت ظہور سے جلال ہو جاتا ہے۔ اور ہر جلال خفت ظہور سے جمال بن جاتا ہے۔ آفتاب کی روشنی نسبتاً جلال ہے۔ لیکن جب یہ روشنی مزید بعدت سے یا ابر کی چھانی سے یا چاند کے توسط سے آرہی ہو۔ تو اس میں ایک طرح کا جمال پیدا ہو جاتا ہے۔ انگارہ دُور سے کس قدر خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ جو جمال کی ایک شان ہے۔ لیکن وہ جتنا قریب ہوتا جائیگا۔ جلال بھی اسی تناسب سے بڑھتا جائیگا۔ جامۂ جلال ذاتِ حق پر زیادہ زیب دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے خود فرمایا اَلتَّکَبُّرُ رِدَآئِی یعنی تکبر میری چادر ہے۔ اور اسی وجہ سے اسم ذات کے ساتھ جل جلالہ کہہ کر جلال ہی کو اس سے منسوب کرتے ہیں۔ حَسُنَ جَمَالُہٗ، نہیں کہتے۔ ۱۲ اشرفی۔

استغاثہ' احوال رجال الغیب ' اعمالِ لاریبیہ کی طرف اضافت' حضرت خضر علیہ السلام کے کچھ احوال' چند سال گذر جانے کے بعد انکے دانتوں کا نیا ہونا' رجال الغیب کے التزام کے طریقے' کامیابی وعسا کر کے فتوح کہ صاحب قرآن نے معرکہ حضرت دہلی میں فتح حاصل کی' کے بیان پر مشتمل ہے۔

۴۳واں مکتوب

نور حذقۂ سیادت نور حدیقۂ' نقبا' زبدۃ الآفاق سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی جانب (اور یہ مکتوب) مراتب ظہور محالئ صدور کی تفصیل جو حضرات خمس سے ظاہر ہو اور کچھ مراتبِ منتھانہ کے ایثار سے اور مناصب واصلات کے نثار پر مشتمل ہے۔

۴۴واں مکتوب

حاجی عبد الوہاب کی جانب (اور یہ مکتوب) اجرام سماویہ کے تاثیرات اور حلقۂ انسانیہ علویہ وسفلیہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۴۵واں مکتوب

سلطان ابراہیم کے خط کے جواب میں (اور یہ مکتوب) استمداد اور بنگال کی طرف استجارۂ لشکر کشی کیلئے' حضرت قطب عالم کے استغاثہ' اسی طرح کا خط حضرت قدوۃ الکبرا کی بارگاہ میں روانہ کرنے' کافر کے ظلم وخروج سے استغاثہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔

۴۶واں مکتوب

جواب نامہ متبرکہ جو حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خانہ منورہ کی طرف ہے۔ کافر کے ظلم و خروج پر استغاثہ' اکابر بنگال کی دلجوئی اور حضرت قدوۃ الکبرا کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام سے ایں دم انبیاء و اولیاء کے عشق کی مثال پر مشتمل ہے۔

﴿ ۴۷واں مکتوب ﴾

شیخ حُسین کی جانب (اور یہ مکتوب) سالکان کو راہِ ولایت میں صبر کرنا اور مخلوقِ خدا کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کے بیان پر مشتمل ہے۔

﴿ ۴۸واں مکتوب ﴾

حضرت کبیر سرہر پوری کی جانب (اور یہ مکتوب) استمداد' تفویضِ ولایتِ ہندوستان حضرت کبیر' معلومات کیلئے بھیجنا اور اولاد و احفاد کو تحریر لکھنے کے بیان میں ہے۔

﴿ ۴۹واں مکتوب ﴾

فرزند ارشد شیخ عبداللہ کی جانب (اور یہ مکتوب) دلائلِ عشق و مراتب مع چند نکات عشق سے متعلق اور حضرت شیخ روزبھان کے مناقب کے بیان پر مشتمل ہے۔

۱۔ ارادے کے نویں مرتبے کو عشق کہتے ہیں۔ مرتبہ عشق میں عاشق معشوق کو دیکھتا ہے۔ مگر پہچانتا نہیں۔ مَا عَرَفنَاكَ حَقَّ مَعرِفَتِكَ۔ معشوق کو دیکھ کر عاشق میں از خود رفتگی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ سمندر کی طرح اتھاہ ہو جاتا ہے۔ تلوین ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ اور تمام تمکین پر فائز ہو جاتا ہے۔ قیس عامری کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ جب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۵۰واں مکتوب

حضرت شیخ قطب الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) اقوال فرقہ ' بدایہ خرقہ اور خلیفہ ہونے کے بیان پر مشتمل ہے۔

۵۱واں مکتوب

مولانا علاّم الدین جائسی کی جانب (اور یہ مکتوب) حضرت قدوۃ الکبرا کی اُن پر مہربانی تکلیف کو رفع کرنے ' ارشاد میں لطف و مہربانی ' تین شیوخ اور حضرت شیخ نجم الدین کبراؒ اور شیخ روز بھان رضی اللہ عنہما کے واقعہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۵۲واں مکتوب

سید نظام الدین بریلوی کی جانب (اور یہ مکتوب) توحید و معرفت

(بقیہ حاشیہ) اس کے قریب سے گذرتے ہوئے لیلیٰ نے اس کو دعوتِ کلامی دی۔ تو مجنوں نے اس سے کہا "میرا راستہ چھوڑ دے اور مجھے لیلیٰ ہی میں مشغول رہنے دے۔" حالانکہ اسوقت خود لیلیٰ اس سے مخاطب تھی۔ یہ وصل و قرب کا انتہائی اعلیٰ مقام ہے۔ اس میں عارف اس چیز ہی کا انکار کر دیتا ہے۔ جس کی اس نے شناخت کی تھی۔ پھر نہ کوئی عارف رہتا ہے اور نہ معروف۔ نہ عاشق نہ معشوق ' صرف عشق باقی رہ جاتا ہے۔ جو ذاتِ محض کا نام ہے۔ جس کا نہ اسم ہے نہ رسم۔ نہ نعت نہ وصف۔ بقول جگر مرادآبادی۔

نہ اسم نہ جسم نہ اینم نہ آنم
چہ رازِ عیاں نم چہ سرِ نہانم

ترجمہ: نہ اسم ہوں نہ جسم ہوں نہ یہ ہوں نہ وہ ہوں۔ کیا رازِ عیاں ہوں کیا سر نہاں ہوں۔

کے مراتب، بسیط و مراکب کے معانی اور استمداد کے واقعات پر مشتمل ہے۔

۵۳واں مکتوب

سید علم الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) استمداد و استحفاظ قصہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۵۴واں مکتوب

شیخ حسام الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) مقراض و طریق اور ارادۂ کلمہ کے ذکر پر مشتمل ہے۔

۵۵واں مکتوب

شیخ سعدالدین کی جانب (اور یہ مکتوب) سلاسِل اربع عشر یہ در سلسلہ اویسیہ اور حضرت شیخ بدیع الدین الملقب شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۵۶واں مکتوب

صیف خان حسام الدین کے عریضہ کے جواب میں ہے۔ اہل ولایت کے دفتر میں اسم کا ثبوت اور ارباب استعارہ کے دیباچہ میں نام کے ثبوت پر مشتمل ہے۔

۵۷واں مکتوب

صیف خان مذکور کی جانب حضرت شیخ شمس الدین اودھی کی

سفارش کی بنا پر۔

۵۸ واں مکتوب

شیخ سدہا کے عریضہ کے جواب میں ہے۔

۵۹ واں مکتوب

شیخ شمس الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) شیخ سدہا کی سفارش پر اور خاندان میں پناہ دینے کے بیان پر مشتمل ہے۔

۶۰ واں مکتوب

شیخ جمال اودہی کی جانب (اور یہ مکتوب) اصحابِ خاص کے فقر و غنا کے بیان پر مشتمل ہے۔

۶۱ واں مکتوب

نقیب السادات سید طاہر کے خط کے جواب میں ہے (اور یہ مکتوب) اسم سیادت کے اطلاق حضرت علی رضی اللہ عنہ مع امامین و سبطین رضی اللہ عنھم کے بیان پر مشتمل ہے۔

۶۲ واں مکتوب

سید طاہر مذکور کے خط کے جواب میں ہے۔ جس میں بارہ اماموں کے نام' القاب' کنیّات ' تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کا بیان ہے۔

۶۳ واں مکتوب

شیخ اصیل الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) طبل و علم کے جواز میں۔

۶۴واں مکتوب

شیخ عزیز اللہ کی جانب ہے۔ (اور یہ مکتوب) عشرہ مبشرہ سے متعلق استفسار پر مشتمل ہے۔

۶۵واں مکتوب

شیخ جمیل الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) احوالِ اذکار و اقوالِ اطوار اور بعض فتوح و نذور برائے خاندان شریف پر مشتمل ہے۔

۶۶واں مکتوب

مخدوم زادہ شیخ قطب الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کی جانب (اور یہ مکتوب) ارسال بعض فتوح و نذور برائے خاندان پر مشتمل ہے۔

۶۷واں مکتوب

نقیب النقباء و نجیب النجباء حضرت رضیی الملۃ والدین (دعوات مشتاقانہ و تحیات مخلصانہ) نسبت سید تاج الملۃ والدین، سید شمس الدین، سید محمد زاہد، سید قاضی اور سید شہاب الدین کے یہ تمام کے تمام سلسلہ کے بھائی ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ فتوحاتِ متنوعہ اور نذورات متفرقہ ہیں۔

۶۸واں مکتوب

زبدۃ الاماثر شیخ ناصر کی جانب (اور یہ مکتوب) نوادر غریبہ اور مشائخ

معمریہ کے بعض تبرکات کے استفسار کے جواب پر مشتمل ہے۔

۶۹واں مکتوب

شیخ محمد عینی کے اُصول اور آنجناب سے صادر عجائب کے بیان میں ہے۔

۷۰واں مکتوب

شیخ عبدالعزیز لکھنوی کی جانب (اور یہ مکتوب) احوالِ ولایت، تفویضِ مقامات اور اُن کے انواع واقسام ولایت کے بیان پر مشتمل ہے۔

۷۱واں مکتوب

قاضی محمد سدھوری کی جانب ہے۔ اس میں اشتغالِ مختلفہ اور خطرات سے متعلق سوالات ہیں۔

۷۲واں مکتوب

شیخ نجم الدین کی جانب اس سبب سے جو انھوں نے مقامات اشرفیہ علائیہ از اصحاب و احباب کے بارے میں استفسار کیا۔ اور فرزند ارشد علی الاطلاق سید عبدالرزّاق کے احوال و مقامات متعینہ کے بارے میں استفسار پر مشتمل ہے۔

۷۳واں مکتوب

شیخ نظام الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) سماع کے جواز اوقاتِ

صوفیہ اور حالات طائفہ بلند رتبہ سے متعلق استفسار کے جواب پر مشتمل ہے۔

﴿ ۴۷ واں مکتوب ﴾

قیام الدین کی جانب (اور یہ مکتوب) ابیاتِ مشکلہ کا حل، ارباب تصوف کے لطائف اور اصحاب تعرف کے بیان پر مشتمل ہے۔

﴿ خاتمہ ﴾

(اور یہ) سلاسلِ مشائخ اور ان کے ناموں کے اندراج، ملوک مجدول اور اس کے تواریخ زمانہ کیومرث سے زمانہ صاحب قرآن تک خواجہ افضل الدہر رشید الدین نے حضرت قدوۃ الکبرا سے سلاسلِ اولیائے روزگار حضرات خلفائے راشدین تا یوم الاخیر کے بارے میں استفسار کیا اس بیان پر مشتمل ہے۔

﴿ تتمہ ﴾

بحر الانساب مفخر الالقاب کے اولاد امامین اور احفاد ہمامین شریفین سبطین مرحومین مقتولین رضی اللہ عنھم کے مشیخیت ائمہ اثنا عشریہ زمانہ ملوک کے مطابق پر مشتمل ہے۔ ان لوگوں کا زمانہ طول ہے۔ اور بارہ اماموں کی اولاد کی اولاد کا زمانہ ان کے بعد کم ہے۔ نقبا و نجبا سے ارباب مناصب ہوئے۔ بہر حال ہر زمانہ ان کا محتاج رہا ہے۔

تکملہ

خلفائے عباسیہ' بنوامیہ' کیومرث کے زمانہ سے کچھ احوال' شداد' کیانیہ' اسکانیہ' سامانیہ' راسدیہ' بنواللیث غوریہ کی بادشاہت' سلجوقیہ' خوارزمیہ' اتابجیہ' سلغرایہ اسماعلیہ اور چنگیز خان کے بیان پر مشتمل ہے۔

اصحاب کی طرف سے پریشانی یہ ہے کہ الفاظِ متبرکہ اور انماطِ منورہ جو کہ مکتوباتِ اول میں تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا پر توئے ولایتِ غوثیہ سے جو صادر ہوئے تھے۔ اس میں خطا نہیں تھی۔ مشائخ کے سلاسل اور اکابر کے زمانے بحر الانساب اور طبقات سلوک میں غیر مفتحہ ہیں۔ کتب صوفیہ اور بلند پایہ گروہ کے رسائل کے تتبع سے لطائف اور تاریخ مثلاً طبقات ناصریہ و زیدیہ اسی کے مثال پایا۔ دوائر مجدول کا درج کرنا عبارت نقل کرنے میں قلم کی خطا ہے۔

قطعہ

قلم چوں بدست ارادت بود * رقم زیر و بالا چوا فتد ز پای

بباید بر آراستن از صواب * کہ خالی نہ باشد جہاں از خطایا

ترجمہ: قلم جب ارادت کے ہاتھ میں ہو۔ تو تحریر زیر وبالا قدم کی طرح پھسلتی ہے۔ چاہیئے کہ درستگی سے سجائیں۔ کیونکہ دنیا خطا سے خالی نہیں ہے۔

افضل الاصحاب السنی حضرت شیخ نظام الدین یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوباتِ اول کی جمع کی تاریخ موجود ہے۔ (یعنی ۷۸۷)

﴿ قطعہ ﴾

نظام الدین کہ از درج لطائف * در و گوہر چو مکتوبات آورد
چوں مرقومات عرفان جمع کردہ * بتاریخ مرقومات آورد

ترجمہ: جب حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف کے درج سے دُرّ و گوہر جیسے سے مکتوبات لایا۔ جب عرفان کے مرقومات کو جمع کیا۔ تو مرقومات کی تاریخ آئی۔

مرقومات کو دوبارہ بارادۂ کاتب جمع کیا۔ اور اس امر شریف کے عہدہ سے کاتب بری الذمہ ہوا۔ اور اس کی تاریخ یہ ہے۔ (یعنی ۸۶۹)

﴿ قطعہ ﴾

زہے آں خامہ دست ارادت * کہ از و راز مرقومات آمد
چو مرقومات ثانی یافت ترکیب * پیۓ تاریخ مکتوبات آمد

ترجمہ: کیا خوب ہے دستِ ارادت کا وہ قلم کہ اس سے مرقومات کا راز آیا۔ جب مکتوبات دوسری مرتبہ ترکیب پا رہا تھا۔ تو اس کے بعد مکتوبات کی تاریخ آئی۔[1]

---

[1] اس میں تمام مکتوب حضرت سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ یہ مکتوبات وہ گرانقدر سرمایۂ دروشیاں ہیں۔ جسے بحرِ تصوف حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے اپنے ارادت مندوں کی طرف مسائل تصوف وغیرھا بشکل مکتوب عنایت فرمایا۔ ان میں سے کچھ مکتوبات کو اولاً حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ سن ۷۵۰ھ میں حضرت کے بیعت و ارادت میں داخل ہوئے) نے جمع فرمایا۔ لیکن کتابت کی شکل میں نہیں تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) ان مکتوبات کی جمع کی تاریخ لفظِ مرقومات سے (۷۸۷) حاصل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت سید عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمۃ نے کاتب سے باقاعدہ کتابی شکل میں جمع کروایا۔ جیسا کہ خطبہ کتاب کے بعد ذکر ہوا۔ اس جمع ثانی کی تاریخ لفظِ مکتوبات سے (۸۶۹) حاصل ہوئی۔ اس اعتبار سے بعض مکتوبات کے مرتب اول حضرت شیخ نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور مرتب ثانی حضرت سید عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور یہ ترجمہ نور العین علیہ الرحمۃ کی جمع کردہ مکتوبات سے پیش کیا جارہا ہے۔ واضح رہے۔ کہ یہ ترجمہ اسی قلمی نسخے سے کیا جارہا ہے۔ جسے سید عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمۃ نے کاتب سے لکھوایا تھا۔ مرشدِ گرامی سید محمد اظہار اشرف مدظلہ العالی جب ۱۹۹۹ء میں کراچی کے دورے پر آئے ہوئے تھے۔ تو انھوں نے جامع اشرف لائبریری میں موجود قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی عنایت فرمائی۔ اور اسی فوٹو کاپی سے یہ ترجمہ کیا جارہا ہے۔ بعد میں ایک اور نسخہ مکتبہ عباسیہ سے حاصل ہوا۔ اس نسخے کی فوٹو کاپی معاونت کے طور پر استعمال کی گئی۔ ۱۲ اشرفی۔

پہلا مکتوب

(اثباتِ صانع اور وحدۃ الوجود کا بیان)

برادر اعز ارشد قاضی شیخ عبد الملک درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ قبول فرمائیں۔ اے بھائی حق تعالیٰ جس کو سلوک کی دولت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔ تو اولاً اس کے دل میں پیرِ کامل کی نسبت ارادت اور عامل درویش کی طرف داعیہ مساعدت القا فرماتا ہے۔ قطعہ

کسے راکہ خواہد براہ سلوک * درآورد بلطف وارادت خدای

نخست از ارادت بدل درنہد * کہ آورد ارادت بہ پیر ہدای

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے اپنے لطف و کرم سے راہِ سلوک میں لانا چاھتا ہے۔ اولاً اسکے دل میں ارادت رکھتا ہے۔ تاکہ وہ پیر ہادی کی ارادت میں آئے۔

بمقتضائے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ[1] اور بمقتضائے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ[2]۔ ارادت کا ہاتھ مشائخِ روزگار میں سے کسی کے ہاتھ پر رکھتا ہے۔ اور انابت کا قدم شیخِ ہدایت کے سیدھے راستے پر لاتا ہے۔ دلائلِ صانع کے حفظ اور دلی کے شمائل میں اور ان کی بدولت پیروں کی مضبوط تقلید میں آتا ہے۔ اور اس کی ہمت وادیٔ تردید سے باہر آتی ہے۔ کہ بعض علمائے محققین اور بلغائے کاملین کے نزدیک تقلید فاسد کا مقلد مؤمن نہیں رہتا۔ قطعہ

چوں خواہی کہ درراہِ ایماں روی * نخستیں ز تقلید پیروں بر آی

---

[1] پ ۶ مائدہ ۳۵۔ ترجمہ: اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

[2] شیخ اپنی قوم میں (ایسے ہیں جیسے) نبی اپنی امتی میں۔

کہ نزدیک بعضے اصحاب دین * بتقلید ایماں نیا بد بجای

ترجمہ: جب تو ایمان کے راستے پر چلنا چاہے۔ اولین تو تقلید سے باہر آئے بعض اصحاب دین کے نزدیک ان کی تقلید سے ایمان نہیں رہتا۔

اصحابِ خبر و اربابِ فکر پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ موجوداتِ ممکنہ اور ممکناتِ موجودہ کیلئے اس کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔ یہ تُو خود کی خودی میں پائیگا۔ جب تو اپنے آپ کو وجود کے صحرا میں رکھے گا۔ اور عدم کی مدد جو نمود کے میدان سے آتی ہے کشادہ نہیں ہے۔ قطعہ

یا رای در وجود و عدم * کہ عدم در وجود بنہد پائی

یا وجودش راہ عدم گیرد * از وجود و عدم نیا وردای

ترجمہ: وجود و عدم میں مددگار کہ عدم وجود میں رکھ کر تو پائیگا یا اس کا وجود راہِ عدم پکڑتا ہے۔ کہ وجود و عدم سے نہیں آتا۔

وجود[1] و عدم کیا ہیں؟ نہ بمقتضائے وجود واجب الوجود ہے نہ بمقتضائے عدم ممتنع الوجود ہے۔ اس کی شان یہ ہے۔ کہ اگر مقارنِ وجود مرجح ہو تو موجود ہے۔ عدم مرجح ہو۔ تو معدوم ہے۔ قطعہ

وجود و عدم را ارجح تریں شد * وجود و عدم را وجود

وجود و عدم با ہم آیند وجود * و عدم از بہم آرند نمود

---

[1] یہاں سے وجود و عدم کی بحث شروع ہو رہی ہے۔ اس لئے ان دونوں کا مفہوم سمجھ لینا مناسبِ مقام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی پہلی صفت 'صفتِ وجود ہے۔ وجود گوشت 'پوست 'ہڈیوں اور خون کا نام نہیں ہے۔ دورانِ گفتگو ہم کہتے ہیں کہ میرا جسم کمزور ہو گیا ہے۔ یا میرے اعضاء متناسب ہیں۔ یا میرا خون بہہ رہا ہے۔ گویا ہم یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم کچھ اور ہیں۔ اور ہمارا جسم کچھ اور ہے۔ جیسے ہم کہیں کہ یہ میرا مکان ہے۔ یہ میرا کمرہ ہے۔ یہ میری کتاب ہے۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ : وجود و عدم اگر راجح ترین ہو۔ تو وجود ہے۔ وجود و عدم با ہم آئیں۔ تو بھی وجود ہے۔ اور اس سے عدم آئے تو نمود ہے۔

پس یہ سب کسی قادر کے وجود سے ہے۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اور وہ عبارت ہے۔ اس ذات سے کہ اس کا وجود اس کے ذات ہی سے ہے۔ وگرنہ غیر سے مستفاد ہو گا۔ تو عاجز ہو گا۔ خود بخود موجود ہو۔ نہ کہ وجود سے آئے۔ وگرنہ ناقص ہو گا۔ تو اس سے محتاج ہونا لازم آئیگا۔ اِذِالْکامِلُ بِالزَّائِدِ نَاقِص" وَالنَّاقِصُ لاَیَکُوْنُ اِلاَّ مُحْتَاجًاوَ الْمُحْتَاجُ لاَ یَکُوْنُ اِلاَّ عَا جزًا۔ ترجمہ : جب کامل بالزائد ناقص ہے۔ اور ناقص محتاج ہو تا ہے۔ اور محتاج عاجز ہو تا ہے۔ اس لئے قادر نہ ہو گا۔ قطعہ

(بقیہ حاشیہ) کہ جسے ہم نے اپنا کہا ہے۔ وہ کچھ اور ہے۔ اور ہم کچھ اور ہیں۔ وجود کا مفہوم "الوجود شدن" یعنی وجود کے معنی ہیں "ہونا" یوں سمجھئے کہ "ہست و نیست" وجود و عدم ہست "ہونا" ہے۔ نیست "نہ ہونا" ہے۔ ہم کہیں کہ زید ہے یا زید نہیں ہے۔ ہم نے زید پر ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔ گویا ہونا یا نہ ہونا زید کی صفت ہے۔ یہ الگ بحث ہے۔ کہ یہ صفت عین ذات ہے۔ یا غیر ذات۔ اگر پہلے ہم اللہ تعالیٰ کی صفت وجود کو نہ مانیں۔ تو ہم اس کو نہ سمیع و بصیر مان سکتے ہیں نہ حی و قیوم نہ علیم و خبیر مان سکتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت پر ایمان نہیں لایا جا سکتا ہے۔ جب تک کہ اس کی صفت وجود کو نہ تسلیم کر لیا جائے۔ اس لئے مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے اثبات الوہیت کے بیان میں صفت وجود کو بیان فرمایا۔ رہی یہ بات کہ صفت وجود عین ذات ہے۔ یا غیر ذات۔ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ اگر ذات کا "وجود" ہے تو ذات ہے۔ اگر وجود نہیں ہے۔ تو ذات نہیں ہے۔ ذات کا ہونا ہی تو ذات ہے۔ گویا ہم صفت وجود کو غیر ذات نہیں مانتے۔ بلکہ عین ذات مانتے ہیں۔ یا یوں کہیئے کہ صفتِ وجود وہ صفت ہے۔ جو عین ذات ہے۔ اس مقام پر شرک کا مفہوم بھی واضح ہو گیا۔ کیونکہ ہم بندوں کو ممکن الوجود مانتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود۔ اس فرق کے پیش نظر بندہ اور رب میں مشارکت نہیں ہے۔ اور جب مشارکت نہیں ہے۔ تو شرک بھی نہیں ہے۔ اس مختصر سی بحث کو اگر ذہن نشین کر لی جائے تو مکتوب کے مضامین سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ ورنہ یہ بحث خالصتاً علم کلام کی ہے۔ جسے عوام الناس کو سمجھنے میں دشواری ہو گی۔ ۱۲ اشرفی

اگر کامل ز راند کشت کامل * نباشد کامل او ناقص عیاں تست
ز نقصانے بود محتاج غیرے * ز محتاج بریں عاجز آنست
پس موجد نتواند بود وآں نیست * مگر وجود مطلق چہ ہرچہ داری اوست

ترجمہ : اگر کامل، کامل کھیتی نہ کرے تو اُس کا ناقص ہونا عیاں ہے۔ نقصان سے غیر کی طرف محتاج ہوا۔ اور محتاج سے اُس پر عاجز ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے موجد ایسا نہیں ہو سکتا۔ مگر وجود مطلق اسی کا ہے۔

تحقق اور وجود میں اسی کی طرف محتاج ہے۔ بخلاف اس کے۔ کہ وہ خود بخود موجود ہے۔ اس وجود سے مراد عام وجود ہے یعنی امری عرضی اعتباری۔ کیونکہ نسبتِ قیوم سے وہ خود قائم ہے۔ اور دوسرے بغیر اس کے قائم نہیں ہو سکتے۔ قطعہ

بدوں خود نباشد کہ قائم * قیام دیگرے زو جود تواند
بباید جوہر تابندہ از خویش * کہ عرض عام ازاں چوں آورد

ترجمہ : کوئی بھی اپنے آپ قائم نہیں ہے۔ ہر ایک اس کا محتاج ہے۔ بندہ سے جو جوہر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اسی سے عرض عام ہے۔

مراد اس جگہ یہ ہے۔ کہ وہ (اللہ) ہر نسب وقید سے منزہ ہے۔ اس کی ذات ہر رسم ونمود سے پاک ہے۔ ہر کام اور ہر مراتبِ کمال میں سے ہر مرتبہ کو اسؔ کی حاجت ہے۔ اس کی ذات علو مرتبت میں کسی کی محتاج نہیں ہے۔ تمام کمالاتِ وجودیہ اسی میں ہیں۔ اور تمام جلالات اسی میں ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے جو کچھ غیر کو وجود سے حاصل ہے۔ اور دوسرے کو نمود سے حاصل ہے۔ وہ اصل ہے۔ تحقق ووجود اسی کی ذات پر ہے۔ اور وہ بالذات ہے۔ قطعہ

ہرچہ باشد مرکسے را از وجود * در نمود کون از ہرا قتضای

ذات پاکش را بود از خویشتن * ہر کہ او نبود چنیں نبود خدای

ترجمہ : جس کسی کو وجود سے کچھ حاصل ہے۔ وہ ہونے میں اسی ذات پاک کی طرف محتاج ہے۔ جو کوئی اس کی طرف نہیں وہ ایسا ہو بھی نہیں سکتا۔

وَھٰکَذَا سَائِرُ التَّوَابِعِ لِلوُجُوْدِ اور اسی طرح وجود کے تمام توابع۔ موجوداتِ کونیہ میں جو کچھ حاصل ہے۔ علم و قدرت سے اسی پر ہے۔ اور وہ مکنوناتِ وجودیہ رسم سے اور اس کا نام اور انکشاف اشیائے رسمیہ و انصاف اسمائے قدسیہ کی اصل ہے۔ یَحْصِلُ لَہٗ مِنْ ذَا تِہٖ وَبِذَاتِہٖ فَیَکُوْنُ ھُوَ عَیْنُ الْوُ جُوْدِ اَلْمُطْلَقِ وَ ذَاتُ اَلْمُتَحَقَّقِ "حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لئے اس کی ذات سے اور اسکی ذات کے ساتھ پس وہ وجود مطلق کا عین اور ذات متحقق ہے"۔ اور یہ تمام صفاتِ متعددہ اور اسمائے متعینہ اس کیلئے ہیں۔ اس ذات کو ان اسماء و صفات سے متصف کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ تمام صفاتِ مبارکہ اس ذات کے ہر کمال کیلئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسی پر موقوف ہو۔ یا اس ذات کا معالی یعنی بلند ہونا انھیں صفات پر مترتب ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ سب کمالات دیگر کمالات ہیں۔ وَ لاِ نَّ الْمَوْجُوْدَاتِ لَیْسَتْ مِنْ شَانِھَا اَنْ یَّسْتَفِیْدَ الْوُجُوْدُ بِدُوْنِھَا فَاِنَّھَا عِنْدَ اَشْرَاقِ نُوْرِ الذَّاتِ یَدُوْرُ تَوَسُّطِ الاَ سْمَاءِ وَالصِّفَاتِ تَصِیْرُ مُحْرِقَۃ" وَمُسْتَعِدّمَۃ" لٰکِنَّھَالَیْسَتْ بِمُنْعَد مَۃٍ فَلاَ بُدَّ مِنْھَا وَمِنْ اِتِّصَافِہٖ سُبْحَانَہ بِھَا۔ ترجمہ : موجودات کی شان نہیں ہے کہ وہ اس کے بغیر وجود سے فائدہ حاصل کرے۔ پس نورِ ذات کے اشراق کے وقت اسماء و صفات کے وسط میں گھومتی ہے۔ تو محرقہ و مستعدمہ ہوتی ہے۔ لیکن وہ منعدمہ نہیں ہوتی۔ پس اس

کیلئے (وہ ذات) ضروری ہے۔ اور وہ صفات جن سے حق سبحانہ وتعالیٰ متصف ہے۔ قطعہ

چو خورشید چرخ جہاں آفریں * نباشد ہویداز ابرولای
بسوز دہمہ زرّ ہائے وجود * زانوار خورشید تاباں ضیای

ترجمہ: جہاں آفریں کے آسمان کا خورشید نہ ہو۔ تو آسمانِ ولایت سے قلندروں کی آواز نہ آئے۔ خورشید کے انوار سے چمکدار روشنی وجود کے تمام سونے کو جلادیتی ہے۔

پس ان مقدماتِ واضحہ اور ایراداتِ لائحہ سے ظاہر ہوا۔ کہ تیرے واسطے صانع ہے۔ جس نے تجھے کمالاتِ فائقہ سے موصوف فرمایا۔ اور تیرے واسطے خدا ہے۔ جس نے تجھے اماراتِ لائقہ سے معروف فرمایا۔ قطعہ

نباشد در رہ توحید ایزد * کہ آید مرترا از ہیچ مانع
شدہ معلوم از راہ ادلہ * کہ مصنوعات راپیداست صانع

ترجمہ: اللہ کی توحید کے راستے میں کوئی نہیں ہے۔ جو تجھے صانع کے وجود سے روکے۔ ادلہ کی راہ سے معلوم ہے۔ کہ ہر مصنوعات کیلئے صانع کا ہونا ضروری ہے۔

اس جگہ یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ صانع ازلی[1] وابدی ہے۔ کبھی اسے زوال نہیں ہے۔ اگر وہ ازلی نہ ہو۔ تو ضروری ہے کہ مسبوق بالعدم ہوگا۔ اور جو

---

[1] ازل کی تعریف: زمانہ مقدرہ میں وجود کا قائم رہنا اور جانب ماضی میں غیر متناہی ہونا۔ ابد کی تعریف زمانہ مقدرہ میں وجود کا قائم رہنا اور جانب مستقبل میں غیر متناہی ہونا۔ وجود کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ازلی ابدی ہونا۔ یہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان ہے۔ دوسری قسم نہ ازلی ہو نہ ابدی جیسے دنیا۔ تیسری قسم ابدی ہو۔ ازلی نہ ہو۔ جیسے آخرت۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

مسبوق بالعدم ہو گا۔ وہ خود بخود موجود نہ ہو گا۔ اور اگر ابدی نہ ہو۔ تو ضروری ہے۔ کہ ملحوق بالعدم ہو گا۔ اور جو ملحوق بالعدم ہو گا۔ اس کا مقتضی سے انفکاکِ مقتضی ہونا لازم آئیگا۔ بلکہ عدم سے وجود کا اتصاف اور اس کا انقلاب لازم آئیگا۔ اول ملزوم سے انفکاک لازم موجب ہو گا۔ ثانی اجتماعِ ضدین اور ثالث قلبِ حقیقت ہے۔ اور یہ تینوں محال ہیں۔ پس ضروری ہوا۔ کہ (وہ ذات) ازلی ابدی اور واحد بوحدانیت ہو۔ جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں دلائلُ کے ساتھ موجود ہے۔ اب (اس کے صانع ہونے میں) کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ مگر عدم وَھُوَلَیْسَ بِشَیْ ءٍ پس کوئی چیز جو کہ عدم میں ہو۔ وجود نہیں پکڑتی۔ بیت

عدم موجود گردد ایں محالست * وجود از روی ہستی لایزالست

ترجمہ: عدم موجود ہو یہ محال ہے۔ وجود ہستی سے گذرے تو لایزال ہے۔

پس یہ جگہ اس مسئلے سے خالی نہ ہو گی۔ کہ یہ موجوداتِ ممکنہ یا تو عدم سے پیدا ہوئیں۔ کہ ایک چیز سے دوسری چیز پیدا ہوئی۔ یا عدم کو یہ صورتیں حاصل نہ ہوں۔ یا خود صورت پیدا ہوئی۔ یا ان صورتوں میں سے ہر ایک کیلئے خود تجلی فرمایا۔ مَعَ بَقَائِہٖ عَلٰی مَا ھُوَ عَلَیْہِ مِنَ الْوَحْدَۃِ وَالاَ حَدِیَّۃِ فِیْ اَحَدِ ذَاتِہٖ وَ حَقِیْقَتِہٖ۔ ترجمہ: وحدت اور احدیت سے اپنی ذات اور اپنی حقیقت میں علی ماھو علیہ کی بقا کے ساتھ۔ اول اور ثانی کے محال ہونے میں شک نہیں ہے۔ اس لئے کہ عدم کوئی شے نہیں ہے۔ کہ اسے کسی چیز کا حصہ بنایا جا سکے۔ یا اسے کسی شکل

(بقیہ حاشیہ) ازلی اور ابدی کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے۔ کہ ازلی وہ ہے۔ جس کا شروع معلوم نہ ہو۔ اور ابدی وہ ہے جس کا اختتام معلوم نہ ہو۔ ازلی کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ لَیْسَ نہ ہو اور جو لَیْسَ نہ ہو اس کیلئے وجود علت نہ ہو گا۔ چوتھا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو مسبوق بالعدم نہ ہو۔ اس چوتھے مفہوم کو حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

میں ظاہر کیا جا سکے۔ اور ثالث بھی محال ہے۔ کیونکہ اس سے تجزی اور تبعض لازم آئیگا۔ تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا لِاَ نَّهٗ وَاحِدٌ بِالْوَ حْدَتِ الْحَقِيْقَةِ وَ الْاَحَدِ يَّةِ الذَّا تِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ لَا بِاطِلَا قِ الَّذِىْ هُوَ ضِدٌّ التَّقَيُّدِ بَلْ بِالْاِ طْلَا قِ الَّذِىْ لَيْسَ مَعَهٗ قَيْدٌ نِسْبَتُهٗ تَامَّةُ النَّسَبِ اٰيَةٌ نِسْبَتُهٗ كَانَتْ۔ ترجمہ : اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اس لئے کہ وہ واحد وحدتِ حقیقی کے ساتھ ہے۔ اور احدیتِ ذاتی مطلقہ کے ساتھ۔ نہ اس کے اطلاق سے جو تقید کی ضد ہے۔ بلکہ اس کے اطلاق سے جو قید نسبتِ تامہ کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر بغرض متجزی اور متبعض ہو گا۔ تو ضروری ہے کہ انقلاب وجود عدم سے لازم آئے۔ اس سبب سے عین وجود کا موجد ہونا ثابت ہو گا۔ کہ اس کے علاوہ جز عدم نہ ہو گا۔ قطعہ

زہے آں رتبہ پاکیزہ ذاتے * کہ وصف اندر خوراو جز قدم نیست
قدم دارد بذاتِ خویش دائم * بروں از ذات پاکش جز عدم نیست

ترجمہ : کیا خوب ہے وہ پاکیزہ مرتبہ ذات کہ قدیم ہونے میں طعام کا محتاج نہیں ہے۔ وہ ذات خود بخود قدیم ہے۔ اور اسے عدم نہیں ہے۔

تو افرادِ موجودات میں سے کسی فرد میں حقیقتِ انسانی بالکل یہ نہیں دیکھے گا۔ اور انسان تمام صفات کا حامل بھی نہیں ہے۔ ذاتِ کائنات اصلاً متجزی و متبعض نہیں ہے۔ اور یہ بھی مقرر ہے کہ وحدت اس کی صفتِ نفسی ہے۔ کہ اس کے زوال سے موصوف کا زوال لازم آئیگا۔ پس اس سے ظاہر ہوا۔ کہ وہ خود بخود قائم ہے۔ ان تمام صُوَرِ متمثل اور اشکالِ متشکل کے ساتھ ظاہر ہے۔ مَعَ بَقَائِهٖ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ فِىْ حَدِّ ذَاتِهٖ وَ حَقِيْقَتِهٖ مِنَ الْوَحْدَةِ الْحَقِيْقَتِهٖ

وَالاَحَدِیَّۃِ الذَّاتِیَّۃِ بلا تبدُّلٍ وَّتغیرٍ وَّلاَ تعدُّدٍ وَّلاَ تکثُّرٍ ھٰذا ھُوَ الْعِلْمُ الْخفِیُ وَ الرَّمزُ الْغَیْبِیُ وَاِلَیْہِ اَشارَ حَضْرَۃُ الْمُوْلَوِیّ الرُّومیّ ''اَلْمُستَزَادَ''۔ ترجمہ : اپنی بقا کے ساتھ علی ماھو علیہ حد ذات میں اور اپنی حقیقت میں وحدت سے اور احد ذاتی میں بغیر کسی تبدل، تغیر، تعدد اور تکثر کے۔ یہ وہ علم خفی اور رمز غیبی ہے۔ جس کی طرف حضرت مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مستزاد[1] (اشعار) میں اشارہ فرمایا ہے۔

---

[1]۔ مستزاد اُس نظم کو کہتے ہیں۔ جس میں ہر مصرعہ کے بعد اُسی وزن کا چھوٹا سا ٹکرا بڑھا دیا جائے۔

جیسے ۔ میں ہوں عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہی + کہ ہے غم میری غذا

تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہیں + کھائے غم تیری بلا

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے جس مستزاد کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس مستزاد میں مسئلہ وحدۃ الوجود بیان فرمایا گیا ہے۔ اس لئے مناسب حال ہوگا کہ اس مقام پر وحدۃ الوجود کا مفہوم مختصراً بیان کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ صوفیائے کرام کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وحدۃ الوجود کا قائل ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ وحدۃ الشہود کا قائل ہے۔ اس لئے اولاً وحدۃ الوجود پر کلام کیا جائیگا۔ پھر وحدۃ الشہود پر۔ اس کے بعد دونوں کا تقابل پیش کیا جائیگا۔

لا الہ الا اللہ کا معنی اہل ظاہر کے یہاں یہ ہے کہ '' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے '' جبکہ اہل تصوف کے یہاں اس کا معنی یہ ہے۔ ''لا موجود الا اللہ یعنی اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں'' کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف کرنا شرک اور کفر ہے۔ اس کے بعد یہ بحث چل پڑتی ہے۔ کہ ممکنات اور وجود کائنات کی وجود مطلق وجود باری سے کیا نسبت ہے ؟ صوفیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وجود مطلق ایک ہی ہے۔ جو وجوب 'امکان' قدیم' حادث' مجرد' جسمانی وغیرہ مختلف مظاہر میں ظاہر ہے۔ لیکن ہر مظہر کا جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے۔ اور ہر مظہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے۔ طاہر پر طہارت کا حکم ہے۔ تو نجس پر نجاست کا حکم' مومن پر ایمان کا حکم ہے تو کافر پر کفر کا حکم۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد * گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

ترجمہ : وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے۔ اگر تو مراتب کا فرق نہ کریگا تو زندیقی ہے۔

فتاوی رضویہ میں اعلحضرت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہاں تین چیزیں ہیں۔ توحید' وحدت' اتحاد۔ توحید مدار ایمان ہے۔ اور اس میں شک کفر ہے۔ اور وحدتِ وجود حق ہے۔ قرآن عظیم واحادیث وارشاداتِ اکابرِ دین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ' کفر ہے۔ رہا اتحاد وہ بے شک زندقہ و الحاد اور اس کے قائل ضرور کافر' اتحاد یہ ہے کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ عم گر فرق مراتب نہ کنی زندیق ست حاش للّٰہ الہٰ الہ ہے۔ اور عبد عبد' ہرگز نہ عبد الہ ہو سکتا ہے۔ نہ الہ عبد۔ اور وحدۃ وجود یہ ہے کہ وہ صرف موجود واحد باقی سب ظلال وعکوس ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ کل شیئ ھالك الا وجھه۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اصدق کلمة قالها اشاعر کلمة لبید الا کل شیئ ماخل اللّٰہ باطل۔ سب میں سچی زیادہ وہ بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے۔ کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔ کتب کثیرہ مفصلہ اصابہ نیز مسند میں ہے۔ سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی۔ فاشهد ان اللّٰہ لاشیئ غیره -:- وانك مامون علی کل غائب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں۔ اور حضور جمیع غیوب پر امین ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے انکار نہ فرمایا۔

فتاوی عزیزیہ میں شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا معنی یہ ہے کہ وجود حقیقی (بمعنی ما بہ الموجودیت ہے نہ کہ مصدری معنی) ایک چیز ہے۔ جو واجب میں واجب' ممکن میں ممکن' جوہر میں جوہر اور عرض میں عرض ہے۔ اور اس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہیں۔ جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک پر پڑتی ہیں۔ اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے۔ ناپاک نہیں ہے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح بھی شرع کے مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس وجود حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا ایک جداگانہ حکم ہے۔ اور شرع شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے۔ بعض کو ہادی' بعض کو گمراہ کنندہ' بعض کو واجب الاطاعت اور بعض کو واجب العصیان وغیرہ قرار دیتی ہے۔ یہ سب ذات کے اختلاف کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ شئون اور اعتبارات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں سے اس مسئلے کی صحت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ٥ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ط اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ ترجمہ: عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطراف عالم اور نفس میں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر حق ظاہر ہو جائیگا۔ کیا یہ کافی نہیں ہے۔ کہ تمہارا رب ہر چیز کا شاہد ہے۔ یاد رکھو یہ تو اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف شک میں ہیں۔ سنو! اللہ ہر چیز پر حاوی ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) علامہ سید سعید احمد کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس عنوان پر مضمون دار العلوم امجدیہ کراچی کے گولڈن جوبلی کے موقع پر رفیق علم کے صفحہ ۴۷ تا ۵۱ پر شائع ہوا۔ آپ اختتامی کلمات کے طور پر لکھتے ہیں۔ "بہر کیف اس تمام گفتگو کا مقصد یہ ہے۔ کہ یہ تمام کائنات مجاز ہے فرضی ہے۔ حقیقی وجود صرف اس کا ہے۔ اب غور کیجیے کہ وحدۃ الوجود پر یقین رکھنے والوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شرک کیا۔ کہ یہ چونکہ صرف رب کے وجود کو مانتے ہیں۔ اس لئے انھوں نے گویا ہر موجود شے کو خدا تسلیم کر لیا۔ ان کے کہنے کے مطابق جب خدا کے سوا کچھ نہیں تو پھر جو کچھ ہے وہ خدا ہی ہے۔ پھر ہر شے خدا ہے۔ یہ دراصل مغالطہ ہے۔ شرک تو اس وقت ہوگا۔ جب خدا کے سوا کسی شے کو مانو گے یا تسلیم کرو گے۔ پھر اسے خدا کی ذات و صفات میں شریک ٹھہراؤ گے۔ جب تمہارا عقیدہ یہ ہوگا کہ خدا کے سوا کچھ نہیں' یہ کائنات کی رنگ و بو' یہ عالم آب و گل' یہ زمین و آسمان' یہ ستارے' یہ کہکشاں' یہ نباتات و جمادات' یہ انسانوں کی فوج ظفر موج' یہ حشرات الارض' یہ سیم و زر کے انبار یہ اجناس و اثمار' یہ شجر و حجر' یہ سب مجاز ہیں] یہ سب فرضی چیزیں ہیں] یہ ذہن و نظر کا فریب ہے۔ یہ ساری کائنات اعتباری ہے۔ حقیقی نہیں خدا کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جب تم اس کے سوا کسی کے وجود کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو اس کی ذات میں کسی کو شریک کیسے کر سکتے ہو۔ جس کو تم شریک کرنا چاہو گے پہلے اس کے وجود کو تو مانو گے جو چیز ہے ہی نہیں وہ خدا کی ذات و صفات میں شریک کیسے ہو سکتی ہے۔" وحدۃ الوجود سے اب ہم وحدۃ الشہود کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ورنہ وحدۃ الوجود کافی وسیع و عریض مسئلہ بھی ہے۔ اور نہایت عرق ریز بھی۔ اس لئے اس مسئلہ پر اتنے دلائل کافی ہیں۔

وحدۃ الشہود کی تفصیل یہ ہے۔ کہ کائنات کا وجود' مختلف صفات اور آثار کا ظہور واحد المطلق کی ذات و صفات کا ظل و عکس ہے جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے۔ اور یہ ظل و عکس واحد المطلق کا عین نہیں ہے۔ بلکہ محض ایک مثال ہے۔

نظریہ وحدۃ للوجود	نظریہ وحدۃ الشہود
۱۔ وحدۃ الوجود بمعنی ھو الکل	۱۔ وحدۃ الشہود بمعنی ھو الھادی
۲۔ نظریہ بمعنی (ہمہ اوست) (سب وہی ہے)	۲۔ نظریہ بمعنی (ہمہ از دوست) (سب اسی سے ہے)
۳۔ رجحان تصوف بمعنی (سکون کی طرف مائل) (میں اور وہ جدا نہیں۔ وہ	۳۔ رجحان تصوف بمعنی (جوش کی طرف مائل) (میں اس کے ساتھ اور

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

مستزاد ثانی متابعت کے بیان

(مستزاد ثانی کا ترجمہ یہ ہے)

انوار کے مطلع سے خورشید آیا + جہاں پُرنور ہوا

مشتری، ناہید اور مہ بادل سے باہر آیا + اندھیرا نہاں ہوا

غیب ہویت سے خود کی رعنائی ظاہر ہوئی + ذرہ ذرہ عیاں ہوا

اسرار سے پردۂ توحید کا موتی ظاہر ہوا + زمانے کا نقشہ ہوا

خورشید جب منزل ثانی میں اترا + وحدت کا ظہور ہوا

جب سیاّرِ تفصیل کی بلند پر ظاہر ہوا + نگراں برہم ہوا

شروع ازل سے ابد تک جو کچھ ظاہر ہوا + اپنے اندر دیکھا

اعیانِ جہاں کیلئے تمام آثار ظاہر ہوئے + جہاں کا نقشہ ہوا

اعیان جو کہ توحید کی صورتوں پر ظاہر ہوئے + انواع ثلثہ ہوا

(بقیہ حاشیہ)

دریا۔ تو میں قطرہ ہوں) ۴۔ وصل	وہ میرے ساتھ ہے) ۴۔ عشق
۵۔ اعتقاد میں کون؟ انا الحق	۵۔ اعتقاد میں کون؟ انا عبدہ (عاشق)

اس مختصر سی بحث کے بعد صوفیائے کرام کے دونوں گروہوں کا مذہب معلوم ہو گیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشھود کا فرق بھی معلوم ہو گیا۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کی بحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں۔ ان کو دلائل و براہین سے ثابت کرنا۔ اور ان کی تشریحات کرنا انتہائی دقت طلب ہے۔ اس لئے شریعت نے ان مباحث میں پڑنے سے روکا ہے۔ اور ذات و صفات کے مسائل کو نصوص پر محمول کر کے خارج از بحث قرار دیا ہے۔ بالخصوص ذات کی بحث سے روکا گیا ہے۔ علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلآءِ اللّٰہِ وَلاَ تَفَکَّرُوْا فِی اللّٰہِ۔ یعنی اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو۔ اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔ یہاں پر چند سطر گوش گذار کرنے کا مقصد اہل دل کے اقوال کی یاد دہانی ہے۔ ۱۲ اشرفی

کم واسطہ سے بہت زیادہ ظاہر ہوا	+	سہ پایہ بیان ہوا
تیسری منزل جب رخ سے نیچے آئی	+	ارواح بنی
عقل کے دائرہ سے جب دانا باہر آیا	+	ہر گوہر کان ہوا
اسکی کان کے تمام جوہر تمثال میں بندھ گیا	+	متجزی نہیں ہوا
دیکھا ان صورت میں بھی ہر مرتبہ باہر آئی	+	متبعض نہیں ہوا
خورشید صفت اس کے سر پر رنگ لائی	+	صورت جسم سے ہے
تین درجے پر جب وہ سالار ظاہر ہوا	+	جسم و جہاں ہوا
عقلِ کل سے وہ توحید کے منازل کا شاہد ہوا	+	کان اٹھائیس ہوئی
یہاں تک کہ زمین کے چار سو سے ظاہر ہوا	+	چار سمندر ہوا
سالک کے دل میں جب سلوک کی تمنا آتی ہے	+	مرشد کی دولت سے
حیوان کے سمندر سے جب گوہر اٹھانے والا آیا	+	یہ آیا اور وہ ہوا
طبق نزولی پر جب بسر خاک پہنچا	+	مولود ثلثہ ہوا
معراج کی جانب نبی کا وار ظاہر ہوا	+	سیر کی اور جاری رہی
عروج کا کام ہے اور عکس نزول پر آئے	+	انفس اور آفاق میں
سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْریٰ کے سیر میں ظاہر ہوئے	+	ان کی معراج ہوئی
اشرف تو ارادت کا ہاتھ لاکر سلسلہ کی راہ کی سیر کر	+	اگر سلوک کی طرف مائل ہے
راہِ خاص سے عام پر از خار ظاہر ہوا	+	جہاں گلنار ؎ ہوا

؎ اس مستزاد میں تنزلات ستہ کو بیان کیا گیا ہے۔ تنزلات ستہ پر کچھ گفتگو مکتوبات کے اجمالی تعارف کے مکتوب نمبر ۵ کے ضمن میں ہو چکی ہے۔ تنزلات ستہ یہ ہیں۔ 1 وحدت. 2 واحدیت. 3 ارواح. 4 امثال. 5 اجسام. 6 انسان.

(1) وحدت تنزل اول ہے۔ اور حقیقت کا یہ وہ ظہور ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) جو تعینات میں پایا جاتا ہے۔اور عارفوں کے مشاہدے میں آتا ہے۔

(2) واحدیت تنزل ثانی ہے۔اس مرتبہ میں ذات نے اپنی ہر صفت اور ہر قابلیت کو جدا جدا ظاہر فرمایا۔

(3) ارواح تنزل ثالث ہے۔ارواح اجسام کے مادے ہیں۔اور عوارض'الوان اور شکل سے پاک ہیں۔

(4) امثال تنزل رابع ہے۔یہ عالم لطیف برزخ اور اجسام وارواح کے درمیان واسطہ ہیں۔اس کو عالم برزخ' عالم خیال اور عالم دل بھی کہتے ہیں۔

(5) اجسام تنزل خامس ہے۔اس کو عالم شہادت بھی کہتے ہیں۔کیونکہ یہ مشاہدے میں ہوتا ہے۔

(6) انسان تنزل سادس ہے۔انسان مردمک چشم کو کہتے ہیں۔جب مردمک سر سب کو دیکھے اور خود اپنے ہی کو نہ دیکھے تو انسان ہے۔

دوسرا مکتوب

(صدق اور راہِ سلوک کی طلب کا بیان)

اصدق الصدقاء برادر شیخ ابوبکر رَزَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی صِدْقَهٗ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنا صدق عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و ثنائے برکیشانہ قبول فرمائیں۔ اے بھائی سلوکِ الہی کی راہ کا توشہ اور کعبہ نامتناہی کے قافلہ کی زادِ راہ صدق ہے۔ قطعہ

صدق و نیاز باید تدبیر ایں سفر را * زہد ترا نہ بینم یک ذرہ آں روائی

عاشق اگر نباشد جانباز در ہوایش * از دستِ او چہ خیزد جز ہرزہ درائی

ترجمہ: اس سفر کی تدبیر کیلئے صدق و نیاز چاہیئے۔ میں تیرے زہد کو اس رواج کا ایک ذرہ نہیں دیکھتا۔ عاشق اگر اپنی آواز میں جانباز نہ ہوگا تو اس کے ہاتھ سے بے ہودہ بکنے کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔

اس لئے صدق و اخلاص تمام بندگانِ خدا کی صفت رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ صدق برگزیدہ کے واسطہ سے اثر دے۔ اور ابن قحافہ کے واسطہ سے اخلاص عطا فرمائے۔ کیونکہ ان کے افعال و اقوال نبوت کے مشابہ ہیں۔ اور جملہ احوال و اعمال سردار (محمد ﷺ) کی صفت کے مشابہ ہیں۔ قطعہ

زہے آں صبح صادق روی خورشید * کہ می تابد از و نہ چرخ درواى

نبی خورشید و یارانش ستارہ * یمین سیارۂ تاباں بہر جای

ترجمہ: خوش قسمت ہے وہ صبح صادق جس میں خورشید سیراب ہوا۔ کہ اس سے نو آسمان چمکتا ہے۔ نبی ﷺ خورشید ہیں۔ اور ان کے دوست

ستارے، یمین سیارہ ہر جگہ روشنی ہے۔

جب رسول ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔ تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ میں اپنے ساتھ ہجرت میں کسے لے جاؤں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا اسلام وحی کے مشابہ ہے۔ اسلئے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعثتِ رسول ﷺ سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے نور عظیم نیچے آیا ہے۔ اور کعبہ کے درو دیوار جھک گئے ہیں۔ اور مکہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے۔ جس میں وہ نور نہ پہنچا ہو۔ پھر وہ تمام نور جمع ہو کر ایک ہو گیا۔ چنانچہ وہ نور سب سے پہلے میرے گھر میں داخل ہوا۔ اور میں نے اپنے آپ کو اس گھر میں بند کر لیا۔ صبح میں نے ایک یہودی سے اس خواب کی تعبیر چاھی۔ اس یہودی نے کہا کہ یہ اضغاث احلام (پریشان خواب جس کی تعبیر ٹھیک نہ ہو) میں سے ہے۔ اور میں تعبیر نہیں بتا سکتا۔ چند دنوں کے بعد تجارتی معاملے میں بحیرہ پہنچا۔ اور وہاں ایک راہب سے خواب کی تعبیر چاہی۔ اس راہب نے کہا کہ یہ خواب قریش میں سے کسی کو نہ بتانا۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے درمیان کسی نبی کو مبعوث فرما دیا ہے۔ اور تو اس نبی کی حیات میں اس کا وزیر ہو گا۔ اور بعد وفات اس کا خلیفہ ہو گا۔ پس جب نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔ اور مجھے اسلام کی دعوت دی۔ تو میں نے ان سے کہا کہ ہر نبی کیلئے کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے۔ آپ کے پاس نبوت کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے۔ جسے تم نے ملک شام میں دیکھا ہے۔

اور وہ خبر ہے۔ جسے تم نے خواب میں دیکھا ہے۔ تم نے اولاً اس خواب کو ایک یہودی سے بیان کیا۔ اسنے کہا میں اسکی تعبیر بتانے سے عاجز ہوں۔ پھر تم نے راہب سے بیان کیا۔ اس راہب نے تمھیں خواب کی تعبیر بتائی۔ میں نے یہ سنکر فرمایا۔ کہ آپکو یہ ساری باتیں کس نے بتائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبریل۔ یہ سنکر میں نے (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کہا کہ اب مزید کچھ طلب کرنا ظلم ہو گا۔ یہ کہکر اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد انك عبده ورسوله پڑھتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ قطعہ

طالب صادق کسے باشد کہ او * حجت برہان نخواہد در ہدای

گر قدم از صدق بر سنگے نہد * سنگ چوں گوہر زند از حق صدای

ترجمہ : طالب صادق ہدایت میں برہان کی حجت نہیں چاہتا۔ اگر قدم پتھر پر رکھ دے۔ تو پتھر بھی حق کی صدا سے گوہر ہو جائے۔

نبوت کے باب میں بغیر ایمائے الہی متابعت قبول نہیں کرتا۔ اور ولایت میں بھی بے تعریف رکھتا ہے۔ تنظیف الہام ارادت کو قبول نہیں کرتا۔ خواہ جانب مرشد سے ہو یا مسترشد کی جانب سے ہو۔ قطعہ

ہر کہ در راہِ خدا بنہاد پیئے * یافت از دارای ہادی ابتدای

در دل ہر طالبان راہ حق * نوعے از ایمائے یابد از خدای

ترجمہ :جو کوئی اپنے آپکو راہِ خدا میں رکھے گا۔ اسکے بعد اسمیں ہادی اہتداء پائیگا۔ ہر طالبان راہِ حق کے دل میں خدا کی طرف سے ایک قسم کا ایما پائیگا۔

طالبِ صادق و جاذبِ واثق جب تک حق تعالیٰ کی طرف سے اشارہ نہیں پائیگا۔ کسی صاحب ارشاد کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں ڈالیگا۔ سالکِ لائق و

ناسکِ رائق کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہو جائے۔ مظبوط رسی سے اپنے آپ کو اور ہدایت دینے والے سے اپنے آپ کو منسلک نہیں کرتا۔ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی دَاوٗدَ اَنْ یَّضَعَ اَقْدَامَهٗ فِیْ سَبِیْلِ الرَّشَادِ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے قدموں کو رشاد کے راستہ میں رکھے۔ قطعہ

ہر کہ را ایزد تعالیٰ خواستہ * کو نہد در راہِ ایزد پائے پای
درویش الہام خواہد کردن او * بہر توحید خدائے کہ خدای

ترجمہ: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کو چاہا ہے۔ راہِ خدا میں پہاڑ رکھ دیں تو پاؤں ثابت قدم رہے۔ جہاں کے خدا کی توحید کیلئے درویش اسکا الہام چاہتا ہے۔

ماہِ رمضان کے ستائیسویں شب میں جب راہِ الٰہی کے سلوک کا ارادہ اور نامتناہی جگہ کی سیر کا ارادہ اس درویش کے دل میں متمکن ہوا۔ درویش کی ملازمت کی خاطر اطراف سے دوست و احباب چلے آرہے تھے۔ اور قریب کی بستیوں سے متابعت کی خواہش لیکر ہر نیک شخص چلا آرہا تھا۔ اسی تردد میں حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اور حضرت قدوۃ العارفین، زبدہ الکاملین، ملاذی الغربا، ملجاء العرفاء، نقطۃ الدئرہ اور مرکز قطائرہ کی اشارہ سے۔ قطعہ

نقطہ نہ دائرہ دارای دہر * نہ فلک گردان بانفاس ہوای
نقطہ الدوران علاؤالدین کہ او * پایہ ارشاد کرد از جان علای
تابد او بر طارم فیروزہ * ز خورشید سپہر اہتدی
دائر دوراں گیتے دور دور * دور دور اوست در دوراں بجای

ذرہ واراز پرتو خورشید روی * برکشیدہ از پر تو خورشید رای
تادلم در راہ او آہنگ کرد * از عراق و اصفان راست ازنوای
صد ہزاراں سال گر گویم سپاس * از سر ہر مو زبانی صدق رای
برنیایم از سپاس سبز پوش * کو نمودہ راہ آب خضر سای
آب حیوان وضوئے خضر من * ریختہ در کام جانم از لقای
ہمچو خضرم زندۂ جاوید کرد * تا ابد خواہم دریں زنداں سرای
ہم بدیں صورت کہ می بینی مرا * بودہ و خواہیم بودائے کد خدای
اشرف از میدان عنصر پیش رانہ * اسپ ترکیب خوداز لطف خدای

ترجمہ: دہر میں نو نقطے ہیں۔ انفاسِ آرزو کے گرد نو افلاک ہیں۔ نقطۃ الدوراں حضرت علاؤالدین کہ انھوں نے جانِ علا سے ارشاد کا پایہ قائم کیا۔ اہتدا کے آسمان کا خورشید فیروزہ کے بلند محل پر چمکتا ہے۔ دائر دوراں اور ان کے چرچے جہاں میں دور دور تک ہے۔ خورشید کے پرتو سے شعاع نکلنے والی نے خورشید کی ٹکیہ سے روشنی لی۔ یہاں تک کہ میرے دل کو عراق واصفہان کی راست سے اس راہ میں آہنگ کیا۔ اگرمیں سو سال تک ان کی تعریف کروں۔ تب بھی سچائی کی رائی کے دانہ کے سر و منھ پر نہ آئیگی۔ رجال الغیب کی تعریف سے آب حیات ظاہر ہوئی۔ آب حیات میرے خضر کے وضو کا میختہ ہے۔ لِقا میری جانی مقصد میں سے ہے۔ اس طرح میرے خضر نے زندہ جاوید کیا۔ کہ تا ابد اس سرائے کو چاہونگا۔ یہ صورت کہ تو مجھ میں دیکھتا اور دیکھا ہے۔ اے خدائے جہاں اشرف عنصر کے میدان سے پہلے جاتا ہے۔ خدا کے لطف سے اپنے اسپ ترکیب سے۔ خطاب عشرہ سے مخاطب فرمایا۔ القاب تسعہ سے ملقب

فرمایا۔ جیسا کہ لطائف میں افضل الاصحاب شیخ نظام یمنی نے درج کیا ہے۔ انواعِ بشارت اور اصنافِ اشارت سے سرفراز فرمایا۔ قطعہ

جهاندار دارای گیتے فروز * کہ افروختہ روی اہل ھدی
بر افراختہ رایت حالتم * بدست ہدایت دہ و رہنمائی

ترجمہ: جہاں دار کہ ان میں عالم روشن ہے۔ اہل ہدا اپنا چہرہ روشن کرتے ہیں۔ ہدایت و رہنمائی کے دست سے میری حالت کے عَلم کو بلند کیا۔

نقل ہے۔ کہ خوارزم شاہ نے کسی کو تمام فنون و فضائل سے بھر دیا۔ اسکی شخصیت کو آراستہ کیا۔ جملہ شیون و فضائل اسکے اندر روشن کیا۔ جب کمالات علمی کے فیصل سے پر ہوا۔ وجوہات فضلی کی تفصیل سے آگاہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ راہِ سلوک میں قدم رکھنے کی ہمت کرے۔ اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر رکھے۔ کہ اس راہ سے ہمت نہ ہارے۔ قطعہ

زہے لطف واحسان گیتے خدای * کہ نہ قبہ نیلی انگیختہ
دگراز عنایت جہاں آفریں * بدل در ہوائے خدا ریختہ

ترجمہ: خدائے جہاں کا کیا شاندار لطف و احسان ہے۔ کہ نو نیلا قبہ اٹھایا۔ دگر جہاں آفریں کی عنایت سے کہ دل میں خدا کی آرزو آئی۔

حکایت میں دیکھا ہے کہ حضرت ابو العباس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو راہِ خدا کے سلوک کی طرف مائل ہوگا۔ تو نقبائے نور بخشیہ میں سے کسی کے ہاتھ کو ضرور تھامے گا۔ اور رؤسائے سور بخشیہ میں سے ہر ایک کی متابعت کریگا۔ اس بشارت کے مقتضیٰ کے سبب اس اشارت کے رہنما و متمنّٰی جان فزائے انابت حضرت ابوئے صاحب التاج والادرنج وواہب الدواج والنیرنج،

جامع العلوم الصوری و المعنوی، ساطع الھموم المرتضوی والمصطفوی سید ابراھیم قدس سرہ الروی آئے۔ اور سلوک کے کام میں اشتغال فرمایا۔ اطوار سبعہ کہ مراتب کے طی میں اور مطالعِ انوارِ تسعہ کے استقصاء میں کہ ان کاموں کا آخر اپنے عین[1] ثابتہ کو پہنچنا ہے۔ اور مراتب ثلثہ اعیان سے کہ انجام میں پہنچے۔ قطعہ

سالک آں باشد کہ درراہ سلوک * ابتدا آرد بخدای انتہای

از سر عین سکانہ برکشید * برنہد برذروہ اعلاش پای

ترجمہ: سالک وہ ہے کہ راہِ سلوک میں ابتدا کرے اور انتہا خدا ہو۔ سکانہ سر عین کی وجہ سے اس کا رتبہ بلند ہو۔ پہاڑ کی چوٹی کی بلندی پر اس کا پیر ہو۔

اللہ تعالیٰ ہر طالب کو وصولِ سکانہ کے مطلوب سے بہرہ مند فرمائے۔ اور ہر سالک کو بھی اعیانِ ثلثہ سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین) بالنّبی ﷺ وَ آلِہٖ وَ الاَ مُجَادِ

---

[1] معلومات حق کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ ''علم'' اللہ تعالیٰ کی امہات الصفات میں سے دوسرے نمبر کی صفت ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو علیم مانتے یا کہتے ہیں۔ تو ہمارے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے۔ کہ معلومات حق کیا ہیں؟۔ کیونکہ جس طرح صفت رزاق کے تصور سے مرزوق کا تصور، صفت رحیم سے مرحوم کا تصور آتا ہے۔ ویسے ہی علیم کی صفت سے معلومات کا تصور بھی ذہن میں آتا ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ یہی علم کی صفت جب مرتبہ احدیت میں پائی جائیگی تو علم عین ذات ہوگا۔ کیونکہ اس مرتبہ میں وہی علم، وہی عالم اور وہی معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ سابقہ حاشیہ میں گذر چکا ہے۔ اور یہی علم کی صفت جب مرتبہ واحدیت میں پائی جائے۔ تو امہات الصفات میں سے دوسری صفت ہوگی یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیے کہ علم اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی شے کا علم اس کی تخلیق کے بعد نہیں آتا بلکہ قبل تخلیق بھی اس کا علم ہوتا ہے۔ جبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذَا اَرَا دَ اللّٰہُ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن۔ ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی شے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس سے فرماتا ہے ''ہوجا'' وہ شے ہوجاتی ہے۔ ظاہر ہے جب کُنْ کے ذریعہ سے امر فرمایا تو مامور کا علم پہلے سے موجود ہوگا۔ اسی معلومات حق کو اعیان ثابتہ کہا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام صُوَر علمیہ بھی ہے۔ یہ اعیان ثابتہ اگر فقط علم میں نمایاں ہوں۔ تو اسے فیض اقدس کہتے ہیں۔ اگر یہ اعیان ثابتہ موجود فی الخارج ہوں۔ تو اسے فیض مقدس کہتے ہیں۔ ان دونوں تعریفات کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کہ فیض اقدس میں صرف ذوات و حقائق نمایاں ہوتی ہیں۔ اسلئے اسے ''جعل بسیط'' کہتے ہیں۔ جبکہ فیض مقدس میں ذوات خارج میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے اسے ''جعل مرکب'' کہتے ہیں۔ اہل تصوف کے یہاں اعیان ثابتہ سے یہی مراد ہے۔ جس کی مختصر بحث یہاں پر کی گئی ہے۔ ویسے اس کی تقسیم و تعریف میں کافی وسعت ہے۔ لیکن خوف تطویل کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

تیسرا مکتوب

(اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰاتِ الخ کی بہترین تفسیرِ صوفیانہ)

برادر اعز اشرف الاصحاب شیخ عمر درویش اشرف کی جانب سے دعا قبول فرمائیں۔ اے بھائی طالبِ صادق کیلئے جب تک اس راہ میں سختی نہ ہو۔ راہ نہیں کھلتی۔ اور سالکِ واثق جب تک صداقتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ اپنائے۔ اس کیلئے نفع ظاہر نہیں ہوتا۔ قطعہ

تانبا شد صلابت عمرے * صدق مثل ابن قحافہ برای

صدق واخلاص را بہم آور * کہ نماید ترا وصال خدای

ترجمہ: جب تک زندگی سختی میں نہ جائے' ابو قحافہ کی مثل صداقت میں نہ آئے۔ اور تم صدق و اخلاص کو بہم نہ ملاؤ۔ اس وقت تک تمھیں وصال خدا نہ ملے گا۔

ہر صبح و شام ذکر جلی کے موتی کو اپنے نفس کی سزا کیلئے مارو۔ جب تم اپنے تمام مخلوق کو فکر کے تار عنکبوت (مکڑے کا جالا) پر کرو گے اور امید کے درخت کو نما کی پیٹھ پر کھول دو گے۔ تو عدالتِ قلبِ صنوبری تم پر مکشوف ہو گی۔ اور انوارِ محمدی جو کہ غار اطوار میں پوشیدہ ہیں۔ تم پر معروف ہونگے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اَیْ ھَادِیُ اَھْلِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاُرْضِ ۔ ترجمہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) فرمایا ہے۔ کہ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ یعنی زمین و آسمان کا ہادی ہے۔ نور ہادی کے معنی میں ہے۔ مَثَلُ نُورِہٖ اَلْھَاءُ رَاجِعَۃٌ اِلَی الْمُھْتَدٰی وَھُوَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ اُھْتَدٰی بِھِدَایَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

وَ يَجُوزُ صَرفُ الكِنَايَةِ إِلَى الْمُكَنّٰى لَمْ يُظْهَرْ تَسْمِيَتُه' فِيْ أَوَّلِ الْكَلَامِ إِذَا دَلَّ سِيَاقُهُ عَلَيْهِ كَقَوْلِهٖ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَ كَقَوْلِهٖ مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ أَيْ ظَهْرِ الأَرْضِ وَلَمْ يَتَقَدَّمْ ذِكْرُهَا كَذَالِكَ أُضْمِرُوْنَا هٰهُنَا ذِكْرَا الْمُهْتَدِيْ فَيُرْجَعُ الْكِنَايَةُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ ترجمہ : اسکے نور کی مثال۔ نُوْرِہٖ میں ضمیر مھتدی کی طرف راجع ہے۔ اوروہ مؤمن ہے۔ جسے اللہ کی ہدایت حاصل ہے۔ کنایہ کو مکنی کی طرف پھیرنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ اول کلام میں نام ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ جب سیاق اس پر دلالت کرے۔ جیسے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے فرمان میں۔ اور اسی طرح ما ترک علی ظھرھا من دابۃ کے فرمان میں۔ ظھر ھا' ظھرا لارض کے معنی میں ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ارض کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اس جگہ ضمیر کو ہم مھتدی کی طرف پھیر ینگے۔ پس کنایہ اللہ عزوجل کی طرف لوٹے گا۔ یعنی مثل اس نور خدا کی جو راہ کو روشن کر دے۔ وَهٰذَا الْاِضَافَةُ مَدْحٌ وَّ تَخْصِيْصٌ إِلَّا أَنَّ الْإِقْرَارَ وَ التَّصْدِيْقَ فِعْلُ الْعَبْدِ ۔ ترجمہ : اور یہ اضافت مدح و تخصیص ہے۔ مگر یہ کہ اقرار اور تصدیق بندے کا فعل ہے۔

"كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ" 'اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ" فِي الْأٰيَةِ تَقْدِيْمٌ وَّ تَاخِيْرٌ' أَيْ كَمِصْبَاحٍ فِيْ زُجَاجَةٍ فِيْ مِشْكَاةٍ۔ ترجمہ : جیسے طاق اس میں ایک چراغ. (اور) چراغ فانوس میں۔ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی جیسے ایک چراغ فانوس میں (اور) فانوس طاق میں۔ یعنی مومن کے اس نور کی مثال جس سے وہ روشناس ہوتا ہے۔ جیسے قندیل میں ایک روشن چراغ ہے۔ اور قندیل طاق میں۔ اور یہ مثل ہے۔ اور مثل کیلئے ممثل چاہیئے۔ پس مصباح کا ممثل معرفتِ مولیٰ ہے۔ زجاجہ کا ممثل مومن کا دل ہے اور مشکوٰۃ کا ممثل مومن کا

جسم ہے۔ یعنی جس طرح یہ مشکاۃ بے قندیل اور بے چراغ تاریک ہوتی ہے۔ اسی طرح جسم بغیر دل کے بے خطاب ہوتا ہے۔ جسطرح چراغ آبگینہ میں معمولی تیل سے روشن ہوجاتا ہے اسی طرح جسم تھوڑے دل سے روشن اور اہل خطاب ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جسم بغیر دل کے مخاطب نہیں ہے۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ترجمہ: وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔ یہ آبگینہ کی صفت ہے۔ یعنی اس کی ضیاء اور چمک ایسے ہیں۔ جیسے چمکتا ستارہ۔

يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ۔ ترجمہ: روشن ہوتا ہے۔ برکت والے پیڑ زیتون سے۔ جب مثل چراغ اور قندیل ہے۔ اور چراغ روشن ہونے کیلئے روغن چاہیئے۔ اور وہ درخت زیتون ہے۔ (یعنی جس سے روغن حاصل کیا جا سکتا ہے) وَ هٰذَا مَثَلٌ جَمِيْلٌ كَمَا اَخَذَ مِنْ هٰذَا الْمِصْبَاحِ مِنْ شَجَرِ الزَّيْتُوْنَةِ فَكَذَالِكَ حَصَلَ لِهٰذَا الْمُؤْمِنِ هٰذِهِ الْمَعْرِفَةُ الَّتِيْ وَصَفْنَا بِسَبَبِ دَعْوَةِ النَّبِيِّ مُبَارَكٌ وَ هُوَ محمدٌ عليه السلام۔ ترجمہ: اور یہ عمدہ مثال ہے۔ جس طرح چراغ میں روغن شجرِ زیتون سے لیا۔ بس اس طرح مومن کیلئے وہ معرفت حاصل ہے۔ جسے ہم نے بیان کیا دعوتِ نبی ﷺ کے سبب سے مبارک ہے۔ اور وہ محمد ﷺ ہیں۔ اسی طرح اس چراغ میں روغن زیت کے سبب سے روشنی آئی۔

"لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ" هٰذَا وَصْفُ الشَّجَرَةِ اَيْ لَيْسَتْ مِنْ شَجَرَةٍ مَّا بَيْنَ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ كَالشَّامِ لِاجْتِمَاعِ الْقُوَّتَيْنِ فِيْهِ وَلَا تَسْتَتِرُ عَنْ شَمْسٍ فِيْ وَقْتِ الْغُرُوْبِ وَلَا فِيْ وَقْتِ الطُّلُوْعِ بَلْ هِيَ بَارِزَةٌ لِلشَّمْسِ مِنْ وَقْتِ الطُّلُوْعِ اِلَى الْغُرُوْبِ فَيَكُوْنُ زَيْتُهَا اَقْوٰى وَاَضْوَءُ وَهٰذَا كَمَا يُقَالُ فُلَانٌ لَيْسَ

بِمُسَافِرٍ وَّ لاَ مُقِيمٍ اَیْ لَهٗ فِیْ كُلِّ ذَالِكَ نَصِيبٌ"۔ ترجمہ: جونہ مشرق کا نہ مغرب کا۔ یہ درخت کی صفت ہے۔ یعنی شرق اور غرب میں اس درخت کی طرح جیسے شام اس میں دو قوتیں مجتمع ہیں۔ پس سورج سے وقت غروب اور وقت طلوع نہیں چھپتی۔ بلکہ وہ بوقت غروب اور بوقت طلوع سورج کیلئے بارز ہے۔ پس اس کی زیت اقوی اور اضوء ہے۔ اور یہ (اس کی مثل ہے) جیسے کہا جائے فلاں شخص نہ مسافر ہے اور نہ مقیم یعنی اس کے لئے دونوں جہتیں حاصل ہیں۔

یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ"۔ ترجمہ: قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ خود کی صفت سے چمکتا ہے۔ یہ مثل ہے۔ اس کا ممثل یہ ہے کہ یہ چراغ روغن زیت سے پہلے روشن و تاباں ہے۔ نبی کریم ﷺ وحی سے قبل ہی سے نور معرفت سے روشن و تاباں تھے۔ خدا کی عبادت کرنے والے اور خیر وصلاح کے معاملات سے متصف تھے۔

"نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" فِی الْاٰیَةِ اِخْتِصَارٌ یَعْنِیْ اِذَا مَسَّهُ النَّارُ یَصِیْرُ نُوْرًا عَلٰی نُوْرٍ۔ یعنی اس روغن سے جب چراغ کو بھر دیا تو نور علی نور ہوا۔ یہ مثل ہے۔ اور اس کا ممثل یہ ہے کہ مصطفٰی علیہ السلام وحی سے قبل ہی رشد و خیر اور صلاح سے بھر پور تھے۔ اور کفر اور گناہِ کبیرہ (اور صغیرہ) سے خالی تھے۔ جیسے وحی کے بعد رہے۔ جب آپ کے پاس وحی آئی تو نور علی نور ہوا۔ کیونکہ نور نبوت اور نور معرفت (جو کہ پہلے سے حاصل تھیں) دونوں مل کر خیر کو زیادہ کیا۔

"یَهْدِ اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَاءُ" اَیْ یُکَرِّمُ اللّٰهُ بِنُبُوَّتِهٖ وَوَحْیِهٖ مَنْ یَّشَاءُ۔ ترجمہ: اللہ اپنے نور سے جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی

نبوت اور وحی سے جسے چاہے مکرم فرماتا ہے۔

اے بھائی اللہ تعالیٰ نے اسرار کی مقدار اس آیت میں رکھ دی ہے۔ اور دوسری آیات میں بھی موجود ہے۔ ہر چند کہ اس آیت کریمہ میں مشکاۃ' مصباح' زجاجہ' نور چراغ اور شجرۂ مبارک (یہ کل پانچ بنتے ہیں) حضراتِ خمس کی یاد میں سے ہیں۔ اور مرتبہ پنجم میں کمالِ نورِ ظہور کی یاد دہانی کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ایک تاپانچ اسرار و رموز جابجا بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نور جو شجرہ مبارکہ سے روشن ہوکر مصباح ہوا۔ اس کا نام ظہور ہے۔ اسی آیت کریمہ سے باعتبار حضرات خمس خلفائے راشدین کا مرتبہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ شجرہ مبارکہ حقیقتِ محمد ﷺ ہیں۔ (باقی بچے چار) مشکاۃ' مصباح' زجاجہ' اور نورِ چراغ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار ہیں۔ جنھوں نے شجرہ مبارکہ سے فیض وصول کیا۔ اور جنھوں نے آپ کے رخسارۂ کمالات اور برقعہ تجلیات سے اپنے آپ کو منور کیا۔ قطعہ

زہے شمع زیتون کہ افروختہ * بمشکاۃ ومصباح و شیشہ چراغ

چو ہر چار روشن چراغ آمدند * گل افشاں درخت مبارک زباغ

ترجمہ: کیا خوب ہے وہ شمع زیتون جس سے مشکاۃ و مصباح اور شیشہ چراغ روشن ہوئے۔ جب ہر طرف چراغ کی روشنی آئی۔ تو باغ سے درخت مبارک گل افشاں ہوا۔

چوتھا مکتوب

(آداب شیخ اور اوصافِ سالک کا بیان)

برادر اعزالاحباب و احباء ریاحین اصحاب شیخ عثمان اَوْصَلَهُ اللّٰہُ تعالیٰ بِمَقَامِہٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے مقام تک پہنچائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درمندانہ اور صفائے صوفیانہ قبول فرمائیں۔ مقرر اربابِ سیرت و مصور اربابِ بصیرت کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں کہ سالک کو صداقتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عدالتِ عمر رضی اللہ عنہ، حیائے عثمان رضی اللہ عنہ اور سخاوتِ حیدر رضی اللہ عنہ یعنی صدق، عدالت، حیاء اور سخاوت سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ اور خلفائے راشدین کے اوصافِ اربعہ سے پیراستہ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ کسی کام کو نہ پہنچے گا۔ اور بادشاہ کے سامنے سعادتمند نہ ہوگا۔ بیت

ہر کہ دارد در رہ دین کار چار * چارۂ دین دارد وا وا رہ نیست

ترجمہ: جو کوئی دین کی راہ میں چار کام رکھتا ہو دین کا چارہ رکھتا ہے۔ واہ واہ راہ نہیں ہے۔

مہمان خانے میں ستّر موتیاں جو کوئی درِّ ہفتاد ہوا وہ ہفتادہ نہیں ہے۔ تابعی ہر چار صفت کو اپنانے والے ہیں۔ جو ان چار سے صاحب چارہ ہو وہ بے چارہ نہیں ہے۔ صدق[1] کی راہ پیر کی جانب سے ایسی ہونی چاہیئے کہ اگر پیر[2] سے

۱۔ یہاں سے سالک کیلئے پہلی صفت، صفت صدق کا بیان ہے۔ کہ سالک اتنا صادق ہو کہ اگر شیخ میں کوئی کام بظاہر خلاف شرع بھی دیکھے تو بتقضائے صدق اعتراض نہ کرے۔

۲۔ شیخ سے بظاہر خلاف شرع کام اگر صادر ہو تو ضروری ہے کہ شیخ بعد از کام اس کی وضاحت کر دے۔ کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام نے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

بظاہر کوئی خطا سرزد ہو جائے۔ تو اسے راستی پر محمول کرے۔ ہر چند کہ وہ ظاہر اصلاح کے خلاف ہو۔ یہاں تک کہ وہ مضطر ہو جائے۔ اور اس کی تاویل نہ رکھتا ہو۔ تو ایسی صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ دل میں رکھے۔ قطعہ

طالب صادق کسی باید کہ او * ہر چہ بیند از جنان پیر ھُدایٰ

راست پندارد اگرچہ کژ بود * بندہ باید بود در پیش خدای

ترجمہ: طالبِ صادق کو چاہئے کہ پیر ھُدا میں جو کچھ دیکھے اُسے راست پر محمول کرے اگرچہ وہ ناپسندیدہ ہو۔ آقا کے سامنے غلام بن کر رہنا چاہئے۔

(بقیہ حاشیہ) امُورِ ثلثہ انجام دینے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے وضاحت کردی کہ یہ کام بظاہر خلاف شرع ہے۔ ورنہ حقیقتاً خلاف شرع نہیں ہے۔ مکتوبِ ھذا میں ابوالغیث یمنی رحمۃ اللہ علیہ کا جو واقعہ ہے۔ اس کے آخر میں انھوں نے بھی وضاحت کردی کہ یہ کام خلافِ شرع نہیں ہے۔ اسی طرح جتنے بزرگوں سے منقول ہے۔ ان سب میں وضاحت موجود ہوتی ہے۔ مرشد گرامی سید محمد اظہار اشرف مد ظلہ العالی نے بتایا کہ جب ایک میمن کے دروازے پر مخدوم المشائخ علیہ الرحمۃ کھڑے ہو کر پانی پی رہے تھے۔ تو کچھ لوگوں نے سمجھا کہ ان کا یہ کام خلاف شرع ہے۔ پانی پینے کے بعد انھوں نے وضاحت کردی تھی کہ یہ عام پانی نہیں تھا۔ بلکہ آبِ زم زم تھا۔ اس لئے میں کھڑا ہو کر پیا ہوں۔ غرض کہ اگر وضاحت نہ ہوگی تو اس میں تین پہلو پائے جائینگے۔ اولاً وہ کام حقیقتاً بھی خلافِ شرع ہوگا۔ جبھی تو وہ وضاحت نہیں کر رہے ہیں۔ ثانیاً مرید اور دیگر لوگ بدگمانی میں مبتلا ہونگے۔ اور ایک مسلمان کو بدگمانی سے بچانا بھی سنتِ رسول ﷺ ہے۔ ثالثاً شیخ کے بعد مرید بھی ان جیسے کاموں کو سرانجام دیگا۔ اور وہ بھی وہی حیلہ کریگا۔ جو اس کے شیخ نے کیا ہے۔ اس طرح شریعتِ مطہرہ کی حرمت پامال ہوگی۔ دوسری بات یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے۔ کہ بظاہر خلافِ شرع کام پر اعتراض قائم کرنے سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اولاً سنتِ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ادا ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کے کاموں پر اعتراض کیا۔ جو کہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ ثانیاً اگر اعتراض نہ کیا جاتا تو شیخ کی جانب سے علم و عرفان کا اظہار بھی نہ ہوتا۔ اعتراض کرنے پر شیخ نے جب اپنے اس کام کی وضاحت کی۔ تو کراماتِ شیخ کا بھی ظہور ہوا۔ ۱۲ اشرفی

اور یقین جاننا چاہیئے کہ جناب کہ راستے میں کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ کہ اکابر پر اعتراض کرے اور اماثرِ گوہر کو کمتر جانے کہ وہ ان تمام چیزوں کا تدارک کرسکتے ہیں۔ مگر معترض اعتراض کیلئے معذور نہیں ہے۔ قطعہ

اے برادر در رہ و رسم سلوک * ہم چو رضوان رو خرامان در ریاض

معترض نتواں شدن در کار پیر * زانکہ بدتر نیست امرے زاعتراض

ترجمہ: اے بھائی راہ ورسم کے سلوک میں رضا کی چال کی طرح باغ میں شاداں ہو کر جا۔ پیر کے کام میں معترض نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اعتراض سے بدتر کوئی کام نہیں ہے۔

اعتراض سے حجاب زیادہ ہوتا ہے اور انقباض سے عقاب آتا ہے۔ کوئی چیز مندفع نہیں ہوتی اس لئے اعتراض انتہائی درجے میں بُرا ہے۔ اور نامبارک ہے اور فیض کا جاری ہونا بند ہو جاتا ہے۔ فَعَلَیْكَ اَیُّهَاالطَّالِبُ اَنْ تَجْتَنِبَ عَنْ هٰذِهِ الدَّاءِ الْفِضَالِ۔ ترجمہ: پس تجھ پر لازم ہے کہ اے طالب تو اس بُرے مرض سے اجتناب کرے۔ اس گروہ سے اگرچہ بعض افعال بظاہر خلافِ شرع ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو بصیرت بکحّل اور عرفانِ مکحّل حاصل ہو۔ اور وہ شخص جو وجدانی رومال میں بندھا ہوا ہو تو وہ شخص افعالِ خطا کو بھی عین صواب دیکھے گا جیسا کہ مقررِ اربابِ سیرت و مصورِ اربابِ بصیرت نے لکھا ہے کہ اس طائفہ سے صدورِ افعالِ قبیحہ اور ظہورِ اعمالِ شنیعہ ممکن نہیں ہے مگر ضرورت کے وقت۔ کیونکہ یہ طائفہ محفوظ ہیں۔ جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔ پس کیوں چشمِ انکار اور اعتراض سے ان گروہ کی طرف دیکھتا ہے۔ اور خوشۂ اعتذار اور چمن سے انقباض کیوں چُنتا ہے۔ قطعہ

کسی راکہ باشد سعادت شرست * ز تقدیر دارای دولت فزای

بہ نبیند بانکار درویش را * کہ مردود باشد بہر دوسرای

ترجمہ : کسی کیلئے شر سعادت ہو گی۔ تقدیرِ الٰہی سے دوَلت بڑھتی ہے۔ درویش کو تو نہ دیکھ انکار کی نظر سے کہ دونوں جہاں میں مردود ہو گا۔

ایک دن شیخ ابو الغیث یمنی رحمۃاللہ علیہ کے اصحاب نے گوشت کھانے کی شیخ سے گذارش کی۔آپ نے فرمایا کل بازار ہے۔وہاں سے گوشت لے آنا۔جب آپ کے اصحاب بازار پہنچے تو معلوم ہوا کہ رہزنوں نے قافلہ کو لوٹ لیا ہے۔لُوٹے ہوئے مال میں سے ایک رہزن نے شیخ کی بارگاہ میں ایک گائے بطور نذر پیش کی۔ شیخ نے فرمایا کہ اس گائے کو ذبح کر کے پکاؤ لیکن اس کے سر کو حفاظت سے رکھ دینا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور رہزن لُوٹے ہوئے مال میں سے ایک بوری گندم لے کر پہنچا شیخ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس گندم سے آٹا بنا کر روٹی پکاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب کھانا دستر خوان پر چُن دیا گیا شیخ کے فقراء نے فقہاء سے استدعا کی کہ کھانا حاضر ہے۔آپ لوگ کھائیں۔ یہ سُن کر شیخ نے فرمایا کہ تم سب کھاؤ (یعنی اپنے اصحاب سے) فقہاء حرام نہیں کھاتے۔ جب شیخ کے اصحاب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ناگاہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے شیخ میں نے آپ کی نذر کیلئے ایک گائے روانہ کیا تھا لیکن رہزنوں نے اُسے لوٹ لیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر اُس گائے کا سر تمھیں دیکھایا جائے تو کیا تم پہچان لو گے ؟ اُس شخص نے کہا میں پہچان لونگا۔ چنانچہ اُس گائے کا سر لایا گیا جسے ذبح کر کے کھانا بنایا گیا تھا۔وہ شخص دیکھتے ہی کہنے لگا کہ یہ اُسی گائے کا سر ہے۔ پھر اُس شخص نے شیخ سے کہا کہ ایک بوری گندم بھی روانہ کیا تھا

لیکن رہزنوں نے اُسے بھی لُوٹ لیا۔ شیخ نے فرمایا کہ کیا تم اُس بوری کو پہچان لوگے ؟ چنانچہ جب دکھایا گیا تو وہ شخص پہچان کر کہنے لگا یہی بوری ہے۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ فقراء کی نذر فقراء تک پہنچی۔ جب یہ گفتگو اُس مجلس کے فقہاء کرام نے سُنی تو شیخ کے حکم کے چھوڑنے پر پیشمان ہوئے۔ قطعہ

ہر چہ از اصحاب عرفان سر زند * رد نباید کردن آں امر از ہوای

گرچہ در صورت بود نوعے دگر * ہست در معنی ہمہ امر خدای

ترجمہ : اصحابِ عرفان سے جو کچھ سرزد ہو اسے ہوا و ہوش سے رد نہیں کرنا چاہیئے۔ اگرچہ صورت میں نوعِ دیگر ہو۔ لیکن معنی میں حقیقتاً امر خدا ہوتا ہے۔

عدالت[1] ایک ایسا امر ہے۔ جو ہر وجود کو شامل ہے۔ اور عدالت کا قانون ملک کے رعایا کے انصاف کے واسطے عبادتِ بدنی میں زیادہ اہم ہے۔ اسی طرح امرا' اربابِ مناصب اور ان کے ندما' جلسا اور اصحابِ مناقب کو بھی چاہیئے کہ عدالت کی صفت سے متصف ہوں۔ اپنے مناصب میں سے جملہ متعلقان و تابعان کو بھی عدالت کے رنگ سے رنگ دے۔ اور اپنے آپ کو بمنزلہ ''میزان'' کے بنا ڈالے۔ یہاں تک کہ ارباب داری' رعیتِ سرداری اور اپنے گھر میں اہل وعیال کے ساتھ انصاف کو اس انداز سے تول ڈالے۔ کہ اس کا سر فخر سے بلند ہو جائے۔ اور وہ خود بھی اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جائے۔ اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔ قطعہ

ہر کہ در پوشید خلعت از وجود * در حد نفس خود آمد بادشاہ

---

[1]۔ یہاں سے سالک کیلئے دوسری صفت 'صفت عدل کا بیان ہے۔

بر رعیت خویش باید داد گرد * تا بخشد ایزد ش از ہر گناہ

از خوانین و سلاطین ہر کہ یست * در خور خود داد را دارد نگاہ

ہر کہ باشد کد خدائے دودہ * دودۂ خود را باید داد راہ

در بود تنہا بر اعضائے خودش * داد باید کرد از جورش پناہ

اشرف از راہِ عدالت یافتہ * از جہاندار جہاندارای جاہ

ترجمہ : جو کوئی خلعت پہننے میں وجود سے اپنے حد نفس میں آئے۔ بادشاہ کو اپنی رعیت پر انصاف کرنا چاہیئے ؟۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو بخش دے۔ امراو سلاطین میں سے ہر ایک اپنے اندر انصاف کی نگاہ رکھتے ہیں۔ جو کوئی بادشاہ کے خاندان سے ہو۔ وہ اپنے خاندان کیلئے انصاف کی راہ چاہیگا ظلم سے پناہ مانگتا ہوا اپنے لئے انصاف چاہیگا۔ اشرف نے عدالت کی راہ سے منصبِ جہاندار پایا ہے۔

اگر نفس الامر میں ملاحظہ کیا جائے، تو یہ بات عیاں ہو گی کہ کوئی نفس بغیر عدالت کے باہر نہیں آتا۔ بلکہ ایک انسان دوسرے انسان کیلئے انصاف کا حکم دیتا ہے۔ خواہ وہ موجوداتِ عینیہ ہوں یا موجوداتِ علمیہ 'کائناتِ ذہنیہ ہوں یا کائناتِ خارجیہ ہر ایک عدالت کے صراطِ مستقیم پر چلتے ہیں۔ قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْأَرْضِ اِلاَّ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[1]۔ ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ”کوئی چلنے والا نہیں۔ جسکی چوٹی اسکے قبضئہ قدرت میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے“۔ یہ سر ہے کہ اسے ہر شخص تلاش نہیں کر سکتا۔ یہ رمز ہے کہ ہر شخص اسے کھول

---

[1] پ ۱۲ ھود ۵۶۔

نہیں سکتا۔ قطعہ

ہر کہ آمد در وجود از شاہ راہ انعدام * یافت صحرائے وجود از بہر عیش مستدیم
ہیچکس بے امر او در ہیچ راہے رہ بنرد * از دل و جاں میرود شاہ راہ مستقیم

ترجمہ : جو کوئی شاہ راہ انعدام سے وجود میں آئے۔ وجود کے صحرا کو عیش مستدیم سے پائے۔ کوئی بھی اس کے حکم کے بغیر کسی راہ کو نہیں لے جاتا۔ مگر دل و جاں سے شاہ راہِ مستقیم کی جانب جاتا ہے۔

اے بھائی اب حیا[1] کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ حیا عبارت ہے۔ اس ابر سے جو مسلمانوں کے دلوں کے باغ پر برستا ہے۔ اور اس کا پھل یہ ہے۔ کہ ڈالیوں سے لوگوں کی روحانیت آتی ہے۔ اور اسی وجہ سے کہا ہے۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ یعنی حیا ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔ حق تعالیٰ نے چند الفاظ یعنی منبعِ ینا بیع آثارِ غریبہ (آثار غریبہ کے پیدا کرنے کا منبع) اور مزرعِ مزارِیع اثمارِ عجیبہ (اثمار عجیبہ اُگنے کی جگہ) کو اصولِ ایمان میں رکھا ہے۔ چنانچہ صدق، حیا، احسان، وفا، راستی، صدق مواعید اور اس کی مثال ہر چیز اپنی جگہ پر خزانہ ہے۔ واہر معدن میں اس کے سر سے خزانے کا جوہر گرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص راستی کو اپنا شعار اور درستی کو اپنا دثار بنائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جمیع ارکانِ دین سے عباداتِ متنوعہ وریاضاتِ متلونہ بھی اپنائے۔ تو جمیع اصولِ اسلام اور صاحبِ فنون دین کا مرتکب ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے کرم میں سے ہے۔ قطعہ

زہے لطف دارای گیتی فروز * کہ ارکان دین کرد پیدا بجای
زصدق و حیا و سخاداد ہم * زہر یک کہ آمد اصول خدای

---

[1] یہاں سالک کیلئے تیسری صفت، صفت حیا کا بیان ہے۔

ترجمہ : کیا خوب لطف ہے خدائے جہاں کا کہ ارکان دین کہ ساتھ صدق' حیا' سخا اور انصاف ہر ایک کو اپنے فرمان کے مطابق پیدا فرمایا۔

اگر کوئی شخص تنہا راستی پر قدم رکھے۔ اس کے بعد تمام ارکانِ دین اس میں شامل کرے۔ اور جمیع اعیان مسلمین کو اس میں داخل کرے۔ تو وہ شخص ایمان کو جمال اور تفصیل سے لانے والا ہوگا۔ اللہ پر اس نے ایک عہد باندھا۔ (یعنی نجات و مغفرت کا) ارسالِ کتب منزلہ اور معانئ قرآن متناولہ پر اور اسلام کے احکام پر اور اس نے دین قبول کرنے کا اہتمام کیا۔ جب وہ شخص امور میں سے کوئی امر کے خلاف عمل نہیں کرتا ہے۔ تو اسوقت راستی ظاہر کرتا ہے۔ جیسے پیرانِ روزگار میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ تو وہ انابت لاتا ہے۔ اور ہادیانِ امور کی رہنمائی میں آتا ہے۔ بیعت کے وقت پیر اصول طریقت و معرفت مجمل طور پر اسے بتاتا ہے۔ اور طالب اسے قبول کرتا ہے۔ اس عُہدہ کی بجا آوری پر وعدہ کرتا ہے۔ اور اس طریقت پر سر کٹانے کا عہد و پیاں کرتا ہے۔ پھر اگر ان عہد و پیان کے خلاف کرے تو گویا وہ راستی پر نہیں ہے۔ شریعت اور طریقت کو اس نے اپنے ذمہ لیا۔ بمقتضائے راستی اور بمقتضائے درستی یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ پر ادا کر۔ یہاں تک کہ وہ عُہدہ سے بری الذمہ ہو۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً۔[1] ترجمہ : ''اور عہد پورا کرو۔ بے شک عہد سے سوال ہونا ہے''۔ ظاہر ہوا۔ کہ صدق' حیا' سخا اور عدل میں ارکان شریعت و طریقت کا ہر رکن مندرج ہے۔ اور اعیانِ حقیقت و معرفت میں سے ہر عین مندرج ہے۔ قطعہ

---

[1] پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۳۴۔

ہر گوہرے کہ ہست ز بحر کتاب دین * سر میزند ہر یک گوہر ہر بسے بحور

یک گوہر ار نہی بسر رشتۂ یقین * ہر رشتہ بدست در آید بصد بزور

ترجمہ : ہر گوہر جو کتاب دین کے سمندر میں سے ہو۔ ایک دوسرے کو سر مارتا ہے۔ (ایک صفت سے دوسری لازم آتی ہے) ایک گوہر اگر یقین کے رشتہ سے جڑ جائے تو ہر رشتہ بصد زور ہاتھ آتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک چور نے دن کی روشنی میں خورشید سے نور چرایا۔ اور شب دیجور سے تاریک پر پڑا۔ قطعہ

چناں بود در دزدے آں تیرہ روز * کہ دزدیدے نور از رخ آفتاب

اگر بودے در درج خاطر درے * ربودے چو نور مہ دزد تاب

ترجمہ : چوری میں ایسا ہو اس تاریک دن میں رخِ آفتاب سے نور چرانے والے کی طرح۔ اگر وہ چور اس نور کو دل میں چراتا تو چاند کی طرح چمکتا۔

اقمشۂ خزائنِ روزگار و مشہودۂ آفاق کے لے جانے میں اور دفائن کے ساز و سامان چوری کرنے میں اس یار مذکور کی طرح ہو جا۔ قطعہ

اگر مہ بود دزد خورشید روز * کہ می تابد از چرخ عنبر نمای

ازاں ہم فزوں بود دزد دغل * کہ در تیرہ شب بروے ازمہ ضیای

ترجمہ : اگر تو چاند ہے۔ تو دن میں خورشید سے نور چوری کر۔ کہ اس سے آسمان کا حلقہ چمکتا ہے۔ چور کے دغل سے بھی زیادہ روشن ہوا کہ تاریک شب میں اس پر چاند سے ضیاء ہے۔

قضا کیلئے اس جنان عیار کو دل کے خزانہ میں گراؤ۔ کہ عیاری کا دست باز آجائے۔ اور ارادت کا دست کسی پیر کے دامن میں ڈالو۔ اتفاقاً اس طرار کو آب و

گل کے خزانہ میں توڑو۔ یہاں تک کہ کوئی شب اس طرار سے خالی بھی آئے۔ اور انابت کی جنگ رہبری کی جنگ پر رکھو۔ قطعہ

زہے گردش چرخ عیار رنگ * کہ برہم زند کار کد خدای
گہے رہ زنی در دل ارد فرود * گہے رہ بر آرد براہ ھدای

ترجمہ: کیا خوب عیار رنگ کے آسمان کی گردش ہے کہ خدائے جہاں کے کام پر برہم ہوا۔ کبھی دل میں رہزنی آتی ہے۔ اور کبھی دل میں رہبری آتی ہے۔

ارادت کا ہاتھ حضرت قطب المشائخ نظام الدین اولیاء کے ہاتھ میں دے۔ اور انابت کا قدم پوری ہمت کے ساتھ اصفیاء کے انجام میں لا۔ اس شرط پر کہ رہزنی کے ہاتھ سے تو باز آجائے۔ اور نقب زنی کے قدم سے کنارہ کش ہو جائے۔ قطعہ

چناں در ارادت نہد پائے دل * کہ کار ارادت نیا رد بجای
مریدی عجب داد در پیر دست * کہ در ہر بدی بر زند دست وپای
مریدی چنیں دید پیرے بدہر * کہ دست ارادت نیاد د بپای

ترجمہ: ارادت میں دل کا قدم ایسا رکھ کے ہر مقام پر ارادت ہی کا کام بجالائے۔ مرید نے پیر کے ہاتھ پر عجب ہاتھ دیا کہ ہر بدی سے دست وپا کو بچا لیا۔ مریدی ایسی دیکھی اور دہر میں شیخ بھی ایسا دیکھا کہ دست ارادت کے علاوہ قدم کہیں نہیں لے جاتا۔

تفکر کے دریا میں کچھ عرصہ سر رکھکر پھر اس کے بعد تدبر کے صحرا میں رکھا۔ کہ ارادت تمام گناہِ کبیرہ اور صغیرہ سے ہاتھ اٹھانے کا نام ہے۔ اور

نیابت جمیع خباثتِ قلیلہ و کثیرہ سے قدم ہٹانے کا نام ہے۔ اگر اس شخص میں یہ باتیں نہ ہوں تو ارادت سے کیا فائدہ۔ قطعہ

کیکہ دست ارادت بپائے مرد نزد * چگونہ راہِ ارادت بسر برداز پائے

مرید آنست کہ سر از خط ارادت خویش * بروں بردبسر خویش ہم نیاردپائے

ترجمہ: جو شخص دستِ ارادت مرد پیر کے قدم میں نہ رکھے۔ کیسی راہِ ارادت وہ لے جاتا ہے۔ مرید وہ ہے جو اپنے ارادت کے خط سے سر ان پر لے جاتا ہے۔

اَلْاِرَادَةُ تَرْكُ الْوَارِدَةِ وَ الْاِنَابَةُ دَرْكُ الْوِلَايَةِ ۔ ترجمہ: ارادت ترک واردہ کا نام ہے (یعنی ہر نفسانی خواہش جو اس کے دل میں وارد ہو)۔ اور انابت درک ولایت (ولایت پانے) کا نام ہے۔ امعانِ نظر کے بعد ہدایت و امتحان کا سر عنایت فرماؤ۔ کہ شیخ جو حکم دیں اسے پورا کرو۔ شیخ کے حکم میں شرط عائد کرنا رہزنی و نقب زنی کی علامت ہے۔ اور شرط عائد کرنا عدل و انصاف کا کام نہیں ہے۔ قطعہ

گر نیاری توبہ کرد از ہر گناہ * در رہ انصاف بار نہ تو پای

رشتہ انصاف گر ندہی زدست * کار ہر سر رشتہ آید بجای

ترجمہ: اگر تو (صدق دل سے) تمام گناہوں سے توبہ نہیں کرتا۔ تو تو نے انصاف کی راہ میں قدم نہ رکھا۔ اگر انصاف کا رشتہ اپنے ہاتھ سے تو نہیں دیتا۔ تو ہر سر رشتہ کے کام آتا ہے۔

جب ارادت کے کام سے بواسطہ شیخ کے انصاف کے سامان سے اپنے آپ کو بھر لیا۔ اور شیخ کی ملازمت میں کامیاب ہوا۔ تو شیخ نے خورشید زریں قبا

اور عبائے ترکی (بطور خلعت) اس پر ڈال دیا۔ اور اسی شب نان جوہر سے اسے پُر کر دیا۔ اور داتِ گوہر زیادہ کر دیا۔ نقب کی تلوار، طلب کا خنجر اس کے ہاتھ میں دیکر چور کے صحرا کی طرف روانہ کیا۔ اور اس کے سر کو چور کی تلاش کے واسطے میدان میں مارا۔ قطعہ

چو خورشید زریں قبائے سپہر * ز بر کند و پوشید مشکین عبای

نہادند سر راہ دانان شب * بصحرائے ظلمت دلیرانہ پای

ترجمہ: جب خورشید زریں نے آسمانی قبا اور کستوری عبار کھا اور پہنایا۔ سر راہ اور انان شب ظلمت کے صحرا میں دلیرانہ قدم رکھا۔

انصاف کے چور کو رفاقت میں تلاش کیا۔ اور مرد منحرف کو سراقت میں۔ اور کہا کہ انصاف نہیں ہے کہ اس خانہ میں ایک روزہ طاقت ہو۔ اور ہمیں دوسری شب چور کے مقابلے کیلئے طاقت کی ضرورت پڑے۔ اس کے خاطر پہنچا کہ ہمسایہ کہ گھر میں چور کا آنا اور نقب کا ڈالنا انصاف نہیں ہے۔ بس اسی طرح اس کے گھر میں بھی جو ہمسایہ کا ہمسایہ ہو۔ اور ہمسایہ کے ہمسایہ کا ہمسایہ یہاں تک کہ پورے شہر تک یہ سلسلہ پہنچے۔ یعنی کسی گھر میں بھی نقب زنی اور چوری درست نہیں۔ قطعہ

زہے گوہر درجگ پیر راہ * کہ انصاف دادش بدست مرید

چو ہمسایہ خانہ پیر شد * از ہمسائیگی شہر بیروں ندید

ترجمہ: جگ (جہاں) پیر کی راہ میں کیا خوب گوہر ہے۔ کہ مرید کے ہاتھ میں انصاف دیا۔ جب پیر کے گھر کا ہمسایہ ہوا۔ پورا شہر ہمسائیگی سے نہیں نکلتا۔

دوسرے[۱] روز اس دزدِ منصف اور مردِ منحرف کے دل میں خیال آیا کہ شہر کے بیوت، حانوت (دکانیں) اور لوگ میرے پیر کی ہمسائیگی میں ہیں۔ اور ہمسایہ کے گھر کا سازوسامان چوری کرنا انصاف نہیں ہے۔ ہر چند کہ بادشاہ بھی اس ہمسائیگی سے خارج نہیں ہے۔ لیکن ہر ایک کو بیت المال سے اموال ہاتھ آیا۔ اور ہر کسی کو منال کا حصہ من وجہ حاصل ہوا۔ قطعہ

کسے کہ ز انصاف در خویش یافت * ز بیگانگی شہر را خویش دید
ملک گرچہ از خویش بیگانہ نیست * ولیکن در و بہرۂ خویش دید

ترجمہ: کسی کو انصاف سے اپنایا۔ بیگانہ شہر کو اپنا شہر دیکھا۔ ملک اگرچہ بیگانہ نہیں ہے۔ لیکن اپنے حصے میں دیکھا۔

دوستی کے روز والی شب اپنے اندر نور کا حصہ رکھتی ہے۔ اور دشمنی کے روز والی شب سور (جشن) رکھتی ہے۔ ایک چور دیوار توڑ کر بادشاہ کے خزانے تک پہنچا۔ خزانے پر مامور شخص نے اس چور کے قدموں میں چابی لا کر رکھ دی۔ اور کہا کہ جو شخص انصاف نہیں کرتا ہے۔ اسکے جوہر و گوہر کے حصار کو تم جیسے لوگ ہی لے جایا کرتے ہیں۔ قطعہ

درآمد بگنجے کہ چون آسمان * در و بود کہ ہر دربی بہای
رسیم و زرش دست پیچد وکفت * کہ انصاف بنود تہی کرد جای

ترجمہ: آسمان جیسے خزانے کے پاس آیا اُس میں درِ بے بہاں اور گوہر

۱۔ یہاں سے سالک کیلئے تیسری صفت 'صفت سخاوت کا بیان ہے۔ بادشاہ اور چور کے واقعے میں یہ سبق ہے کہ بادشاہ صفت سخاوت سے متصف نہ تھا۔ اسلئے رعایا میں سے ایک چور نقب زنی اور چوری کیلئے آگے بڑھا۔ بالآخر چور نے بادشاہ کے خزانے سے اپنا وظیفہ مقرر کروانے میں کامیاب ہوا۔ رعایا کیلئے وظیفہ مقرر کرنا صفت سخاوت ہے۔ اور اس واقعہ میں راست گوئی کا بیان ہے۔ ۱۲ اشرفی

تھے۔اُس کے سیم وزر سے اپنے ہاتھ کو بھر کر کہا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ اس جگہ کو خالی کردیا جائے۔

ایک تھیلی کاٹ کر اُس میں سے تین پتھر یعنی یاقوتِ خورشید، نیلوفر حاور اور جوہرِ جاوید نکال کر جوہری کی دکان کی طرف چلا۔ جوہری خزانہ شناس تھا۔اُس نے پوچھا کہ یہ سیم وزر تو کہاں سے لے آیا۔ کیونکہ یہ سیم وزر اور نقود و جوہر بادشاہ کے مال کے ہو سکتے ہیں۔ منصف چور نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب بادشاہ کے خزانے سے چوری کر کے لایا ہوں۔بادشاہ تک جب یہ بات پہنچی تو بادشاہ نے اُس چور سے استفسار کیا۔ چور نے بادشاہ سے کہا کہ تو نے اپنے خزانے کو قیمتی اموال سے بھر ڈالا اور غریب الم و تکلیف میں رہے۔ یہ انصاف نہیں ہے۔بادشاہ پر ان کی باتوں کا اثر ہوا۔ قطعہ

خدا کی کہ از راستی زد بہم * کمان دار شد راست پیکان نمای

بہر دل کہ از راستی زد خدنگ * کر بی از دل آور دبیرون صفای

ترجمہ :اُس کے راستی نے ضرب ماری۔ کمان رکھنے والا راست کا تیر ظاہر کیا۔ کسی دل کو راستی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ دل سے کجی نکال کر دل کو صاف کر دیا۔

ارکان دولتِ قاہرہ واعیانِ رفعتِ باہرہ نے (چور کی گفتگو سن کر) کہا کہ اس منصف چور کیلئے بیت المال سے وظیفہ جاری کر دیا جائے۔ قطعہ

زہے در گوہر زدریائے دین * کہ صدق و صفا راستی و حیای

ہماں گوہر اندہر یک چوں گنج * زیک گنج صد گنج آید بجای

اگر یک صفت گیر داز راستی * ہماں وصف در دست آید بپای

اشرف آنچہ فرمودن راستاں * کہ کل شیئٍ فی کل شیئٍ برای
ہزار آید از یک نہ از یک ہزار * کسے داند آں را کہ داند خدای

ترجمہ: دین کے دریا سے کیا خوب گوہر و موتی ہے کہ صدق و صفا راستی وحیا یہ تمام کے تمام ایک خزانہ کا گوہر ہے۔ اس جگہ ایک خزانہ سے ہزار خزانے آتے ہیں۔ اگر راستی کی ایک صفت اپنا لے تو اس کے قدم میں تمام اوصاف آجائیں گے۔ اشرف نے راستی کے بارے میں جو کچھ کہا کہ ہر شے میں ہر شے ہے۔ ایک سے ہزار آتا ہے۔ نہ کہ ہزار سے ایک جو کوئی اسے پہچانے گا تو وہ خدا کو پہچانے گا۔

پانچواں مکتوب

(تصوف کی جان یعنی تنزلاتِ ستہ اور حضراتِ خمس کا بیان)

نتیجۃالاکابر، سلالۃ الاماثر فرزند اعزارشدار جمند شیخ کبیر رَزَقَهُ اللّٰهُ تعالٰی وُصُوْلَهٗ وَسَبِیْلَ اٰیَاتِ سُلُوْكٍ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنا وصال اور راہِ سلوک کی نشانیاں عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ اور سلامِ درویشانہ قبول فرمائیں۔ اربابِ سلوک کے ضمیرِ منیر اور اصحابِ صعلوک (درویش) کے سمیرِ تنویر پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ طالبِ صادق اور محبِ واثق پر ایمان کی دولت کے بعد رفعت ایقان کا وصل حاصل کرنا واجب ہے۔ سالکِ راہِ طریقت و مالکِ جاہِ حقیقت پر نہایت ضروری ہے کہ عقائدِ شریعت اور موائدِ طریقت اور عقائدِ صوفیہ و موائدِ طائفہ عَلِیَّہ (بلند) پر مطلع ہو۔ اس فن کے اصول میں سے کسی اصول اور اس متیقن وصول میں سے کسی وصول تک پہنچنا۔ اسرارِ صوفیہ واطوارِ عَلِیَّہ سے ہے۔ اگرچہ بحسب علمی ہو۔ قطعہ

کسے را کہ دولت بود رہنمون * نہد بر سر راہِ توحید پای

بداند نخست از عقائد بجان * کہ فرمودہ اند عارفان خدای

ترجمہ: جسے رہنمائی کی دولت حاصل ہو۔ وہ اپنا سر راہِ توحید پر ڈالتا ہے۔ اول وہ عقائد صوفیہ جانے کیونکہ عارفانِ خدا کا یہی فرمان ہے۔

اس راہ کے بعض کاملان سے اور اس درگاہ کے کچھ واصلان سے کیا عقیدہ منقول ہے۔ صوفیۂ متقدمین اور طائفہ عَلِیَّہ سالفین کی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کرے۔ اس روزگار کے اصحابِ مجاہد کے مکاشفہ سے بہتر ہے۔ اور

اس اعصار (زمانے) کے اربابِ محاربہ کے معائنہ سے خوشتر ہے۔ یہ طائفہ مذکورہ کشف و عیان کے بعد کیا فرماتے ہیں۔ کشف و عیان کی سیرت کیلئے مجاہدہ و ریاضت شرط ہے۔قَالَ الاَ شْرَفُ مَنْ لَّمْ یَعْمَلْ کَسْبَ الْمُجَاهَدَةِ لَمْ یَحْصُلْ لَهُ حَسْبُ الْمُشَاهَدَةِ۔ ترجمہ : (حضرت) اشرف نے فرمایا کہ جو شخص کسبِ مجاہدہ کا عمل نہ کرے۔ اسے حسب مشاہدہ حاصل نہ ہوگا۔ سابقہ ریاضت و مجاہدہ کرنے والوں کا عقیدہ معلوم ہے۔ بخلاف متاخّرین ریاضت و مجاہدہ کا عقیدہ موسوم ہے۔ حضرت امام احمد غزالی سے منقول ہے۔ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهُ نَصِیْبٌ مِّنْ هٰذِهِ الْعِلْمِ اَخَافُ عَلَیْهِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ وَاَدْنٰی نَصِیْبٌ مِّنْهُ التَّصْدِیْقُ وَالتَّسْلِیْمُ لاِ هْلِ التَّحْقِیْقِ۔ ترجمہ : جسے اس علم سے کچھ حصّہ حاصل نہ ہو مجھے اُس پر سوءِ خاتمہ کا خوف ہے۔ اور اس علم کا ادنیٰ حصّہ تصدیق اور تسلیم اہلِ تحقیق کے لئے ہے۔ قطعہ

اگر خواند کسی از نامۂ دوست * اگرچہ در نیا بد آں معانی
بسے بہتر ز علم صدر و محفل * کہ دریا بد ز بحر در فشانی

ترجمہ : اگر کوئی شخص دوست کا خط پڑھتا ہو۔ اگرچہ وہ اُس کے معانی کو نہیں جانتا صدرِ محفلؔ کے علم سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ وہ سمندر سے روشن موتی نکالتا ہے۔

پس طالبِ راہِ سلوک و محبِ جاہِ صعلوک (دُرویش) کیلئے اولاً حضراتِ خمس کا ملاحظہ کرنا اور تنزلاتِ سدس کا مطالعہ کرنا اہم ہے جمیع مراتبِ راہِ صوفیہ اور تمام مناصبِ درگاہِ علیہّ اس میں درج کیا کرتے ہیں۔ اور سلوک سالک کے تمام مقامات یعنی اُصول، جملہ درجاتِ سلوک اور مہالکِ حصول اس میں مندرج

ہیں۔ قطعہ

گوہر دریای دکان جوہرش * برنهاده آں همه در پنج گنج

آں همه کنجینها در گنج دل * بر سپرده بادشاه گنج سنج

ہفت گنج ازہفت طور دل برآر * تاتو باشی سالک رستم سپنج

ترجمہ : اُس کے گوہر اور جوہر دریائے دکان پر رکھا۔ وہ سب پانچ خزانوں میں ہیں۔ وہ سب خزانہ دل کے خزانہ میں ہے۔ بادشاہ نے خزانہ پانچ اوزان پر امانت رکھی۔ سات خزانے دل کے طور سے تو باہر لا۔ تاکہ تو سالک کا مضبوط مہمان ہو جائے۔

حق تعالیٰ کے مراتبِ ظہور و منازلِ صدور حدوبیان سے باہر ہیں اور شرح وبیان سے برتر ہیں کیونکہ ظہورِ ذات بحسبِ مراتب جزویہ اور روزِ کمالات بطریقِ منازلِ فوقیہ حصر میں نہیں آسکتے۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ[1] ترجمہ : اور وہ نہیں پاتے۔ اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ قطعہ

نگار خلوت غیب ہویہ * برزخ دارد زجلوہ پردہ بسیار

بہر جا جلوہ دیگر نماید * کہ نیابد در حساب آں خلوت یار

ترجمہ : غیب ہویت کا نگار خلوت برزخ رکھتا ہے۔ جلوہ سے پردے بہت ہیں۔ ہر جگہ دوسرا جلوہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ خلوتِ یار حساب میں نہیں آتی۔

بر سبیلِ کلیہ وطریقِ اصلیہ' مراتبِ ظہور و مجالی صدور کو پانچ مراتب میں مختصر بیان کیا گیا ہے۔ مرتبہ اول غیب ہویت وذات ہویت وذات صرف

---

[1] پ ۳ بقرہ ۲۵۵۔

من حیث ھی ھی نسب واعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر اگرچہ نسبت تجردان تمام سے ہو۔ وجود مطلق، ذات بحت، ہستی صرف، واحدیت مطلق اور واحدیت ذاتیہ کہتے ہیں۔ وہ اس مرتبہ کی حیثیت سے عالی تر ہے۔ کیونکہ علم، کشف، ادراک اور شہود متعلق ہو سکتے ہیں۔ اور اس درجہ میں وہ والی تر ہے۔ کہ اسم، شرف اور اصطکاک وجود سے متصف ہوا۔ نہ کہ دستِ مشاہدہ سے اس کے وصال کے دامن کو پکڑ سکتا ہے۔ اور نہ دیدۂ معائنہ اس کے پرتوئے جمال کو دیکھ سکتا ہے۔ لاَ تُدْرِکُهُ الاَ بْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الاَ بْصَارَ۔[1] ترجمہ: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں۔ اور سب آنکھیں اس کے احاطے میں ہیں۔ قطعہ

ازاں بیروں ترست آں یار بے رنگ * کہ آنرا دیدۂ ادراک بیند
زرویت شاہدان عرصہ خاک * جمالش پاک آمد و پاک بیند

ترجمہ: وہ یار اس سے بے رنگ بیروں تر ہے۔ کہ اسے دیدۂ ادراک دیکھتی ہے۔ شاھدوں کی رویت سے اس کا جمال پاک خاک کے میدان میں آیا۔ اور پاک دیکھتا ہے۔

حضرت عبدالرزاق کاشی رحمتہ اللہ علیہ اس مرتبہ کا بہت سارے اسماء اپنے اصطلاح کبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ مرتبہ احدیت ذاتیہ، واحدیت مطلق، احدیت صرف، لاتعین، عالم لاہوت، ازل ازال، عین کافوری، عنقاء، مشکوٰۃ غیبی، ذات بحت، ذات بلااعتبار، ذات مطلق، ذات صرف، ذات احدیت، ذات بلاتعدد، ذات ہویت، ذات سازج، ذات ہو ہو، وجود بحت، وجود مطلق، عدم عدم، بطون بطون، مکون مکون، خفاء خفا، قدم قدم، اول لا نہایت، آخر لابدایت، غیب ہویت،

---

[1] آیہ پ ۷ انعام ۱۰۳۔

غیب الغیوب، غیب المصون، غیب المکنون، پس ان الفاظ کا اطلاق حقیقت مذکورہ پر کرتے ہیں۔ اس مرتبہ میں شرط[1] لاشئی کہتے ہیں۔ یہ احدیت ذات

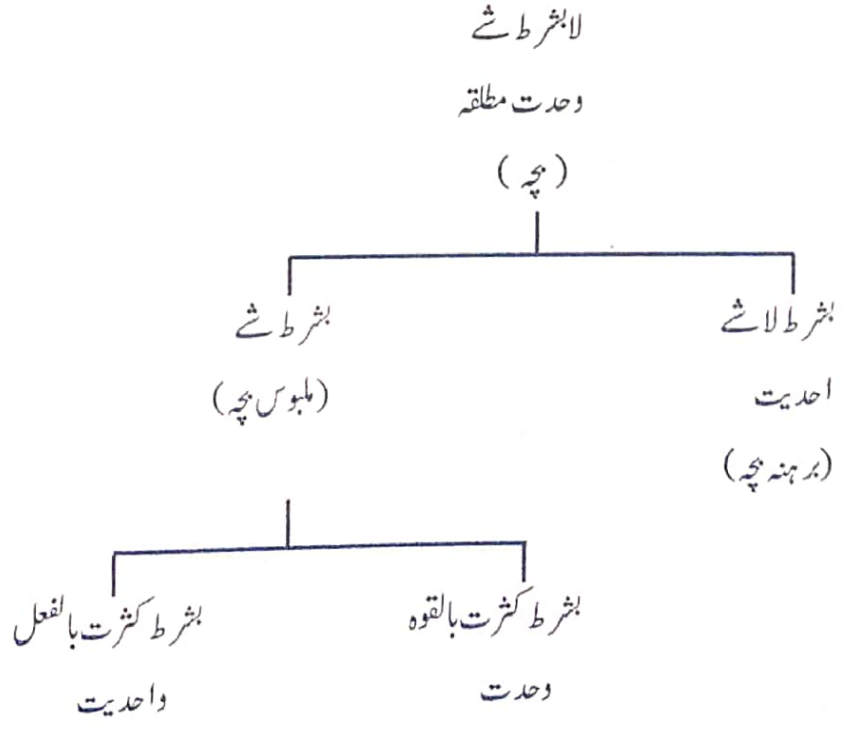
۱۔ تنزلات ستہ پر کچھ گفتگو مکتوبات کی اجمالی تعارف میں مکتوب پنجم کے تحت ہو چکی ہے۔ اور مزید کچھ گفتگو مکتوب اول کے تحت ہوئی ہے۔ یہاں پر صرف بشرط لاشئی 'بشرط شی اور لابشرط پر گفتگو ہو گی۔ جو کہ تنزلات ستہ کی گفتگو کا ہی حصہ ہے۔ جب ہم کسی بھی شے پر کوئی قید لگاتے ہیں۔ تو ہمارے سامنے تین اعتبارات آتے ہیں۔

اول بشرط لاشے یعنی شے مطلق تمام قیودات واعتبارات سے منزہ و پاک ہوتی ہے۔

ثانی بشرط شے یعنی شے مقید اپنے قیودات واعتبارات کے ساتھ ہوتی ہے۔

ثالث لابشرط شے یعنی مطلق شے قید واطلاق سے عام تنزیہ و تشبیہ سے آزاد ہوتی ہے۔

مولانا بحر العلوم حیدر آبادی ان تینوں اعتبارات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مطلق بچہ لابشرط شے ہے۔ کیونکہ آپ اس پر غور فرمائیں تو آپ پر عیاں ہو گی۔ کہ مطلق بچہ کہنے سے شے کا وجود پایا گیا۔ لیکن شرط نہیں۔ اس لئے بچہ تسلیم کرنے سے شے پائیگی۔ اور مطلق سے لابشرط۔ دونوں ملا کر پہلا اعتبار لابشرط شے قائم ہوا۔ اسی طرح کپڑے پہنا بچہ بشرط شے ہے۔ کیونکہ اس میں بچہ کا وجود شے اور کپڑا شرط ہے۔ اس لئے دونوں ملا کر اعتبار ثانی یعنی بشرط شے قائم ہوا۔ اسی طرح برہنہ بچہ بشرط لاشے ہے۔ ان تینوں اعتبارات کو نیچے دیئے گئے نقشہ کے ذریعے سمجھئے۔



(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) اس تمہیدی بیان کے بعد اب مکتوب میں دیئے گئے اعتبارات کو سمجھنے کیلئے ایک نقشہ بنا کر پیش کرتے ہیں جس سے مکتوب میں دیئے گئے اعتبارات سمجھنے میں آسانی ہو گی۔

اسمائے مراتب الٰہیہ

لاتعین (احدیت)	تعین اول (وحدت)	تعین ثانی (واحدیت)
ذاتیہ	برزخ کبری	مجلی فانی
احدیت مطلقہ	عقل اولٰی	تجلی ثانی
احدیت صرف	حقیقت محمدی	فلک الحیٰوۃ
لاتعین	برزخ البرازخ	معدن الکثرت
عالم لاہوت	مرتبہ اول از غیب	قابلیت ظہور
ازل الآزال	غیب مطلق	مرتبہ ثانیہ از غیب
عین کافوری	عالم جبروت	برزخ ثانی
عنقاء	عالم صفات	منتہی المعرفت
مشکوٰۃ غیبی	قلم اعلیٰ	منزل الثری
ذات بحت	لوح محفوظ	مبعث الجود
ذات بلااعتبار	ام الکتاب	منبع الوجود
ذات مطلق	مخلوق اول	منشاء اسوی
ذات صرف	مبداء اول	حضرت الوہیت
ذات احدیت	حقیقۃ الحقائق	منتہی العابدین
ذات بلاتعدد	واحدیت جمع	حضرت الارتسام
ذات ہویت	مجلی اولٰی	کون الجامع
ذات ساذج	تجلی اولٰی	ان الدائم ظہور ثانی
ذات ہو ہو	روح اعظم	ظل ثانی
وجود بحت	ابوالارواح	ظل ممود

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ)

وجود مطلق
عدم عدم
بطون بطون
مکون مکون
خفائے خفا
قدم قدم
اول لا نہایت
آخر لا بدایت
غیب ھویت
غیب الغیوب
غیب المصون
غیب المکنون

ولد اکبر
آدم حقیقی
ظل اولیٰ
عالم مطلق
نشاء اول
عالم وحدت
قابلیت اولیٰ
رابطہ اول
عالم اجمال
ظہور اول
موجود اجمالی
کنز الکنوز
عالم رموز
اسم اعظم
درۃ البیضاء

عالم ملکوت
عالم باطن
عالم معانی
عالم امر
مجمع الارواح
پرتوئے وحدت
ظل وحدت
مبین الصفات
کنز الارواح
معدن الارواح
عین الیقین
باطن ملک

مراتب الٰہیہ کی فہرست ملاحظہ فرمانے کے بعد اب مراتب کونیہ کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ مکتوب میں مراتب کونیہ کا بیان بھی ہے۔ اس کے علاوہ مرتبہ جامعہ کا تذکرہ بھی ہے۔ اس لئے ایک ڈائیگرام کے ذریعے بیک وقت ان تینوں کو ظاہر کرینگے تاکہ مکتوب سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

ڈائیگرام ملاحظہ فرمائیں

احدیت	وحدت	واحدیت	ارواح	امثال	اجسام	انسان
مراتب الٰہیہ		مراتب کونیہ			مرتبہ جامعہ	

جمیع تعینات اجمالی و تفصیلی کہ تعین اولیٰ و ثانی چاہتی ہے۔ خالص ہے۔ اسی طرح سریان واحد، اعداد و قیوم کے مرتبہ میں اس کے مرتبۂ واحدیت ذاتیہ کی حیثیت سے بلند تر ہے۔ کہ علم و کشف کو چاہتی ہے۔ بلکہ اس جگہ اس کی ہست و تحقیق کا جز معلوم و مدرک نہیں ہے۔ یعنی وہ حصہ امر تعین کل متعین ہے۔ قطعہ

پردہ نشینان حریم الست * راہ نمایان نہایت نمای
گوہر دریائے ہویت بہا * ہیچ نسفتند بالتماس رای
خبر بسر نام نبردند پیٔ * گرچہ سپردند بسر رہ پنای

ترجمہ: پردہ نشینوں کا حریم الست ہے۔ راہ نمائیوں کی نہایت نمائی ہے۔ ہویت دریا کا گوہر بے بہا۔ رویت کے التماس میں بنتے ہیں۔ اس خبر کا نام نہیں لیتے۔ گرچہ راہ سپرد ہوئے۔

اس کیلئے مراتبِ تعیناتِ ظہور اور منازلِ تنزلاتِ صدور ازروئے علم و عین کے ہیں اس میں اسی قدر معلوم و مکشوف ہوتا ہے۔ پس اول تعین کہ قالی وہ غیب ہویت ہے۔ اور والی وہ خفائے خفیہ ہے۔ صرف اور قابلیتِ محض وہ تعین ہے جو جمیع قابلیات و اعتبارات پر مشتمل ہے۔ اس میں دو احتمالات و قابلیات ہیں۔ (اول) طرف ثبوتی (دوم) طرف سقوطی۔ طرفین ظہور و بطون ہیں۔ اور جانبین صدور و کون۔ اس کے ہر دو جانب مساوی ہیں۔ قطعہ

گوہر دریائے وحدت راچو در * ہم صدف دار و مکان ہم درج جای
ہمچو خورشید سپہر نور زا * مشرق و مغرب بود از استوای

ترجمہ: وحدت کے دریا کے گوہر کیلئے جب صدف دار موتی بھی اس مکان کی جگہ درج ہے۔ اسی طرح آسمان کے خورشید کا نور مشرق و مغرب میں استوا سے تھا۔

اسی اعتبار سے یعنی مساوی ظہور و بطون، تعین اولیٰ، وحدت، برزخ کبریٰ، عقل اولیٰ، حقیقت محمدی، برزخ البرازخ، مرتبہ اول از غیب، غیب مطلق، عالم جبروت، عالم صفات، قلم اعلیٰ، لوح محفوظ، ام الکتاب، مخلوق اول، مبدء اول، حقیقۃ الحقائق، واحدیت الجمع، مجلی اولی، تجلی اولی، روح اعظم، ابو الارواح، ولد اکبر، آدم حقیقی، ظل اولی، عالم مطلق، نشاء اول، عالم وحدت، قابلیت اولی، رابطہ اول، عالم اجمال، ظہور اول، موجود اجمالی، کنز الکنوز، عالم رموز، اسم اعظم اور درۃ البیضا کہتے ہیں۔ اسمائے مذکورہ کا اطلاق اور آیاتِ مسطورہ کا استغراق اس نور حقیقت پر عین وجود ہے۔ اس مرتبہ میں لابشرط ہو گی۔ اور یہی وحدت مذکور احدیت اور واحدیت کے درمیان برزخ ہے۔ اور یہی تعین اول مرتبہ اطلاقیہ اور اسمائے طرفین کے درمیان واسطہ ہے۔ باعتبار سقوط احدیت و باعتبار ثبوت واحدیت خود ہے۔ مرتبہ واحدیت، تعین ثانی، مجلی ثانی، تجلی ثانی، فلک الحیٰوۃ، حضرت ربوبیت، حضرت الجمع، منشاء الکثرت، واحدیت الکثرت، الجمع، معدن الکثرت، قابلیت الظہور، مرتبہ ثانیہ از غیب، برزخ ثانی، منتہی المعرفت، منزل الشریٰ، مبعث الجود، منبع الوجود، منشاء السوی، حضرت الوہیت، منتھی العابدین، حضرت الارتسام، کون الجامع، ان الدائم ظہور الثانی، ظل ثانی، ظل ممود، عالم ملکوت، عالم باطن، عالم معانی، عالم امر، مجمع الارواح، پرتو وحدت، ظل وحدت، مبین، صفات، کنز الارواح، معدن الارواح، عین الیقین اور باطن ملک کہتے ہیں۔ پس ان اسمائے متکثرہ کا اطلاق اور نامہائے متعددہ کا استغراق حقیقت مذکورہ پر اس مرتبہ میں بشرط شی ہے۔ قطعہ

احدیت بشرط لاشی گفت * در وحدت کہ لابشرط بسفت

واحدیت بشرط شی باشد * کہ از و سر کشید گفت و شنفت

ترجمہ : احدیت کو وحدت میں بشرط لاشی کہا۔ کہ لابشرط میں پرویا۔ واحدیت بشرط شی ہوئی۔ کہ اس سے سر کھینچا کہا اور سنا۔

اعتبارات مرتبہ واحدیت اور قابلیات درجہ ابدیت' حقیقت انسان کامل ہے۔ اسے مراۃ حضرتین و مجلی صفتین کہتے ہیں۔ منشا حضرت وجوب اور منشا حضرت امکان سے اٹھائیس اسماآتے ہیں۔ اور حضرت وجوب سے اٹھائیس اسمائے کلی الٰہی برآئے۔ اور اسی طرح حضرت امکان سے اٹھائیس اسمائے کلی کونی سرآئے.

مرتبہ واحدیت جب تنزل فرمایا۔ تو عالم ارواح کو تجلی (روشن) فرمایا۔ اس مرتبہ میں اسماء و صفاتِ واحدیت کے اعتبارات بصورتِ لطائف ظاہر ہوئے۔ اور اس میں خرق والتیام جائز نہیں ہے۔

عالمِ ارواح سے جب تنزل فرمایا تو اس رتبہ روحانیہ سے عالم مثال برآیا۔ اس مرتبہ میں اسماء و صفات رتبہ ثلیثیہ کے مرتبہ ارواحیہ کے اعتبارات بصورت لطیفہ مرکبہ ظاہر ہوئے۔ اور اس میں خرق والتیام اور تفرقہ اس کے انتظام میں جائز نہیں ہے۔

عالم مثال سے تنزل فرمایا تو عالم اجسام کو متجلی فرمایا۔ کہ جمیع مراتب' مرتبہ انسانیہ کا جامع ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اپنے جمیع اسماء و صفات اس میں نشاء نازلیہ ظہور فرمایا۔ قطعہ

بادشاہ از کشور توحید خویش * چوں برآمد سوی صحرای وجود

پنج گنج خویش رادر برکشاد * درو گوہر ریخت از دریائے جود

وحدت آمد گوہر اعیان بریخت * جوہر مجمل بہم درہم نمود

چون بشہر واحدیت آمدہ * گوہر تفصیل را از ہم کشود

رو از انجا جانب ارواح کرد * از لطافت در کشادہ ہر چہ بود

در مثال آمد صور ترکیب کرد * مراۃ تمثال را از ہم زدود

در دہ اجسام چون آمد فرد * صورت شاہانہ آمد در شہود

ترجمہ: بادشاہ جب اپنی توحید کی زمین سے وجود کے صحرا پر آیا۔ اپنے پانچ خزانے کو کھولا۔ موتی نے گوہر گرایا۔ دریائے جود سے وحدت آئی۔ گوہر نے اعیان گرایا۔ مجمل جوہر باہم ظاہر ہوا۔ جب وحدایت کے شہر میں آیا۔ گوہر نے تفصیل کو بھی کھولا۔ اُس جگہ اپنا چہرہ ارواح کی جانب کیا۔ لطافت سے ہر چیز کو کھولا۔ مثال میں آیا۔ ترکیب کی صورتیں بنائی۔ مراۃِ تمثال کو بھی دُھویں سے ظاہر کیا جب اُس میں دس اجسام آئے۔ شہود میں صورتِ شاہانہ آئی۔

ہدایت راہِ سلوک و مبداءِ فکوک میں اپنے طالبان اور یارانِ ہمراہ کو حضراتِ خمس کے ملاحظہ اور تنزلاتِ سدس کے مطالعہ کی ملازمت کا حکم فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس طلباء کا اولین سبق اور اس فرقہ کا اولین ورق یہی ہے۔ اور یہ مشربِ خاصہ وجہ خاص ہے۔ جب کوئی تربیت کے چوٹی تک پہنچ جائے تو پھر ہم دوسرا سبق اُسے بتاتے ہیں۔ قطعہ

در رہِ توحید کسے گر نخست * دست برادر دہ و بنہاد پای

تا بکند یاد درست ای سبق * راہ نیابد کریم خدای

ترجمہ: راہِ خدا میں اولین کسی برادر کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور اپنا قدم رکھ تاکہ تو اس سبق کو درست اور یاد کر سکے۔ حریم خدا کی راہ نہیں پائے گا۔ (بغیر شیخ کے)

چھٹا مکتوب

(بزرگوں کی کتابوں کے مطالعہ کے فوائد کا بیان)

برادر اعزارشد قاضی مستحسن دعائے مشتاقانہ قبول فرمائیں۔ اے عزیز مقاماتِ صوفیہ کا مطالعہ اور مکالماتِ طائفہ عَلِیَّہ کے فرمان کا ملاحظہ کرنا اہم امور میں سے ایک امر ہے۔ اکابرِ متقدمین و اماثرِ متاخرین نے فرمایا ہے کہ صوفی کو امورِ معہودہ کی ادائیگی اور کارِ مفروضہ مندوجہ کی ادائیگی کے بعد کتبِ سلوک سے ایک جزء مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ کَمَا قَالَ جُنَیْدٌ علیہ الرحمۃ حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ وَمَقَامَاتُ الرَّوَاسِخِ شَھْدٌ مِّنْ شُھُوْدِ اللّٰہِ۔ ترجمہ: جیسا کہ حضرت جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مشائخ کی حکایات جند من جنود اللہ (اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر) اور رواسخ کے مقامات شھد من شھود اللہ (اللہ کے مقربین میں سے ایک مقرب) ہیں۔ کتب مشائخ و مشاہد کی کتابوں کے مطالعہ پر قرآن سے دلیل پیش کی ہے۔ جبرئیل کی مناقبِ رواسخ کی جہت رویت یہ ہے۔ وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنَ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ۔[1] ترجمہ: اور سب کچھ ہم رسولوں کی خبر سناتے ہیں۔ جس سے تمھارا دل ٹھہرائیں۔ یعنی انبیائے ماضیہ کے قصص اور اصفیائے بالیہ کے سیرِ مختص کو تو پڑھ۔ اور ان کے احوال و مآل سے تو آگاہ رہ۔ تاکہ تیرا دل ثبات پکڑے۔ اور تیری جان ہمت پکڑے۔ قطعہ

سخن کرد باید ز مردان کار * کہ تا ہمت مردم آید بجای

---

[1] پ ۱۲ ھود ۱۲۰۔

اگر دیدہ دارد بر خسار او * نماید بہر دیدہ ازولی دیگر

ترجمہ: رخسار کے معانی کے نقاب سے دلہن ظاہر ہوئی۔ اس شخص کیلئے جو نظر رکھتا ہو۔ اگر اس کے رخسار پر دیکھے گا۔ تو اس سے دوسرا دیدہ ظاہر ہوگا۔

ہمارے حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاحرار فرید عطاء کی تصنیف "منطق الطیر" کی بارہ جلدیں ہاتھ آئیں۔ یہاں تک کہ میں نے اس کے حجلہ عبارت سے عروس معانی کو جلوہ گر کیا۔ قطعہ

عروس عبارت زشاہان دین * کہ دارد نہاں روے در حجلہ

بہر کس نہ رخسار نمایدش * با اہل بصیرت کند جلوۂ

ترجمہ: عبارت کی دلہن حجلہ میں اپنا چہرہ شاہانِ دین سے پوشیدہ رکھتی ہے۔ اپنے رخسار کو ہر شخص کیلئے ظاہر نہیں کرتی (بلکہ) اہل بصیرت کیلئے جلوہ کرتی ہے۔

پس طالبِ صادق اگر اخلاص سے مشائخ کی کتابوں پر نظر رکھے۔ اور سالکِ واثق جستجوئے اختصاص سے رواسخ کے ابواب کی حفاظت کرے۔ تو وہ راہ اس کیلئے ضرور ظاہر ہوگی۔ جس کی اسے تلاش ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قبور میں مردان اور مسطور میں حقائق اس جگہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا توجہ جمال رکھتا ہے۔ اور محبان اس توجہ پر سر رکھتے ہیں۔ اس درویش نے عوارف حضرت امام العارفین مؤرخ امام الکاملین عبداللہ یافعی کے ساتھ وقت گزارا ہے۔ آج کے دن دس سال ہوگئے کہ ہر سال اپنے اندر ایک مقصود لے کر آتا ہے اور حال میں سے ہر سال دوسرا حال لاتا ہے۔

تصانیفِ اکابرِ روزگار اور تالیفِ اماثرِ ہر دیار یہ تمام بشر معارف کے سمندر میں سے ایک سمندر ہیں۔ اور سرورِ عوارف میں سے ایک سر ہیں۔ مصنفات میں سے خاص طور پر حضرت قطب الموحدین، مؤلفاتِ حضرت لبّ الکاملین، شیخ الاسلام والمسلمین شیخ محی الدین حاتمی الطائی الاندلسی قدس اللہ سرّہ العزیز کی ہے۔ انھوں نے وحدت الوجود کے قائلین کی اقتداء میں کتاب لکھی جس پر بعض فقہائے ظاہر و علمائے باھر نے ان کی تصنیفات پر سختی کا حکم لگایا۔ بنابر کوئی مصلحت اور شیوخِ روزگار و رسوخِ ہر دیار میں سے اکثر نے انھیں بزرگ سمجھا ہے۔ فَخَمُّوْہُ تَفْخِیماً عَظِیماً وَ مَدَحُوا کَلاَمَہُ مَدْحاً کَرِیماً وَصَفُّوْہُ بِعُلُوِّ الْمَقَامَاتِ وَ اَخْبَرُ وْاعَنْہُ بِمَا یَطُوْلُ ذِکْرُہٗ مِنَ الْکَرَامَاتِ۔ ترجمہ: پس (ان مشائخ) نے ان کی (ابنِ عربی) خوب بزرگی بیان کی، ان کے کلام کی خوب تعریف کی، ان کے علوِّ مقامات کی صفات بیان کی اور ان کی کرامات کی خبر دی۔ ان کی تصانیف اشعارِ لطیفہ رکھتی ہیں، آثارِ شریفہ لاتی ہیں، اپنے تصانیف میں غرائبِ اسرار درج کیا اور اپنی تالیفات میں عجائبِ آثار نکالا۔ قطعہ

زہے در دریائے عرفان گہر * کہ ہر درو اوست درپائے کار
برکارِ دیں نقطۂ دائرہ * بدورش بود دور اجراء کار
در امروز دیدہ بچشمِ یقین * ہمہ امر دینی و فردائے کار
درافشاں زانوار باطن فروغ * فراز سپہرش دو بیضائے کار
زاقلام او لوح محفوظ ریخت * در پختہ از خامہ امضائے کار
ز ستر بدایت نہایت اُمور * ہمہ دیدہ نادیدہ دانائے کار
ز ازل تا ابد ہرچہ بود و بود * ز سر دیدہ آثار درپائے کار

شرف آں عیار کرد حاتم نژاد * کہ ہرگز نکردہ کس از رائے کار

ترجمہ : عرفان کے دریا میں کیا خوب گوہر ہے کہ اُس ہر ایک میں دریائے کار کا موتی ہے۔ نقطۂ دائرہ کے دین کے کام پر اُسے دُوری تھی۔ آج کے دن اُن تمام دینی کاموں کو چشمِ یقین سے دیکھا۔ انوارِ باطن سے روشن موتی کھلا۔ اُسکے آسمان یعنی اقلام اور لوحِ محفوظ سے دُرِ روشن کام گرا۔ قلم سے پختہ کام ہوا۔ ستر سے امور بدایت و نہایت۔ اُن سب کو دیکھا نادیدہ کام کا جاننے والا۔ ازل سے ابد تک ہر کچھ تھا اور ہوا۔ کام کے پاؤں میں سر کے آنکھ سے آثار دیکھا۔ اُس معشوق کا شرف کیا ہے سخی نے ایسا کوئی شخص پیدا نہ فرمایا جو اسکے اراد کے بغیر کام کرے۔

حضرت شیخ العراق شہاب الدین سروردی کو دمشق کے مسجد صالحہ میں اُن سے اتفاق و اجتماع پڑا۔ ہر ایک نے دوسرے کی طرف نظر کی اور ایک دوسرے کے احوال کو بغیر ظاہری کلام کے اپنی بصیرت سے لایا۔ قطعہ

دو صاحب راز دریک طرفۃ العین * سخن بسیار گویند بے کلامی

ازاں بیرون است ای صاحبِ معانی * کہ دریابد کلام خاص عامی

ترجمہ : دو صاحبِ راز نے یک طرفۃ العین میں بغیر کلام کے بہت زیادہ گفتگو کی۔ اُس گفتگو کے معانی عام اور خاص کے کلام میں دریافت سے باہر تھے۔

جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو حضرت شیخ الشیوخ سے استفسار کیا۔ اُس حال کے بارے میں جسے بحر الحقائق نے کہا۔ قطعہ

دو خورشید را بر شہر دمشق * بیرجِ ولایت بہم شد قران

چو از ہم دگر در منا شدن * پرسیدہ شد از مثال نشان

بگفتند منزل شناشانِ کار * مقامات ہر یک ز دوی عیان

یکے شد زبہر حقائق گہر * دگر سر بسر شد نسبت نہان

ترجمہ: دو خورشید دمشق کے آسمان پر برج ولایت میں باہم ملے۔ جب ایک دوسرے سے منازل میں ہوئے نشان کی مثال سے پوچھنے لگے ان لوگوں نے کہا کام کے پہچاننے والے کی منزل کہ ہر ایک کے مقامات کو اس میں ظاہر کیا۔ ایک بحر حقائق ہوئے دوسرے سر بسر یعنی شیخ الشیوخ ہوئے۔

حضرت عبداللہ یافعی سے شیخ شہاب الدین سے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ رَجُلٌ مَملُوٌّ مِن فَرقِهِ اِلٰی قَدمِهِ سُنَّۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ: وہ شخص سر تا پا سنت رسول ﷺ سے بھرا ہوا ہے۔ ہر چند کہ اسرار کے دریا کے ان دو مقولہ اور آثار کے ان دو روشن موتی کے منقول سے ایک دوسرے کے مدارج کو الگ کیا اور ایک دوسرے کے عروج کو ظاہر کیا۔ اس دم بہت سی باتیں خدا وحدہ لاشریک کی سننے کو آئیں۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ قطعہ

اگرچہ از رتبہ خورشید و مہ دل * بہ انداز سخن طبع گہرزای

ولیک از ہم گرنیار دبیاں کرد * کہ ایں چوں حضر آمد واں مسیحای

ترجمہ: اگرچہ رتبہ خورشید و مہ سے سخن طبع کے گوہر کو دل جانتا ہے۔ لیکن ایک دوسرے نے بیان نہیں کیا۔ کہ جب وہ مسیحا حاضر ہوئے۔

دریائے حقائق کے گوہر پر طاعنان کے طعن کا منشا اور بیضائے دقائق کے نور پر حاسدان کا حسد، تقلید و تعصب، عدم معرفت واطلاع مصطلحات اور معانی کے رموز جسے آپ (ابن عربی) نے اپنی تالیفات و تصانیفات میں پرو دیا تھا۔ نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ قطعہ

بدریائے اسرار آں گوہرے * بہ چنداں لآلی فرو ریختہ

بکان یواقیت آں جوہرے * جواہر بہ چنداں برا انگیختہ

کہ غواص فکر جواہر کشا * بر آرد ز بحر در آمیختہ

ترجمہ: دریائے اسرار کے اس گوہر سے موتی جھڑتا ہے۔ اس جوہر سے یواقیت کی کان ظاہر ہوتی ہے۔ غواص نے سمندر سے موتی ملا ہوا فکر کا جوہر نکالا۔

اس زمانے میں جب یہ درویش بخارا کے اکابرین کے شرف سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ محمد بہرام فرماتے ہیں۔ کہ فصوص الحکم کتاب کے بارے میں شہر بخارہ کے علمائے تبحرو فضلائے مفتخر اور موالئی روزگار و معالئ فضیلتِ شعار نے مشورہ کیا کہ اسے جلا دینا چاہیئے۔ اور ہر ایک نے اس کے خلاف فتوی صادر کیا۔ لیکن اس کے نہ جلانے کا واقعہ کچھ یوں ہوا۔ کہ اطراف کے ملک سے ایک ایسا عالم جو جمیع علوم وفنون سے آراستہ' ایک ایسا فاضل جو جمیع شئون سے پیراستہ تھا۔ بخارا میں تشریف لائے۔ وہ گروہِ علماء و فضلاء جنھوں نے پہلے فتوی صادر فرمایا تھا۔ آپس میں مشورہ کیا کہ ان سے بھی استصواب و استفسار کرتے ہیں۔ چنانچہ جب اس عالم کبیر سے فتوی طلب کیا گیا تو وہ فصوص کی عبارت اول تا آخر بغور مطالعہ فرماتے ہیں۔ بعد مطالعہ آپ نے فرمایا کہ اکابرِ روز گار کو چاہیئے کہ اس کتاب کے مصنف کو زندیق کہنے سے باز آجائیں۔ اور فصوص کو جلانے سے بھی باز آجائیں۔ کیونکہ اے عزیز تصور کی ضمیر میں ان عبارتوں کا تصور لا۔ اور غور و فکر کر۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو معانی و معارف ضمیرِ تصور میں پوشیدہ ہوں۔ اسے جلا دیا جائے۔ قطعہ

ازاں یاقوت و لعل معدن کار * کہ از خورشید فکر جوہر اندوخت

در و گوہر کہ از دریائے معنی * برآوردہ بنظم گوہر افروخت

لباس معنوی گز رشتہ سیر * بصور تہائے نجیہ بر روخت

نمی آید کہ درد جوہر او * بہم آورد پیش جوہرے سوخت

ترجمہ: اس سے یاقوت و لعل معدن کام نے خورشید سے فکرِ جوہر جمع کیا۔ دُر و گوہر جو کہ دریائے معنی سے باہر آیا۔ نظم گوہر کو روشن کیا۔ معنوی کا لباس سیر کیلئے گذرا۔ کہ نجیہ کی صورتوں میں سے ایک صورت کو پردیا۔ اس کا دُر و جوہر کسی جوہری کے سامنے ایک ساتھ نہیں آتا۔

پس اصفیائے کاملین کی طرف سے جو اسرار د معانی آتے ہیں۔ وہ بے فائدہ نہیں ہیں۔ اس درویش کے مکاتبہ اور اس بیگانہ کے مراسلہ کو اپنے لئے غنیمت شمار کرو۔ اکثر اوقات اس پر نظر و فکر کیا کرو۔ اور بعض جگہ استفسار کی حاجت پیش آئے تو برادر اخص الاحباب شیخ نظام الدین یمنی کو تلاش کر کے ان سے مدد لینا۔ ان کے علاوہ دوسرے اصحاب جو اس فن کے اصطلاحات کو جانتے ہیں۔ ان سے بھی مدد لے سکتے ہو۔ ورنہ ارواحِ اکابرِ چشتیہ و اماثرِ بہشتیہ سے مدد چاہنا۔ جو طالب اس درویش کے مقولہ کو صدق و اخلاص سے پڑھے گا۔ تو اس کی ہر دینی و دنیاوی حاجتیں[1] بر آئینگی جیسا کہ حضرت خواجہ نظام الدین گنجوی

---

[1] بزرگوں کے کلام میں تاثیر عقلاً و شرعاً ثابت ہے۔ عقلاً یوں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آئے۔ اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل میں ایمانی چراغ روشن ہو چکا ہے۔ اور میں آپ پر ایمان لانے کیلئے آیا ہوں۔ لیکن اگر آپ کوئی معجزہ دکھادیں۔ تو ہمارے ایمان میں اور استحکام پیدا ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو کیا دیکھنا چاہتا ہے۔ اعرابی نے کہا کہ وہ سامنے درخت ہے۔ آپ اسے اپنے پاس بلائیں۔ آپ نے اس اعرابی سے فرمایا جاؤ اس درخت سے کہنا "تجھے محمد عربی ﷺ بلاتے ہیں"۔ جب وہ اعرابی درخت کے قریب گئے اور کہا اے درخت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقولہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ میری مثنوی کو مشائخ کے بعض مقولہ کی طرح تصور کرنا چاہیئے۔

﴿مثنویات﴾

درراں دائرہ ایں سخن راندہ ام * درون پرور خویش راخواندہ ام
کہ ہر کس کہ ایں نغز نا سے کند * گرامی کنش را گرامی کند
چناں بر کشاید پر وبال او * کہ نیک اختری خیزد از فال او
نشاط اندر آرد خوانند گان * مفرح رساند بدانند گان
نوازش کند سینہ خستہ را * کشائش دہد کار سر بستہ را
گر نا توانے تمنا کند * خواندن خدا ایش توانا کند
اگر ناومیدیش گیرد بدست * بدست آورد ہر مرادے کہ ہست

(بقیہ حاشیہ) "تجھے محمد عربی ﷺ بلاتے ہیں"۔ وہ درخت فوراً سرکار کی بارگاہ میں پہنچا۔ الخ۔ (الخصائص الکبری للسیوطی) سبحان اللہ یہ جملہ یعنی محمد عربی ﷺ بلاتے ہیں۔ جو کلام رسول ﷺ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتنی تاثیر ہے کہ وہ درخت زمین سے نکل کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ بزرگوں کی زبان مبارک سے نکلا ہوا جملہ بھی بطفیل سرکار دوعالم ﷺ تاثیر رکھتا ہے۔ جبھی مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "ہر طالب کہ مقولہ ایں درویش راصدق واخلاص خواند ہر حاجت کہ از دینی و دنیاوی خواہد برآید"۔ (عبارت کا ترجمہ کتاب میں دیکھئے)۔

عقلاً اس طرح کہ مشاہدہ گواہ ہے۔ کہ اولیائے کاملین کے دست مبارک میں جو چیز آجاتی ہے۔ وہ پُر تاثیر ہو جاتی ہے۔ اللہ کے نیک بندے ہاتھ سے اشیاء کے اٹھانے اور رکھنے کا کام لیتے ہیں۔ جبکہ دہن (منھ) سے کلام الٰہی کے پڑھنے اور وظائف واذکار کے پڑھنے کا کام لیتے ہیں۔ اس اعتبار سے ظاہر ہے کہ دہن، ہاتھ سے افضل ہوا۔ اور ہاتھ مفضول۔ جب مفضول سے نکلی ہوئی شے پُر تاثیر ہوئی ہے۔ تو دہن جو کہ افضل ہے۔ اس سے نکلا ہوا۔ کلام کتنا تاثیر رکھتا ہو گا۔ اس لئے مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے کلام میں دینی اور دنیاوی حاجت بر لانے کی تاثیر کا ہونا۔ عقلاً اور شرعاً دونوں طرح ثابت ہے۔ ۱۲ اشرفی

ہر آنچہ از خدا خواستم زیں قیاس * خدا داد و بر داده کردم سپاس

ہمایوں براں شد تیره گاه * ہمایوں شد خاصہ در بزم شاہ

ترجمہ : اس بات کے دائرہ میں، میں نے چلایا ہے لوگوں کیلئے میں نے پڑھا ہے جو شخص اس نادر نامہ کو پڑھیگا۔ گرامی کرنے والا اسے گرامی کریگا۔ جیسے اس کے وبال کے بازو کو کھولتا ہے۔ کہ اس کے خال کے ستارہ کو نیک چاھتا ہے۔ پڑھنے والوں کے اندر خوشی لاتا ہے۔ جاننے والوں کو مفرح کرتا ہے۔ ٹوٹے دل کو اپنی نوازش عنایت کرتا ہے۔ بند کاموں میں کشادگی عطا کرتا ہے۔ اگر ناتواں تمنا کرے۔ اللہ اس کے پڑھنے کے سبب توانا فرماتا ہے۔ اگر اس کا ہاتھ ناامیدی پکڑتا ہے۔ تو ہر مراد ہاتھ آتی ہے۔ میں نے خدا سے اس کمان سے جو کچھ چاھا۔ خدا نے عطا فرمایا اور عطا فرمانے والا بنایا۔ اس جگہ بد نصیب بابرکت ہوا۔ برکت والا شاہ کی محفل میں خاص ہوا۔

پناہ پناہ بیگانہ مشرب کے لوگوں سے صوفیوں کے احوال کے استفسار سے۔ اور مذہب سے نابلد لوگوں سے سوال کرنے سے۔ قطعہ

ہر کرا در کار مشرب مشکلی * او فتد از راه توحید خدای

حل نیابد کرد از بیگانہ * گرچہ او خویش آمد و بیگانہ رای

ترجمہ : مشرب کے کام میں سختی اور تکلیف آئیگی۔ خدا کی توحید کی راہ سے۔ بیگانہ حل نہیں کرتا اگرچہ وہ خود چل کر آئے۔ تب بھی بیگانہ ہی ہے۔

آیا ہے کہ مختلف المشارب و مختلف المآرب کے طالبان و سالکان اگر ایک ساتھ ملکر کھائیں پئیں۔ تب بھی ایک دوسرے پر احوال پوشیدہ رہتے ہیں۔ کیونکہ اصحابِ قلب مختلف الطبائع وارباب ادب محترف الصنائع ہوتے ہیں۔ اگر

اس کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو اشغال میں مقابلہ اور اعمال میں مکالمہ اپناؤ۔ ایک دوسرے کے طبائع اور صنائع خوب کھل کر سامنے آجائینگی۔ ایک کام دوسرے کے کام سے موافقت نہ رکھتا ہوگا۔ ہر ایک اپنے اپنے بوجھ کی نسبت خوش ہے۔ اور ہادی و مرشد کی نسبت خوش ہے۔ دو شیخ کے تفاضل میں ایک دوسرے کی شان و شوکت بیان کرنے میں کسی شیخ کی ہتک ہو گی۔ اور یہ ارتدادِ معنویت کی حقیقت میں سے ہے۔ قطعہ

چرا خواجہ تا شان شاہان بہم * نشیند در بزم عیش و نوای
چو با یکدگر وصف شاہان کنند * بہم ضد یکدیگر آیند برای

ترجمہ: اے خواجہ اپنی زندگی اور آواز کے زعم میں دو شاہوں کی شان میں کیوں بیٹھا۔ جب ایک دوسرے کی صفت بیان کرینگے تو ضد میں دوسرے کیلئے برائی لائینگے۔

ساتواں مکتوب

(صفتِ احد و صمد اور محیط کا بیان)

زبدۃ الاصحاب، عمدۃ الاحباب شیخ سلمان دعا و صفا درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ آپ نے لفظِ احد و صمد کے معنی و مفہوم کا استفسار و استحضار کیا ہے۔ اسے وقت کی زبان میں لکھتا ہوں۔ اور اس سے عبارت ہے کہ وہ ذات متجزی اور اس کا ثانی نہ ہو۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی نظیر اور مانند نہ ہو۔ اَيْ لَا يَكُوْنُ لَهٗ مِثْلٌ وَ شِبْهٌ۔ یعنی اس کی مثل اور مشابہ نہ وہ۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا ثانی نہ ہو۔ اَيْ لَا يَكُوْنُ لَهٗ غَيْرًا ضِدًّا لَا خَارِجًا وَلَا ذِهْنًا لَا فِعْلًا وَلَا اِمْكَانًا۔ یعنی اس کا کوئی غیر ضد نہ ہو۔ خارجی نہ ذہنی۔ فعلی نہ امکانی۔ اور اول حدِ ذات میں جو ہر فرد کی طرح قسمت پذیر نہ ہوا۔ كَذَالِكَ النُّقْطَةِ فَنَقُوْلُ اِنَّهٗ وَاحِدٌ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا جُزْءَ لَهٗ لَا بِمَعْنٰى لَا ثَانِىْ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ لِاَنَّ فِى الْوُجُوْدِ جَوَاهِرُ مَوْجُوْدَةٌ وَلَا بِمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا ثَانِيَ لَهٗ وَلَا غَيْرَ لَهٗ لِاَنَّ الْمَوْجُوْدَاتِ الْمُغَائِرَةَ لَهٗ مِنَ الْاَجْسَامِ وَالْاَعْرَاضِ مَشْهُوْدَةٌ ثَانِىْ۔ ترجمہ: اسی طرح نقطہ پس ہم کہتے ہیں کہ بے شک وہ واحد ہے۔ تو اس کا یہ معنی ہے کہ اس کا کوئی جزء نہیں ہے۔ نہ کہ اس معنی میں کہ اس کا ثانی نہیں ہے۔ اور نظیر نہیں ہے۔ اس لئے کہ وجود میں جواہر موجودہ ہیں۔ نہ اس معنی میں کہ اس کا کوئی ثانی اور غیر نہیں ہے۔ اس لئے کہ موجوداتِ مغائرہ اس کے لئے اجسام و اعراض ثانی کا مشہود ہے۔ جیسے آفتاب فَيُقَالُ اِنَّهٗ وَاحِدٌ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ لَاثَانِيَ لَهٗ وَلَانَظِيْرَلَهٗ اِذْ لَيْسَ فِى الظَّاهِرِ شَمْسَانٌ حَتّٰى يَكُوْنَ كُلُّهٗ مِنْهُمَا نَظِيْرًا وَمِثَالًا

بِلاَ خِرِالاَّ اَنَّہٗ یُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ لَھَا نَظِیْرٌ وَمِثْلٌ وَلاَ سِیَّمَافِی الذِّھنِ اِذْیُمْکِنُ اَنْ یُتَصَوَّرَ شُمُوْسٌ مُتَعَدِّدَۃٌ لاَ بِمَعْنٰی اَنَّھَا لاَ جُزْءَ لَھَا لاِ نَّھا قَابِلَۃٌ لِلْقِسْمِہٖ وَ مُتَجَزِّیَۃٌ فِیْ حَدِّ ذَاتِھَا لاِ نَّھَا مِنْ قَبِلِ الْاَجْسَامِ وَلاَ بِمَعْنٰی اَنَّھَا لاَ ثَانِیْ لَھَا وَلاَ غیرَلَھَا اِذْمَا یُغَا یِرُھَا مِنَ الْاُمُوْرِ مَوْجُوْدَۃٌ ۔ ترجمہ : پس کہا جائیگا کہ وہ واحد ہے۔ (یعنی آفتاب) اس معنی کے اعتبار سے کہ اس کا ثانی اور نظیر نہیں ہے۔ جب ظاہر میں دو شمس نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک کو دوسرے کی نظیر اور مثال بنادیں۔ مگر آفتاب کیلئے نظیر و مثل ممکن ہے۔ بالخصوص ذھن میں جبکہ چند سورج کا تصور کیا جائے۔ اس معنی کے اعتبار سے نہیں کہ اس کا کوئی جزء نہیں ہے۔ اس لئے کہ شمس قسمت اور تجزی کو اپنی ذات میں قبول کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اجسام میں سے ہے۔ نہ اس معنی کے اعتبار سے کہ اس کا ثانی اور غیر نہیں ہے۔ جبکہ وہ امور متعددہ میں مغائرت کرتا ہے۔ قطعہ

زہے خورشید چرخ درفشانی * کہ دارد در جہاں بسیار اسامی
بہر اقلیم میخوانند بنامی * بہر نامے بود او نام آرای

ترجمہ : خورشید آسمان کیا خوب ہے۔ اپنے اندر روشن موتی رکھتا ہے۔ اور ہر اقلیم میں اس کا جدا جدا نام ہے۔ اس لئے جہاں میں اسکے بہت سارے نام ہیں۔

حکیم کے نزدیک حق تعالیٰ واحد بمعنی اول ہے۔ اسلئے کہ وہ ذات کسی جگہ بھی تجزیہ و انقسام، تعددی و ثنویہ سے متصف نہیں ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت کے اسمائے صفات عینِ ذات ہیں۔ اور وہ آنحضرت ہے۔ لیکن زیادتی صفات زیادتی ذات نہیں ہے۔ بلکہ عینیہ پر شان قبول کرتی ہے۔ قطعہ

بتر د حکیمان حکمت پژ و ہ * ز اوصاف موصوف بنود خدای
کہ در وصف و موصوف بوے دویست * منزہ بود ذات حق از ورای

ترجمہ: حکیموں کی حکمت کے مطابق اوصاف سے موصوف نہیں بنتا۔ وصف اور موصوف دو ہیں۔ ذات حق دو سے پاک و منزہ ہے۔

عَلٰی مَعْنٰی اَنَّ الْمَعْلُوْمَاتِ اِذَا نُسِبَتُ اِلٰی ذَاتِ الْوَاجِبَةِ تَكُوْنُ عَلِيْماً وَالْمُرَادَاتُ اِذَا نُسِبَتُ اِلَى الذَّاتِ تَكُوْنُ مُرِيْدًا وَالْمَقْدُوْرَاتُ اِذَا نُسِبَتُ اِلَى الذَّاتِ تَكُوْنُ قَدِيْرًا هٰكَذَا فِي الْبَوَاقِيْ وَلَيْسَتْ هُنَاكَ صِفَاتٌ وَجُوْدِيَّةٌ زَائِدَةٌ عَلَى الذَّاتِ بَلْ هِيَ مُسَمَّاتٌ بِاَسْمَاءٍ مُّخْتَلِفَةٍ بِاعْتِبَارَاتٍ مُّتَعَدِّدَةٍ فَلاَ تُعَدُّ ثَمَّةَ وَلاَ اِثْنِيَّةٌ بَلْ لَيْسَ اِلاَّ الذَّاتُ الْوَاحِدَةُ۔ ترجمہ: اس معنی کے اعتبار سے جب معلومات کی نسبت ذات واجب کی طرف کی جائیگی۔ تو وہ علیم ہو گا۔ مرادات کی نسبت اس ذات کی طرف کی جائیگی تو وہ مرید ہو گا۔ مقدورات کی نسبت جب اس ذات کی طرف کی جائیگی۔ تو وہ قدیر ہو گا۔ باقی میں اسی طرح قیاس کریں۔ یہاں اس ذات پر صفاتِ وجودیہ زائدہ نہیں ہیں۔ بلکہ اعتباراتِ متعددہ میں اسمائے مختلفہ کے ساتھ مسمی ہیں۔ پس اس سے جزء ہونا اور ثانی ہونا شمار نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ وہ نہیں ہے مگر ایک ہی ذات۔

اور معنئی دوم بھی اول معنی کی نظیر ہے۔ کیونکہ اس کیلئے اِذْلَیْسَ لَہٗ مِثْلٌ وَلاَشِبْہٌ۔ یعنی جب اس کی مثل اور مشابہ نہیں ہے۔ تو نظیر ہونا بھی باطل ہے۔ نہ کہ معنی دوم ثانی معنی کی نظیر ہے اس لئے کہ موجوداتِ متعددہ و متکثرہ اس ذات وحدہ لاشریک کے بعد موجود و مشہود ہیں۔ اور علماء کے نزدیک بھی واحد معنئی دوم اول معنی کی نظیر ہے۔ اِذْ لاَ نَظِیْرَ لَہٗ وَلاَ مِثْلَ لَہٗ یعنی جب اس کیلئے

طور باید ورائے طور عقول * بہر ادراک ذات پاک خدای

بہر ادراک علم وحدت او * نورے باید ز نور ظلمت سای

ترجمہ: عقول کے طور کے پیچھے ذات پاک کے ادراک کیلئے طور ہے۔ اس کے علم وحدت کے ادراک کیلئے ظلمت سایہ کے نور سے ایک نور چاہیئے۔

جاننا چاہیئے اور اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ موجوداتِ الہیہ وکائناتِ نامتناھیہ سے جو کچھ مراتبِ کثرت ہیں خواہ علماً، عیناً، روحاً، مثالاً، وجوداً، عدماً، بقاءً اور فناءً ہوں سب اس کے تصرفات کے تحت میں ہیں۔ اور جو کچھ ہدایت، ضلالت، سعادت اور شقاوت ظاہر ہیں یہ بھی اس کے کمالات کا اقتضاء ہے۔ فَهُوَ الْمُدَبِّرُ لِلْمَوْجُوْدَاتِ بِهَا وَالْمُتَصَرِّفُ بِوَسِيْلَتِهَا كَمَا يَقْتَضِيُ بِالْمَاهِيَّاتِ وَاِسْتِعْدَادَتِهَا مَعَ كَمَالِهٖ فِيْ حَدِّ ذَاتِهٖ وَحَقِيْقَتِهٖ۔ ترجمہ: پس وہ موجودات کیلئے مدبر ہے۔ اور اس کے وسائل کا متصرف ہے۔ جیسا کہ ماہیات واستعداد تقاضا کرتے ہیں۔ اس کی ذات اور حقیقت کی حد میں اپنے کمال کے ساتھ۔ قطعہ

ہر چہ ہست از کائنات علم و عین * روح و جسم از ہر چہ باشد اقتضای

ہست در تدبیر ذات پاک حق * ذرہ نبود کہ کرد وبے رضای

ترجمہ: کائنات میں علم، عین، روح اور جسم جو کچھ بھی ہیں۔ سب اس کے اقتضا سے ہیں۔ اور ذات پاک حق کی تدبیر میں ہے۔ کوئی ذرہ اس کی رضا کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔

احاطۂ عین، احاطۂ ذات وصفات سے عبارت ہے۔ تمام موجودات خواہ صوری ہو یا معنوی کے احاط سے کہ وہ ذات عالی وبرتر ہے۔ دنیا بھر کے انسانوں کی قوتِ فکریہ اور انسانی ادراک کی سرحد اس کے احاط کی بو تک نہیں پا سکتی۔

اس لیے کہ ارواح و اشباح کے احاطہ میں یکسانیت ہے۔ وَلَا نِسْبَتُهُمَا إِلَيْهِ كَنِسْبَةِ لَا شَيْءَ مِنَ الشَّيْءِ الْغَيْرِ الْمُتَنَاهِي۔ ترجمہ: بلکہ ان دونوں کی نسبت اس کی طرف ایسی ہے جیسے شئ غیر متناہی میں سے کوئی شے نہیں ہے۔ جو کچھ بھی موجوداتِ روحانیہ و جسمانیہ میں سے ہے۔ وہ محدود و متعین ہے۔ بخلاف اس کے۔ کہ وہ نامحدود و نامتناہی ہے۔ عدم متناہی جسے اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ ذات اور صفات الہیہ میں سے۔ بلکہ دوسرے ہزار عالم فرض کرلیں۔ تب بھی اس کے احاطہ میں مقہور و مغلوب ہوں گے۔ بلکہ مسئلہ احاطہ میں اس کی بو تک کو نہیں پہنچ سکتے۔ وَلَا يَكُوْنُ ثَمَّةَ إِلَّا بِذَالِكَ الْإِحَاطَةُ الرُّؤْيَةُ الْإِطْلَاقِيَّةُ۔ ترجمہ: اس کا احاطہ نہیں ہوگا مگر رویت اطلاقیہ۔ قطعہ

چو خورشید تاباں با نوار خویش * زذرات فانی نباشد بقای

کہ در جنب باقی فنا را وجود * نماند بدانند ہر یک برای

ترجمہ: جب خورشید اپنے انوار سے روشن ہو تو ذرات سے بقا نہ ہوگی۔ ہر ایک کے باقی کے پہلو میں فنا ظاہر ہوتی ہے۔

اس جگہ علمائے شریعت کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا احاطہ سائرِ موجودات و تمامِ مخلوقات میں علم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام موجوداتِ علمی و کائناتِ عینی کیلئے اپنے علم سے قدیم اور دانش سے مستدیم ہے۔ خواہ وہ روحانیات' جسمانیات' ذواتھا' صفاتھا' جواہرہا' اعراضھا' لوازمھا' لبدًا اور سرمدًا سے ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ اپنی قدرت قدیم سے موجود کرتا ہے۔ اور موجود کا حال یہ تھا۔ کہ وہ اس سے پہلے معدوم تھا۔ اس جگہ ایک اشکال ہے کہ صفات باعتبار مفہوم و غیر باعتبار لزوم نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ غیر شے وہ ہے جسے شے سے جدا کر سکتے

ہیں۔ اور صفات کو ذات سے جدا نہیں کر سکتے وگرنہ متغیر ہو نگی۔ پس صفات بغیر موصوف کے لازم آئینگی۔ اسلئے موصوف حادث ہوگا۔ فَیَکُوْنُ مَسْبُوْقاً بِالْعَدَمِ فَلاَیَکُوْنُ مَوْجُوْدًا مِنْ نَّفْسِہٖ وَ بِنَفْسِہٖ اِذْفِیْ حَالِ الْعَدَمِ لاَ یُمْکِنُ التَّاْثِیْرُ لاَ فِیْ حَقِّ نَفْسِہٖ وَلاَ فِیْ غَیْرِہٖ وَلٰکِنَّہٗ سُبْحَانَہٗ مَوْجُوْدٌ مِنْ نَّفْسِہٖ وَ بِنَفْسِہٖ لِاَنَّ وُجُوْدَہٗ مِنْ ذَاتِہٖ وَمُقْتَضِیْ ذَاتَہٗ فَلاَ یَکُوْنُ الصِّفَاتُ مُنْفَکَّۃٌ فَیَکُوْنُ عَیْنًا لَّہٗ سُبْحَانَہٗ فَظَاہِرٌ ۔ترجمہ : پس وہ مسبوق بالعدم ہو گا۔ اور وہ من نفسہ اور بنفسہ موجود نہ ہوگا۔ جب حال عدم میں اپنے حق میں اور غیر کے حق تاثیر ممکن نہ ہو گی۔ تو چاہیئے نہ حق سبحانہ و تعالیٰ من نفسہ اور بنفسہ موجود ہو۔ اسلئے کہ اس کا وجود اپنی ذات میں اپنی ہی ذات کا تقاضا کرتا ہے۔ پس صفات منفکہ نہ ہو گی۔ تو حق سبحانہ کیلئے صفات کا عین ہونا ظاہر ہے۔

اگر احاطۂ علمی بغیر احاطۂ ذاتی کے علمی ہو تو علم کا ذات سے منفک ہونا لازم آئیگا۔ اور غیر ذات ہونا لازم آئیگا۔ اور یہ ان کے مذہب و اعتقاد کے خلاف ہے۔ دوسری صورت میں تغیر لازم آئیگا۔ لِاَنَّ اِنْفِکَا کَھَا یَسْتَلْزِمُ عَدَمُ اِنْفِکَا کِھَا مِنْھَا اَوَّلاً وَھٰذَا نَفْسُ التَّغَیُّرِ لِاَنَّہٗ اِنْتِقَالُ حَالَۃٍ اِلٰی حَالَۃٍ فَیَلْزِمُ عَدَمُ خُلُوِّھَا عَنِ الْحَوَادِثِ فَیَلْزِمُ مُسَاوَاتِھَا فِی الْوُجُوْدِ فَیَلْزِمُ حُدُوْثُھَا وَھٰذَا کُلُّہٗ مُنَافٍ لِکُلِّ اَمَارَاتِ الرُّبُوْبِیَّۃِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا کُنَّا غَائِبِیْنَ[1] فَبِالتَّفْسِیْرِ الدَّیْلَمِیِّ اَیْ مَا کُنَّا غَائِبِیْنَ بِالْعِلْمِ فَھٰذَا قَوْلٌ غَیْرُ مُفِیْدٍ لِاَنَّہٗ اِذَاجَازَ اَنْ یَّکُوْنَ عِلْمُہٗ حَاضِرًا غَیْرَغَائِبٍ فَالذَّاتُ اَوْلٰی لِاَنَّ الذَّاتَ اَثْبَتُ مِنَ الصِّفَاتِ کَیْفَ وَقَدْعُرِفَ اَنَّہٗ مُحَالٌ اَنْ یُّنْفَکَّ الذَّاتُ عَنِ الصِّفَاتِ وَالصِّفَاتُ عَنِ الذَّاتِ فَاِذَا

---

[1] پ ۸ اعراف ۷۔

سَلَّمَ اَنَّهٗ غَیْرُ غَائِبٍ بِالْعِلْمِ فَقَدْ سَلَّمَ اَنَّهٗ غَیْرُ غَائِبٍ بِالذَّاتِ فَاِنَّهٗ اُعْتُبِرَ اَنَّهٗ تَعَالٰی اَنَّمَا یَکُوْنُ فِیْ مَکَانِهِ الرَّفِیْعِ لَا فِیْ مَکَانِ الْاَجْسَامِ وَالْاَعْرَاضِ وَالرُّوْحَانِیَّاتِ۔

ترجمہ: اس لئے کہ اس کا انفکاک اس سے عدم انفکاک لازم آئیگا یا نہیں۔ اور یہ نفسِ تغیر ہے۔ اس لئے کہ ایک حالت سے دوسری حالت کے طرف انتقال حوادث سے اس کے عدم خلو کو مستلزم ہے۔ اور اس لئے بھی کہ وجود میں مساوات لازم آئینگی۔ اس طرح اس سے اس کا حدوث بھی لازم آئیگا۔ اور یہ تمام صورتیں امارات ربوبیت کے منافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ہم غائب نہیں ہیں" تفسیر دیلمی میں ہے یعنی ہم تم سے باعتبار علم کے غائب نہیں ہیں۔ پس یہ قول غیر مفید ہے۔ اس لئے کہ جب اس کے علم کیلئے حضور جائز ہے۔ تو ذات کیلئے اولیٰ ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ ذات صفات سے کیسے ثابت ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ذات سے صفات کا انفکاک محال اور صفات سے ذات کا انفکاک بھی محال ہے۔ پس جب یہ تسلیم ہے کہ وہ علم سے غیر غائب ہے۔ تو یہ بھی تسلیم ہے کہ ذات سے بھی غیر غائب ہے۔ پس اعتبار کیا گیا ہے کہ وہ مکان رفیع میں ہے نہ کہ مکان اجسام، اعراض اور روحانیات میں۔

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ کا مکان امکنہ خلق میں سے ہے۔ اور حق تعالیٰ کا احاطہ بحسب کمیت ہے نہ کہ بحسب کیفیت۔ یعنی جتنے بھی موجودات و کائنات ہیں۔ حق تعالیٰ کے صفت محیط میں محاط ہیں۔ اس لئے کہ احاط بحسب کیفیت وقتی ہوتا ہے۔ کیونکہ عینیہ تام اور اتحاد تمام ہوتا ہے۔ اور یہ بھی وقتی میں سے ہے۔ کہ فَارَقَ وَمَابِهِ الْاِمْتِیَازُ بَیْنَ الْمُحِیْطِ وَ الْمُحَاطِ نباشد۔ یعنی مابہ الامتیاز اور فارق محیط اور محاط کے درمیان نہیں ہوتا۔ اور باوجود فارق اور مابہ الامتیاز بُعد

معنوی واقع ہے۔ وہ انحیہ اور نقاب غیر یہ کے درمیان واقع ہے۔ پس عینیہ اور اتحاد نہ ہوگا۔ اسلئے احاطہ کا بحسب کیفیت ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ اس جگہ فارق اور مابہ الامتیاز ثابت و واقع ہے۔لِاَنَّ الْحَقَّ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی مُغَائِرٌ لِلْخَلْقِ وَالْخَلْقُ مُغَائِرٌ لَهٗ سُبْحَانَهٗ بِغَیْرِیَّتِهٖ حَقِیْقَتاً عِنْدَهُمْ فَیَکُوْنُ هُنَاكَ مِنَ الْبُعْدِ وَالْحِجَابِ فَلَا یَکُوْنُ ثَمَّةَ مِنَ الْاِتِّحَادِ التَّامِّ وَ الْعَیْنِیَّةِ عَلٰی وَجْهِ التَّمَامِ۔ ترجمہ: اس لئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی صفت خلق کے لئے مغائر ہے۔ اور خلق کی صفت غیریت حقیقیہ سے خالق سے مغائر ہے۔ پس اس جگہ بُعد اور حجاب ہوگا۔ اس لئے اتحاد تام اور عینیت علی وجہ التمام نہ ہوگی۔ قطعہ

زروی لطافت بر اوج سپہر * محیط است خورشید بر زرہای
احاطت بکمیت است بہر اد * ازروی کیفیت اندر ہوای

ترجمہ: لطافت سے اوج کے آسمان پر محیط ہے۔ ہر ذرہ پر خورشید ہے۔ اس کے لئے احاطہ کمیت ہے۔ احاط کیفیت سے پاک ہے۔

بلکہ حق تعالیٰ کیلئے احاط ذات ہے۔ اسی طرح احاط کا دریا حباب' حروف کتاب کی سیاہی' ذات وحدیت' جمع جمیع اسماء و صفات' تمام موجودات علوی' سفلی صوری اور معنوی بلا تجاوزت و بلا تفاوت موجود و موجودات کے درمیان اسی طرح عرش میں محیط ہے۔ اور فرش میں بھی جمیع اسماء و صفات سے۔ قطعہ

ذات ایزد در احاطت مستویست * گرچہ خورشید آمدہ باذرہ
چوں لطیف آمد بعلم ذات خویش * چیست دریائے محیط و قطرہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات احاطت میں مستوی ہے۔ اگرچہ خورشید کی روشنی ہر ذرہ میں پہنچی۔ جب لطیف اپنے ذات علم سے آیا۔ دریائے محیط کیا ہے

اور قطرہ۔

احاطہ کی اس تقریر سے اشیائے خسیسہ سے ملابست اور قاذورات شنیعہ سے ملامست لازم نہیں آتی۔ کیونکہ یہ چیزیں اجسام کثیفہ کے خواص میں سے ہیں۔ مثلاً آفتاب کا نور پاک اور پلید پر پڑتا ہے۔ اسی طرح چاند کا نور خاک اور جلید پر پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تلطخ اور تلوث کی بو نہیں آتی۔ قطعہ

نور خورشید از صرافت طویش * گرچہ تابد ہمی بپاک و پلید

در چناں نور آفتاب بلند * از کثیف و پلید ہست پدید

نور را از کثیف ظلمت نیست * نہ کثیف از میاں نور جرید

ترجمہ: خورشید کا نور اپنی صرافت سے اگرچہ پاک اور پلید پر روشن ہوتا ہے۔ لیکن آفتاب کثیف اور پلید سے پاک ہے۔ نور کیلئے کثیف سے ظلمت نہیں ہے۔ نہ کثیف نور قاصد کے درمیان ہے۔

دیگر قذرات و کثافت امور نسبی ہیں۔ اگرچہ طبعیت اس سے کراہیت محسوس کرتی ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ اشیاء کو طبعیت محبوب رکھتی ہے۔ قطعہ

بد نباشد ہیچ چیز اندر سرشت * نیک آید بد نہ از کردندہ دیر

ہرچہ از نیکو برآید بد کجاست * کُلُّہٗ خلق بصنع اللہ خیر

ترجمہ: کوئی چیز بھی بد نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسے نیک نے گوندا ہے۔ جو چیز نیک سے آئے بری نہیں ہے۔ کل خلق اللہ کی صنعت کے سبب خیر ہے۔

موجودات کے درمیان جو تخاصم ظاہر ہوتا ہے وہ بھی ایک حکمت ہے۔ اور کائنات میں جو تصادم ہے وہ بھی ایک صفت ہے۔ فِیْہِ مَافِیْہِ مِنَ الذَّاتِ

الْغَرِيبَةِ وَالاَ ذْوَاقِ الْعَجِيبَةِ مَنْ لَّمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ۔ ترجمہ : ذاتِ غریبہ اور اذواقِ عجیبہ میں جو ہے وہ اس میں ہے۔ جس نے نہ چکھا وہ نہ جانا۔ (مولانا رومی کی مثنویات)

مثنویات

چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد * موسیٰ و فرعون بہم در جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی کان داشتے * موسیٰ و فرعون دار نداشتے
اے عجب این رنگ از بے رنگ خاست * رنگ با بے رنگ چوں در جنگ خاست
چوں گل از خارست خار از گل چراست * ہر دو اندر جنگ و اندر ماجراست
یا نہ جنگ ست از برائے حکمتست * ہمچو جنگ تر فروشان صنعتست
جنگ نبود در بہم جان پرور یست * جنگ نبود صلح و جنگ زرگریست
یا نہ آنست و نہ ایں چرا نیست * گنج باید جست ایں ویرا نیست

ترجمہ : جب بے رنگی اسیر رنگ ہوا۔ موسیٰ اور فرعون میں باہم جنگ ہوئی۔ جب بے رنگی خزانہ رکھتی ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون گھر نہیں رکھتے۔ اے عجب یہ رنگ بے رنگ سے اٹھا۔ جب رنگ بے رنگ سے اٹھا۔ تو جنگ قائم ہوئی۔ جب پھول خار سے ہے۔ تو خار پھول سے کیوں ہے۔ ہر دو جنگ اور ماجرا میں ہے۔ یا نہ جنگ ہے۔ اس کی حکمت سے ہے۔ اسی طرح جنگ اس کی صنعت سے ہے۔ جنگ نہ ہو تو باہم جان پرور ہے۔ جنگ نہ ہو تو صلح و جنگ سے زرگرا ہے۔ یا نہ وہ ہے نہ یہ۔ خزانہ تلاش کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ اس میں نہیں ہے۔

اگر کوئی کہے کہ محیط اور محاط کے درمیان احاطت حقیقی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ موجودات نیز حق تعالیٰ اور اس کے وصول کا واصل حقیقتا جاننا چاہیئے۔ کہ وحدت اور اتحاد حق سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے بحسب ذات اور بحسب اسماء و صفات بھی ہے۔ غیریت اور مغائرت موجودات کی جانب سے ہے۔ کہ اسکی شان صرف تعینات سے عبارت ہے۔ اور تعینات اگرچہ درحقیقت عین ذات ہے۔ لیکن اس جگہ اس کی شان آثار اور احکام معتبر ہے۔ ضروری ہے کہ غیریت وجود سے آئے۔ پس غیریت اس کی صفت نفسی ہوگی۔ یہ بھی تسلیم ہے کہ غیریت مانعِ اتحاد، ظہورِ احکام، واحدیتِ ذاتیہ ہے۔ اور بالقطع وجود غیریت سے آثارِ بے گانگی اور عینیت کی صورت نہیں پکڑ سکتی ہے۔ قطعہ

زہے ذات دارای وحدت کہ او * سر اتحادش بود اقتضای
ہمہ کارکن رہ جو غیر ہست * چگونہ بہم وحدت آید بجای

ترجمہ: کیا خوب ذات ہے کہ اس کی وحدت اس کا اتحاد ہے۔ تمام کرنے والا جب غیریت ہے تو کس قدر وحدت آئی۔

اگر تعیناتِ ممکنہ اور ممکناتِ متعینہ پر نظر رکھیں۔ تو اس ہستی کی شان ذات سے بھی مرتفع ہے۔ عدم صرف اور لاشی محض ظاہر ہوگی۔ اگر تعینات کو اعتبار کریں تو بالضرور غیریت ظاہر ہوگی۔ کہ یہ موجبِ احتجاب اور سببِ انقاب ہوگا۔ قطعہ

دریں دریائے نے پایاں کسے را * سر موئے امید آشنا نیست
تو از دریا جدای وعجب انیک * زمایک لحظہ ایں دریا جدا نیست
تو اور احاصلے دمر تر اسم * تو اورا ہستی او ترا نیست

ترجمہ: اس دریا بے پایاں میں کوئی بھی سر مو آشنا نہیں ہے۔ تُو جدا دریا سے ہے اور عجب ہے کہ دریا ایک لحظہ بھی اس سے جدا نہیں ہے۔ تو اسے حاصل اور مجھے تجھ میں تو اس کیلئے ہستی وہ تجھ میں نہیں۔

حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسرارِ احاطتِ ذات اور بساطِ صفاتِ موجودات سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین) بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والہ الامجاد۔

آٹھواں مکتوب

(سالکِ راہِ سلوک کیلئے غیبی اشارات کا بیان)

برادر اعز ارشد شیخ راجا اَوْصَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی وَصْلِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے وصل تک پہنچائے) دعائے درویشانہ و صفائے کیشانہ' درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ ماہِ رمضان کے آخری دس شب میں سے ایک شب (میرے واسطے) متبرکہ ہے۔ جب خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کی دیدار سے مشرف ہوا۔ آپ میرے گھر تشریف لائے۔ میں مکمل امیدوار کی حیثیت سے اٹھا اور قدم بوسی کی۔ جب آپ نے شرفِ ملازمت سے مشرف فرمایا اور کچھ نصیحت فرمائی۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشائخِ دیار میں سے کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ طریقت کے خزانہ کے گھر کی چابی میں نے سید اشرف جہانگیر کے سپرد کر دی ہے۔ اس بشارت جانفزائی کے استماع اور اس اشارت راہنمائی کو جب میں نے پایا۔ تو گویا میں نے پوست میں نہیں سمایا۔ اور دولتِ کونین کو بیک کوشش وزن نہیں پایا۔ قطعہ

منہیان عالم لاریب وی * از حریم حرمت دارای غیب

از سر لطف و عنایت دادہ اند * مژدۂ وصل تر بے شک وریب

ترجمہ: منہیان (پوشیدہ بات بتانے والا) عالم لاریب نے اسکو خدائے غیب کی حرمت کے حریم سے۔ لطف و عنایت کا سر عطا فرمایا۔ کہ مژدہ وصل ہے تجھ کو بے شک وریب۔

احسن الوقت دامنِ حال میں پہنچ کر دید کے شرف سے مشرف کیا۔

جاننا چاہیئے کہ ہر تکلیف سعادتِ ازلی اور مساعدتِ لم یزلی سے بہرہ مند کرتی ہے۔ اور اسے بادشاہانِ اقلیمِ ولایت میں سے ایک بادشاہ اور دوران و پیہم ہدایت ودلالت بناتی ہے۔ اکابر طریقت واماثر معرفت نے فرمایا ہے کہ درویشانِ راہِ الٰہی میں سے کسی درویش کے ہاتھ پر ہاتھ اسوقت تک نہیں رکھ سکتا جب تک کہ مرشد یا مسترشد کو کوئی اشارہ نہ مل جائے۔ اور رشتہ انابت پیرانِ بارگاہِ نامتناہی میں سے کسی پیر سے آمادہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرتِ لاریب کی طرف سے مرید و مراد کو کوئی بشارت نہ مل جائے۔ قطعہ

کسے را کہ دارای دور سپہر * عنایت کند از طریق رضای

نماید یکے راز پیران دین * کہ بردارد اور نہ راہ سوی

دگر گونہ آنست کہ در جان پر * درآرد کہ خواہد مرید ہدای

بلے گاہ طالب رود سوی دوست * کہ مقصود باشد نہ ہر دوسرای

مطلوب ہم می نماید کہ او * سوی طالب خود برآور زجای

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس شخص پر عنایت فرماتا ہے۔ اسے رضا کی زاہ دکھاتا ہے۔ پیرانِ دین میں سے کسی ایک کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اسے راہ سلوک پر گامزن کرے۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو مرید کو اشارہ ملتا ہے کہ کسی ہادی کو تلاش کرے۔ کبھی طالب دوست کی راہ پر اس انداز سے چلتا ہے کہ ہر دوسرے سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ مطلوب بھی اس کیلئے خود ظاہر کرتا ہے۔ کہ اپنے طالب کے پاس اپنی جگہ سے خود آتا ہے۔

اسے منازلہ کہتے ہیں۔ قَالَ الشَّیخُ رضی اللہ عنہ فِی الفُتُوحَاتِ اِعلَم اَنَّ المَنَازِلَ فِعلُ فَاعِلَینَ هٰهُنَا وَهِيَ مَنزِلٌ بَینَ الاِثنَینِ کُلٌّ وَاحِدٍ یَطلُبُ الآخَرَ

لِيَنْزِلَ عَلَيْهِ فَيَجْتَمِعَانِ فِي الطَّرِيْقِ فِيْ مَوْضَعٍ مُعَيَّنٍ فِيْ قَلْبِ اِحْدَى الْاِثْنَيْنِ فَنُسَمِّيْ تِلْكَ الْمَنَازِلَةَ يَطْلُبُ كَلٌّ وَاحِدٍ لِهٰذَا النُّزُوْلِ لَا عَلَى الْآخَرِ وَهٰذَا النُّزُوْلُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ مِنَ الْعَبْدِ صُعُوْدًا وَاِنَّمَا سَمَّيْنَاهُ نُزُوْلاً لِكَوْنِهٖ يَطْلُبُ بِذَالِكَ الصُّعُوْدِ النُّزُوْلَ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ : حضرت شیخ (ابن عربی) رضی اللہ عنہ نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ بے شک تو جان کہ منازل اس جگہ فاعلین کا فعل ہے۔ اور دو کے درمیان کی منزل ہے۔ جس میں ہر ایک دوسرے کو طلب کرتا ہے۔ تاکہ اس پر منزل کرے۔ پس وہ دونوں ایک ہی طریق میں معین جگہ میں ایک دوسرے کے دل میں جمع ہوتے ہیں۔ پس ہم اسے منزلہ کا نام دیتے ہیں۔ ہر ایک اس نزول کیلیئے دوسرے پر طلب کرتا ہے۔ اور یہ نزول بندہ کی طرف سے حقیقت میں صعود ہے۔ ہم نے اس کا نام نزول اسلیئے رکھا کہ وہ اس صعود سے نزول بالحق طلب کرتا ہے۔

یہ نوع منزلہ کبھی مرید اور مراد کے درمیان کبھی طالبِ ارشاد اور صاحبِ اہتداد کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ کبھی سلوک میں کہ سالکِ صادق اور طالبِ واثق' مرتبہ مولود ثلثہ سے سلوک کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور وہ نوع کہ جس میں حقیقت انسانی کو اپنے عین ثابتہ سے کیا تھا۔ اب وہ اس کے برعکس جاتا ہے۔ اور اپنے عین ثابتہ کی طرف چند منزل قطع کرتا ہے۔ کیونکہ اس جانب سے محبوب اس التقا کے وقت وسط میں نہ تھا۔ اور ہر طرف جو نزدیک تر ہو۔ یہ صاحب اس طرف سے محبوبیت میں مقدم کو چاہتا تھا۔ اور محبیت کو مئوخر۔ چنانچہ اگر اس جانب سے حق سبحانہ و تعالیٰ اقرب ہو۔ تو وہ قرب جو بندہ کی طرف مضاف ہو۔ تدانی کہتے ہیں۔ اور اگر وہ جانب بندہ سے اقرب ہو۔ تو اس قرب کو

جانبِ حق سبحانہ و تعالیٰ تدلّی کہتے ہیں۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہِ سلوک کی ابتدا میں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم آقا جو کہ ترک کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔ کسی بزرگ سے میری سفارش فرما رہے ہیں۔ اس بزرگ کی صورت میرے دل و دماغ میں پیوست ہو گئی۔ صبح بیدار ہو کر میں نے یہ خواب اپنی دادی جو کہ صالحہ تھیں۔ اپنی والدہ اور والد کو بتایا۔ ان سب نے مجھے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اے فرزند مشائخ ترک سے تجھے ایک حصہ پہنچے گا۔ چنانچہ میں اس درویش کا دائم طالب ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں ان سے ملاقات ہوئی۔ اور میں نے ان کی صورت پہچان لی۔ ان سے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کا نام خلیل ہے۔ اسوقت مجالست و مکالمت نہ ہو سکی۔ جب میں گھر پہنچا تو ایک قاصد میرے پاس آیا کہ تمھیں خلیل درویش طلب فرما رہے ہیں۔ میں صد خوشی لیکر ان کے پاس پہنچا۔ اور میں نے چاہا کہ اپنے خواب کو ان سے بیان کروں۔ انھوں نے زبانِ ترکی میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ تمھارے دل میں ہے۔ وہ سب ہمارے سامنے عیاں ہے۔ یہ سنکر میری حالت دیگر ہو گی۔ میرا دل ان کی رفاقت کی طرف مائل ہوا۔ پھر ان کی صحبت میں احوالِ شگرف، چیز ہائے غریب اور امورِ عجیب کا مشاہدہ کیا۔ کچھ عرصے کے بعد ماوراء النہر کی بادشاہت انھیں سپرد کی گئی۔ اور مجھے انکی ملازمت و خدمت پر مامور کیا گیا۔ اس ملازمت میں بھی بزرگی کی چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ اور مجھ پر بہت زیادہ شفقت فرماتے۔ کبھی نرمی کے ساتھ اور کبھی سختی سے۔ مجھے خوب آداب سکھایا۔ اس جہت سے مجھے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا۔ جو کہ مقام سیر و سلوک میں بہت

سَلَّمَ اَنَّہٗ غَیْرُ غَائِبٍ بِالْعِلْمِ فَقَدْ سَلَّمَ اَنَّہٗ غَیْرُ غَائِبٍ بِالذَّاتِ فَاَنَّہٗ اُعْتُبِرَ اَنَّہٗ تَعَالٰی اَنَّمَا یَکُوْنُ فِیْ مَکَانِہِ الرَّفِیْعِ لَا فِیْ مَکَانِ الْاَجْسَامِ وَالْاَعْرَاضِ وَالرُّوْحَانِیَّاتِ۔

ترجمہ: اس لئے کہ اس کا انفکاک اس سے عدم انفکاک لازم آیگا یا نہیں۔ اور یہ نفسِ تغیر ہے۔ اس لئے کہ ایک حالت سے دوسری حالت کے طرف انتقال حوادث سے اس کے عدم خلو کو مستلزم ہے۔ اور اس لئے بھی کہ وجود میں مساوات لازم آئیگی۔ اس طرح اس سے اس کا حدوث بھی لازم آیگا۔ اور یہ تمام صورتیں اماراتِ ربوبیت کے منافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ہم غائب نہیں ہیں" تفسیر دیلمی میں ہے یعنی ہم تم سے باعتبار علم کے غائب نہیں ہیں۔ پس یہ قول غیر مفید ہے۔ اس لئے کہ جب اس کے علم کیلئے حضور جائز ہے۔ تو ذات کیلئے اولیٰ ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ ذات صفات سے کیسے ثابت ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ذات سے صفات کا انفکاک محال اور صفات سے ذات کا انفکاک بھی محال ہے۔ پس جب یہ تسلیم ہے کہ وہ علم سے غیر غائب ہے۔ تو یہ بھی تسلیم ہے کہ ذات سے بھی غیر غائب ہے۔ پس اعتبار کیا گیا ہے کہ وہ مکان رفیع میں ہے نہ کہ مکان اجسام، اعراض اور روحانیات میں۔

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ کا مکان امکنہ خلق میں سے ہے۔ اور حق تعالیٰ کا احاطہ بحسب کمیت ہے نہ کہ بحسب کیفیت۔ یعنی جتنے بھی موجودات و کائنات ہیں۔ حق تعالیٰ کے صفت محیط میں محاط ہیں۔ اس لئے کہ احاط بحسب کیفیت دقیق ہوتا ہے۔ کیونکہ عینیہ تام اور اتحاد تمام ہوتا ہے۔ اور یہ بھی دقیق میں سے ہے۔ کہ فَارَقَ وَمَابِہِ الْاِمْتِیَازُ بَیْنَ الْمُحِیْطِ وَ الْمُحَاطِ نباشد۔ یعنی مابہ الامتیاز اور فارق محیط اور محاط کے درمیان نہیں ہوتا۔ اور باوجود فارق اور مابہ الامتیاز بُعد

معنوی واقع ہے۔ وہ اثنیہ اور نقاب غیر یہ کے درمیان واقع ہے۔ پس عینیہ اور اتحاد نہ ہوگا۔ اسلئے احاطہ کا بحسب کیفیت ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ اس جگہ فارق اور مابہ الامتیاز ثابت و واقع ہے۔ لِاَنَّ الْحَقَّ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی مُغَائِرٌ لِلْخَلْقِ وَالْخَلْقُ مُغَائِرٌ لَهٗ سُبْحَانَهٗ بِغَيْرِيَّتِهٖ حَقِيْقَتاً عِنْدَهُمْ فَيَكُوْنُ هُنَاكَ مِنَ الْبُعْدِ وَالْحِجَابِ فَلَا يَكُوْنُ ثَمَّهٗ مِنَ الْاِتِّحَادِ التَّامِّ وَ الْعَيْنِيَّةِ عَلٰى وَجْهِ التَّمَامِ۔ ترجمہ: اس لئے کہ حق سجانہ تعالیٰ کی صفت خلق کے لئے مغائر ہے۔ اور خلق کی صفت غیریت حقیقیہ سے خالق سے مغائر ہے۔ پس اس جگہ بُعد اور حجاب ہوگا۔ اس لئے اتحاد تام اور عینیت علی وجہ التمام نہ ہوگی۔ قطعہ

زروی لطافت بر اوج سپہر * محیط است خورشید بر زرہای
احاطت بکمیت است بہر او * ازروی کیفیت اندر ہوای

ترجمہ: لطافت سے اوج کے آسمان پر محیط ہے۔ ہر ذرہ پر خورشید ہے۔ اس کے لئے احاطہ کمیت ہے۔ احاط کیفیت سے پاک ہے۔

بلکہ حق تعالیٰ کیلئے احاط ذات ہے۔ اسی طرح احاط کا دریا حباب' حروف کتاب کی سیاہی' ذات وحدیت' جمع جمیع اسماء و صفات' تمام موجودات علوی' سفلی صوری اور معنوی بلا تجاوزت و بلا تفاوت موجود و موجودات کے درمیان اسی طرح عرش میں محیط ہے۔ اور فرش میں بھی جمیع اسماء و صفات سے۔ قطعہ

ذات ایزد در احاطت مستویست * گرچہ خورشید آمدہ بازرہ
چوں لطیف آمد بعلم ذات خویش * چیست دریائے محیط و قطرہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات احاطت میں مستوی ہے۔ اگرچہ خورشید کی روشنی ہر ذرہ میں پہنچی۔ جب لطیف اپنے ذات علم سے آیا۔ دریائے محیط کیا ہے

اور قطرہ۔

احاطہ کی اس تقریر سے اشیائے خسیسہ سے ملامست اور قاذورات شنیعہ سے ملامست لازم نہیں آتی۔ کیونکہ یہ چیزیں اجسام کثیفہ کے خواص میں سے ہیں۔ مثلاً آفتاب کا نور پاک اور پلید پر پڑتا ہے۔ اسی طرح چاند کا نور خاک اور جلید پر پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تلطخ اور تلوث کی بو نہیں آتی۔ قطعہ

نور خورشید از صرافت طویش * گرچہ تابد ہمی بپاک و پلید
درچناں نور آفتاب بلند * از کثیف و پلید جست پدید
نور را از کثیف ظلمت نیست * نہ کثیف از میاں نور جرید

ترجمہ: خورشید کا نور اپنی صرافت سے اگرچہ پاک اور پلید پر روشن ہوتا ہے۔ لیکن آفتاب کثیف اور پلید سے پاک ہے۔ نور کیلئے کثیف سے ظلمت نہیں ہے۔ نہ کثیف نور قاصد کے درمیان سے۔

دیگر قذرات و کثافت امور نسبی ہیں۔ اگرچہ طبیعت اس سے کراہیت محسوس کرتی ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ اشیاء کو طبیعت محبوب رکھتی ہے۔ قطعہ

بد نباشد ہیچ چیز اندر سرشت * نیک آید بد نہ از کردندہ دیر
ہرچہ از نیکو برآید بد کجاست * کُلُّہٗ خلق بصنع اللہ خیر

ترجمہ: کوئی چیز بھی بد نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسے نیک نے گوندا ہے۔ جو چیز نیک سے آئے بری نہیں ہے۔ کل خلق اللہ کی صنعت کے سبب خیر ہے۔

موجودات کے درمیان جو تخاصم ظاہر ہوتا ہے وہ بھی ایک حکمت ہے۔ اور کائنات میں جو تصادم ہے وہ بھی ایک صفت ہے۔ فِيهِ مَافِيهِ مِنَ الذَّاتِ

الْغَرِیْبَۃِ وَالْاَذْوَاقِ الْعَجِیْبَۃِ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ۔ ترجمہ: ذاتِ غریبہ اور اذواقِ عجیبہ میں جو ہے وہ اس میں ہے۔ جس نے نہ چکھا وہ نہ جانا۔ (مولانا رومی کی مثنویات)

مثنویات

چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد * موسی و فرعون ہم در جنگ شد

چوں بہ بے رنگی رسی کان داشتے * موسی و فرعون دار نداشتے

اے عجب این رنگ از بے رنگ خاست * رنگ بابے رنگ چوں در جنگ خاست

چوں گل از خارست خار از گل چراست * ہر دو اندر جنگ و اندر ماچراست

یانہ جنگ ست از برائے حکمتست * ہچو جنگ تر فروشان صنعتست

جنگ نبود در ہم جان پروریست * جنگ نبود صلح و جنگ زرگریست

یانہ آنست و نہ ایں چرانیست * گنج باید جست ایں ویرانیست

ترجمہ: جب بے رنگی اسیر رنگ ہوا۔ موسی اور فرعون میں باہم جنگ ہوئی۔ جب بے رنگی خزانہ رکھتی ہے۔ تو موسی علیہ السلام اور فرعون گھر نہیں رکھتے۔ اے عجب یہ رنگ بے رنگ سے اٹھا۔ جب رنگ بے رنگ سے اٹھا۔ تو جنگ قائم ہوئی۔ جب پھول خار سے ہے۔ تو خار پھول سے کیوں ہے۔ ہر دو جنگ اور ماچرا میں ہے۔ یانہ جنگ ہے۔ اس کی حکمت سے ہے۔ اسی طرح جنگ اس کی صنعت سے ہے۔ جنگ نہ ہو تو باہم جان پرور ہے۔ جنگ نہ ہو تو صلح و جنگ سے زرگرا ہے۔ یانہ وہ ہے نہ یہ۔ خزانہ تلاش کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ اس میں نہیں ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مجاہدہ اور محافظہ کے درمیان امانت حقیقی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ موجودات بجز حق تعالیٰ اور اس کے وصول کا واصل حقیقی جانا ہوتا ہے۔ کہ وحدت اور اتحاد حق سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے حسب ذات اور حسب صفات بھی ہے۔ غیریت اور مغائرت موجودات کی جانب سے ہے۔ کہ انکی شان صرف تعینات سے عبارت ہے۔ اور تعینات اگرچہ در حقیقت عین ذات ہے۔ لیکن اس جگہ اس کی شان آثار اور احکام معتبر ہے۔ ضروری ہے کہ غیریت وجود سے آئے۔ پس غیریت اس کی صفت نفسی ہو گی۔ یہ بھی تسلیم ہے کہ غیریت مانعِ اتحاد' ظہورِ احکام' واحدیتِ ذاتیہ ہے۔ اور بالقطع وجود غیریت سے آثارِ بے گانگی اور عینیت کی صورت نہیں پکڑ سکتی ہے۔ قطعہ

زہے ذات دارای وحدت کہ او * سر اتحادش بود اقتضائی

ہمہ کار کن رہ جو غیر ہست * چگونہ بہم وحدت آید بجائی

ترجمہ : کیا خوب ذات ہے کہ اس کی وحدت اس کا اتحاد ہے۔ تمام کرنے والا جب غیریت ہے تو کس قدر وحدت آئی۔

اگر تعیناتِ ممکنہ اور ممکناتِ متعینہ پر نظر رکھیں۔ تو اس ہستی کی شان ذات سے بھی مرتفع ہے۔ عدم صرف اور لاشی محض ظاہر ہو گی۔ اگر تعینات کو اعتبار کریں تو بالضرور غیریت ظاہر ہو گی۔ کہ یہ موجب احتجاب اور سبب انقلاب ہو گا۔ قطعہ

دریں دریا کہ پایاں کسے را * سر موئے امید آشنا نیست

تو از دریا جدائی و حباب آسا * زما یک قطرہ این دریا جدا نیست

تو از ما [illegible] * تو او را [illegible] او ترا نیست

ترجمہ: اس دریا بے پایاں میں کوئی بھی سر مو آشنا نہیں ہے۔ تو جدا دریا سے ہے اور عجب ہے کہ دریا ایک لحظہ بھی اس سے جدا نہیں ہے۔ تو اسے حاصل اور مجھے تجھ میں تو اس کیلئے ہستی وہ تجھ میں نہیں۔

حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسرارِ احاطتِ ذات اور بساطِ صفاتِ موجودات سے بہر مند فرمائے۔ (آمین) بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والہ الامجاد۔

آٹھواں مکتوب

(سالکِ راہِ سلوک کیلئے غیبی اشارات کا بیان)

برادراعزارشد شیخ راجا اَوْصَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی وَصْلِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے وصل تک پہنچائے) دعائے درویشانہ و صفائے کیشانہ، درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ ماہِ رمضان کے آخری دس شب میں سے ایک شب (میرے واسطے) متبرکہ ہے۔ جب خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کی دیدار سے مشرف ہوا۔ آپ میرے گھر تشریف لائے۔ میں مکمل امیدوار کی حیثیت سے اٹھا اور قدم بوسی کی۔ جب آپ نے شرفِ ملازمت سے مشرف فرمایا اور کچھ نصیحت فرمائی۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مشائخِ دیار میں سے کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ طریقت کے خزانہ کے گھر کی چابی میں نے سید اشرف جہانگیر کے سپرد کر دی ہے۔ اس بشارت جانفزائی کے استماع اور اس اشارت راہنمائی کو جب میں نے پایا۔ تو گویا میں نے پوست میں نہیں سجایا۔ اور دولتِ کونین کو بیک کوشش وزن نہیں پایا۔ قطعہ

منہیان عالم لا ریب دی * از حریم حرمت دارای غیب
از سر لطف و عنایت دادہ اند * مژدۂ وصل تر بے شک وریب

ترجمہ : منہیان (پوشیدہ بات بتانے والا) عالم لاریب نے اسکو خدائے غیب کی حرمت کے حریم سے۔ لطف و عنایت کا سر عطا فرمایا۔ کہ مژدہ وصل ہے تجھ کو بے شک وریب۔

احسن الوقت واسمنِ حال میں پہنچ کر دید کے شرف سے مشرف کیا۔

جاننا چاہیئے کہ ہر تکلیف سعادتِ ازلی اور مساعدت لم یزلی سے بہرہ مند کرتی ہے۔ اور اسے بادشاہان اقلیم ولایت میں سے ایک بادشاہ اور دوران و تفہیم ہدایت و دلالت بناتی ہے۔ اکابر طریقت وامائر معرفت نے فرمایا ہے کہ درویشان راہ الٰہی میں سے کسی درویش کے ہاتھ پر ہاتھ اسوقت تک نہیں رکھ سکتا جب تک کہ مرشد یا مسترشد کو کوئی اشارہ نہ مل جائے۔ اور رشتہ انابت پیران بارگاہ نامتناہی میں سے کسی پیر سے آمادہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرتِ الارب کی طرف سے مرید و مراد کو کوئی بشارت نہ مل جائے۔ قطعہ

کسے را کہ دارای دور سپہر * عنایت کند از طریق رضای
نماید یکے راز پیران دین * کہ بردارد اور نہ راہ سوی
دگر گونہ آنست کہ در جان پر * درآرد کہ خواہد مرید ہدای
بے گاہ طالب رود سوی دوست * کہ مقصود باشد نہ ہر دو سرای
مطلوب ہم می نماید کہ او * سوی طالب خود برآور زجای

ترجمہ: اللہ تعالٰی جس شخص پر عنایت فرماتا ہے۔ اسے رضا کی راہ دکھاتا ہے۔ پیرانِ دین میں سے کسی ایک کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اسے راہ سلوک پر گامزن کرے۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو مرید کو اشارہ ملتا ہے کہ کسی ہادی کو تلاش کرے۔ کبھی طالب دوست کی راہ پر اس انداز سے چلتا ہے کہ ہر دوسرے سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ مطلوب بھی اس کیلئے خود ظاہر کرتا ہے۔ کہ اپنے طالب کے پاس اپنی جگہ سے خود آتا ہے۔

اسے منازلہ کہتے ہیں۔ قَالَ الشَّیخُ رضی اللہ عنہ فِی الفُتُوحَاتِ إِعلَم اَنَّ المَنَازِلَ فِعلُ فَاعِلَینَ ھٰھُنَا وَھِيَ مَنزِلٌ بَینَ الاُثنَینِ کُلُّ وَاحِدٍ یَطلُبُ الاٰخَرَ

لِيَنْزِلَ عَلَيْهِ فَيَجْتَمِعَانِ فِي الطَّرِيْقِ فِيْ مَوْضَعٍ مُعَيَّنٍ فِيْ قَلْبِ اِحْدَى الْاِثْنَيْنِ فَنُسَمِّيْ تِلْكَ الْمَنَازِلَةَ يَطْلُبُ كَلٌّ وَاحِدٍ لِهٰذَا النُّزُوْلِ لَا عَلَى الْآخَرِ وَهٰذَا النُّزُوْلُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ مِنَ الْعَبْدِ صُعُوْدًا وَاِنَّمَا سَمَّيْنَاهُ نُزُوْلاً لِكَوْنِهٖ يَطْلُبُ بِذَالِكَ الصُّعُوْدِ النُّزُوْلَ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ : حضرت شیخ (ابن عربی) رضی اللہ عنہ نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ بے شک تو جان کہ منازل اس جگہ فاعلین کا فعل ہے۔ اور دو کے درمیان کی منزل ہے۔ جس میں ہر ایک دوسرے کو طلب کرتا ہے۔ تاکہ اس پر منزل کرے۔ پس وہ دونوں ایک ہی طریق میں معین جگہ میں ایک دوسرے کے دل میں جمع ہوتے ہیں۔ پس ہم اسے منزلہ کا نام دیتے ہیں۔ ہر ایک اس نزول کیلئے دوسرے پر طلب کرتا ہے۔ اور یہ نزول بندہ کی طرف سے حقیقت میں صعود ہے۔ ہم نے اس کا نام نزول اسلئے رکھا کہ وہ اس صعود سے نزول بالحق طلب کرتا ہے۔

یہ نوع منزلہ کبھی مرید اور مراد کے درمیان کبھی طالبِ ارشاد اور صاحبِ اہتداد کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ کبھی سلوک میں کہ سالکِ صادق اور طالبِ واثق، مرتبہ مولود ثلثہ سے سلوک کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور وہ نوع کہ جس میں حقیقت انسانی کو اپنے عین ثابتہ سے کیا تھا۔ اب وہ اس کے برعکس جاتا ہے۔ اور اپنے عین ثابتہ کی طرف چند منزل قطع کرتا ہے۔ کیونکہ اس جانب سے محبوب اس التقا کے وقت وسط میں نہ تھا۔ اور ہر طرف جو نزدیک تر ہو۔ یہ صاحب اس طرف سے محبوبیت میں مقدم کو چاہتا تھا۔ اور محبیت کو مؤخر۔ چنانچہ اگر اس جانب سے حق سبحانہ و تعالیٰ اقرب ہو۔ تو وہ قرب جو بندہ کی طرف مضاف ہو۔ تدانی کہتے ہیں۔ اور اگر وہ جانب بندہ سے اقرب ہو۔ تو اس قرب کو

حاصل ہو حق سبحانہ و تعالیٰ تک لے گئے ہیں۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک کی ابتداء میں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم آتا جو کہ ترک کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔ کسی بزرگ سے میری سفارش فرمارہے ہیں۔ اس بزرگ کی صورت میرے دل و دماغ میں پیوست ہو گئی۔ صبح بیدار ہو کر میں نے یہ خواب اپنی دادی جو کہ صالحہ تھیں۔ اپنی والدہ اور والد کو بتایا۔ ان سب نے مجھے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اے فرزند مشائخ ترک سے تجھے ایک حصہ پہنچے گا۔ چنانچہ میں اس درویش کا دائم طالب ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں ان سے ملاقات ہوئی۔ اور میں نے ان کی صورت پہچان لی۔ ان سے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کا نام خلیل ہے۔ اسوقت مجالست و مکالمت نہ ہو سکی۔ جب میں گھر پہنچا تو ایک قاصد میرے پاس آیا کہ تمھیں خلیل درویش طلب فرمارہے ہیں۔ میں صد خوشی لیکر ان کے پاس پہنچا۔ اور میں نے چاہا کہ اپنے خواب کو ان سے بیان کروں۔ انھوں نے زبانِ ترکی میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ تمھارے دل میں ہے۔ وہ سب ہمارے سامنے عیاں ہے۔ یہ سنکر میری حالت دیگر ہو گی۔ میرا دل ان کی رفاقت کی طرف مائل ہوا۔ پھر ان کی صحبت میں احوالِ شگرف' چیز ہائے غریب اور امورِ عجیب کا مشاہدہ کیا۔ کچھ عرصے کے بعد ماوراء النہر کی بادشاہت انھیں سپرد کی گئی۔ اور مجھے انکی ملازمت و خدمت پر مامور کیا گیا۔ اس ملازمت میں بھی بزرگی کی چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ اور مجھ پر بہت زیادہ شفقت فرماتے۔ کبھی نرمی کے ساتھ اور کبھی سختی سے۔ مجھے خوب آداب سکھایا۔ اس جہت سے مجھے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا۔ جو کہ مقام سیر و سلوک میں بہت

کام آیا۔ اس خدمت کی مدت چھ ماہ رہی پھر رعایتِ آدابِ سلطنت کے ملا میں اور ان کی صحبتِ محرم کے خلا میں ان کی مملکت کی مدت هَبَاءً مَّنثُورًا (باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے) ہوئی۔ پھر مجھے رخصت کر کے بخارا کے نواہی دیہاتوں میں سے ایک دیہات میں اشتغال فرمایا۔

حکایت میں ہے کہ سید نجم الدین قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے کبرای کی عطا سے مشرف فرمایا۔ جب ان کے دل میں نورِ ہدایتِ حال کا جذبہ بیدار ہوا۔ تو انھوں نے ایسے حالتِ غریب میں سر رکھا کہ اس حالت کی شرح سے قلم عاجز ہے۔ اور ایسے صولتِ عجیب میں کہ عبارت اسے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ جب تاجر کی صورت میں پہنچے تو حضرت سید خضر رومی رحمۃ اللہ علیہ کو منہیانِ عالمِ غیب و ملہمانِ معالمِ لاریب سے ان کے سِر کے بارے میں صدا آئی۔ کہ ہند میں ایک بچہ ہے جو اس حال کہ بارے میں جذبہ رکھتا ہے۔ حضرت سید خضر رومی صرف اطلاعِ غیبی و استماعِ پیامِ لاریبی سے ان کی طرف چلنے لگے۔ بہت سارے منازل اور بے شمار مراحل طے کرتے ہوئے دہلی پہنچے۔ کسی نے پوچھا کہ جناب کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ایک بچہ کی تلاش میں جو راہِ سلوک میں سرگرداں ہے۔ اتفاق سے حضرت خضر رومی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کرنے والے سید نجم الدین ہی تھے۔ قطعہ

نہ ہے طالب دولت راہ دیں * کہ از سر نہد پا براہ خدای
کند طی سر منزل چند را * کہ زانسوئے خورشید چرخ ھذای
فرود آید از اوج والای خوش * بہم ذرہ یابد وصال از ہوای

ترجمہ: کیا خوش نصیب ہے راہ دین کی دولت کا طالب کہ وہ راہِ خدا

میں سر دیار رکھ دیتا ہے۔ چند بڑ منزل طے کرتا ہے کہ اس کی طرف آسمان کا خورشید آجاتا ہے۔ اپنے اوج اور لالی سے ہم ذرہ وصال پاتا ہے۔

جب مکاتیب محبانہ اور مراسلہ مخلصانہ کے اطلاع سے بہرہ مند ہوئے۔ تو فوراً زمان سر نے اسی جگہ سر راہ ان کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔ کہ وقت غنیمت ہے۔ پناہ کہ قدم کا بوسہ ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ اپنے سر سے بوسہ دیا۔

قطعہ

ایں ہر نفس کہ میرود از عمر گوہر یست * کان راخراج ملک دو عالم بود بہا

دارای دین سکندر گیتی بود کسے * کارد قدم باب حیات خضر نما

ترجمہ : یہ ہر سانس جو کہ عمر سے جاتا ہے گوہر ہے۔ خزانہ بادشاہ دو عالم کا تھا۔ دین کے پالنے والے دنیا کا سکندر تھا۔ کوئی ست قدم آب حیات سے خضر نما ہے۔

اے بھائی دل کے کانوں سے (چند اقوال) سنو۔ حضرت مصطفیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوا وَجُدًا۔ محاسبہ سے پہلے تم اپنا محاسبہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وَزِنُوْ اَقْبَلَ اَنْ تُوَازِنُوْا۔ (اپنے اعمال) کو وزن سے پہلے وزن کر لو۔ اَیْضًا قَالَ عَلِیٌّ رضی اللّٰہ عنہ مَنْ ظَنَّ بِدُوْنِ الْجُهْدِ فَهُوَ مُتَمَنٍّ وَمَنْ ظَنَّ اَنَّهٗ بِبَذْلِ الْجُهْدِ يَصِلُ فَهُوَ مُتَعَنٍّ۔ یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ جو شخص بغیر کوشش کے کچھ گمان کرلے تو وہ متمنی کی طرح ہے۔ اور جو شخص کوشش کا صلہ گمان کرے۔ تو وہ متعنی (خطا کرنے والا) ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ طَلَبُ الْجَنَّةِ بِلاَ عَمَلٍ ذَنبٌ مِنَ الذُّنُوبِ۔ بغیر عمل کے جنت طلب کرنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

دوسرے بزرگ فرماتے ہیں۔ اَلْحَقِیْقَةُ تَرْكُ مُلاَ حَظَةِ الْعَمَلِ لاَ تَرْكُ الْعَمَلِ۔ حقیقت ملاحظہ ترک کرنے کا نام ہے۔ نہ کہ عمل ترک کرنے کا۔

حضرت مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں۔ جو ان تمام سے نیکو تر، صریح تر اور پاکیزہ تر ہے۔ اَلْکَیِّسُ مَنْ اَذَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَالْمَوْتِ وَلاَ حُمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَیَ اللّٰهِ۔ چالاک وہ شخص ہے۔ جو اپنے نفس کی نگرانی کرے اور بعد موت کیلئے عمل کرے۔ اور احمق وہ شخص ہے۔ جو اپنے نفس اور اس کے خواہشات کی پیروی کرے۔ اور اللہ تعالیٰ پر امید رکھے۔

اے بھائی بہت سارے شب کہ تونے جیسے زندہ کیا۔ علمِ تکرارِ علوم سے بلند کیا اور بہت سارے شیریں خواب کہ اس میں تونے دیکھا بہترین شبوں میں سے ہے۔ اسی طرح وہ شب جس میں تونے آسائش کو اپنے اوپر حرام کیا۔ اور اپنے نفس کو معدوم پایا۔ اگر ان تمام کاموں کا مدعا مراتب و مناصب طلب کرنا ہو۔ تو زہے خُسْرَانُ الدُّنْیاَ وَالْاٰخِرَةِ۔ اور اگر اس سے اغراض حورد قصور ہو۔ تو وائے صد افسوس۔ قطعہ

ہر کرا در راہِ ایزد جستجوست * از صیام واز قیام و بندگی

گر مراد منصب دنیا بود * نیست در اعمال او فرخندگی

در مراد او بود حورد قصور * صد قصورست حورش از زہندگی

ترجمہ: ہر تکلیف نماز روزہ اور بندگی سے راہ خدا میں جستجو ہے۔ اگر

اس سے مقصد منصبِ دنیا ہو تو اس کے اعمال مبارک نہیں ہیں۔ اگر اس سے مراد حور و قصور ہے۔ تو اس کی حور بندگی سے صد کوتاہی ہے۔

درویشانِ سلسلئہ علائیہ کا مدعا اور کیشانِ قافلہ بنگالیہ کی آرزو یہ ہے کہ وہ بھائی راہِ سلوک میں جلد از جلد آئے۔ اور منازلِ سلوک طے کرے۔ قطعہ

کسے را کہ ہمت بلند آمدہ * براہ قدیم و سلوک خدای
چناں پائے ہمت نہد در سلوک * کہ آید بروں ازدہ منتھای

ترجمہ: جسے راہِ قدیم و سلوکِ خدا کی بلند ہمت آئے۔ جب ہمت کا قدم سلوک میں رکھے گا تو راہِ منتہا سے باہر آئیگا۔

نواں مکتوب

(ضرورتِ شیخ و شرائطِ شیخ کا بیان)

برادر اعزالاصحاب شیخ فریدالدین سَهّلَ اللّٰہُ آفاتِ سُلُوکِہٖ (اللہ تعالیٰ ان کے سلوک کے آفات کو آسان کرے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مخلصانہ و صفائے درویشانہ قبول فرمائیں۔ اے بھائی اربابِ بصیرت و اصحابِ سیرت کے نزدیک مقاماتِ اتم و مہماتِ اہم میں سے ہے کہ طالب راہ حق تعالیٰ کو چاہیئے کہ شیخ راہ دیدہ کے دامن میں اپنا ہاتھ دے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ کے لئے آسان ہو جائے۔ قطعہ

کسے راکہ باید حریم اِلٰہ * کہ آراستند از برائے اولیای

امارات پیرے بباید شناخت * کہ باشد چنودر خور اھتدای

ترجمہ: جسے حریم اِلٰہ چاہیئے۔ اسے کسی اولیا کی خدمت سے آراستہ ہونا چاہیئے۔ پیر کے علامات کو پہچاننا چاہیئے۔ تاکہ اس کی ہدایت کی راہ میں ہو جائے۔

آثارِ مشیخت سے بعض اور اطوارِ شیخوخت سے کچھ پیر میں ہونا ضروری ہے تاکہ طالبِ صادق کیلئے راہ ظاہر کر سکے اور سالکِ واثق کیلئے امید کی جا روشن کر سکے۔ اس وادیہ میں بہت زیادہ غور و فکر کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے طالبان حق و مریدانِ حق بے معرفت پیر کے دامن کو تھام لیتے ہیں اور وہ پیر اسے کسی جگہ نہیں پہنچا سکتا۔ قطعہ

بباید چنان پیر آراستہ * بآثار پیران راہ خدای

کہ مر طالبان را تواند نمود * رہ راست پیر ولایت نمای

ترجمہ: پیر کو چاہئے کہ پیران راہِ خدا کے آثار سے آراستہ ہو۔ تاکہ پیران ولایت اپنے طالبان کیلئے راہِ راست ظاہر کر سکے۔[1]

مرصاد العباد میں آیا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ لَہٗ مُوْسٰی ھَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمھیں تعلیم ہوئی"۔ "نبی ﷺ نے فرمایا شیخ اپنی قوم میں ایسے ہیں جیسے نبی اپنی امت میں"۔ تو جان کہ راہِ دین کے سلوک و عالم یقین کے اصول میں ارادہ کرنے والے کے لئے شیخ کامل، راہبر، راہ شناس اور صاحب ولایت سے متصرف ضروری ہے۔ بیت

از ہرچہ بجز مست کوتاہی بہ ٭ و آنکہ بحث بتان ترکاہی بہ

ترجمہ: کوتاہی نافرمانی اور معشوقوں کے خیمے میں ہاتھ ملنے سے بہتر ہے۔

مشائخ کے بڑے خیمے کے معشوقوں کے شیخ کا فرمان حاضر ہے۔ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ۔ ترجمہ: میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے علاوہ انھیں کوئی نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرتبہ نبوت و درجہ رسالت میں باکمال اور اولوالعزم ہیں۔ ابتدائے حال میں جب دس سال تک حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں ملازمت فرمائی۔ تو حق تعالیٰ نے شرف مکالمہ سے نوازا۔ اور اس کی بدولت وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا۔[2]

---

[1] پ ۱۵ کہف ۶۶۔ [2] پ ۶ نساء ۱۶۴۔

ترجمہ : ''اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا'' کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔ اور وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔[1] ترجمہ : اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کہ نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل'' جیسی کتاب پہنچی۔ پیشوائی و مقتدائی بنی اسرائیل کے بارہ سبط نے پائی۔ تلقینِ حضرت سے جملگی تورات تلقی فرمایا۔ معلم حضرت خضر علیہ السلام سے علم لدنی کے تعلم کی درخواست کی۔ اور هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ فرمایا۔ پس معلم نے علم لدنی میں اولین مجھ کو تختہ الف دیا۔ اور فرمایا إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ ترجمہ : ''تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے''۔ پس اس (واقعہ خضر و موسیٰ علیہما السلام) کو دیکھو۔ اور ہزار جان سے اس پر قربان ہو جاؤ۔ بیت

سودے کہ درو ہزار جان قربانست * چہ جائے وہل زنان بے سامانست

ترجمہ : اس فائدہ میں ہزار جان قربان ہے۔ وہل زنان بے سامان کہاں جائیں ؟

مفتون، مغرور اور ممکور اس راہ کو راست کیسے سمجھے گا۔ کیونکہ ظاہر میں وہ بے پایا ہے۔ کعبۂ وصال ذوالجلال کی طرف کوئی بشر بغیر دلیل اور بغیر راہبر کے قدم نہیں رکھ سکتا۔ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ۔[2] ترجمہ : کتنی دور ہے کتنی دور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ بدایۃِ ہدایت میں کسی پیغمبر اور شیخ کی حاجت نہیں ہے۔ وہ (ابتدائے ہدایت) بمنزلہ تخم ہے۔ کہ اس نے دل کی زمین میں ڈالا ہے۔ اب اس سے پودا کسی نظرِ عنایت سے ہی آسکتا ہے۔ خواجہ علیہ السلام

---

[1] پ ۹ اعراف ۱۴۵۔ [2] پ ۱۸ مومنون ۳۶۔

(یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) نے جس قدر جہد ظاہر فرمایا۔ اور اس دل کی زمین میں تخم ڈالکر اسکے طالب ہوئے اس قدر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۗءُ۔[1] ترجمہ: "بے شک یہ نہیں کہ تم اپنی طرف چاہو ہدایت کردو۔ ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے۔ جسے چاہے"۔ تخم ہدایت اور وظیفہ خدا تعالیٰ سے بہرہ مند فرمایا۔ بیت

خدای از کسے تواند شد * از خدای از خدای برخوردار

ترجمہ: برخوردار: خدا کی قسم اگر کسی سے کچھ ہو سکتا ہے تو وہ خدا سے ہے۔

اور لیکن جب وہ تخم اس کی پرورش میں پختہ ہوا۔ تو حق تعالیٰ کی نیابت و خلافت پیغمبری یا شیخ جوان کے نائب ہیں کی حاجت پڑی۔ اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[2] ترجمہ: "بے شک آپ بالضرور صراط مستقیم کی طرف راہ دکھاتے ہیں"۔ تو جان[3] کہ مرید سالک کو شیخ واصل کی ضرورت کے وجوہات بہت ہیں۔ لیکن ان تمام وجوہات کو مختصر کر کے دس وجہوں پر انشاء اللہ بیان

---

[1] پ ۲۰ قصص ۵۶۔ [2] پ ۲۵ شوری ۵۲۔

[3] یہاں سے ضرورت شیخ بیان ہو رہا ہے۔ مکتوب میں دس وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ظاہری راہ کیلئے راہنما کا ہونا ضروری ہے۔ تو طریقت جو کہ باطنی راہ ہے۔ اس کیلئے بدرجہ اتم شیخ کی ضرورت پڑیگی۔

۲۔ رہبری کے لبادے میں رہزن بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے پیر پکڑنے سے پہلے خوب غور و فکر کر لے۔

۳۔ تنہا جانے سے آفاتِ راہ کا خدشہ رہتا ہے۔ اس لئے کسی ہادی کے ساتھ جانا چاہیئے۔

۴۔ اس راہ میں بہت سارے امتحانات ہیں۔ اس لئے امتحان میں ثابت قدم رہنے کیلئے کسی پیر کے دامن کو تھامنا چاہیئے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کروں گا۔

وجہ اول : کعبۃ اللہ کی راہ جو کہ راہِ ظاہر ہے۔ اس راہ سے کعبۃ اللہ تک پہنچنے کیلئے رہبر اور راہ شناس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اس کے بغیر گیا تو راہ میں بھٹکتا رہے گا۔ راہِ حقیقت اس سے کہیں زیادہ دقیق ہے۔ کیونکہ اس میں ۱۲۰ راہیں ہیں۔ اور اس کے راہ شناس و پیرانِ عظام میں نبوت و عنصرِ رسالت کے ہزاروں نقطوں میں سے کوئی نہ کوئی نقطہ ضرور ہوتا ہے۔ ایسے شیخ طریقت ایک دم ظاہر بھی نہیں ہوتے۔

مردان رہش بہمت و دیدہ روند * زآں در رہ عشق ہیچ پی ظاہر نیست

ترجمہ : اس کی راہ کی طرف باہمت اور دیدہ ور لوگوں کو لیکر جاؤ۔ ان

(بقیہ حاشیہ) ۵۔ جسطرح جسمانی مرض کے علاج کیلئے کسی ڈاکٹر کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح روحانی مرض کے علاج کیلئے روحانی ڈاکٹر یعنی پیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

۶۔ سالک جب کسی مرتبے کو پہنچتا ہے۔ تو القائے رحمٰن اور وسوسۂ شیطان کی تمیز کیلئے پیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

۷۔ تعلم تصوف و معرفت کیلئے کسی معلم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لئے پیر کے دامن کو تھامنا چاہیئے

۸۔ مسافت طویلہ کو کم سے کم وقت میں طے کرنے کیلئے پیر کے دامن کو تھامتے ہیں تا کہ سفرِ روحانیت جلد از جلد طے ہو جائے۔

۹۔ ذکر و وظائف میں تاثیر پیدا کرنے کیلئے کسی عامل کی اجازت ضروری ہے۔ اس کے لئے دامنِ پیر کا تھامنا ضروری ہے،

۱۰۔ منازل سلوک میں کسرِ نفسی چاہیئے۔ اور یہ کسی کی غلامی سے حاصل ہو گی۔ اس لئے شیخ کی ضرورت پیش آئی۔

یہ ہیں وہ ضروریات جن کے سبب پیر پکڑنا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ یہ فقط دس پر منحصر نہیں ہیں بلکہ اس کی تعداد بہت زیادہ ہیں۔ لیکن مختصر ہونے کے سبب یاد کرنا آسان ہو گا۔ اس لئے مختصر بیان کیا گیا۔ ۱۲ اشرفی۔

کے سوا راہِ عشق میں کچھ بھی ظاہر نہیں ہے۔

اس راہ کے مبتدائے سالک کو چاہیئے کہ اس راہ میں اول اپنی ذات کے ہنر و فن پر نظر و قدم نہ رکھے یہاں تک کہ اس راہ کی ابتدا ظلومی و جہولی کے دروازہ سے کرے۔ تاکہ خود بینائی و خود شناسائی کو اس راہ میں نہ رکھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خواجۂ کائنات و پیشوائے موجودات سے ارشاد فرماتا ہے۔ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا[1]۔ ترجمہ: "اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے۔ نہ احکامِ شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں"۔ اس قسم کے بیابان میں اس قدر یقین رکھ کہ دیدہ بخش تجھے بغیر عطا کئے نہ جائے۔

وجہ دوم: اسی طرح اس راہ میں قطاع الطریق و سارق الطریق بہت ہیں۔ اسلئے دنیاوی سج دھج دیکھ کر ان کے دامن کو نہ تھامو۔ بلکہ خوب غور و فکر کرلو۔ زُيِّنَ[2] لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ۔ ترجمہ: لوگوں کیلئے آراستہ کی گئی۔ ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہو گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی۔

وجہ سوم: آفاتِ راہ، شبہاتِ جاہ اور عقبات بے شمار ہیں۔ چنانچہ فلاسفہ نے تنہا اس راہ کو عبور کرنا چاہا۔ تو شبہات وآفات میں مبتلا ہو گئے۔ قطعہ

راہ زن بسیار آمد در طریق * پیر رہ باید کہ باشد مکتفی

---

[1] پ ۲۵ شوریٰ ۵۲۔ [2] پ ۳ ال عمران ۱۴۔

غول راہا نند مشغولی مشو * درپی دہر طبیعی فلسطی

ملحد و تشبیہی و تعطلی ست * صاحب بدعت اباحت منتقی

ترجمہ : راہِ طریق میں بہت سارے رہزن بھی آتے ہیں۔ اس لئے پیر کے ذریعے مکتفی ہونا چاہیئے۔ کرتب دکھانے والوں کی راہ میں مشغول نہ ہو۔ طبیعی، فلسفی، ملحد، تشبیہی، تعطیلی، صاحبِ بدعت اور اباحتِ حرمت برگزیدہ نہیں ہیں۔

وجہ چہارم : سالکان کیلئے اس راہ میں بہت سارے امتحانات ہیں۔ کہ یہ جگہ موقوفاتِ سلوک و مفتوراتِ فلوک کو قلم سے لکھنا حد سے باہر ہیں۔ قطعہ

پیر باید در رہ سیر و سلوک * تا رساند راہ رو را بر خدای

ہرچہ موقوفات و مفتوراتِ رہ * بودہ باشد متنبہ سازد برای

ترجمہ : راہ سیر و سلوک طے کرنے والوں کو پیر چاہیئے تا کہ خدا کی رہ چلنے والوں کو ہر قسم کے موقوفات و مفتوراتِ راہ کے بارے میں اسے متنبہ کر سکے۔

وجہ پنجم : اصحابِ سلوک و اربابِ طلب کے لئے دوست کی محبت کی راہ میں عِللِ نہانی و امراضِ نادانی جو کہ اس جگہ فسادِ مزاج کو بُو اور انحراف کا سبب ہے۔ طبیبِ حاذق چاہیئے جو کہ مزاج شناس ہو اور لبیبِ واثق چاہیئے جو کہ قیاس کے ذریعے علاج کرے۔ قطعہ

پیر را دوست باید چوں طبیب * تا شنا سد در دلے قارورۂ

گر علاج در دے بکند آں حکیم * طالب بیمار شد در تورۂ

ترجمہ: راہِ دوست کیلئے ایسا پیر چاہیئے جو طبیب کی طرح دل کے غلاظت کو پہچانتا ہو۔ اگر وہ حکیم اُس کا علاج نہ کر سکے تو شریعت پہ کیا چلائے گا۔

وجہ ششم: سالکِ راہ کیلئے بعض مقاماتِ روحانی و بعض درجاتِ روحانی ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اُس کی روح، بشریّت کے کسوت اور لباس آبِ گل سے مجرد ہو جاتی ہے پر توے نورِ سبحانی و سبحہ ظہورِ ربانی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ احتمال رکھتا ہو کہ سالک اس جگہ میں رأیت سبحانی ما اعظم شانی، حصولِ خود کے لشکر میں اَنا الحق کا علم بلند کرے اور لَیس فی جُبّتی سوی اللّٰہ حصول کے لشکر میں رکھتا ہو۔ قطعہ

گر بادشاہِ روحِ ولایت ستان زنور * اقلیم ماورای خدا گیرد از خدای
باشد کہ کوسِ دولت منصور بر زند * سبحانی و اَنا الحق بر ہم زند صدای

ترجمہ: روحِ ولایت کے باغ کے بادشاہ نور سے اقلیم ماورائے خدا، خدا سے پکڑتے ہیں۔ دولت منصور کے اشارہ پر مارتے ہیں۔ سبحانی اور انا الحق پر بر ہم ہوئے۔

پس شیخ کامل واقعہ شناس ہوتا ہے۔ اسے اپنی ولایت کے تصرف سے اس جگہ نصیحت کرتا ہے اور اس کے مافوق و ماتحت مقام کو اُجاگر کرتا ہے۔ قطعہ

گر مرید از جام مے بردو ز دست * خواہد از مستی زند ہوشیار پای
پیری باید کہ گیرد دست وی * بر کشید از دون سوی مافوق رای

ترجمہ: اگر مرید جام مئے سے اٹھائے۔ اور پینا چاہے تو اس کی مستی سے قدم کو ہوشیار رکھے۔ پیر چاہیئے تاکہ اس کے ہاتھ کو پکڑے اور جام مئے سے کھینچ لے۔

وجہ ہفتم : سالک غیبی بشارت اور شہادت غیب سے اس راہ میں قدم رکھتا ہے۔ اس جگہ وقائع میں طالب کشود چاہتا ہے۔ اور طوالع پر محبت چاہتا ہے۔ اس لئے پیر چاہیئے تاکہ جمال و جلال دونوں صفات کا اظہار ہو سکے اور سالک کے سامنے بزبان غیب بہت سارے لطائف بیان کر سکے۔ اگر اس جگہ لسانِ طیب کی ظرافت ظاہر کرے۔ تو سالک کو پیر کی زبان سمجھنا چاہیئے۔ یعنی اس کے رموز و اسرار۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا[1] (اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے) کو تکرارِ درس کرنا چاہیئے۔ اور جوہر فشاں سے کوئی جوہر ظاہر کرنا چاہیئے۔ تاکہ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً[2] (اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا) کی دکان میں لعل و یواقیت ظاہر ہو۔ اور سالک کے ہاتھ آئے۔ قطعہ

صاحب ولایتے کہ زبان داں بود نہ حق * داند زبان ہر کس واز ہر ولایتے

چوں سالک از زبانِ ولایت سخن کند * داند زبان وحل بحند ہر روایتے

ترجمہ : صاحبِ ولایتِ حق سے زبان داں ہو۔ ہر ولایت اور ہر شخص کی زبان جانتا ہو۔ جب سالک زبانِ ولایت سے کلام کریگا۔ تو زبان جانے گا اور ہر روایت سے اسکو حل کریگا۔

جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے (اپنے رب سے) عرض کیا۔ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ[3]۔ ترجمہ : اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی۔ اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا۔

وجہ ہشتم : جن منازل کو وہ ہزار سالوں میں طے کرتا۔ پیر کی رہبری میں وہ چند دنوں میں کریگا بلکہ وہ کسی دستگیر کے سبب سے دستگیر یار کو سنجید گی

---

[1] پ ۱ البقرہ ۳۱۔ [2] پ ۱۵ کہف ۶۵۔ [3] پ ۱۳ یوسف ۱۰۱۔

پر قدم رکھوادیگا۔ قطعہ

صد ہزاراں سالہ راہ مرید * گرپی خود رفتہ باشد در ہوای

گر بہ پیائی بچشم نور بین * یک قدم شد ز پیر رہنمائی

ترجمہ: صد ہزار سال کی راہ ہے مرید اگر خود چلے۔ پیر رہنما سے ایک قدم آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور وہ راہ کہ جس میں خود چلے چونٹیوں کی چال چلے گا۔ راستے میں کتنے لوٹنے والے ملینگے۔ قطعہ

دو راہ ست دریں راہ پیرانہ پی * کہ طے میکند طائر آں ہوای

یکے راہ مور و دگر راطیر * کہ دریک قدم رفت پای

ترجمہ: اس راہ کو طے کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک چونٹیوں کی راہ اور دوسری پرندوں کی راہ کہ ایک قدم اٹھاؤ اور منزل پاؤ۔

وجہ نہم: سالک ذکر کی تلقین حاصل کرے۔ ہر چند کہ بے تلقین ذکر بھی فائدہ رکھتا ہے۔ قطعہ

درود ذکر خویش باید کردگار * از خود و از غیر خود آور بجای

گرچہ ذکر بندہ ہم ذکر خداست * لیک ذکر بندہ چوں ذکر خدای

ترجمہ: درود اپنا ذکر ہونا چاہیئے۔ خود اور غیر کی اجازت سے بھی ادا کرے۔ اگرچہ بندہ کا ذکر بھی ذکر خدا ہے۔ لیکن ذکر بندہ' ذکر خدا جیسا ہے۔

وجہ دہم: ملوکِ روزگارو خوانینِ دیار ہر چند کہ قضاءً وہ خود بخود ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور سلاطین دیدار کرتے ہیں۔ اسوقت کسی قسم کی حاجت اور شوکتِ مکالمتِ سلاطین نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ قربت ان کیلئے باعث افتخار ہوگی۔ نہ کہ ان کیلئے۔ قطعہ

گرچہ مردم طالب وصل ملوک * رہ برند بے واسطہ اندر سرای
لیک نبود مستوی با آں کسے * کو رسید از واسطہ بر بادشای

ترجمہ: اگرچہ مردم بادشاہ کے وصل کا طالب سرای میں بے واسطہ راہ چلتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کے ساتھ واسطہ سے بادشاہ تک پہنچنے والا مستوی نہ ہوگا۔

اب اہل ہدایت[1] کی شرائط میں سے چند شرائط پیش کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی بے شمار ہیں۔ لیکن صاحب ہدایت کیلئے آیت کریمہ کی روشنی میں پانچ شرائط بیان کئے جاتے ہیں۔قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَوَجَدَا[2] عَبۡدًا مِنۡ عِبَادِنَا آتَیۡنَاہُ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنَاہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡماً ہ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ” تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا۔ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی۔ اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا“۔ صاحبِ ہدایت واہبِ نبوّت و ولایت (یعنی محمد ﷺ) فرماتے ہیں لاَ زَالَ طَائِفَۃٌ مِنۡ اُمَّتِیۡ قَائِمَۃٌ عَلَی الۡحَقِّ لا یَضُرُّھُمۡ مَنۡ

---

[1] یہاں سے اہلیت شیخ یعنی منصب سجادگیت کیلئے مختصراً پانچ شرائط بیان کئے جارہے ہیں۔

پہلی شرط: اختصاصِ عبدیت یعنی شیخ عام بندوں کی طرح نہ ہو۔

دوسری شرط: استحقاقِ حقائق یعنی اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام پانے کا مستحق ہو۔

تیسری شرط: رحمتِ الٰہی کا خاص حصہ اپنے رب سے پاتا ہو۔

چوتھی شرط: تعلمِ علم بارگاہِ ایزدی سے حاصل کرتا ہو۔

پانچویں شرط: علم لدنی کا حامل ہو۔

مذکورہ شرائطِ خمسہ قرآن پاک سے ماخوذ ہیں۔ اکثر صوفیائے کرام نے ان شرائط کو اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے مکتوب میں ان شرائط کو بیان کیا ہے۔ لیکن آپ کا بیان نہایت شاندار انداز میں ہے۔ ۱۲ اشرفی

[2] پ ۱۵ کہف ۶۵۔

خذلھم۔ ترجمہ: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ جو اُن کی برائی کرے اُس سے اُس گروہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ تو جان کہ حق تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو مقام شیخی و مرتبہ اقتدائی عنایت فرمایا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو مُریدی و علم لدنی کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ اور اُن کے (خضر علیہ السلام) استحقاقِ شیخوخت کی خبر دی۔ اور فرمایا عبدامن عبادنا اتیناہُ رحمۃً من عندنا و علّمناہ من لدنا علما۔ اس آیت کریمہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے پانچ مراتب بیان کیے گئے ہیں (یہی پانچ مراتب شیخ میں بھی ہونے چاہیئے)۔

اوّل: اختصاصِ عبدیّت سے نوازا اور یہ من عبادنا سے مستفاد ہے۔

دوم: استحقاقِ حقائق کے قبول کرنے کی صلاحیت بے واسطہ ہو۔ اور یہ اتیناہ رحمۃً سے مستفاد ہے۔ قطعہ

ہر کرا ایزد تعالیٰ برگزید * از ہمہ مردم برائے اہتدای

پنج چیزش خاص کرد از لطف عام * تا بود درخور ارشاد از ہرای

اختصاصِ بندگی دادش نخست * درمیانِ بندگانِ دین گرای

استحقاق بخشیہ از کرم * تا دہد بے واسطہ رحمت خدای

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ہدایت کیلئے چن لے اُسے پانچ چیزوں سے اپنے لطف وکرم کے سبب خاص کرتا ہے۔ اولاً اُسے اختصاصِ بندگی بندگانِ دین کے درمیان عطا فرماتا ہے۔ ثانی استحقاقِ بخشش کرم سے بے واسطہ رحمتِ خدا دیتا ہے۔

سوم: رحمت سے خاص حصہ اپنے رب سے پاتا ہے۔ اور خدا کی شفقت اُس

کی طرف دوڑتی ہے۔ اور وہ شخص مرتبہ عبدیت کو پہنچتا ہے۔ اور یہ من عندنا سے مستفاد ہے۔ بیت

ثالث از لطف و عنایت خاص کرد * صدر بزم عندیت از عندنای

ترجمہ : ثالث لطف و عنایت سے خاص کیا۔ بزم عندیت کا صدر عندنا ہے۔

چہارم : تعلّمِ علوم کا شرف حضرتِ الٰہی کی بارگاہ میں اور طرفِ مکرّم و رسوم نامتناہی سے بے واسطہ تعلیمِ معلم و بے رابطہ تکریم مکرم سے مشرف فرمایا۔ بیت

چارش تعلیم کردہ از علوم * گش نباشد واسطہ از اقتضای

ترجمہ : اس کا چوتھا علوم سے تعلیم دنیا ہے۔ اقتضا سے واسطہ زیادہ نہ ہو۔

پنجم : علم لدنی کی دولت بے واسطہ پاتا ہو۔ یہ من لدنا علما سے مستفاد ہے۔ بیت

پنجم اش باید علوم من لدن * از ادیب علم غیب ریب سای

ترجمہ : اس کا پانچواں ادیب علم غیب سے علم لدنی حاصل کرنا ہے۔

یہ پانچ ارکان عمارتِ اقتدا پر ہیں۔ اور یہ پانچ عمارتِ اہتدا کی بنیاد ہیں۔ شیخ کو چاہیئے کہ ان خصوصیات سے متصف ہو۔ اور ان کے علاوہ دیگر اوصاف بھی پائے جاتے ہوں۔ اعتراف آخر سے بھی معروف ہو۔ جیسا کہ برادر اخص الاحباب شیخ نظام الدین یمنی نے لطائف میں ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے اقتدا اور رہنمائی جائز ہو جائے۔ قطعہ

گرچہ اوصاف ولایت بے حدانہ * تا بود صاحب ولایت رہنمای

لیک چندے را بیان کردم بتو * تا بود اندک ۔ بسیار آزمای
پنجہ جنگ ولایت بہر شیخ * گر نباشد پنجہ دیگر از ورای
کی تواند پنجہ زد با پنج سنج * پنجۂ دیگر برآر از پنجہای
صحبت و عرفان و علم را دین * ہر دیارے ہر کسے دیگر وفای
ہر کرادہ پنجہ شد سر پنجہ * پنجہ اکنوں میزند دہ پنج رای
اشرف از دہ پنجۂ پنجاہ پنج * در سنجے کرد درس پنج پای

ترجمہ: اگرچہ صاحبِ ولایت ورہنما کیلئے اوصافِ ولایت بے حد ہیں۔ لیکن میں نے تمھارے سامنے چند بیان کیا۔ تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو۔ اگر شیخ کیلئے جنگ ولایت کا پنجہ نہ ہو تو اس کے پیچھے سے دوسرا پنجہ ظاہر ہو تو کب دوسرے پنجوں سے مزید پانچ پنجوں کے اوزان لائیگا۔ صحبت' عرفان' علم' دین اور وفا ملاکر دس پنجے ہوئے۔ اشرف نے دس پنجوں سے وزن میں پچپن پنجے کیا۔ اور درس میں پانچ کو اصل کیا۔

اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو سلوکِ راہِ دین کی توفیق سے مشرف فرمائے (آمین) بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والہ۔

دسواں مکتوب

(نمازِ تہجد کا بیان)

برادر اعزالاصحاب شیخ عبد الوہاب وَفَّقَهُ اللّٰهُ بِعِبَادَتِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و صفائے کیشانہ قبول فرمائیں۔ بہترین عبادت جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ نمازِ تہجد ہے۔ جس قدر مواعیدِ اخروی و موائدِ معنوی نمازِ تہجد میں رکھے گئے ہیں۔ کسی اور عبادت میں نہیں رکھے گئے۔ قطعہ

ہر کہ در دنیا سحر خیز آمدہ * ہمچو خورشید آمدہ تابندہ رای

از سحر خیزے بود ناہیدہ را * ساز راہ روشن داہنگ رای

ترجمہ: جو شخص دنیا میں سحر کے وقت اٹھے گا۔ تو خورشید کی طرح روشن ہوگا۔ سحر میں اٹھنے کے سبب خیال کی راہ روشن ہوتی ہے۔

مِنْ سُنَّتِ الْاَبْرَارِ التَّهَجُّدُ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْمَ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ وَيَتَوَضَّاءَ وَيُصَلِّيَ مُتَطَوِّعًا قِيْلَ التَّهَجُّدُ تَرْكُ النَّوْمِ وَقِيْلَ التَّهَجُّدُ الصَّلٰوةُ بَعْدَ النَّوْمِ اَيْضًا اَلتَّهَجُّدُ تَرْكُ النَّوْمِ لِلصَّلٰوةِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَفِيْ حَقِّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ فَرْضٌ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى تَطَوُّعُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ مِنْ تَطَوُّعِ النَّهَارِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمِنَ[1] اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ وَفِعْلُهٗ فِي الْبَيْتِ اَفْضَلُ مِنْ فِعْلِهٖ فِي الْمَسْجِدِ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُسَلِّمَ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ يَسْتَحِبُّ قِيَامَ ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ ثُلُثَهٗ وَاَقَلُّ الْاِسْتِحْبَابِ سُدُسُ اللَّيْلِ فَاَمَّا اَنْ

---

[1] پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹۔

تہجد نوم کے بعد کی نماز ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ تہجد، نماز کیلئے نوم کا چھوڑنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا صلوۃ مکتوبہ کے بعد افضل نماز رات کا قیام ہے۔ نبی ﷺ کے حق میں فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رات کی نفل دن کی نفل سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سبب "اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمھارے لئے زیادہ ہے" اور نفل نماز مسجد میں پڑھنے سے گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ ثلثِ لیل کا قیام مستحب ہے۔ اقل استحباب سدسِ لیل ہے۔ ثلثِ لیل اول سو جائے اور اس کا نصف قیام کرے۔ اور سدس آخر پھر سو جائے۔ یا نصفِ اول میں سو جائے۔ اور اس کے ثلث میں قیام کرے۔ اور سدس میں پھر سو جوئے۔ رات کے وسط میں قیام کرے۔ ثلث آخر کا قیام افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا رات میں قیام کروَ اگرچہ بکری کے دودھ کی مقدار ہو۔ اور نماز ادا کرے۔ نوم کے وقت نماز سے تلاوت کی طرف مشغول ہو جائے۔ یہاں تک کہ غور و فکر کرے۔ جو وہ تلاوت کرتا ہے۔ طالب کو لائق اور مناسب نہیں ہے کہ فجر طلوع ہو جائے اور وہ سویا ہوا رہے۔ مگر یہ کہ رات میں طویل قیام کر چکا ہو۔ پس وہ معذور ہو گا جب وہ بیدار ہو اور قیامِ لیل قلیل ہو سکے۔ وہ قیام، قیام طویلہ سے افضل ہو گا۔ پھر طلوع فجر تک نیند۔ "تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے"۔ اور وہ قیام لیل ہے۔ اور وہ شخص ہے۔ جو سستی، کاہلی اور قلتِ اعتداد کے سبب محروم ہوا ہو۔ یا اپنے آپ کو اس کیلئے تیار نہ کیا ہو۔ پس چاہیئے کہ تہجد کے ترک ہونے پر آنسو بہائے۔ کیونکہ اس آنسو بہانے میں بہت خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے داؤد جو

شخص ساری رات سوئے جنت اس کے لائق نہیں ہے۔

احیاء العلوم کے ترجمہ میں آیا ہے۔ کہ قیام لیل مخلوق پر دشوار ہے۔ مگر جو شخص ظاہر اور باطن شرائط کی موافقت رکھتا ہو۔ اس کیلئے آسان ہے۔ اس کی شرائط ظاہری چار ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ روٹی زیادہ نہ کھائے۔ کیونکہ اس سبب سے وہ پانی کم پیئے گا۔ اس طرح اس پر نیند غالب ہو گی۔ اور قیام لیل دشوار ہو جائیگی۔ مشائخِ روزگار و رواسخ نامدار میں سے ایک شیخ کیلئے کھانے کا دستر خوان لگایا گیا۔ شیخ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے مریدانِ راہِ سلوک و یارانِ جاہِ فلوک روٹی کم کھاؤ گے تاکہ پانی زیادہ پی سکو۔ اور اس سبب سے تہجد کیلئے اٹھ سکو۔ بادشاہ اس محفل میں کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا۔ اے طالبانِ راہِ خدا و سالکانِ گاہِ رضا کھانے سے بچو اور خوب پانی پیو تاکہ نیند تمھارے قریب نہ آسکے۔ قطعہ

ہر کرا میل سفر باشد براہ * بایدش کردن سبک خودرا نخست

تا سبک از یار نبود کی از گراں * باشدان سالک براہ خود درست

ترجمہ : جو شخص سفر جلد طے کرنا چاہے۔ اسے چاہیئے کہ اولاً اپنے آپ کو ہلکا کرے۔ یہاں تک کہ بوجھ سے ہلکا ہو۔ ہلکا سے بوجھ نہ ہو۔ سالکان کو چاہیئے۔ کہ اپنی راہ کو درست رکھے۔

تحقیق معدہ کھانے کے بوجھ سے تھکان محسوس کرتا ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ دن میں سخت کاموں سے اپنے آپ کو بچائے تا کہ جسم میں سبک پن باقی رہے۔ کیونکہ اس سے اعضاء ست اور گراں ہو جاتے ہیں۔ اس سبب سے اُسے نیند زیادہ آئے گی۔ اسلیئے اس کیفیت کو باعثِ خواب و

موجبِ عذاب شمار کرے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ قیلولہ سے اپنا ہاتھ نہ اُٹھائے کیونکہ قیلولہ قیامِ لیل کے لئے قوت اور اُس کے اسباب میں سے ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ دن میں خدا کی نافرمانی نہ کرے۔ کیونکہ عصیان اس دولت کیلئے موجبِ حرمانی اور اس رفعت کیلئے سببِ درمانی ہے۔ قطعہ

هر کرا بیدار باید کرد بخت * خواب باید کرد بر چشمانِ حرام
ازبرای دیدن خواب وصول * چند چیزش کرد باید التزام
روز از کار کران خود راسبک * کرد باید تا بود در شب قیام
دیگر از بہر قیام شب بروز * خالی باید کرد معده از طعام
ثالث از قیلولہ باید راست کرد * توشہ راہ قیام از اہتمام
چارم از عصیان روزانہ عنان * عطف باید کرد اسپ تند کام
زانکہ انفاس کند مرات دل * تیرہ کرد اند بز نکار ظلام
روی بیداری بود ہمچون عروس * زیورش از چار چیز آید بنام
ہر کہ آنزور جہان دربر گرفت * شد عروس جلئہ فیروزہ فام
اشرف این دولت زبیداری گرفت * خواب وخور بر ہم زدہ زاحترام

ترجمہ: ہر شخص کو اپنا نصیب بیدار کرنا چاہیئے۔ دونوں آنکھوں پر نیند حرام کرنا چاہیئے۔ خوابِ وصول دیکھنے کیلئے چند چیزوں کا التزام کرنا چاہیئے۔ دن میں سخت کام سے اپنے کو سبک کرنا چاہیئے۔ تاکہ قیامِ لیل نصیب ہو۔ دیگر قیامِ شب کیلئے دن میں معدہ کو کھانے سے خالی رکھنا چاہیئے۔ ثالث قیلولہ کرنا چاہیئے۔ راہِ قیام کے توشہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ چہارم عصیان سے بچنا چاہیئے تاکہ کام میں

گھوڑے کی طرح تیز ہو۔ انفاسِ گناہ سے دل اندھیرا ہوتا ہے۔ دلہن کی طرح شبِ قیام کے لئے بیدار رہے۔ اس کا زیور چار چیزوں سے آتا ہے۔ جو شخص جہان میں اُسے اپنائے گا وہ عروسِ حجلہ میں قیمتی پتھر ہو گا۔ اشرف اس دولت کو بیداری سے حاصل کر خواب اور کھانے کو احترام سے مار کر۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جرم کے سبب پانچ ماہ تک دولتِ قیام سے محروم رہا اور ہوا یہ تھا کہ ایک شخص نے ابیات کے سُننے کے وقت چیخ بلند کی اور عاشقانہ آواز بنائی۔ اور سخت آواز لے کر میرے پاس پہنچا۔ قطعہ

چناں بزوز اُو از گوئندہ * یکے زعقہ مرد ساز انامی

کہ بالاگذشت از دل ہفت چرخ * ہماں بشعلہ آہ خورشید سایہ

ترجمہ: جیسے اس کا نوحہ گوئندہ سے ایک بلند چیخ بنی۔ کہ ساتوں آسمانوں کے دل سے اوپر گئی۔ اس جگہ آہ کے شعلہ کو خورشید سایہ کرتا ہے۔ میں نے دل میں تصور کیا کہ اس کی آہ حالتِ سوز نہیں رکھتی۔ اور اس نے ریا کاری کی ہے۔

میسراتِ باطن یعنی باطنی شرائط بھی چار ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ دلوں کو مسلمانوں کے حسد سے' بدعِ جدیدہ اور ایسے دنیاوی فضول کام جسمیں پڑنے سے غور و فکر میں فرق آئے اور اس سبب سے قیام شب میسر نہ آسکے بچنا چاہیئے۔ اگر نماز کیلئے کھڑا بھی ہو جائے تب بھی دھیان دنیاوی کاموں کی طرف رہے۔

دوسری شرط یہ ہے۔ خوف غالب ہو۔ اگر اپنی کوتاہیوں کے بارے

میں سوچے۔ اور احوال آخرت پر غور فکر کرے۔ تو اس کی نیند اُڑ جائے۔ جیسا کہ طاؤس نے کہا کہ اگر دوزخ کا ذکر ہو تو میری نیند اُڑ جاتی ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ قیام شب کی فضیلت سے متعلق آیات قرآنیہ' احادیث اور آثار یاد ہوں تاکہ اس کی رغبت اور چاہت میں اضافہ ہو جائے۔ اور اس کا اشتیاق مستحکم ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ دوستی اللہ سے ہو۔ اور ایمانی قوت کو مضبوط کرے۔ یہ اشرف سبب ہے۔ کوئی حرف نہ نکالے مگر اپنے پرور دگار سے مناجات اور وہ سب پر مطلع بھی ہو۔ جو کچھ اس کے دل میں گذرے اس کا وہ مشاہدہ کرتا ہو۔ اور جو چیزیں خطراتِ خطاب ہیں۔ حق تعالیٰ کو اس کے ساتھ جانے۔ خلوت سے محبت کرتا ہو۔ اور قیام شب کی پابندی اور طویل کرتا ہو۔

قطعہ

ہر کرا باشد قیام شب مراد * بایدش مقصود او وصل خدای
در بر ناموس بیداری کند * بخت بیدارش بود خواب آزمای

ترجمہ: جس شخص کیلئے قیام شب مراد ہو۔ اس کا مقصود وصل خدا ہونا چاہئے۔ بیداری کے ناموس پر ہونا چاہئے۔ خواب آزمائی سے اپنا نصیب بیدار کرنا چاہئے۔

حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توفیق قیام وصیام کا رفیق بنائے۔ (آمین) اَنادِ بالنّبیِّ وآلہِ الاَمجادِ۔

ااواں مکتوب

(خلوت، عزلت، سلوت، مقام محمود کی تفسیر اور اصولِ تصوف کا بیان)

برادر اعزالاصحاب واشرف الاحباب شیخ خیر الدین جَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ اَخْیَارِ الْخَیْرِیْنَ (اللہ تعالیٰ بہترین اخیار میں کرے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و سلامِ مشتاقانہ قبول فرمائیں آپ نے اس سلسلہ کے مناقب میں جو غزل اور اس قافلہ کے محامد میں جو شعر تحریر فرمایا ہے وہ نامہ خوب ترین اوقات و نیک ترین ساعات میں وُصول پایا۔ اس کے مطالعہ سے اصحاب نے حظِّ کامل اور اُس کے ملاحظ سے احباب نے فیضِ شامل دریافت کیا۔

قطعہ

سہ اربابِ معنی کہ صورت گرآند * ہماہمہ بودہ اند یار باہم نہ غیر

چوں دریا قتند در دریائے او * یَقُوْلُوْنَ کُلٌّ مِّنَ الْخَیْرِ خَیْرٌ

ترجمہ: ارباب معنی سے جو صورت گرتی ہے وہ تمام باہم دوست ہے۔ اس کے دریا میں جب پایا تو کہا یَقُوْلُوْنَ کُلٌّ مِّنَ الْخَیْرِ خَیْرٌ (وہ سب کہتے ہیں بھلائی میں سے ہر ایک خیر ہے)۔ جو کچھ آپ نے خلوت و عزت، جلوت و سلوت سے معنی شمار کیا ہے۔ اور اُس کے ساتھ وضاحت بھی پیوست کیا ہے وہ کافی ہے۔ اے بھائی الفاظِ مذکورہ کے معانی و انماطِ مذبورہ کی نکتہ رانی مشائخِ روز گار و رواسخ ادوار ہر ایک کے اصول پر بیان فرمایا ہے۔ اور بیان کا جوہر عیان کے دھاگے میں پرویا ہے۔ کہ خلوت عبارت ہے اُمورِ متعددہ سے گوشہ پکڑنے، کثورِ منتشرہ سے پیغولہ (گوشہ) میں جانے سے، اصحابِ مشغلۂ دنیادار کی صحبت

نہ رکھنے اور اربابِ معاملۂ ملغاوی (بد زبانی) سے دامن سمیٹنے کا نام ہے۔ سالک کو ابتدائے حال میں اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے۔ قطعہ

سالکانِ راہ را در ابتداء * چارہ نبود از چناں خلوت سرای

لذتِ خلوت کسے کو یافتہ * بر نیاید از درِ خلوت برای

ترجمہ: سالکانِ راہ کیلئے ابتداء میں خلوت کے علاوہ چارہ نہیں ہے۔ خلوت کی لذت جس نے پائی وہ خلوت کے دروازے سے باہر نہیں آتا۔

بہترین شرائط راہ و خوش ترین روابطِ درگاہ چار ہیں۔ قَالَ الْاَشْرَفُ اُصُوْلُ التَّصَوُّفِ اَرْبَعَةٌ اَوَّلُهَا الْخَلْوَةُ ثُمَّ الصُّمْتُ ثُمَّ الْجُوْعُ ثُمَّ السَّهْرُ قَالَ ذُو النُّونِ الْمِصْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہ عنه لَمْ اَرَ شَیْئًا اُبْعِثَ عَلَی الْاِ خْلَاصِ اِلَی الْاِخْتِصَاصِ مِنَ الْخَلْوَةِ لِاَ نَّهٗ اِذَا خَلَا لَمْ یَرَ غَیْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقَالَ اَ بُو بَکْرِ الْوَارِقُ وَجَدْتُّ خَیْرَ الدُّ نْیَا وَالْاٰخِرَةَ فِی الْعُزْلَةِ وَالْقِلَّةِ وَ وَجَدْتُّ شَرَّهَافِی الْکَثْرَتِ وَالْاِخْتِلَاطِ وَقَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مِنْ عَلَا مَاتِ الْخَیْرِ الْاَمْنُ بِاللّٰهِ اَلْاِ سْتِیْحَاشُ مِنْ صُحْبَةِ الْعَامَّةِ وَالْاِنْتِعَاشُ بِمَجَالِسَةِ الْخَاصَّةِ وَالسُّرُوْرُ بِکَثْرَةِ ذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالتَّلَذُّذُ بِاالْخَلْوَةِ فِیْ طَاعَتِ اللّٰهِ وَقَالَ وَهَبٌ اَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی بَعْضِ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآءِ یْلَ اِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ تَلْقَانِیْ فِیْ حَظِیْرَةِ الْقُدْسِ وَاَقْرَانِیْ حَدِیْقَةَ الْاِنْسِ فَکُنْ فِی الدُّنْیا مَهْمُوْمًا مَحْزُوْنًا فَرِیْدًا وَحِیْدًا مُسْتَوْحِشًا بِمَنْزِلَةِ الطَّیْرِ الْوَحْدَانِیْ اَلَّذِیْ یُطِیْرُ فِی الْاَرْضِ فُقَرَآءٌ قَالَ الشَّیْخُ الْاَکْبَرُ رضی اللّٰه عنه اَلْخَلْوَةُ مُحَادَثَتُ السِّرِّ مَعَ الْحَقِّ بِحَیْثُ لَا یَرٰی غَیْرَهٗ هٰذَا حَقِیْقَةُ الْخَلْوَةِ وَمَعْنَاهَا اَمَّا صُوْرَتُهَا فَهِیَ مَا یَتَوَ سَّلُ بِهٖ اِلٰی هٰذَا الْمَعْنٰی مِنَ التَّبَتُّلِ اِلَی اللّٰهِ وَ لَا نْقِطَاعِ عَنِ الْغَیْرِ۔ ترجمہ: (حضرت) اشرف (رحمۃ اللہ

علیہ) نے فرمایا۔ اصول تصوف چار ہیں۔ اول خلوت دوم صمت (خاموشی) سوم جوع (بھوک) چہارم رات کا قیامؔ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اخلاص پر مبعوث کیا گیا ہو۔ اختصاص سے خلوت کی طرف۔ اس لئے کہ جب بندہ خلوت میں ہوتا ہے تو غیر اللہ کو نہیں دیکھتا۔ حضرت ابو بکر وراق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دنیا اور آخرت کی بھلائی عزلت اور قلت میں پائی۔ اور اس کا شر کثرت اور اختلاط میں پائی۔ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین چیزیں علاماتِ خیر میں سے ہیں۔ (اول) عام صحبت سے بچنا۔ (دوم) خاص لوگوں کی مجالس میں زندگی بسر کرنا۔ (سوم) کثرت ذکر الہی میں سرور اور اطاعتِ الٰہی میں لذت محسوس کرنا۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرف وحی کی۔ کہ اگر تم پاکیزہ خیال میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ تو دنیا میں مہموم' محزون' فرید و وحید بن کر رہو۔ میرے فقرا بندوں کی طرح زمین پر چلو۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلوت سِر کی گفتگو حق کے ساتھ اس حیثیت سے کہ غیر اسے نہ دیکھ سکے۔ یہ خلوت اور اس کا معنی ہے۔ اور اگر چہ اس کی صورت یہ ہے کہ اس معنی کے توسل سے خلق سے منقطع ہو کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

بعض لوگ خلوت اور عزلت کو مرادف مانتے ہیں۔ خلوت غیر سے ہے کہ ان کی صحبت سے اپنے آپ کو بچانا۔ اور عزلت کا تعلق اپنے آپ سے ہے۔ کہ مشاہدہ و معائنہ کیلئے مشغول کرنا۔ قطعہ

چوں خلوت یافتے از صحبت خلق * در آور عزلت واز خویش بر خیز

چو جان پر داختے از صحبت غیر * بیاد و آور دارای آویز

ترجمہ: جب صحبت خلق سے خلوت گزیں ہو۔ تو اپنے سے اس میں عزلت لائے۔ جب غیر کی صحبت سے جان کو خالی کرے۔ تو اس میں اس کی یاد لائے۔

اس راہ میں دوسری شرط صمت یعنی خاموشی ہے۔ عَنِ ابْنِ عبّاسٍ رضی اللّٰہ عنہما قَالَ قَالَ عَلَیْہِ السلامُ لاَ تُکثِرُوا الکَلاَمَ بِغَیرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ الکَلاَمَ بِغَیرِ ذِکْرِہٖ قَسْوَۃٌ لِلقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ الخَلْقِ مِنَ اللّٰہِ تَعالٰی القَلْبُ القَاسِیُ وَلَمَّا اَھْبَطَ اللّٰہُ اٰدمَ علیہ السلام فَاَوحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ یَا اٰدَمُ اَقِلَّ مِنْ کَلاَ مِکَ تَرْجِعُ اِلٰی جِوَارِیْ قِیْلَ عِیْسٰی علیہ السلام دُلَّنَاعَلٰی عَمَلٍ نَدْخُلُ بِہِ الجَنَّۃَ فَقَالَ لاَ تَنْطِقُوْا اَبَدًا قَالَ علیہ السلامُ اَلعِبَادَۃُ عَشَرَۃُ اَجزَاءٍ تِسْعَۃٌ مِّنْھاَ فِی الصُّمْتِ وَ جُزْءٌ فِی الفِرَارِ مِنَ النَّاسِ۔ ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنھا سے مروی ہے۔ فرمایا نبی ﷺ نے کہ بغیر ذکر الٰہی کے کلام زیادہ نہ کرو۔ پس بے شک بغیر ذکر الٰہی کے کلام دل کیلئے سختی ہے۔ اور بے شک سخت دل والا مخلوق میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا۔ تو ان کی طرف وحی کی۔ کہ اے آدم تم اپنے کلام کو مختصر کرو تاکہ تم اپنی جگہ کی طرف لوٹو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ ہمیں ایسا عمل بتائیں۔ کہ اس کے سبب سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کلام کبھی نہ کرو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ عبادت کے دس اجزا ہیں۔ ان میں سے نو اجزا خاموشی میں ہیں۔ اور ایک جزء لوگوں سے فرار میں۔ یعنی کلام کرنے میں۔

جس کو حق تعالٰی دولتِ صمت و رفعتِ سکوت عطا فرمائے۔ ظاہر ہے کہ بغیر غور و فکر کے نہیں رہے گا۔ بلکہ کسی چیز کے اُٹھانے میں ماسوائے حق اور کمک ڈالنے میں ماورائے مطلق چاہے گا۔ کیونکہ یہ انوارِ الٰہی کا مشاہدہ و نامتناہی عذار کے معائنہ کا سبب ہے۔ قطعہ

کسے کو را دہد توفیق ایزد * زدم بیروں زدن خاموش باشد

ز نغمہ ہرگز اُو خاموش نبود * ببایدکش ہمہ تن گوش باشد

ترجمہ: جسے اللہ تعالٰی توفیق عطا فرماتا ہے وہ خاموشی کو اپنا شعار بناتا ہے۔ اُس کے نغمہ سے وہ ہرگز خاموش نہیں رہتا۔ چاہیئے کہ ہمہ تن سننے والا رہے۔

تیسری شرط جوع یعنی بھوک۔ سالکان راہِ الٰہی وسکانِ درگاہِ نامتناہی کا اتفاق ہے کہ سالک اول تا انتہا سیر ہو کر نہیں کھاتا۔ طالب اول سے آخر تک اس راہ میں کم کھاتا ہے۔ لیکن اُس کا پیٹ کھانے اور پینے سے خالی نہیں رہتا۔ فقیروں کی جوالی (گدڑی) گائے رکھتی ہے۔ اور اُس میں غذا کی فراوانی ہے۔ لیکن فقیر غلہ کے انبار کے بوجھ کو نہیں اُٹھاتا۔ قطعہ

تا تو نباشی زپر از خود تہی * پائے نخیزد بگرانی ز جای

تا نبود کوس تہی از پری * ہرگزش از ضرب نخیزد صدای

ترجمہ: جب تک تو اپنی تہی سے پُر نہ ہو۔ پاؤ گرانی کی جگہ میں نہیں اٹھاتا۔ تاکہ لشکر پُر سے تہی نہ ہو۔ وہ ہرگز ضرب سے صدا بلند نہیں کرتا۔

سالکان راہِ الٰہی مائدہ (کھانا) سے فقط بھوک ختم کرنے کا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ریاضت میں سیر شکم مائدہ مجاہدہ کرنے سے مانع ہے۔ قطعہ

نیاید عروسِ ولایت درون * بروں تا نباید کسے از سرای

ولیکن چنداں بروں از دروں * ہباید نمودن کہ خیز د پنای

ترجمہ : ولایت کی دلہن اس میں سے باہر نہیں آتی یہاں تک کہ کوئی سرای سے نہ آئے۔ اور لیکن چند بیروں اندرون سے ظاہر کرنا چاہئے تاکہ پناہ کے لئے قائم ہو۔

اس راہ میں بادۂ اعتدال کا ناپنا اور اس جگہ میں چارۂ منوال (دستور) کا سپرد کرنا اہم ہے۔ اگر سالک چاہے کہ اپنے معدہ کو غذائے کثیرہ سے خالی رکھے اور امعا کو پر نہ کرے تو ایک سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے کھانے میں کمی کرے۔ تاکہ قوت بشری میں فتور نہ آئے۔ اور شروقِ عنصری میں کسور نہ پیدا ہو۔ قطعہ

کسے را کہ باید دریں راہ رنج * کہ کم سازد از پیش خوردن غذای

ہباید غذا تا ہیک سال کم * نمودن کہ سستی نیا قوای

ترجمہ : جسے اس راہ میں کھانے کی کمی مقصود ہو تو اسے چاہئے کہ ایک سال میں کمی کرے تاکہ جسم میں سستی ظاہر نہ ہو۔

چوتھی شرط بیداری یعنی رات کے وقت نماز ادا کرنا۔ طالبانِ راہِ مطلوب و محبانِ درگاہِ محبوب کو ہمیشہ اس کی یاد میں رہنا چاہئے اور جسے اس کی یاد مقصود ہو وہ خوابِ غفلت نہیں رکھتا۔ قطعہ

کسی کو طالبِ دیدار باشد * چشم او ہمیشہ خار باشد

بیاد کل زند فریاد بلبل * ہباید ہر گزش دروے تغافل

ترجمہ : جس کو اپنے چشم سے اس کی دیدار مقصود ہو وہ اس کی یاد میں بلبل کی طرح فریاد کرے گا۔ اس کی یاد سے ہرگز غافل نہیں ہوگا۔

ہمارے خواجہ نے فرمایا کہ طالبِ صادق کو چاہیئے کہ صبح سے تین گھنٹے پہلے اُٹھ جائے۔ اور نمازِ تہجد جو کہ بہترین نافلہ اور خوب ترین فاضلہ ہے ادا کرے۔ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کیلئے ابتدائے حال میں یہ نماز فرض تھی۔ یہاں تک کہ آخرِ حال میں بھی اُن پر فرض باقی رہی۔ کما قَالَ اللّٰہُ تعالٰی وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْبِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ہ۔ یعنی اے محمد ﷺ شب بیداری کیجئے قرآن کی تلاوت کے ساتھ اُس نماز میں جو آپ پر فرض اور زیادہ ہے یا نمازِ نافلہ میں عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو مقامِ محمود میں اُٹھائے گا۔ (طریقت میں مقامِ محمود سے مراد یہ ہے) وہ تجلی ذاتی ہو یا وجوب و امکان کے دائرہ سے یا حقیقتِ انسانی کے نقطعہ سے پہنچے۔ یہ عبارت ہے قاب قوسین اور او ادنیٰ سے۔ وصول نبوی سے اشارت اور حصولِ مصطفوی سے عبارت ہے۔ اور یہ مرتبہ ہمارے نبی ﷺ میں ہے۔ بخلاف مراتب و مشاربِ صوفیاء شرکتِ وصول آنحضرت ﷺ سے کچھ سخن رکھتے ہیں۔ قطعہ

نقطعہ ند دائرہ روزگار * مرکز پرکارِ نبوت گرای

نیست وآں نقطعہ کس راوصول * گرچہ زند دور پرکار سای

ترجمہ: زمانے کے دائرے کے نو نقطے نبوت کے قلم کا مرکز سخت نہیں ہے۔ وہ نقطہ جس کو مل جائے اگرچہ وہ دور ہو قلم سایہ کرتا ہے۔

شریعت میں مقامِ محمود اولین وآخرین کی شفاعت سے عبارت ہے۔ پس مقام محمود معبود کا وعدہ ہے۔ جو رات کی عبادت و سجود کے سبب سے فرمایا۔ دوسرے مقام پر فرمایا یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اے چادر لپیٹنے والے اور اپنی چادر میں دکھ غم لپیٹنے والے رات میں قیام کریں۔ شب میں رب قدیم کی عبادت کے سبب

کیا حسین القاب عطا فرمایا۔ ادائے عاشقانہ کی لطافت و ندائے ندیمانہ کی ظرافت کیا خوب ہے۔ کہ معشوق نے خود عاشق بنایا۔ محبوب نے خود محبّ بنایا۔ عاشقانِ حریمِ عشق و والہانِ محرمِ صدق گردانا۔ قطعہ

چہ لطیف بود کہ از یار در سحر فرمود * زخواب ناب نخیز اے گلیم پیچیدہ
زخواب نوش درآمد چو بخت بیدارش * سفید روے بزلف سیاہ پیچیدہ

ترجمہ: کیا لطف ہے کہ سحر میں دوست سے فرمایا اے چادر اوڑھنے والے خواب ناب سے اٹھو۔ خواب نوش سے آئے جب اس کا بخت بیدار ہوا۔ سفید چہرہ اور اس پر سیاہ زلف پیچیدہ۔

سلوت تلوّن (رنگارنگ) سے باہر آنے کا نام ہے۔ اور منتہانِ راہِ سلوک کے رتبہ و مختتمانِ درگاہِ ملوک کے درجہ میں قرار پانے کا نام ہے۔ یہ درجہ اس شخص کو نصیب ہوتا ہے۔ جو اصحابِ ولایت کی متابعت کا راستہ بطریقِ متابعت طے کرے۔ اور اربابِ ہدایت نے قدم سے فناء الفنا و بقاء البقا کے کارخانے کا سامان اس کے سپرد کیا ہو۔ اور اس پر دولت کار شاہی کے رنگ کا جلوس و یار سپاہی کو شوکت کے رنگ کا الوس نہ چڑھا ہو۔ قطعہ

نیارد نشستن براورنگ دوست * نباشد کسے تا سر یرا ز پای
قدم بر نیارد بتخت وصول * کسے تا نخیز د ہر دو سرای

ترجمہ: دوست کا رنگ اس پر بیٹھنے سے نہ آتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ تخت کے پایہ سے نہ ہو۔ وصول کے تخت پر قدم نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ ہر دو سرا اٹھاتا نہ ہو۔

قلم کے چلنے سے جو کچھ لکھنے میں آیا سپرد قرطاس کیا۔ اس سے زیادہ

لکھنے سے خامہ عاجز ہے۔ برادر انشاء اللہ تعالیٰ جب ملاقات ہو گی۔ تو اس دوران اس پر تفصیل سے گفتگو ہو گی۔ قطعہ

برنتابد نامہ ہر اسرار دوست * خامہ را نبود صریر پختہ

خامہ نیارد از حدیث پختگی * پختہ باید بہمت سختہ

ترجمہ: خامہ دوست کے ہر اسرار سے روشن نہیں ہوتا۔ کیونکہ خامہ کو پختہ آواز حاصل نہیں ہے۔ خامہ حدیث پختگی نہیں لاتا۔ ہمت کے وزن سے پختہ ہونا چاہیئے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی.

۱۲واں مکتوب

(صحبت صالحین، جائے صالحین اور مزاراتِ صالحین کی برکتوں کا بیان)

برادر اعزالاصحاب و اوحدالاحباب مولانا صفی وَصَفَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَوْصَافِ الْاَلٰهِيَّةِ (اللہ تعالیٰ انھیں اوصافِ الٰہیہ سے مشرف فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و صفائے مخصوصانہ قبول فرمائیں۔ آفرین ہے اس دولت پر کہ بعد از تحصیلِ علوم شرعیہ، سلوکِ راہِ الٰہی کی تمنا دامن گیر ہو۔ مبارک ہو وہ رتبہ کہ کسی شخص کے ذہن میں علوم ظاہریہ کے توصل کے بعد درگاہِ نامتناہی کی سیر رہ پذیر ہو۔ مدرسہ علومِ عربیہ کے کمالات کے درس کا مقصد اور عرصہ معلومِ عجیبیہ کے مقامات کے عرس کا مقصود ہی یہ ہے کہ صحائفِ معلومات کا مطالعہ اور طوائفِ مفہومات موجودات کا معائنہ کیا جائے۔ ان مقدمات لانہایات کی تعلیم و تدریس سے وصول حضرت خدا ہے اور امید واثق کرنا ہے اس کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ قطعہ

اے برادر گر کسے در راہ فضل * شد امام و مقتدائے روزگار
گر نباشد درسرش سودائے دوست * سود ازیں نباشد روزگار

ترجمہ: اے بھائی اگر کوئی راہِ فضل میں ہو تو وہ زمانے کا مقتدا و امام ہو گا۔ اگر دوست کی محبت میں اس کا سر نہ ہو۔ تو اس سے زمانے میں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

اگر کوئی ساتوں دریا کی آشنائی حاصل کر لے۔ تب بھی اس کے ہاتھ میں گوہر نہیں آئیگا۔ اس سے کیا حاصل ہے؟ میدان مثلثانہ کی پیائش سے کعبہ تک

رسائی نہ ہوگی۔ اس سے کیا واصل ہے؟ اے بھائی سَنُرِیْهِمْ[۱] اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ کا اپنے احوال کے رخسار پر معائنہ کرو۔ تاکہ معیت کے عروس کے حجلہ میں چہرہ ظاہر ہو۔ وَهُوَ مَعَكُمْ[۲] اَيْنَمَا كُنْتُمْ کا نظارہ کرو۔ تاکہ جلوہ ظاہر ہو۔ قطعہ

بیا از صیقل تعریف مرت * یکے از رند توحید یزدای

برآید تا خیال دوست دروی * فرو گرد جمالش تا سرو پای

ترجمہ: تعریف کے آئنہ سے تو چہرہ لا۔ توحید خدا کے چلنے والے سے آتا ہے۔ یہاں تک کہ دوست کے خیال میں اس کا جمال سر تاپا ظاہر ہوتا ہے۔

مقررِ اصحابِ ولایت و مصورِ اربابِ ہدایت نے فرمایا ہے کہ ترک تجرید[۳] ابتدائے حال میں حجلئہ روزگار کے عروس کے حصول کا واسطہ ہے۔ اور تجرید و تفرید مبدائے مآل میں اسجئہ پروردگار کے شموس کے وصول کا رابطہ ہے اگر یہ

---

[۱] پ ۲۵ حم سجدہ ۵۳۔ ترجمہ: ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود انکے آپے میں۔ [۲] پ ۲۷ حدید ۴۔ ترجمہ: اور وہ تمھارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔

[۳] اللہ تعالیٰ کو عالمِ ملکوت میں فاعل افعال دیکھ کر اپنے افعال سے مجرد ہو جانیکا نام تجرید ہے۔ اور اپنے افعال طبعی سے مبرا و منفرد ہو کر وجود روحانی میں داخل ہونا اور ملائکہ کے مانند طاعت وعبادت میں باِمتثال امر حق مشغول ہو جانے کا نام تفرید ہے۔

یا

زمائم سے مجرد ہونے کا نام تجرید ہے۔ اور علائق سے منفرد ہو جانے کا نام تفرید ہے۔ ان کو مضبوطی سے اپنی ذات پر لازم سمجھے کہ پھر لغزش نہ ہو۔ اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر درجۂ وجود میں سالک کو مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے معنی جداگانہ کیفیت سے منکشف ہوتے ہیں۔ یعنی اپنے نفس کی معرفت کے ذریعے سے معرفت رب حاصل کرتا ہے۔ اور سب مدارج کے اختتام پر معرفت رب الارباب حاصل ہوتی ہے۔ ۱۲ اشرفی

شرط بجا نہیں لاتا تو اس نے ولایت کے رنگ پر قدم نہیں رکھا۔ اور علم کا ربط سر تاپا نہیں کیا۔ رنگ کفایت تجھ پر ظاہر نہ ہوا۔ قطعہ

قدم نہ بر ہر ہستی کہ ہست ایں پایہ ادنی * ورائے ایں مکان جائیست عالی جای تست انجا

رہا کن جنس ہستی را بترک خود فروشی کن * کہ در بازار دین خواہند زد بر رویت ایں کالا

منطق الطیر طاؤسی ملک زمزیست می گوید * تو وقتے سرآں دانی کہ خوانی باز عنقارا

عروس نحن اقرب را یکے درجلۂ صورت * بہ بیں تا جلوۂ معنی چہ صورت میکند پیدا

جمال وھو معکم را بہر رخسارہ صورت * اگر چشم خدا بینی تو داری بگر از معنیٰ

ترجمہ: قدم رکھ ہستی پر کہ یہ پایۂ ادنیٰ ہے۔ اس مکان کے پیچھے عالی جا ہے۔ وہ تیرا انجام ہے۔ ترک خود سے جنسی ہستی کو رہا کر۔ دین کے بازار میں اس کالے چہرے کو بیچنے والا ہو جا۔ منطق الطیر طاؤسی ملک اشارہ ہے۔ کہتا ہے کہ تجھے اس سر کے جاننے کیلئے باز عنقا کی طرح چاہیئے۔ نحن اقرب کے عروس کو تو صورت کے حجلہ میں دیکھ۔ کہ معنی کا جلوہ کیا صورت پیدا کرتا ہے۔ وھو معکم کے جمال کو صورت کے رخسار پر دیکھ اگر تو چشم خدا بینی رکھتا ہے۔ تو معنی سے منھ نہ پھیر۔

پہلی دفعہ میں اس بھائی کے ساتھ رودلی کے قصہ کی صحبت میں پڑو۔ اور معارف سے کچھ استفادہ کرو۔ اور عوارف سے کچھ استفاضہ ظاہر ہو۔ اب جاذبہ باطنی اس عزیز الوجود سے از حد زیادہ ہو گی۔ اور رابطہ جنانی اس وجیز الورود سے از صد ہو گی۔ بہتر ہو گا کہ چند روز ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر مکالمت کلیت ظاہر کرو۔ اس سے بہت فائدہ ہو گا۔ قطعہ

بتوفیق دارای دور زمان * کہ تقدیر کرد از عنایت خدای

اگر رو نماید بہم صحبتی * موا عید تعریف آرم بجای

ترجمہ: خدائے جہاں کی توفیق سے تقدیر کو عنایت خدا سے کر دیا۔ اگر بہم صحبت میں چہرہ ظاہر نہ ہو۔ تو تعریف کے وعدہ کو میں کس جگہ لاؤنگا۔

ایام متبرکہ و صیام متفرقہ میں خاص طور سے جاذبہ محبت اخوان الصفا زیادہ تر ہیں۔ اگر وہ کہیں سیر کیلئے گئے ہوں۔ اور ملاقات نہ ہو۔ تو برادر اعز شیخ سماء الدین کے صحبتِ مخصوصانہ و وصلتِ مخلصانہ میں چلے جاؤ۔ ایک دوسرے کے سامنے اسرار بر کیشانہ رکھو۔ یہ عمل فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اور کچھ جست و جوئی یعنی تلاش کیا اور تلاش کردی کی بات ایک دوسرے کے سامنے رکھو۔ انوارِ سلوک واطوارِ نسوک پر استفسار بھی کرو۔ قطعہ

زہے دولت کہ در یاران محرم * بہم باشد و عرفان جستجوئی

دراسرار ولایت خوشتر آنست * کہ با یکدگر آمد گفت وگوئی

ترجمہ: یارانِ محرم میں کیا خوب دولت ہے کہ باہم عرفان تلاش کرنے والے۔ اسرار ولایت میں خوشتر وہ کہ ایک دوسرے سے ملکر گفت وگوئی کرے۔ یعنی کہا اور کہہ۔

اصحابِ ولایت نے جن مقام پر اپنی زندگی بسر کی۔ وہ مقام اثر رکھتا ہے۔ اور وہ مقصد جو اربابِ نہایت ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے۔ قدر رکھتا ہے۔ قطعہ

اگر اصحاب عرفان را زمانی * بہم صحبت فتد در خوشتریں جای

زمانہ سجدہ گاہ خویش سازد * کہ صاحبدوتے سود ست از پای

اگر اصحاب عرفان کیلئے زمانہ باہم صحبت پائے۔ کیا خوب ہے وہ مقام۔

زمانہ اس جگہ کو اپنا سجدہ گاہ بناتا ہے۔ کیونکہ صاحب دولت کو ان کے قدم سے فائدہ ہے۔

چاہئیے کہ کبھی حضرت درِّ دریائے توحید و جوہر معادنِ تفرید گنج شکر فرید قَدَّسَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ کے حجرۂ متبرکہ و کلبۂ منورہ میں صحبت محرمانہ رکھے اور ایک دوسرے سے دوستانہ مکالمت کرے۔ کیونکہ اُس جگہ بہت زیادہ فیض، عنایتِ انوارِ الٰہی کا نزول اور رعایتِ نامتناہی کے انوار کا نزول ہے۔ خبردار خبردار اس دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور حضرت شیخ داود رضی اللہ عنہ کے مرقد منورہ کی زیارت کی دولت سے قریب رہنا چاہئیے۔ کیونکہ ان کی زیارت دولت رکھتی ہے۔ اُس جگہ دولت ہے۔ ایک حضرت شیخ داود رضی اللہ عنہ کا مقبرہ ہے۔ کہ اُس میں فیوضاتِ الٰہی کے آثار اور اراداتِ نامتناہی کے اطوار زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔ دوم حضرت گنج شکر قَدَّسَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ مسجد میں اُس روضہ کے پہلو میں ہیں۔ بہت زیادہ رحمتِ الٰہی کا نزول ہے۔ قطعہ

ہر کجا در روے گیتے پایۂ مرد * او فتادا کعبہ آباد شد
گر تواں کعبہ نیاری طوف کرد * طوف ایں کعبہ بکن کز داد شد

ترجمہ: ہر وہ جگہ جہاں پاک لوگوں کا قدم پڑا ہو کعبہ آباد ہے۔ اگر تو کعبہ کا طواف نہیں کر سکتا تو اس کعبے کا طواف کر۔

اور حضرت شیخ صلاح سُہروردی و شیخ صلاح صوفی اور دیگر شہدائے کرام کے مزارات قصبہ کے جوار میں واقع ہیں۔ وہاں بھی جانا چاہئیے کیونکہ وہاں سے بھی فیض ملے گا۔ منقول ہے کہ جس وقت حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رضی اللہ عنہ کیلئے فیض کا چہرہ ظاہر ہوتا تو آپ حضرت پیر ابو الفضل رضی اللہ عنہ کے

مزارِ متبرکہ و مرقدِ منورہ کی طرف جاتے۔ صرف اُن کے جانے سے فیض دوگنا ہو جاتا تھا۔ اس درویش نے خود اس عمل سے استفادہ کیا ہے۔ ہر چند کہ اوقاتِ شریفہ و ساعتِ لطیفہ اصحاب کے افادہ سے استفادہ پہنچاتے ہیں۔ اور اناتِ ظریفہ و حیاتِ منیفہ احباب کے ارادہ سے استزادہ ہوتے ہیں۔ صبح و شام کا ذکر اور روز و شب کے وظیفہ کا التزام رکھنا چاہیئے۔ اور وہ اذکار انجام کا مشاہدہ اور وہ کام فرجام کا مراقبہ ظاہر کرتا ہو۔ اس کی مواظبت ضروری ہے۔ کیونکہ اکابرِ چشتیہ کے معمولات میں سے ہیں۔ اور اماثر بہشتیہ سے منقول آتا ہے۔ کہ اس جگہ تقرب اور فائدہ بڑھ جاتے ہیں۔ قطعہ

ہر کہ بنیاد از سرِ اخلاص پا یہ * در رہ ذکر خدا یا خاص و عام

دولت مذکور خواہد یافت او * زالتزام ذکرِ ذاکر شاد کام

بہتر از اذکار روز وشب بود * از ہمہ اذکار ذکرِ صبح و شام

از دوگام ایں را باید سیر کرد * در دو کامت در دو کامت در دو کام

ترجمہ: جو کوئی ذکرِ خدا کی راہ میں اخلاص سے قدم رکھے گا۔ خاص و عام دولتِ مذکور اُسے چاہے گی۔ ذاکر کے ذکر کے التزام روز و شب کے اذکار تمام صبح و شام کے اذکار سے مقصد کھلتا ہے اس راہ میں دو قدم سے سیر کرنا چاہیئے۔ تیرے دو قدم میں، تیرے دو مقاصد ہیں۔

انشاء اللہ ملاقات کے بعد باقی باتیں ہونگی۔ بِا النَّبِیِّ ﷺ وَ اٰلِہِ الْمَوَا یِدِ۔

۱۳۰واں مکتوب

(راہِ خدا کی صعوبت اور اس کے علاج کا بیان)

برادرِ دین و دوائرِ یقین شیخ سماء الدین نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ بِاَنْوَارِ عِرْفَانِہٖ (اللہ تعالیٰ اپنے نورِ عرفان سے اُن کے قلب کو منور فرمائے) دُرویش اشرف کی جانب سے سلامِ دردمندانہ و پیامِ ہمدردانہ قبول فرمائیں۔ اے بھائی سالکانِ راہِ خدا کیلئے محبت و رنج و نوردانِ جائے صفا کے لئے کلفت و دشواری لازم ہے۔ کبھی جلئہ مرزّق سے عروسِ مقصود کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور کبھی اسجئہ کلفت سے شموسِ موعود کا لمعہ پیوست ہوتا ہے۔ مصرع: نابودہ رنج گنج میسر نمی شود۔

چاہیئے کہ اس راہ میں قدم دلیرانہ و مردانہ رکھے نامحرموں کے جستجو سے اسرار تنگ نہیں آتے اور گفت و گوئی سے دوکان پر رنگ کا کام شمار نہیں کرنا چاہیئے۔ قطعہ

زِابتدا کار و بار رہرواں * تا بسر حد نہایت از ہدای
ہر کہ درراہِ خدا بنہا د پای * سر نہ گرداند ازیں جور و جفای

ترجمہ: رہ رواں کے کاروبار کی ابتدا سے انتہا تک ہدایت ہے۔ جو شخص راہِ خدا میں قدم رکھ دیتا ہے۔ وہ جور و جفا کو شمار نہیں کرتا۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔[1] اللہ کا فرمان ہے اس سبب سے ہر برج میں علاج ہے۔ اس کا وظیفہ یہ ہے کہ پیرانِ چشت کی درگاہ سے مُرید اپنی ملاقات ظاہر کرے اور اس کا راتبہ (وظیفہ) یہ ہے کہ امیرانِ بہشت سے جرّار ہے۔ قطعہ

---

[1] پ ۳۰ الم نشرح ٦۔ ترجمہ: بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔

زا قتضائے گردش گردون دون * سُرورآن راآمده است سرہا بپای

رو مگرداں از جفا وجود دوست * دوستان بر سر برند جور و جفای

ترجمہ: گردش کی اقتضا سے اگر سختی ہی سختی ہو پھر بھی اُسے اول تا آخر سرور ہی سرور آیا ہے۔ دوست کے ظلم و جفا سے چہرہ نہیں پھیرنے والا دوستوں پر اپنے سر کو لے جانے والا ہے۔

انشاء اللہ عنقریب الایام اُن وظائف کے ادا کے نتیجے کے سبب زمانے کے تمام پریشانیاں دور ہو جائینگی۔ اور تکویر الایام اُن ایذاء کے سبب سے کام آسان ہو جائیگا۔ قطعہ

بایراد خدای ہر وجود * کہ آبرد از عدم ہر بود نہای

بجائے رنج صد گنجِ رساند * بباید رنج از سر خیزدنہ پای

ترجمہ: اللہ کے ارادے سے وجود عدم سے آیا۔ رنج کی جگہ میں سو خزانے پہنچتے ہیں۔ چاہیئے کہ سر تاپا اس کیلئے تیار رہے۔

بعض مواقع میں ذکرِ جہر کہنے میں کچھ موالی مواخذہ کرتے ہیں۔ اور بلند آواز سے پڑھنے میں مکالمہ کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ تغافل میں سختی، سختی نہیں ہوتی اور نا معلوم چیزوں کا جان لینا بہتر ہے۔ اور اگر تم وہ مکتوب جو شیخ عبدالملک کی جانب لکھا گیا ہے۔ اپنے پاس رکھو گے تو اُمید ہے کہ مقدمات علیہ کی تسکین و مخاطباتِ رسمیہ اُس میں موجود ہیں۔ اگر انصاف رکھو اور اگر موصوف اعتصاف رکھتا ہو تو کوئی اعتراض اُس کے ذہن میں نہیں آئے گا۔ قطعہ

کار باید کرد در رہ ہوشیار * باز نتواں داشت از وے دست وپای

بلبل از یاد گل گلزار روی * دم بہم نیارد نہ رنگین نغمہا ید

ترجمہ : ہوشیار ہو کر راہ میں کام کرنا چاہیئے اُس سے دست و پا نہیں اُٹھانا چاہیئے۔ بُلبل پھول کی یاد سے گلزار ہوتا ہے۔ رنگین نغموں سے سانس بھم نہیں آتا۔

صبح و شام اس خاندان کے وظائف و اعمال میں مشغول رہنا چاہیئے اور اُس کی ملازمت کرتے رہنا چاہیئے۔ ابتداء و انتہا میں ضرور ضرور پڑھنا چاہیئے۔ جب اوراد ذکرِ جہر سے بارادۂ بلند فارغ ہو جائے تو مراقبہ میں آئے۔ جلوسِ مراقبہ اس انداز سے ہو کہ مفہومِ معنیٔ معنوی ظاہر ہو جائے۔ سوائے اُس کے کوئی موجود نہیں اور سوائے اُس کے کوئی مقصود نہیں۔ مراقبہ و ذکر میں جو کچھ ملاحظہ کرے تصور و تذکر میں وہ معنیٰ نفی لا یعنی اپنے کو کم دیکھنا بلکہ اشعارِ فنا کو بھی فنا جانے۔ اور فناء الفنا کے شرف میں جو کہ بقاء البقاء کا وجود ہے۔ مشرف گردانے۔ قطعہ

ہر طالبی کہ سالک راہ خدا شود * اول قدم مرید بہ پیر ھدا شود
پیری کہ از صلابت شاہ مدار دین * منصور بر طلیعئہ ذکر خدا شود
در معرکہ بضربت شمشیر لا الٰہ * اقلیم ماسوای شکست ازالا شود
ازآفتاب ذکر شہود جمال دوست * در ذاتِ ماسوای خدائی فنا شود
دریائے ماسوای فنار انھنگ ہو * در یک دم از شہود خدای ہبا شود
داری اگر شعور فنا از فنا ملاف * آنکہ شوی بقا کہ فناء الفنا شود
سیم وجود سالک آنکہ سرہ کنید * کز مہر دوست سکہ بدار البقا شود
اشرف نہنگ لجئہ توحید آمدہ * کز یکدمش باب بحر آشنا شود

ترجمہ : راہ خدا کے سالک کو اول پیر ھدای کی پیروی میں قدم رکھنا

چاہیئے۔ پیر کی سختی سے ذکرِ خدا کے لشکر پر غالب ہو گا۔ معرکہ میں لاالٰہ کے شمشیر کی ضرب سے ماسوائے شکست کا اقلیم اِلاّ سے ہو۔ شہود و جمال کے ذکر کے آفتاب سے دوست ہو۔ ماسوائے خدا کی ذات میں فنا ہو۔ ماسوائے فنا کے دریا میں ھُوَ کی سختی سے ایک سانس میں شہودِ خدا سے غبار ہو۔ اگر شعورِ فنا' فنا کے ملاپ سے رکھے تو وہ بقا فناء الفنا ہو گی۔ سالک کے وجود کے نوشا کو اُس سے پاکیزہ کرے دوست کی محبت دار البقاء میں سکہ ہو۔ اشرف توحید کی لہر کا مگرمچھ آیا اُس دروازے سے ایک دم آشنا ہو۔

اے عزیز شب و روز و روز و شب ذکر کی راہ سے پاؤں باہر مت لے جا۔ اور ملاحظہ کا عیان ھُوَ الْمَقْصُوْدُ اور معائنہ ھُوَالْمَوْجُوْدُ ہاتھ سے مت جانے دے۔ ارادت کے میدان میں لاَ مَوْجُوْدَ اِلاَّ اللّٰہُ ' ہیجانِ ارادت میں لاَ مَعْبُوْدَ اِلاَّ اللّٰہُ اور لاَمَقْصُوْدَ اِلاَّ اللّٰہُ ہے۔ ہمت کے گھوڑے سے ایسا حملہ کر کہ گرد باہر آجائے۔ قطعہ

چناں تاز دریں میداں رہ انجام * کہ گرد از اسپ و از میداں برآید
سوار واسپ و میدان راباھم زن * کہ گرد از موکب سلطان برآید

ترجمہ: اس راہِ انجام کے میدان میں ایسا حملہ کر کہ گھوڑا اور میدان سے گرد باہر آئے۔ سوار' گھوڑا اور میدان کو باہم مار کہ مرکبِ سلطان سے گرد باہر آئے۔

جب اثباتِ اشتغال کے تکرار میں اُس کا ملاحظہ ظاہر ہو تو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور ھویّت کے دائرے اور احدیت کے حلقے میں ماسوا کائنات کے ذرات کو کم دیکھے۔ جب اسمِ ذات میں ملازمت کرے اپنے حلقہ میں محو ہو

جائے اور بعد از محو دیدۂ عالم کے بغیر بقا کا مشاہدہ کرے۔ قطعہ

بدریا ھایش چناں غوطہ زن * کہ گوہر برآید ز دریای ہای

دو دریای ھای ھوے بہم * چناں زن کہ برزخ نماند بیای

ترجمہ: اپنے دریاؤں میں ایسا غوطہ زن ہو کہ دریاؤں سے گوہر لے کر آئے۔ ھویت کے دو دریاؤں کو آپس میں ایسا ملا کہ اُس جگہ برزخ ظاہر ہو جائے۔

اُس کے بعد اپنے کام میں مراقبہ کر اور اپنے احوال برادر اعز شیخ صفی سے اور اطوار اُن سے بیان کرو۔ کبھی اعز الاصحاب شیخ خیر الدین' قاضی محمد اور قصبہ ہور ہمور کے دوستوں کی صحبت میں رہا کرو۔ اخوان الصفا و یارانِ دفا کی صحبت فائدہ کلی رکھتی ہے۔ اَلشَّیْطٰنُ مَعَ الْوَاحِدِ۔ (شیطان ایک کے ساتھ ہے) اسی معنی کے اعتبار سے وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ[1] کا حکم ہوا۔ قطعہ

ز صحبت کسان کہ برخورہ اند * بجان می کنند صحبتِ نیک رای

زیک روزہ صحبت واصحابِ دین * ہمہ حاصل عمر آید بجای

ترجمہ: کسی کی ملاقات کی صحبت سے جان نیک ہوتی ہے۔ اصحابِ دین کی ایک روزہ صحبت سے وہ تمام چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ جسے وہ عمر بھر حاصل کرتا۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا صُحْبَۃَ الْعَارِفِیْنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَّآلِہٖ اَجْمَعِیْنَ الْکَامِلِیْنَ۔

---

[1] پ ۱۱ توبہ ۱۱۹۔ ترجمہ: اور سچوں کے ساتھ رہو۔

۱۴واں مکتوب

(ذکر جہریہ نفی واثبات کا بیان)

برادر اعز شیخ محمود وَصَلَہُ اللّٰہ تَعَالٰی اِلَی الْمَقْصُوْد (اللہ تعالیٰ انہیں مقصود تک پہنچائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و صفائے صوفیانہ قبول فرمائیں۔ اصحابِ سنت و جماعت کے عقیدے کی تصحیح' اربابِ دین و دیانت کے نقیدے کی ترجیح' بنائے اسلام کا عمل پنج گانہ 'ارکان انام سے دخل دوسگانہ یعنی معمولہ مشائخ کے وظائف اور موصولہ رواتخ کے نوافل کے بعد ذکر جہر ہے۔ راہِ سلوک میں ابتداء تا انتہا ذکر جہر کا کام ہے۔ اربابِ بدایت کیلئے کچھ حصول اور اصحابِ نہایت کیلئے کچھ وصول ہے۔ قطعہ

ہر کسے را در رہ یادِ خدای * راہِ مقصود و مالی دیگراست

از سر ہر چشمہ و راہِ اصول * تشنگاں رارز زلاے دیگر است

ترجمہ: جو کوئی خدا کی یاد کی راہ میں ہو راہِ مقصود اور مآل دیگر ہے۔ راہِ اُصول اور ہر چشمہ کے شروع سے تشنگان کیلئے شیریں پانی دیگر ہے۔

اس راہ میں اول ذکرِ نفی واثبات کرتے ہیں۔ اسمائے مختلفہ کا ورد کرتے ہیں۔ نفی واثبات' عدم و وجود' ظلمت و نور' فنا و بقا' سواد و بیاض اور لیل و نہار پر لاتے ہیں۔ یہ ذکر بیس ضرب پر ہے۔ لیکن ایک ضرب سے پانچ تک مشہور ہے۔ اور باقی ضربات غیر مشہور ہیں۔

① یک ضربی کی تین صورتیں ہیں۔ اول تسہیل دوم تشدید سوم شدید الاشد۔ یہ ہر تین قسم باعتبار اختلافِ محل برداشت اور باعتبار اختلافِ محل

ضربات ایک سو تیس قسم پر ہیں پس جملہ اقسام یک ضربی چھ سو نوے عدد جہریہ میں ہیں۔ اور اسی قدر خفی میں ہیں۔

(۲) دو ضربی دو قسم پر منقسم ہے۔ اول ضربِ مجموعی۔ اس کی دس نوعیں ہیں۔ دوم ضربِ منفردی ہر ایک مضرب جدا رکھتا ہے۔ قطعہ

تانکو بد بر سر سندان دل * پتک لا آلہ بہم لی منتھای

کی بر آرد مہر الا اللہ درم * سکہ ضرب ولایت نقشھای

اول از سیم و زر اندر کورہ * ریختن بس سوختن از شعلھای

چوں کز آرد سیم و زر در کورۂ * از یسار تا یمین گرد دجای

تا سیکہ راست آید از کداز * قابل ہر سکۂ اسم آزمای

گرچہ از ہر اسم دارد سکہ * لیک اسم جامع یابد بھای

ہر کرا آں سکہ جامع زدند * بر سر مہر ولایت اولیای

مہر اود وی زمین و آسماں * بر گرفت از سکہ ولطف و خدای

ترجمہ: یہاں تک کہ دل کے سنداں کے سر پر نہیں کوٹتا۔ لا الہ کا ہتوڑا دے ملاؤ۔ کہ دل پر الا اللہ کی مہر کے داغ آجائے۔ ولایت نقشہ کے ضرب کا سکہ سیم وزر سے بھرپور ہے۔ اسے سینچ میں ڈالنا اور شعلوں سے جلانا ہے۔ جب سیم وزر اس میں یمین ویسار پھر جائے۔ تو گداز سے اب راست آئیگی۔ ہر اسم کے سکہ کو آزماؤ۔ اگرچہ ہر اسم سکہ رکھتا ہے۔ لیکن اسم جامع دریافت کرو۔ یہاں تک کہ وہ سکہ تمھیں جامع بنادے۔ ولایت اولیاء کے مہر کے سر پر زمین وآسمان کی مہر ہے۔ اللہ کی عنایت سے سکہ سے حاصل کرو۔

اذکار خدائی کے اسرار وانوار رہنمائی کے آثار چاہے۔ کہ اول سے

آخر تک ظہورِ قلم کے اوراق کے چہر پر مارے۔ اور الوان بطناں کی آشنائی کے ادوار کے اطوار سے جان فرسائی پیدا کرے۔ عنصریہ سے بسیطیہ تک صدو علم کے اطباق کی جانب پر کرے۔ غیریت عنان حاصل کرے۔ اور حیرت زمام نہ گذارے۔ کہ صحرائے شگرف میں جولائی اور بیدائے منطرف میں جو کانی مارے۔ قطعہ

خواستم کاسرار وحدت را بہم * بر زنم بر دارہ منصور وار
ہمچو ہمدانی زہمدانی سخن * از ہم اندازم ز وحدت روزگار
چو نسیمی از نسیم وحدتی * بر سر کثرت درارم بر دیار
ہمچو مجنوں زد بھرائے نہم * کاندرانجا نیست از لیل و نہار
لیک شرع مصطفٰی گیرد عنان * تاز جولان باز میداردنگار
اشرف آں بہتر کہ ہمچوں دوستاں * پوست از مغز ولایت بر مدار

ترجمہ : اسرار وحدت کو میں نے باہم چاہا۔ منصور وار کے لشکر پر میں نے مارا۔ ہمدانی سخن سے ہمدانی کی طرح وحدت روزگار سے میں نے مشغول کیا جیسے نسیم وحدت سے نسیم کثرت کے سر پر ہر دیار میں' میں نے مارا۔ اسی طرح مجنوں نے صحرائے نہم میں مارا۔ لیل و نہار سے اس جگہ میں نہیں ہے۔ لیکن عنان شرع مصطفٰی پکڑتا ہے۔ یہاں تک کہ شراب جولان رکھتی ہے۔ اشرف وہ بہتر ہے کہ۔ دوست کی طرح مغز پوست ولایت پر نہ رکھ۔

مستان ہو کر معرفت میں ایسا مارا۔ جیسے کہ شراب یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ سے مالا مال ہوں۔ محبت کے رنگ میں رنگا ہوا ہوں۔ جیسے وَهُوَ مَعَكُمْ یُحِبُّوْنَهٗ کے عراب سے متصل ہوں۔ اس کیفیت میں اپنے کو بیگانہ جانا۔ بلکہ اپنے اور

بیگانے پر بر ہم کا اظہار کیا۔ گمنامی شیخ احمد جامی رحمۃاللہ علیہ اس بادہ کے بارے میں یوں مقر ہیں۔ قطعہ

مستان جام عشق کہ لاف از لقازنند * جانہا دہند وخیمہ بملک بقازنند

عشاق خستہ خانۂ دل رابہر زمان * از ہرچہ ماسواست عجاروب لازنند

شاہان صلائے نعمت دنیا زنند ولی * مردان دم از محبت عشق خدازنند

خوش ساعتے کہ ازدل شوریدہ عاشقان * لبیک عشق در حرم کبریا زنند

انانکہ سوز عشق ندارند وشوق دوست * درروز حشر نعرہ واحسرتا زنند

جامی ز دست ساقی باقی چودرکشند * جامہ درند ونعرہ قالوا بلیٰ زنند

یااحمدادام چوسرمست حق شدی * کرد بیان قدس ترامر حبا زنند

ترجمہ : جامِ عشق کا مستان لِقا سے لاف مارتا ہے۔ جانوں کو دیتا ہے۔ اور ملکِ بقا سے خیمہ مارتا ہے۔ ہر زمانے میں عشاق خستہ دل' ہر کچھ سے ماسوا ہے۔لَا کا جاروب مارتا ہے۔ دنیا کی نعمت کے صلا کا بادشاہ مارتا ہے۔ ولی محبت سے عشق خدامارتا ہے۔ اچھی ساعت کہ دیوانہ کے دل سے حرم میں لبیک عشق کبریا مارتا ہے۔ وہ جو کہ سوز عشق نہیں اور دوست کا شوق۔ وہ روز حشر واحسرتا کا نعرہ بلند کریگا۔ جامی جب ساقی باقی کے دست سے جام کشید کرتا ہے۔ تو نعرہ قالوا بلیٰ بلند کرتا ہے۔اے جامی یا احمدا کے نعرہ سے جب تو سرمست حق ہوا۔ تو قدس نے تیرا بیان کیا مرحبا۔

جاننا چاہیئے کہ ہر تکلیف داعیہ سلوک کیلئے جاہِ طریق کے حصول کا مدعا ہوتی ہے۔ البتہ مرشدانِ راہ وہادیانِ جاہ میں سے کسی ایک کے دامن کو تھامنا چاہیئے۔ اور انھیں اطرافِ ہدایت کا قبلہ واکنافِ ولایت کا کعبہ شمار کرنا چاہیئے۔

قطعہ

ہر کہ او در راہِ توحید خدای * پای دارد از سر صدق و صفای

باشد او در راہِ وحدت منتھی * گر بگیرد دامن پیر ھدای

ترجمہ: جو کوئی خدا کی توحید کی راہ میں قدم رکھتا ہے۔ صدق و صفا کے سر سے ہوگا۔ وحدت منتھی کی راہ میں کسی پیر ہدای کے دامن کو پکڑنا چاہیئے۔

حق تعالیٰ ہم سب کو دولتِ معرفت کی راہ تک پہنچائے۔ اور ہم سب کو شوکتِ وصلت سے مشرف فرمائے۔ اُنَادِ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِهٖ لاَ مُجَادِ۔

۱۵واں مکتوب

(طہارتِ ظاہری وباطنی اور ذکر کے فوائد کا بیان)

برادر اعزاشرف الخلفاء العظام نتیجۃ المشائخ شیخ الاسلام' درویش اشرف کی جانب سے سلام و دعائے مشتاقانہ قبول فرمائیں۔ اے عزیز طالبِ صادق و سالکِ واثق کو اول روایتِ مشائخ کے نافلہ ونوائبِ رواتب کی نمازوں میں مشغول ہونے کا التزام کرنا چاہیئے۔ دوم یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہنا چاہیئے۔ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یُوَاظِبُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ' قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہِ رِجَالٌ[1] یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے فرمان کے سبب کہ وضو پر مواظبت صرف مؤمن ہی کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ یعنی مسجدِ رسول ﷺ یا مسجد قبا میں ایسے مردانِ خدا ہیں۔ جو پاکی کو دوست رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ طہارت میں پہلے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد پانی۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ایسے مردانِ خدا ہیں جو اپنے دل کو بغض و حسد سے پاک رکھتے ہیں۔ اور شب میں نیند کی خباثتوں سے اپنے آپ کو پاک رکھتے ہیں۔ ایسے مردانِ خدا کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ طہارت کے سبب سے بندہ کو سعادتِ ہنی (خوشگوار) و دولتِ سنی (عمدہ) اور اللہ کی دوستی حاصل ہوتی ہے۔ قطعہ

ہر کہ اندر طہارت بدنی * بنہاد از سر رعایت پای

---

[1] پ ۱۱ توبہ ۱۰۸۔

دارم امید از عنایتِ او * کہ بود او از دوستاں خدای

ترجمہ: جو کوئی احتیاط سے طہارت بدنی میں قدم رکھے۔ اللہ کی عنایت سے وہ دوستانِ خدا میں سے ہوگا۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ وَ غَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَ مِنْ وَجْھِہٖ کُلُّ خَطِیَّۃٍ مِنْھَا رِجْلَاہُ مَعَ الْمَاءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ۔ ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے۔ چہرہ دھوتا ہے تو چہرہ سے ہر گناہ دھل جاتا ہے۔ اس سے دونوں پیر کا گناہ پانی کے ساتھ دھل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بندہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔

ہر عضو کے دھونے کے وقت کلمہ شہادت پڑھتا رہے۔ مسواک[1] ہر گز ترک نہ کرے۔ کیونکہ اس میں بڑا ثواب ہے۔ وضو سے فراغت کے بعد اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ پڑھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کے بعد یہ دعا

---

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری اُمت پر شاق نہ ہوگا تو میں اُن کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم فرمادیتا۔

حدیثِ ثانی: نبی کریم ﷺ کسی نماز کیلئے تشریف نہ لے جاتے تاوقتِ کہ مسواک نہ فرمالیتے۔

حدیثِ ثالث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ باہر سے جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔

حدیثِ رابع: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسواک کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

حدیثِ خامس: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دو رکعتیں جو مسواک کرکے پڑھی جائے۔ بے مسواک کئے ستر (۷۰) رکعتوں سے افضل ہیں۔

پڑھیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیگا۔ اس کے علاوہ وہ دعائیں[۱] جو کتب فقہ میں موجود ہیں پڑھنا چاہیئے۔ وضو میں جس قدر خاطر جمعی ہو گی۔ نماز میں بھی اسی قدر خاطر جمعی ہو گی۔ یہ جو کچھ طہارت کے بارے میں بیان ہوا۔ طہارت ظاہری ہے۔

طہارت[۲] باطنی یہ ہے کہ اپنے آپ کو اوصافِ ذمیمہ و خصالِ شنیعہ سے پاک رکھے بلکہ اپنے ہر اعضاء کو فعل خسیسہ و عمل قبیحہ سے اس طرح پاک رکھے کہ گویا اس نے اپنے آپ کو پانی سے دھو ڈالا ہے۔

اولیائے روزگار و ماموِل دریشان واصفائے کامگار کے نزدیک راہِ سلوک کے اصول بہت ہیں۔ لیکن میں نے ان تمام میں سے چار کا انتخاب کیا ہے۔ قَالَ اَلاَشْرَفُ اُصُوْلُ التَّصَوُّفِ اَرْبَعَۃٌ اَوَّلُهَا الْجُوْعُ ثُمَّ السَّهَرُ ثُمَّ الْخِلْوَۃُ ثُمَّ

۱؎ کلی کرتے وقت : اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلاَوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت : اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلاَ تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ۔

چہرہ دھوتے وقت : اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ۔

سیدھا ہاتھ دھوتے وقت : اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اُلٹا ہاتھ دھوتے وقت : اَللّٰهُمَّ لاَ تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلاَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ۔

سر کا مسح کرتے وقت : اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ یَوْمَ لاَ ظِلَّ اِلاَّ ظِلَّ عَرْشِكَ۔

کان کا مسح کرتے وقت : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔

گردن کا مسح کرتے وقت : اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔

سیدھا پاؤں دھوتے وقت : اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَ قْدَامُ۔

اُلٹا پاؤں دھوتے وقت : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔

۲؎ اہل تصوف کے یہاں سات چیزوں سے اپنے آپ کو دھو لینے کا نام وضوئے باطنی ہے۔ (۱) توبہ (۲) ندامت (۳) ترکِ حب دنیا (۴) ترک ثنائے خلق (۵) ترک حب ریاست (۶) غل (۷) حسد

الصُّمُتُ۔ ترجمہ : (حضرت) اشرف نے فرمایا کہ تصوف کے اصول چار ہیں۔ اول جوع (بھوک) ثانی سھر (شب بیداری) ثالث خلوت رابع صمت (خاموشی) ان اصولِ اربعہ میں طائفۂ صوفیہ کے ریاضات کا مجموع اور زمرہ علیّہ کے مجاہدات کے کل اصول مندرج ہیں۔ اور کچھ فوائدِ اصول اور مواعیدِ حصول بھی اس میں مندرج (داخل) ہیں۔ تخت شاہی کے اس چہار اصول پر کشورِ ولایت کے سلاطین اور لشکرِ ہدایت کے خوانین سلطنت کرتے ہیں۔ قطعہ

سلاطین ولایت را دریں راہ * بباید چہار پایہ ساخت اورنگ

ازیں اورنگ کوسے پایہ بایذ * وُلایت لامکان را کرد آہنگ

ترجمہ : سلاطین ولایت کو چاہیئے کہ اس راہ میں تخت شاہی کیلئے چار اصول بنائیں. اس تخت شاہی سے اصول کے نقارہ کو چاہیئے کہ ولایت لامکاں کے قصد سے کرے۔

اس ریاضت دیگر کے ضمن میں اور ان تکلیفاتِ آخر کے طے میں ہر چیز پوشیدہ ہے۔ میدانِ سلوک کے شہہ سواروں نے جہادِ اکبر کے اسلحہ سے اُن تمام کو ظاہر کیا۔ اور جنگ کے آلاتِ جارحہ کے اکثار کو ملوکِ جنگستان میں رکھا۔ اور اسے تختِ شاھی کا چار ستون بنایا۔ قطعہ

ہمہ اثمار اغصانِ ولایت * برآمد از درخت چار بیخ است

برائے خیمہ شاہِ ولایت * طِنابَ اند آں ہمہ ایں چہار میخ است

ترجمہ : ولایت کے ٹہنیوں کے تمام پھل درخت سے ظاہر ہوئے۔ شاہ ولایت کے خیمے کیلئے چار ستون ہیں۔

ہر سالک اس درخت کے سایہ کو پاتا ہے۔ اور ولایت کا ثمر کھاتا ہے۔

اور ہر تاجر کی پونجیاں اسی درخت سے ہیں۔ قطعہ

ہر کہ در راہِ ولایت چارہ کرد * چارۂ کار ولایت چار جای

چار پای فرس ہمت تیز کرد * تا رسیدہ بر سریرِ چار پای

ترجمہ: جو کوئی راہِ ولایت میں چارہ کرے ولایت کے چارۂ کار چار جگہ ہے۔ ہمت کے گھوڑے کے چار پایہ کو تیز کیا یہاں تک کہ چارپائے کے تخت پر جا پہنچا۔

اِس کی اور اُس کی مثال وظائف جو فرمودہ ہو اولاً اُس پر قدم رکھے اور اُس پر عمل کرے۔ اور وہ راستے جو فعل میں ظاہر ہوئے ہوں سپردِ راہ کرے۔ اور اذکار جو کچھ میں نے سپرد کیا ہے۔ اُن اذکار کو پڑھے اور اُس پر غور و فکر کرے۔ اسی طرح پر ذکر کے انوار اور بہر فکر کے آثار پر نظر رکھے۔ کیونکہ اس راہ میں نور آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ کہ اس کا نور مشرقین کو روشن کرتا ہے۔ اور مغربین اُس کا اثر لیتا ہے۔ قطعہ

ز نور آفتابِ خلوت افروز * کہ تابد از درون خلوت آرای

ز خاور تا بحد باختر نور * درفشانہ بساطِ عرش پیمای

ترجمہ: خلوت کے آفتاب کے نور سے روشنی لے۔ کیونکہ اندرونی خلوت اُس سے چمکتا ہے۔ مشرق سے مغرب تک نور ہی نور ہے۔ عرش کے بساط کا روشن موتی حاصل کر۔

حضرت شبلی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ راہِ وجود کے سالکان میں سے ایک سالک در راہِ نور دان میں سے ایک راہ نور دان اپنے پیر کے حکم سے اشغال کے شغل میں مشغول ہوا۔ خلوت و عزلت کے نور و سرور سے لطف

اندوز ہوا۔ اسی دوران آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا۔ اور زمین وآسمان میں چھا گیا۔ اس سالک کے یمین ویسار میں پھیل گیا۔ پھر اس نور کے پیچھے سے بزبان فصیح آواز آئی۔ اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ یعنی بے شک میں تمھارا رب ہوں۔ سادہ دل طالب نے انوار سے و مالک آمادہ آب و گل نے آثار سے کچھ چاہا۔ اس نور سے آواز آئی کہ میں نے تمھاری عبادت قبول کرلی ہے۔ اور اب سجدۂ الوہیت و عبدۂ احدیت بجا لاؤ۔ قریب تھا کہ وہ سالک سجدۂ الوہیت و عبدۂ احدیت بجا لاتا۔ کہ حضرت شبلی رضی اللہ عنہ نے مسافتِ بعید و مفاصلہ مدید سے آواز دی کہ خبردار خبردار سجدہ نہ کرنا۔ کیونکہ یہ نور خدا کا نہیں ہے۔ بلکہ تیرے وضو کا ہے۔ چونکہ اس کا پیر صاحب تصرف تھا۔ اس لئے ورطۂ ہلاکی و ہاویۂ انہاکی سے بچالیا اور خود اس کے سر پر آکر فرمایا۔ تَلْكَ خيَا لاَتُ تُرَبِّي بِهَا اَطْفَالُ الطَّرِيقَةِ یعنی یہ وہ خیالات ہیں۔ جس سے طریقت کے بچے پرورش پاتے ہیں۔ چنانچہ بچے اگر کتاب نہ لے جائیں۔ اور مکتب و مدرسہ کی جانب نہ جائیں تو انگوروں کا خوشہ اس کے ہاتھ میں اور سیب اس کے دامن میں نہ آئے۔ قطعہ

اے برادر در رہ توحید او * تیز رو در منزل رنگین سپای
گر برآید رنگے از انوار راہ * دم مخور از رنگ و بوے رہ کرای
در رہ دریائے وحدت صد سراب * مینماید تشگا نرا جای بجای
گر سراب ست ترا از ہر سراب * روی گرداں ہمچو مردان خدای
جا بجا غول اند در رہ زینہار * تا نفر یبند از رنگین نمای
غول چہ بود تخت شیطان در ہواست * زینہار از تخت او بردار پای
پای بر او رنگ او از سر بنہ * ہمچو اشرف صاحب اورنگ سای

ہر کہ مرد راہ و رہبر یافت او * رو نماید رہبر ہر دوسرای

ترجمہ: اے بھائی اس کی توحید کی راہ میں تیز چلنے والا رنگین منزل میں اگر انوارِ راہ سے کوئی رنگ ظاہر کرے۔ تو رنگ و بوئے راہ سے دم نہ مار۔ دریائے وحدت کی راہ میں جگہ بجگہ تشنگان کیلئے صد سراب[۱] ظاہر ہونگے۔ اگر ہر سراب سے مردانِ خدا کی طرح منہ پھیر لے۔ اس راہ میں جابجا مختلف قسم کے رنگ ہیں۔ تو ان رنگوں کے دھوکے سے بچ۔ اس کے تختِ شاہی پر پاؤ سر نہ رکھ اس طرح اشرف صاحبِ سلطنت ہے۔ جو کوئی مردِ راہ اور رہبر پالے اس کے لئے ہر دوسرا کے رہبر کا چہرہ ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرے ذکر کیلئے کہ آپ نے ارادہ ظاہر کیا ہے۔ جب یہ فقیر حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند پہنچا تو اپنے دوستوں کو اس طریقے پر اشتغال فرمایا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ[۲] آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِاللّٰہِ ط اَلآ بِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o حَقِیْقَةُ الذِّکْرِ طَرْدُ الْغَفْلَتِ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کے قلوب اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ذکر کی حقیقت غفلت کو نکال کر باہر پھینکنا ہے۔ ذکر کی حقیقت حرف صوتِ عربی و فارسی کی حقیقت سے منزہ ہے اگر اُن کی صحبت میں جمعیّت صدقِ دل اور نیاز مندی کے ساتھ بیٹھے اور اپنے آپ کو اُس پر مصروف کرے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کو محض دل کے آنکھ سے دیکھے۔ اور اِدھر اُدھر کے التفات اپنے اندر سے نکال دے۔ اگر اس وقت میں اپنے آپ کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو پائے۔ اور غیر کو قطعاً نہ دیکھے۔ تو اسے

---

۱ ریتلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ ۲ پ ۱۳ رعد ۲۸۔

دل کا حاضر ہونا سمجھے۔ اور اپنی نگاہ کو مکمل طور پر اُس کی جانب کرے۔ اسی طرح اپنے دل کو مکمل طور پر مشغول کرے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو زیرِ ناف روک لے۔ لب کو لب سے چپکا لے۔ اور زبان کو کلام سے بروجہ کہ سانس کے آنے جانے میں سانس اندر زیادہ تنگ نہ ہو۔ اور ومابین النفسین آگاہ ہونا چاہیئے۔ اور دل سے ذوق دور نہ ہو۔ اگر اس طریقے سے ذکر کرے گا تو ذکر کی لذت حاصل ہو گی۔ ذکر کا مغز اور روح یہ ہے کہ دل حق سبحانہ و تعالیٰ سے آگاہ ہو کہ اس آگاہی لا الٰہ الا اللّٰہ کے ذکر سے اپنے دل کو آرام دیتا ہو۔ اور اپنے غیر سے اعرض و متنفر ہوتا ہو کہ اگر اس ذکر سے دل مطمئن نہ کرے تو دل آرام حاصل نہیں کر پاتا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذکر دل سے کرے۔ بایں وجہ کہ دل کو اُس عبادت کے معنیٰ کے ادراک پر قادر رکھے۔ کہ ہر طرف لے جائے اور ہر اندیشہ کہ طُرفۃ العین میں اُس کے لئے آسمان سے آنا جانا اور آگاہی دنیا کی سَیر کرنا میسر آئے۔ قطعہ

طائر صحرائے دل را بال و پر * آنچناں دار از نعیم خود خدای

گر زند بال و پر از صحرائے پر * بیضہ کردون نہد در زیرپای

ز آسمان در دم بزود آید بزیر * ہمچناں از بر برآید چوں ہمای

ایں چنیں مرغ از سود در دام قید * طائر صحرائے دل آید بجای

ترجمہ : دل کے صحرا کے طائر کیلئے بال و پَر خدا نے عطا فرمایا۔ اگر اس بال و پر کو صحرا کے بیضہ پر رکھ دے تو اس میں آسمان سے جلد جان آ جائے۔ پھر اس سے ہُما کی طرح پر ظاہر ہو۔ یہ مرغ کے دامِ قید میں فائدہ سے صحرائے دل کا طائر آئیگا۔

اس حقیقت کو تمام کونی وبدنی اندیشوں سے بچا کر دل صنوبر پر مارو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کلمۂ لَاْ کو اوپر کی طرف کھینچے، کلمۂ اِلٰہَ کو داہنے طرف سے بائیں طرف کھینچے اور اِلاَّ اللہ کو دل صوبر پر سختی سے مارے۔ تاکہ اس کا اثر تمام اعضاء پر ظاہر ہو۔ اور اس اثر کی خبر سر تاپا تمام اعضاء کو پہنچے۔ قطعہ

گرمی خورشید ذکر لا الہ * تابسوزد کشف وحدت رازپای

کی نماید روے الا اللہ نور * درہمہ آفاق چشم ودل شعای

ترجمہ: ذکر لا الہ کے خورشید کی گرمی یہاں تک کہ کشف وحدت کے پا کو جلادے۔ تاکہ الا اللہ کا چہرہ ظاہر ہو۔ تمام آفاق میں نور کی شعاع سے چشم و دل روشن ہو جائے۔

طرف نفی میں تمام محرکات کیلئے بنظر فنا مطالعہ فرمائیں۔ اور طرف اثبات وجود میں مجمع الصفات کیلئے ببصر بقا ملاحظہ فرمائیں۔ ہر نفس کو تین بار کہنا چاہیئے۔ تعظیمِ تمام و تکریمِ تام کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ یہ نسبت تمام اوقات و آفات مثلاً کہنے میں، چلنے میں، کھانے میں، سونے بیٹھنے میں اور وقت درس وغیرہا میں باقی رہنی چاہیئے۔ تاکہ ذکر کہنے کے سبب سے دل دنیا و ما فیھا کی چیزوں سے منقطع ہو کر حقیقت ذکر کی طرف آجائے۔ اور دل کے آرام کیلئے جن اوصاف کا ہونا لازمی ہے۔ ان اوصاف کی طرف آجائے۔ دنیا کی تمام چیزوں سے نجات حاصل کر کے اپنے آپ کو اس کی طرف مستغرق کرلے۔ قطعہ

یاد باید کرد جانرا تابود جان دربدن * کز کمال یاد جانانِ جاں فرود آید بہ تن

چونتو دریادش روے از خویشتن آں یاد شد * یاد پنہانی کہ میگویند اینست بے سخن

ترجمہ: جان کیلئے یاد کرنا چاہیئے تاکہ جسم میں جان آجائے۔ جانانِ جاں

کی یاد کا کمال ختم ہو کر تن میں آتی ہے۔ جب تو اس کی یاد میں اپنے آپ کو لگائے گا۔ یاد پنہانی کے بغیر سخن کہتا ہے۔

جب وہ بھائی سلسلہ نقشبندیہ سے بھی نسبت رکھتا ہے۔ تو اس مشرب سے کچھ حصہ میں نے ذکر کیا ہے۔ باقی رہی اس سلسلہ چشتیہ و موصول بہشتیہ تو وہ یہ ہے کہ تمام حال میں ذکر جہر کہنا چاہیئے۔ خواہ بدایتِ حال ہو یا انتہائے مال ہو۔ متبدی کو اپنے لئے فرضِ عین تصور کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اذکارِ جہریہ کے فوائد و آثارِ بہریہ کے موائد اس قدر ہیں کہ روضہ کائنات کے اوراق اشجار میں اس کی شرح و حدیقۂ موجودات کے اطباق پر اسکا بیان اقلامِ بیانیہ وخیامِ نامیہ تحریر کرنے سے عاجز ہیں۔ پس ذکر جہر مفید تر ہے۔ قطعہ

لالۂ و گل را بصحن بوستان * نالۂ و فریاد بلبل خوشتر است

سرو بالای ریاض حسن را * نغمہ یکتوئے صلصل خوشتر است

عاشق سرمست جام عشق را * نعرہای سوز درمل خوشتر است

ترجمہ: لالۂ و گل کیلئے بوستان کے صحن میں بلبل کی فریاد بہتر ہے۔ ریاضِ حُسن کے سرو بالا کیلئے فاختہ کا نغمہ بہتر ہے۔ جامِ عشق کے عاشقِ سرمست کیلئے کامل سوز کا نعرہ بہتر ہے۔

باقی اذکار و افکار کہ اپنے حالات میں آئے لکھنا چاہیئے۔ اور انوار و آثار کی تاویل جو کہ واقعات میں ظاہر ہو۔ کہنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مکتوب میں باقی لکھنا چاہونگا۔

۱۶واں مکتوب

(سالک کیلئے اطوار سبعہ اور اس کے خطرات کا بیان)

برادر اعز ارشد معروف وَصَلَهُ اللّٰهُ بِعِرْفَانِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے عرفان تک پہنچائے) اطوارِ سبعہ کے الوان کی تعبیر و انوارِ ہفتہ کی تقریر سے متعلق جو کچھ استفسار کیا ہے۔ آں برادر اطوارِ سبعہ کا عقبہ و انوارِ ہفتہ کا مہلکہ طے کر چکا ہے۔ غالباً طالبان راہ میں سے کسی طالب کیلئے چاہا ہے۔ لکھنے کے وقت دعا ہے کہ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ بِاَنْوَارِ الْقُدُسِيَّةِ یعنی اللہ تعالیٰ انوار قدسیہ سے تمھارے دل کو منور فرمائے۔

طبقہ اولیٰ حقیقت نور ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ خود دیکھتا ہو' خود جانتا ہو اور خود کہتا ہو۔ ہر اشیائے موجودہ و چیز ہائے محدودہ کو جانتا اور دیکھتا ہو۔ جو کچھ عرصہ میں ظہور ہوا۔ اور طبقہ پر صدور ہوا۔ اسے دیکھ سکتا ہو۔ اور جان سکتا ہو۔ اسی طرح نور خورشید سے مطلق ذات و پرتوِ جاوید وجود عالی صفات' صفت خاص حق لازم اور وجود مطلق ہے۔ تو جان کہ نور ارادہ ارضی ہے۔ اور نور ولایت آسمانی ہے۔ اور یہ ہر دو اس کی صفت ہے۔ کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی جانب اشارہ ہے۔ اور نور ولایت جو اس کی خاص صفت ہے۔ بغیر نور ارادت کے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ اس جگہ صفت ذات ہے۔ کہ فرماتا ہے۔ اَوْلِيَائِيْ تَحْتَ قَبَائِيْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِيْ۔ ترجمہ: میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ نور جو انفس وآفاق میں ہے۔ اسمائے مختلفہ و سمائے متنوعہ رکھتا ہے۔ یعنی روح' سر' دل' عقل' اور نفس انفس غیبت ہے۔ پس

آفتاب، ماہ، ستارہ، چراغ، شمع اور مشعلہ نورآفاق سے روشن ہیں۔ اس لئے سالک بلند ہمت، طالب ارجمند ہمت غیب و شہادت سے آفاق کی جانب چہرہ کرتا ہے۔ اور ہمت کا قدم میدانِ غیبِ انفس سے بھی فروتر کرتا ہے۔ قطعہ

طالب صادق اگر در راہِ کار * رونہ پیچد از در ہر دوسرای
ہیچ نا بدکار و باراز دست او * بہ کہ از ہردو بر آید تیز پای

ترجمہ: طالب صادق اگر راہِ کار میں ہر دوسرا کے در سے چہرہ نہ پھیرے۔ تو کوئی کام بھی اس کے ہاتھ سے مشکل و دشوار نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر دو سے تیز قدم آئیگا۔

ہرگاہ کہ طالب صادق دل کے سندان پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔ اور سالک واثق آب و گل کے سندان پر نفی و اثبات کی ضرب لگائے۔ اس کے بعد اول نور جو قالب کے پردہ سے باہر آئیگا۔ مکدر و تیرہ ہوگا۔ پھر اس جگہ نفی ماسوا کی لکڑیوں کی مدد سے آتش ذکر کو خوب روشن کرے۔ اور اس آگ میں نفس کو اس طرح ڈالے کہ وجود کے خس و خاشاک میں سے ہر ایک کو جلا کر مشتغل تر کردے۔ اور وہ پردۂ مکدر کبودی میں منتقل ہو۔ جس قدر آتش قوت تر ہو گی۔ اندودات سے وجود کی لکڑی اسی قدر نعماتِ حظوظ اور کدورات وماکولاتِ سے اسی قدر ملذوذ ظاہر ہوگا۔ اسے خشک تر کر کے الوانِ صافی و انوار وافی کے ظہور کو پکڑے۔ بیابان میں محو ہونے والا ہو جائے۔ اس کے بعد سالک کے سونگھنے کی قوت میں روائحِ خوش کی بُو نفاحِ دلکش کا شمہ آنا شروع ہو جائیگا۔ جبال کے جنّوں کے افواج و تلال کے آب جریان کے امواج ظاہر ہونگے۔ اس طرف ہرگز التفات نہ کرے۔ بلکہ اس کے سامنے سے آنا جانا ظاہر ہوگا۔ قطعہ

ہر چہ پیش سالک آید از جناں * زود پردازد دل و جان از سرای

چیست رنگ و بوے گلزار جہاں * تا بماند دل و جان از خدای

ترجمہ : سالک کے سامنے جنان سے جو کچھ آئے اسے جلد دل و جان سے خالی کر دینا چاہیئے۔ گلزار رنگ و بو کیا ہے ؟ دل و جان کی روشنی و ماند خدا سے ہے۔

اگر نمودار جنیاں و دیدار پریاں اسرارِ عجائب و اطوارِ غرائب سے کوئی عجب ظاہر کرے تو سمجھ لو کہ ان کو قدرت ہے کہ وہ صُوَرِ مختلفہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ اس انان کو یہ قوت حاصل ہے کہ پیکرِ متنوعہ سے طالب پر ظاہر ہو۔ کبھی یہ سب ہیبتِ مرغوبہ و صورتِ عجوبہ پر جلوہ کرتے ہیں۔ اور کبھی صدمۂ منفورہ وہیبتِ محذورہ پیش کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اربابِ ریاضت کی تخصیص سے متعلق ہیں۔ کہ اپنے کو صفائے باطن کیلیئے صُوَرِ ملیحہ و پیکرِ مدیحہ ظاہر کرے۔ اس کی مثال یہ کہ صورتِ خوب وہیبتِ مرغوب میں ظاہر ہو کر اپنے اپنے ہاتھوں میں چراغ اٹھائے ہوتے ہیں۔ اور اس مشعل سے طرح طرح کے نور کا خروج ہوتا ہے۔ اور ایسے ایسے عجائب و غرائب حرکات و سکنات کرتے ہیں۔ کہ طالب ان کے باتوں اور حرکات میں آجاتا ہے۔ اس طرح طالب کو گمراہ کرنے میں وہ سب کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور سالک کو عرصۂ دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ جنیہ و پریہ ظاہر ہو کر امراء فصحتِ شوکت و تجلیاتِ گویان و مقاماتِ نامان کو اپنی طرف کھینچ کر سالک کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ قطعہ

نیست دریں دائرہ دود رنگ * مرتبہ مرفوع تراز نور رای

رتبہ عالی بود اماد لیک * ترد رہ آوردہ و دور از خدای

ترجمہ : اس دائرہ میں سیاہ رنگ کے فوج نہیں ہیں۔ مرفوع کا رتبہ نور سے ہے۔ رتبہ عالی سے آمادہ ہوا۔ لیکن راہ میں وہ خدا سے دور ہوا۔

ناچار سالک اگر انوارِ ترقی سے سادہ' طالب ادبارِ فوقی سے آمادہ' ہوائے دنویہ سے مائل اور برائے نقبیہ سے وائل ہو تو اس طور کو اختیار کر لیتا ہے۔ اور تصرفات ہوائے سے صاحب تصرف و درجاتِ نوائے سے واہبِ تعرف ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ زمانۂ ماضیہ کے درویش و کیش اور زمانۂ حال کے جماعت میں سے بہت سے درویشوں سے متعلق منقول و مشہور ہے کہ شیطان ظاہر ہو کر انھیں راہِ سلوک میں بھٹکانے میں کامیاب ہو گیا۔ بعض کے تو ظاہر و باطن دونوں کو فاسد کر دیا۔ جیسا کہ شیخ اسماعیل و شیخ کمال صرافی ترکستان میں' شیخ جمال ہندوستان میں' شیخ شہاب الدین مقتول قپچاق کے جنگلات میں اور شہابُ الدین مقبول عراق میں یہ سب اخبارات جنیاں و اطاعتِ پریاں سے مغرور ہوئے۔ اور کمال کی راہ سے اپنا چہرہ نقصان کی جانب ڈال دیا۔ جمال کی بجائے حرمان کی جگہ پہنچے۔ قطعہ

زہے ناداں کہ اودر نور خورشید * ز انوارش ند رہ باز ماند

نہ دامن درد گوہر بر زمین ریخت * ز دریا کف بقطرہ باز ماند

ترجمہ : کیا خوب ہے وہ نادان کہ خورشید کے نور میں اپنے نور سے باز آگیا۔ دامن سے دُرّ گوہر زمین پر گرا۔ دریا سے کف قطرہ کی طرف گیا۔

اس زمانے میں ملک عراق آیا۔ اور اس وقت عراق اور اس حدود بالاتفاق رایاتِ علائی (بلند جھنڈے) و سنجقات والائی (بلند جھنڈے) کا مرجع تھا۔ میں بھی مشہد رضویہ موسویہ کی زیارت کیلئے اترا۔ اور روحانیہ علیّہ سے فیوضِ غیبی کے

انواع و باطنیہ ولیہ سے غموضِ لاریبی کے اصناع سے بہر مند ہوا۔ نقیب النقبا' نجیب النجبا سید قاضی اشارتِ روحانیہ رضویہ موسویہ کے سبب سے عنایتِ باطنیہ کے کمال اور حمایتِ طاہریہ کے آمال سے خرقہ عطا فرمایا۔ ان ہی ایام متبرکہ و انامِ مستحسنہ میں حضرت صاحب قرآن میر تیمور گورگان بھی زیارتِ روضہ رضویہ موسویہ و اشراف مرقد منورہ علیہ رضی اللہ عنہ اور جمیع ائمہ محفوظین کیلئے تشریف لائے۔ اکابر روزگار و اماثر نامدار صاحب قرآن کی ملازمت میں آئے۔ اسی دوران حضرت شیخ حسن سمنانی نے صاحب تصرف درویشوں میں سے کسی ایک درویش کی تعریف صاحب قرآن پر کردی کہ ان سے غرائبِ اخبار و عجائبِ اسماء' صور تہائے مرغوبہ و پیکر ہائے محبوبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اعدائے دین کے لشکر پر مواعیدِ فتوح و دغائے وہین کے عسکر پر وعیدِ جروح فرماتے ہیں۔ اس نوع کی تعریف کی کہ صاحب قرآن کو خود کھینچا ہے۔ اسی دوران کہ گفت و گوئی و جستجوئی ہو رہی تھی۔ کہ کوکبۂ خسروانہ و دبدبۂ بادشاہانہ حضرت صاحب قرآن تشریف لے آئے۔ اور اس فقیر کے وصول کیلئے دوڑے۔ اس جگہ اکثر اکابرِ لشکرِ منصورہ و بیشتر اماثر عسکرِ مفتوحہ بھی تھے۔ حضرت شیخ حسن نے جب مذکورہ جملہ کہا تھا۔ اس دوران صاحب قرآن تشریف لے آئے تھے۔ اس کے بعد صاحب قرآن نے فرمایا کہ آج کل یہ قلقِ جنانی و علقِ روانی' اصحابِ سلوک و اربابِ صعلوک کے موافق و مطابق سے قبل ظاہر ہوتی ہیں۔ آبِ حقیقت سے یہ مبحث ولایتِ نور بخشیہ کی طرف سے گرے۔ بہتر ہے کہ یہ فقیر ہر چند عجز و انکسار کے ساتھ عرض گذار ہوا کہ اس مقدس وادی میں کچھ نہ کہا جائے۔ کیونکہ یہ راہِ صوفیہ کے مغالیط و طائفہ علیہ کے مغاطیط سے ہے۔ اور کچھ سالکان اس راہ میں

پڑ کر ماند بھی ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ ترہاتِ جنیہ و ترغیباتِ پر یہ سے ہیں۔ قطعہ

سالکان راہ را در ہر قدم * زاہ زن شیطانست در رہ کندہ چاہ

غول را ہانند ازرہ می برند * ہر کرا پیرے نباشد رد براہ

صد ہزاراں کونہ بر ہم بہر قید * می نہند صد دانہ در ہر دام اہ

ہر کرا نور چراغ پیر نیست * میرود در چاہ گمراہی دو تاہ

ترجمہ: سالکانِ راہ کیلئے ہر قدم پر شیطان تاک لگائے بیٹھا ہے۔ راہ میں دھوکا بہت ہے۔ ہر شخص راہ میں قدم رکھ کر پیر نہیں ہو جاتا۔ صد ہزاراں برِ ہم قید کیلئے قدم نہیں رکھتا۔ شکار کے جال میں صد دانے ہیں۔ ہر نورِ چراغ پیر نہیں ہے۔ وہ لے جائیگا گمراہی کے کنوے میں۔

وہ درویش اگرچہ ان باتوں کے استماع سے برہم اور اس تبیان کی اطلاع سے درہم ہوئے۔ اور کچھ سخت کلمہ بھی اس محفل میں ارشاد فرمایا۔ اسی جگہ روحانیہ اکابر چشتیہ و جاذبہ اماثر بہشتیہ حاضر ہوئیں۔ اور ان کے دل میں القا کیا کہ وہ خود اپنی زبان سے اقرار کرے۔ چنانچہ حضرت میر فرماتے ہیں۔ کہ وہ اٹھا اور اس فقیر کے ہاتھ پر تجدید توبہ کرتا ہے۔ اعیان و اشرف جو اسوقت بادشاہ کی محفل میں موجود تھے۔ سب نے حسبِ تحیر گریبان میں تفکر ڈالا کہ ایک مرد آج کے روز دور دراز سے آیا اور اپنی بادشاہت کا نقارہ بجایا۔ قطعہ

زہے مہر ولایت مہر خورشید * کہ ہر جا تافتہ شد کوہ فرسای

بنزد ہمت جمشید خوبان * نباشد خوئے انسان راسرو پای

ترجمہ: کیا خوب مہر ولایت مہر خورشید ہے کہ ہر جگہ پہاڑ کو بل دیتا ہے۔ بادشاہِ خوباں کی ہمت انسان کیلئے نزدیک نہیں ہوتی۔

حق تعالیٰ سالکانِ راہِ الٰہی و پیرانِ درگاہِ نامتناہی کو اس قسم کے موانع راہ سے محفوظ رکھے۔ بعض ظواہرِ شریعت کے استقامت و اوامر ذریعت پر استکمال رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا باطن گندہ ہوتا ہے۔ نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ مَّکْرِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَا کِرِیْنَ۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ کو دھوکا دینے سے۔ اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔ اگر ایسے شخص سے کوئی تصرف ظاہر ہو۔ تو یہ سب ان ہی علامات میں سے ہیں۔ جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ قطعہ

راہ رودر راہ بودہ راہ رو * ناگہاں از راہ بردش دیورای

گر برآرد رہبری از رہبرش * می تواند بود از لطفِ خدای

ترجمہ: راہ چلنے والا راہ میں ہو کہ اچانک اسے دیو راہ سے اٹھالیتا ہے۔ اگر وہ باہر آئے تو اس کی رہبری خدا کے لطف سے ہو سکے گی۔

شیطان سے تفاوت حالات کے مطابق فریب و مکر پہنچاننے کی صلاحیت و استعداد رکھتا ہو۔ اور جنّوں کے خیر' اخیر و اخیر اور پریوں کے شریر' شر واشر کے فرق کو جانتا پہچانتا ہو۔

طبقہ دوم غیب نفس ہے۔ جب یہ طور صاف ہو جائے۔ تو سالک سے صفات حمیدہ و مقامات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس کے صفاتِ احوال سے کثائف ذمیمہ و خسائف وہیمہ نیک ہو جاتے ہیں۔ دیگر لوگوں کے احوال بھی اس پر منکشف ہونے لگتے ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے کبھی کبھی اعتراض میں اور وقت بوقت اعراض میں پڑتا ہے۔ خود کو اور لوگوں کو بصیر تصور کرتا ہے۔ یہ تزکیہ نفس کے واسطہ سے ہے۔ اور تزکیہ نفس کو ممنوع نہیں جانتا۔ کہ فَلاَ[1]

---

[1] پ ۲۷ نجم ۳۲۔ ترجمہ: تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ۔

تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ جانتا ہے۔ جب اس طبقہ کے کمال سے صفا اور اس گردہ کے تعال سے ہوا کو پہنچتا ہے تو اس کے صفائے قلب پر نفس ظاہر و باطن انوار کی وسعت پکڑتا ہے۔

طبقہ سوم غیب قلوب ہے۔ جب یہ طبقہ لطافتِ مصراف سے صاف ہو جائے۔ صُوَر انسانی سے اسرارِ غرائب اور پیکرِ حیوانی سے آثارِ عجائب اُس کے ہاتھ آتے ہیں۔ تجلیات سے حکم نباتی و اراضی رسمِ سمائی د عرضی صوری اور معنوی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کبھی قلب تعبِ شیطانی اور طلب ظلماتی قبول کرتا ہے۔ سالک پھر باز رہتا ہے۔ کیونکہ اُس کا دل طفلِ طریقت ہے۔ اور شیطان اُستاد۔ سالک اس لئے پیر کی پناہ میں جاتا ہے۔ اس سلوک میں طالب کو چاہیئے کہ یک نفس بھی شیخ سے جدا نہ ہو۔ اس جگہ میں سالک بین العرشین ببُعد المغربین موقوف گردانے۔ اگر شیخ کی مدد نہ ہو تو قدم ہر گز نہ رکھے۔ قطعہ

دریں جا گر نباشد لطفِ پیراں * مُریدآں را بود در مہلکہ جای

مدا از دست ہمت دامنِ پیر * کہ بے اُورہ نباشد رہ روا رای

ترجمہ : اس جگہ میں اگر پیر کا لطف نہ ہو تو مُرید اُس جگہ ھلاک ہو جائے گا۔ دستِ ہمت سے پیر کے دامن کو پکڑے کیونکہ بغیر اس کے راہ کا رہروا نہیں ہوگا۔

قدم ازدیادِ صفا میں رکھنا چاہیئے۔

طبقہ چہارم سر ہے۔ اور سر روح کی صفت ہے۔ اس جگہ میں صفاتِ روحانیہ باطن میں سالک ظاہر کرتا ہے۔ اور مراتبِ غریبہ انوارِ عجیبہ کے واسطہ سے مشاہداتِ نوریہ و تجلیات صفائیہ دیدہ آتے ہیں۔ اور صفاتِ روح سے سالک

مشرف ہوتا ہے۔ اس طبقہ میں سالک باز نہیں آتا۔ اسلئے کہ سر نورِ روح ہے۔ اور نور رہبر ہے۔ نہ کہ راہ اُس میں ہے۔ لیکن کبھی انوارِ باطنیہ شدتِ برودت سے پھٹ جاتا ہے۔ اور انوارِ باطنیہ حرارتِ باطنیہ کو کم کر دیتے ہیں۔ پس لامحالہ سعیِ بلیغ ولایتِ شیخ کو استمداد سے وہدایتِ نبی سے اور عنایتِ حق تعالیٰ سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ گرم آگ آکر روشنی کرتی ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں اِنّیِ آنَسۡتُ نَارًا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آگ دیکھی جب میں اُس آگ کے پاس پہنچا تو آگ نے نورِ تجلی فرمائی۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَمَّا اَتَاھَا نُوۡدِیَ مِنۡ شَاطِیِٔ الۡوَادِی الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَةِ الۡمُبَارَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ یّٰمُوۡسٰی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔[1] ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر جب آگ کے پاس حاضر ہو ندا کی گئی۔ میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں درخت سے۔ کہ اے موسی بے شک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہاں کا۔ یہ کلام درخت کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام نورِ درخت کے مظہر سے سُنا۔ اگرچہ یہ کلام اُس کی تجلی سے تھا۔

طبقہ پنجم روح ہے۔ اسکی حیات حق کی حیات کیساتھ ہے۔ اس طبقہ میں نور سے تجلیات و واقعات بے شمار آتے ہیں۔ اور اُمورِ غیبیّہ و سرورِ باطنیہ اس کا مشہود ہے۔ طبقہ میں انوار اشرف البصر 'الطف 'اخفٰی اور اظرف ہوتا ہے۔ جب سالک تمامی صفا پکڑتا ہے تو غیبِ خفی ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی اس طبقہ میں سالک سے انانیت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ نور خدا کا خلیفہ ہے۔ اس لئے اُس پر تجلیاتِ

---

[1] پ ۲۰ قصص ۳۰۔

کثیرہ و سطواتِ کبیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے خدشہ ہوتا ہے کہ وہ خدائی دعوہ کر بیٹھے۔ جب شیخ کی امداد ہو گی تو سالک خدائی دعوہ سے بچے گا۔

طبقہ ششم غیبِ خفی ہے۔ اور غیبِ خفی روح کا خلاصہ ہے۔ کہ سالک پر ظاہر نہیں ہوتا مگر تجلیاتِ جلالیہ کے ساتھ کیونکہ بطنانِ بطون غیبیّہ سے صدمہٴ جلالیہ قوت کے ساتھ اخراج ہوتا ہے۔ غیبِ خفی کیلئے اس جگہ میں بہت زیادہ مہلکہ و جلالیہ ہے۔ مغالطہ سے ہوشیار رہنے کیلئے شیخ کی امداد ضروری ہوتی ہے۔

طبقہ ہفتم غیب الغیوب ہے۔ ذاتِ قدیم کی تجلی سالک کیلئے ظاہر ہوتی ہے۔ اور سالک ذاتِ حق کو پہچانتا ہے۔ کَمَا حَقُّ الْمَعْرِفَةِ فِی هٰذِهِ الْمَعْرِفَةِ الْمَرْتَبَةِ۔ جیسا کہ اس مرتبہ میں معرفت کا حق ہے۔ لا محالہ اس جگہ روا ہے کہ سالک کہے عَرَفْتُكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ۔ يَعْنِىْ عَرَفْتُ ذَاتَكَ حَقَّ مَعْرِفَتِىْ اِيَّاكَ بِقَدْرِ مَعْرِفَتِى اللَّتِىْ وَ صَّفْتَهَافِىْ۔ ترجمہ: میں نے تجھے جانا جیسا کہ تیرے جاننے کا حق ہے۔ یعنی تیری ذات کو اپنی معرفت کے حق میں ایسا جانا جیسا تو نے اپنا وصف بیان کیا۔ اس طبقہ کو اولاً مقام روح جمع کرنا چاہیئے۔ اس مقام کو حاصل نہیں کرپاتے مگر نبی اور اخص اولیاء کیونکہ یہ محل تمکین ہے۔ کہ اس جگہ جمع الجمع، نور در نور اور ہدایت در ہدایت ہے۔ غیر کو یہ مقام ہرگز حاصل نہیں ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ لِشَىْءٍ حَصَلَ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الطَّالِبِيْنَ الصَّادِقِيْنَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بِاالنَّبِىِّ وَاٰلِهِ الْقَوِيْمِ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کوئی معبود سوائے اس کے۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شے کیلئے تجلی فرماتا ہے۔ تو وہ اسے حاصل ہوتی ہے۔

اے اللہ تو ہمیں طالبین صادقین بنا کر سیدھی راہ کی طرف چلا۔ نبی ﷺ اور آپ کے آل کے وسیلہ سے۔ قطعہ

سالک آں باشد کہ در راہ سلوک * میکند اطوار سبعہ طی بپای

طی نمود اطوار سبعہ را قدم * برتر آرو در طریق انتہای

چیست تلوین صاحب تمکین بود * جامع جمیع مقامات خدای

اشرف ایں راہ تا نرفت از پای سر * رہ نبردہ بردر وحدت سرای

ترجمہ: سالک وہ ہے جو راہِ سلوک میں اطوار سبعہ طے کرے۔ طے ظاہر ہو۔ اطوار سبعہ کیلئے قدم برتر لا۔ طریق انتہا میں صاحب تلوین' صاحب تمکین ہو۔ جمیع مقامات کا جامع خدایا۔ اشرف تو اس راہ میں قدم نہ رکھ یہاں تک کہ وحدت میں سراپا عبور کر لے۔

۷ اواں مکتوب

(صالحین کے انوار اور صالحین سے عقیدت واحترام کے فوائد کا بیان)

برادر اعزار شد شیخ رکن الدین درویش اشرف کی جانب سے دعائے مخلصانہ و صفائے دوستانہ قبول فرمائیں۔ اے بھائی جسے اس راہ میں ہمت نصیب ہو گی۔ وہ دو کاموں میں سے ایک کام ضرور کریگا۔ (اول) یا تو ارشاد کے آسمان کے خورشید کی ہوا میں ذرہ وار پرواز کریگا۔ یہاں تک کہ آفتاب کے پہلو کو حاصل کر کے مقصد تک پہنچ جائیگا۔ (دوم) یا تو ولایتِ اہتدا کے اوج کا ہُما و ہدایتِ وسدا کے قاف کا عنقا بن کر پرواز کریگا۔ یہاں تک کہ دولتِ معنوی کے سایہ و رفعت مولوی کے مایہ پر سر ڈال کر اپنے مقصد کو پہنچے گا۔ قطعہ

زہے دولت استخواں تہی * کہ آرد باو سایہ خود ہمای
چنیں ہم بود کان سر کر کدن * رسانند بعنقای قافہ ہوای

ترجمہ: کیا خوب ہے وہ دولت جو ہتھیار سے خالی ہے۔ (مگر) ہُما پرندہ خود اس پر سایہ کرتا ہے۔ اسی طرح عنقا بن کر ہوا کے قاف تک پہنچتا ہے۔

حق تعالیٰ کی عنایتِ لایزالی و حمایتِ لم یزالی سے اس راہ میں قدم رکھو۔ جناب اخو بابو تاج الدین کو حالاتِ سر بتاؤ۔ اور اُن کی خدمت میں رہنے کو غنیمت سمجھو۔ اکثر منزلِ سلوک و مراحل فلوک اُن کی صحبت میں طے کرو۔ اطوارِ سبعہ اور اُس کے بعد آثارِ تسعہ کیلئے حضرت بابو کی خدمت میں رہو اور اُن سے پوچھو۔ ان سے میری اخیر مرتبہ ملاقات شرفِ زیارتِ مکہ صانہا اللہ عن الافات والبلیّات میں ہوئی۔ ایک دوسرے سے افادہ اور استفادہ کیا۔ اور بقیہ

سلوک کے حالات کے بارے میں استفسار کیا۔ اُسی زمانے میں خرقہ و تبرکات کی اجازت اس فقیر کے سپرد کیا کہ فرزند شیخ رکن الدین کو دے دیں۔ مراتب اطوارِ سبعہ اور انوارِ تسعہ فقیر کو سپرد فرمایا۔ اگر یہ منازل اُن کی صحبت سے حاصل ہو جاتے تو بہت اچھا ہے۔ ورنہ اُن کی امانت اس فقیر سے آکر لے لو۔ اور اطوارِ سبعہ جو کہ اس گروہ کیلئے غایتِ مقتضٰی و نہایتِ متمنا ہے۔ اس فقیر کی صحبت میں وکالتاً طے کرو۔ قطعہ

زہے دولت برگزیدان حق * کہ پا در نہد در طریقِ خدای
نہایاتِ مقامات راطے کنند * بگیر نہ بر تخت توحید جای

ترجمہ: برگزیدانِ حق کیا خوب دولت ہیں کہ خدا کے راستے میں اُن کے واسطہ سے قدم رکھتے ہیں۔ مقامات کی انتہا کو طے کرتے ہیں۔ توحید کے تخت پر جگہ حاصل کرتے ہیں۔

حضرت امام احمد غزالی سے منقول ہے کہ کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ امام اپنے سر کو حسرت کے غریبان میں ڈالے بیٹھے ہیں اور دریائے عبرت میں غوطہ زن ہیں۔ اُس نے پوچھا کہ میں امام کو اتنی زیادہ ملتفت کیوں دیکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں ملتفت کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ حضرت حق تعالیٰ سے تنبیہ آئی ہے کہ اس ہمراہی پر کوئی فکر نہیں کرنا چاہیئے کہ غزالی ہمارے سلوک کی درگاہ میں ناتمام آیا ہے۔ اور کوئی حسرت اس آگاہی میں نہیں لانا چاہیئے کہ امام عالی بارگاہِ فلوک میں ناتمام آیا ہے۔ یہ اشارہ ہے سلسلہ ترتیب کے سلوک پر کہ اکثر متقدمین نے اس راہ میں عینِ ثابتہ کا خود سیر کیا ہے۔ اور قافلہ ترکیب پر اشارہ

ہے کہ بیشتر اس راہ میں خود پیوست ہوا ہے۔ قطعہ

مرد آں باشد کہ درراں وصول * طے کنند ہر منزل از راہِ خدای

فی المثل در منزل ماند ز راہ * انتہا بنود بغیر از ابتدای

ترجمہ: مرد وہ ہے جو راہِ وصول میں ہر منزل خدا کی راہ سے طے کرے۔ فی المثل اگر منزل راہ سے ماند ہو بغیر ابتدا سے انتہا نہ ہوگی۔

جاننا چاہیئے کہ ہر طالبانِ راہ و سالکانِ درگاہ پر مرتبِ اصول سے اعلیٰ مراتب میں اور مناقب سے آخر مناصب و حصول اُس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب پیر کی نسبت پختہ عقیدہ ہو اور اُس کا باطن پیر کیلئے مؤکد ہو۔ چنانچہ نقل ہے کہ سلسلہ طیفوریہ مریدان میں سے ایک مرید اور زمرۂ بایزیدیہ کے طالبان میں سے ایک طالب راہِ ولایت طے کرنے کے بارے میں حساب و کتاب میں تھے۔ کہ کسی شخص نے ان سے کہا کہ وہ کونسی بات ہے جسکی وجہ سے تو اس خاندان سے ارادت و عقیدت باندھ کر سلوک بایزیدیہ کی متابعت کے ساتھ طے کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ میں انہیں جانتا تھا ایک مرتبہ میں وضو کر رہا تھا کہ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ کعبہ کی دیوار پھٹ گئی ہے۔ اور اُس سے سو فضا پیدا ہوئے۔ اور صحرا میں بھر گئے۔ اُس میں آسمانی ستارے سیارے ظاہر ہوئے اور آسمان کے وسیع و عریض حصے میں پھیل گئے۔ اور روشن موتیاں اُن سے جھڑ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کا نور ہے۔ چند قدم آگے بڑھا تو دوسرا فلکِ اطلس سے کشادہ آسمان دیکھا۔ اور اُس میں بھی خوب روشنی تھی۔ اور روشن موتی جو کہ خورشیدِ اول اور ناہیدِ ثانی سے زیادہ چمک دار تھا پوچھا یہ کیا ہے تو جواب آیا کہ یہ مجد الدین بغدادی کا نور

ہے درویش کو تعجب ہوا اور حیرت کی آگ مزید بھڑک اُٹھی۔ قطعہ

بس غریب آمد کہ درچرخ سلوک * انجم از خورشید تر در ضیای

لیک خورشید آمدہ بر جائے خود * زیر و بالا نیست بر انجم نمائی

ترجمہ: بس غریب سلوک کے آسمان میں آیا۔ ستارہ خورشید سے زیادہ روشن ہے۔ لیکن اُس جگہ خورشید خود آیا۔ انجم پر زیر و بالا نہیں ہے۔ بعد اس گفتگو کے کہا کہ میں ایک دوسرے کی مراتب کی تعریف میں یا مناقب کی تفریق میں قیل و قال نہیں کرتا۔ ہر ایک کو حق تعالیٰ نے منصب و مشرب حوالہ کیا ہے۔ جب وہ اُس مشرب کی طرف توجہ رکھتا ہے تو صاحبِ مشرب ہو گا۔ اور اُس کو اعلیٰ منصب اور ثباتِ قدم حاصل ہو گا۔ قطعہ

ہر کسے را در راہِ عشق نگار * یار اُورای نماید خوش لقا ی

پیش مجنوں و خلیفہ روئے حسن * ہم چوں لیلیٰ مہر و مہ شد در نمای

ترجمہ: ہر کسی کو عشق کی راہ میں اُس کا ساتھی اچھا لگتا ہے۔ مجنوں اور خلیفہ کے سامنے بہترین چہرہ ہے۔ اسی طرح لیلیٰ نمائی میں مہر و مہ ہوئی۔

(سابقہ واقعہ کے بارے میں آگے تبصرہ ہے) اے بھائی کوئی نقل کہ حضرت امام احمد غزالی کی نسبت سے کہ کتبِ صوفیا میں مسلسل آئے اور رسائل طائفۂ علیہ میں منفصل ظاہر ہو۔ حتیٰ کہ طبقاتِ صوفیا جس کے جامع حضرت شیخ عبدالرحمٰن یمنی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دو گوشے سے خالی نہیں ہے۔ یا فی الحقیقت خواب ہو گا یا اصحابِ وجدان کا اتفاق ہو گا۔ اطباقِ ارباب ہو گا۔ ایقان یہ ہے کہ اس طائفہ کے مراتب کیلئے اور صوفیا کے مدارج کیلئے کوئی غایت و نہایت نہیں ہے۔ قطعہ

در نمود آن وجود پر زجود * نیست پایان پیش اصحاب ھدای

شوق بے حد حسن بے حد در نمود * چوں بود در دیدن اُو انتہای

گر نمایند ہر زماں صد گونہ روی * صد ہزارانِ سال باشد برترای

ہر چہ دیدہ و آنچہ باقی ماندہ است * در میانہ کر حساب آید برای

آخرش معلوم گرددای پسر * انچہ دیدہ ذرہ و خور در بقای

صد ہزاران سال گوہر دم خورد * قطرۂ نوشید و دریا ہمچنای

از ہمہ مخلوق انسان رابلند * ہمت آمد در وصول والتقای

در چنین بنود و سکون آید پدید * در رہ دیدار رخسار خدای

این چنین ہرگز نباشد در نمودنی * از یں چشم و نہ زان روی ردای

اشرف از دیدار ہرگز سیر نیست * گرچہ بردار در دای کبریای

گر بخواہی دیدن دیدر اُو * ہر زمان آئینہ دل راز دای

صیقل آئینہ دل لا الٰہ * روی الا اللہ بہ بین در مرای

مراۃ و رخسار راہر دم بہ بین * مراۃ یکدکر ندر خسای ھای

مراۃ و رخسار تا کی بنگرے * روی در آئینہ ان در رو یہای

تا کہ از آئینہ در و دم زنی * ہر دو باہم در شکن از ہم برای

جام و می ہر دو بہم آئینہ اند * می بجام و جام در می از صفای

گر بہ بینی جام می را خوردہ جام * در نمی بینی نباشد جام مای

جام و می ہر دو بہم در ہم شکن * تا شوی می خوارہ بنوم ورای

اشرف از جام ھویۃ خوردہ می * بیز ند در مستی می ھوی ھای

گر نباشد مست می ہرگز چنین * زیرداز جام دلش اسرار ھای

می زمستی ریختم در جام می * بر حریفان می بذِم هوای
بر طفیل دیگران می ریختم * می خورد مستی مکن هرزه ملای

ترجمہ : اصحاب ہدیٰ کی انتہا کے سامنے وہ وجود نمود میں جود سے پُر نہیں ہے۔ جب اس کی دید انتہا میں تھی تو وہ حسن کے بے حد شوق میں تھا۔ اگر ہر زمانے میں صد گونہ ظاہر نہ ہو تو صد ہزاراں سال تجھ پر ہونگے۔ تو نے جو کچھ دیکھ لیا اور جو کچھ باقی ہے۔ اس کے بارے میں حساب و کتاب کر۔ جو کچھ تو نے دیکھ لیا اے پسر اس کا انجام معلوم کر۔ ہزاروں سال گوہر پانے والے ایسے ہیں۔ جیسے سمندر سے قطرہ حاصل کرنے والے ہیں۔ تمام مخلوق میں انسان وصول و التقا میں بلند ہمت ہے۔ ایسا نہ ہو اور خدا کی ذات سے راہِ دیدار میں سکون ظاہر ہو۔ ایسا ہر گز نہ ہو۔ نمودنی میں اپنے چشم و چہرہ کو نہ رکھ۔ اشرف دیدار سے ہر گز سیر نہیں ہے۔ اگرچہ تو اپنے آپ کو رب کے در کا مریض بنا کر رکھ۔ اگر تو اس کا دیدار چاہتا ہے۔ تو ہر زمانہ میں ضرور اپنے دل کو اس کا مریض رکھ۔ دل کے آئینہ کو لا الہ سے صاف کر کے اس میں الا اللہ کا چہرہ دیکھ مراۃ رخسار کو ہر دم تو دیکھ شیشہ کو یک دم رخسار پر کر مراۃ اور رخسار کو اس انداز سے تو رکھ کہ ان میں چہرہ ضرور نظر آئے یہاں تک کہ تو موتی اور تلوار کی باڑ کو آپس میں مارے۔ تا کہ ایک دوسرے سے مل کر ٹوٹ جائے جام اور مئے ہر دو آئینہ ہیں مئے جام میں اور جام مئے میں صفا سے ہیں۔ اگر تو جام مئے کو پیا ہوا دیکھے تو جام میں تو نہیں دیکھے گا کہ جام مئے میں نہ ہو۔ جام و مئے ہر دو کو تو باہم توڑ یہاں تک کہ تو مئے پیا ہوا ہو جائے اشرف جامِ ہوّیت سے مئے نوش ہوا۔ مئے کی مستی میں ھو کی ضرب لگاتے ہیں۔ اگر مئے کی مستی نہ ہو تو ہر گز اسکا دل ایسا اس کے

اسرار سے بے قرار نہ ہوتا مئے کی مستی سے جامِ مئے میں گرا۔ حریفان پر ھو کے بذمِ مئے میں، میں نے دوسروں کے طفیل پر مئے گرایا۔ مئے پی کر مستی نہ کر۔

مبتدی بنسبت منتھی کہتے ہیں۔ اور تمکین بنسبت تلوین تلاش کرتے ہیں۔ اگر مبتدی اور منتھی نہ ہو تو کیا تلوین اور کیا تمکین ہے۔ یہ عجب دریا ہے۔ نہ ساحل ہے اور نہ صحرا ہے۔ بغیر اُترے ایک نفس اُستاد ہے اگر نفس کو یارِ راہ کے حصُول کی انتہا کیلئے اور درگاہِ حصول کیلئے لگا دے تو اس کے گنج سے گنج نشین اور اس کے جوہر سے جوہر نشین ہو جائیگا۔

﴿ مثنویات ﴾

پرورش آموختگانِ ازل * مشکل ایں حرف نکردند حل

کز ازلش علم چہ دریاست ایں * تا ابدش ملک چہ صحراست ایں

ترجمہ: اول سے اسکی پرورش سکھانے والے نے اس مشکل کو حل نہیں کیا۔ اُسکے ازل سے علم، یہ کیسا دریا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ابد سے ملک اسکا صحرا کیسا ہے۔

اے عزیز اختیار کا لگام ہاتھ پر نہ ہو اور عنان اقتدار دھونے میں نہ ہو۔ ورنہ یہ کلام ناگفتہ بہ ہے۔ بیت

ایں چہ زبان دانی و نادانیست * گفتہ و ناگفتہ پیشمانیست

ترجمہ: یہ کیا زبان دانی و نادانی ہے۔ کہ گفتہ و ناگفتہ پشیمان ہیں۔

۱۸واں مکتوب

(صلوٰۃ پنجگانہ کے بعد ذکر اور شیخ کے بتائے ہوئے وظائف پر مداومت کا بیان)

اے برادر اعزارشد مجمع المکارم شیخ آدم رَزَقَہُ اللّٰہُ حصول آوردہ' درویش اشرف کی جانب سے دعائے دردمندانہ و سلام مشتاقانہ قبول فرمائیں۔آپ نے جو کچھ نماز پنجگانہ کے بعد ذکر اور اجرائے نماز کیلئے محبت سے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے سے متعلق استفسار کیا ہے۔آپ حضرت قدوۃ الکبرا ی(حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) کے فرمان کے موجب اس کا ورد جاری و ساری رکھیں۔ اگرچہ بعض موالئی روزگار اور کچھ علمائے دیار بحث کرتے ہیں کہ جائز نہیں ہے۔بلکہ (آپ جس اعراب پر کلمہ و دعا کا ورد کرتے ہیں وہ لوگ) کفر کی حد تک مسئلہ کو لے جاتے ہیں۔اے بھائی جس ذکر اور اوراد کا حکم آپ کو دیا گیا ہے۔آپ بغیر گفت و گوئی کے اس پر مواظبت کریں۔ اور کسی بے ہودہ اور لغو باتوں کی طرف التفات نہ کریں۔

آیا ہے کہ حضرت شیخ نظام الحق والدین نے گوہرِ دریائے توحید و جوہرِ کانِ تفرید حضرت شیخ فرید قدس اللہ روحہ سے دعا سیکھی۔اور ان کے فرمان کے موجب ہر صبح و شام اس دعا کی مواظبت فرماتے تھے۔ اسی دوران ایک فاضلِ عربی آئے۔اور انھوں نے غور سے اس دعا کو سماعت فرمایا۔اور اس میں اعراب کی غلطی بتائی۔اور کہا کہ آپ جس جگہ کسرہ (زیر) پڑھتے ہیں وہاں فتحہ (زبر) ہونا چاہیئے۔ حضرت شیخ نظام الحق والدین نے فرمایا کہ میں اعراب میں کوئی تغیر نہیں کرسکتا ہوں۔ کیونکہ یہ دعا میں نے پیر سے سیکھی ہے۔اعراب تبدیل

کرنے سے اولاً مجھے پیر کی خطا تسلیم کرنی پڑیگی۔ اور پیر کے ہنر کو معیوب بنانا پڑے گا۔ اور یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ قطعہ

کسانیکہ ہستند اہل صواب * ہویدا نگردد ازاں تا خطای
صوابست خطایائے صاحبدلاں * اگر بنگرد نیک پاکیزہ رای

ترجمہ: جو اہل صواب ہو۔ اس سے خطا نہیں ہوتی۔ صاحبدلوں کی خطائیں بھی صواب ہے۔ اگر نیک وپاکیزہ رائے ہو۔

حضرت شیخ و سلطان المشائخ اس متعلم کو قراتِ دعا و تلاوتِ ثنا کی ترغیب پر نہیں ابھارا۔ اور خود اس دعا کو پابندی سے پڑھتے رہے۔ چند دنوں کے بعد تبحر دانشمند و متبصر خردمند دارالخلافہ دہلی آئے۔ فاضلوں و عالموں کی نشست ہوئی اتفاق سے اس نشست میں اس دُعا کے اعراب میں تقریب اور اس ثنا کے سخن میں استصواب ظاہر ہوا استنباطِ مسائلِ عربیہ وار تباطِ عوامل نحویہ کے بعد فرمایا کہ کسرہ کا تغیر فتحہ سے اور جر کا تغیر زبر سے نہیں کرتے۔ اس لئے اس جگہ پر کسرہ صحیح ہے۔ اور وہ قرأتِ ملیح ہے۔ جسے فوائدِ رشتہ توحید و جواہر خیطہ تفرید حضرت گنج شکر فرید نے تلاوت فرمائی ہے۔ قطعہ

ز دریائے عرفان کہ ریزد گہر * اگر ز آسمان در کف ارد گہر
چو گوہر فتد زیر دبالا ز ہم * نخواں زیر ہر در دگوہر زیر

ترجمہ: دریائے عرفان سے گوہر گرتا ہے۔ اگر آسمان سے ہتھیلی میں گوہر آئے۔ جب گوہر زیر وبالا سے گرتا ہے۔ تو تُو ہر دُرّد گوہر میں زیر پڑھ۔

پس مناسبِ حال یہ ہے کہ زمرۂ حساد کے مقدمات و فرقہ عناد کے توہمات کی طرف توجہ نہ کرے۔ اور ایسی جماعت کی طرف جو فضیلت سے خالی

اور مثل میں عاری ہو۔ التفات نہیں کرنا چاہیئے۔ فراغتِ نماز کے بعد ذکر لا الہ الا اللہ کے بارے میں چند مقدمہ بیان کرتے ہیں جس سے اسکا جواز بلکہ واجب تک ثابت ہو جائے گا۔ اس مکتوب کے درج میں گوہر و جوہر اُس شخص کیلئے ظاہر نہیں ہو گا۔ جو تعصب و نفوق، تعتب و تعنف رکھتا ہو گا۔ اس نفائسِ نصائح کو جواہر اور زواہر مرائح کے گوہر کو حاصل کرنے کیلئے غور و فکر سے کام لو۔ قطعہ

درو گوہر از درج دین پروری * کہ خود بر کشیدہ بخیط صفای

چہ نیکو چو در گوش آد ىختند * چنیں زیور گوش ہوش برای

وگرنہ چناں رشتۂ پرزور * بنہ در دل درجگ جان برای

ترجمہ: درج سے در و گوہر دین کی اشاعت کرنے والے نے صفا کے دھاگے کو خود کھینچا ہے کان کی نیکی یہ ہے کہ تو اس سے دین کی باتیں غور سے سُنے وگرنہ پُرزور کا ایسا رشتہ رکھ کہ دل میں جان آجائے۔

وَاِذْلَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ [1] وَمَنْ يَّكُ ذَا تِهِمْ مَّرِيْضًا يَجِدُ مِرَارَةَ الْمَاءِ الزَّلَالِ۔ اور جب اس سے ہدایت یافتہ نہ ہوئے تو عنقریب کہیں گے یہ پُرانا بہتان ہے۔ اور جو اُن کی ذات کا مریض ہو گا۔ تو وہ پانی میں بھی مزہ پائیگا۔ اَللّٰهُ الْمُوَفِّقُ بِالسَّدَادِ وَ هَادِيُ اِلَى الرَّشَادِ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِهِ الْاَمْجَادِ۔

جاننا چاہیئے کہ فرائضِ نماز کے بعد لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا مستحب و افضل ہے۔ اور ہر شخص کو چاہیئے کہ فعلِ مستحب کو بھی اپنائے کیونکہ اسکے کرنے

---

[1] پ ۱۸ سورہ نور۔

سے نیکیاں زیادہ ہونگی۔ اور ترک کرنے میں تقصیرِ صواب ہے۔ ایسی تقریر سے گُریز ہی کرنا چاہیئے جس سے لوگ ذکر کو ترک کریں۔ قطعه

چو یزداں در چنیں درج دہانت * نہادہ گوہرے دریائے مذکور

چرا از جان چناں گوہر بریزے * پس از ہر پنج گنج سپنج منشور

ترجمہ: جب تیرے دہان کے درج میں اللہ تعالیٰ نے ایسا موتی رکھا جیسے دریائے مذکور کا گوہر۔ تو کیوں نہ ایسی جان سے گوہر گراتا ہے۔ پس ہر پانچ خزانے سے مہمان پھیلا۔

ع۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ قَالَ الْاَشْرَفُ اِذَا اَدَّیْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَفَرَغْتُمْ عَنْ اَدَائِهَا فَاذْکُرُوْا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو۔ کھڑے، بیٹھے، اور کروٹوں پر لیٹے۔ (حضرت) اشرف نے فرمایا۔ جب تم نماز ادا کر لو اور اسکی ادا سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی یاد کرو۔

تو جان کہ فاذکروا خاص لفظ ہے جو معنیٰ مخصوص کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ وَهُوَ طَلَبُ الْفِعْلِ بِالْمَصْدَرِ اَیْ طَلَبُ ذِکْرٍ وَ تَحْصِیْلِهٖ۔ ترجمہ: اور وہ مصدر سے فعل طلب کرنا ہے۔ یعنی ذکر کی طلب اور اسکی تحصیل۔ پس اس آیتِ کریمہ کے تحت ہر نماز کے بعد حکم ہے کہ اُسکا ذکر کیا جائے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ امر ندب کیلئے ہے یا ایجاب کیلئے ہے۔ تو انشاءاللہ یہ بحث عنقریب آئے گی اربابِ لغت کا اجماع اور اصحابِ صحت کے اقوال سے ثابت ہے کہ فاتعقیب مع الوصل کیلئے آتا ہے۔ اور یہ بحث عام کتبِ نحویہ اور خاص مبحث عربیہ میں مذکور ہے۔ للٰہذا اس

ع۱ پ ۵ سورہ نساء ۱۰۳۔

معنی کا تقاضہ یہ ہوا کہ نماز کی فراغت کے فوراًبعد ذکر کرنا چاہیئے۔ اسکے علاوہ امام زاہد فرماتے ہیں کہ تمام اوقات و اکثرِ حالات میں بھی آیتِ مذکورہ سے ذکر کرنا ثابت ہے۔ نماز کے فراغت کے فوراًبعد تسبیح و تہلیل و تکبیر سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیئے صراح میں تہلیل کا معنی لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا ہے۔ قاموس میں بھی اسی طرح ہے اسکے علاوہ تفسیر میں آیا ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفْضَلُ الذِّکْرِ بَعْدَ الْقُرْآنِ قَوْلُ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کے بعد افضل ذکر لا الہ الاّ اللہ محمدالرسول اللہ کہنا ہے۔ تفسیر میں اسکا معنی یہ ہے کہ وَهُوَ ذِکْرُ بِاللِّسَانِ وَالدُّعَاءُ بِنُصْرَةٍ۔ یعنی زبان سے ذکر کرنا اور خدا سے مدد چاہنا ہے۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا فَرَغْتُمْ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاذْکُرُوْا اللّٰہَ بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ عَلٰی اَیِّ حَالٍ کُنْتُمْ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔ ترجمہ: اور بعض نے کہا کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر قلب اور لسان دونوں سے کرو جس حال پر تم رہو۔ خواہ کھڑے رہو یا بیٹھ کر یا کروٹ۔

اُس زمانے میں جب مجھے حق تعالیٰ نے کعبہ شَرَّفَهُ اللّٰہُ تَکْرِیْمًا وَ تَعْظِیْمًا کی زیارت سے مشرف فرمایا اور انواعِ عرفان سے معروف فرمایا۔ ایک شب حرم میں تھا کہ عربی خزانے میں سے ایک شخص دیوارِ کعبہ سے لگ کر کبھی ذکر کرتا اور کبھی قرآن پڑھتا ہمراہی میں سے کسی نے کہا کہ عرب والے اس حالت میں سعادتِ ذکر اور قرآنِ کریم کی تلاوت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُس شخص نے اس حالت میں ہمراہی کی طرف چہرہ کیا اور کہا یَا اَیُّهَا الاٰفَاقِیُّ لَا تَسْمَعُکُمْ آیَتَ الْبَاقِیُ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔ ترجمہ: اے آفاقی باقی

آیت تم نہیں سنتے پس اللہ کو تم یاد کرو درآں حالے کہ قیام قعود اور کروٹ پر میں نے کہا۔ سبحان اللہ کیا خوب ولایت سے ہم آئے کہ مبحث کے سر پر مدارک میں مدرک موالئِ ہند پیشتر ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ ای فرغْتُمْ مِنْھَا فَاذْ کُرُوْاللّٰہَ اَیْ دُوْمُوْعَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَ حْوالِ۔ ترجمہ : پس جب تم نماز پڑھ لو یعنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو یعنی جمیع حالات میں اللہ کے ذکر پر مداومت کرو۔ تفسیر کشّاف والے کہتے ہیں۔ فَادِیْمُوْاذِکْرَ اللّٰہِ مُھَلِّلِیْنَ وَمُکَبِّرِیْنَ وَمُسَبِّحِیْنَ وَاَعِیْنِ بِالنُّصْرَۃِ وَ التَّائِیْد فِیْ کَا فَّۃِاَحْوَا لِکُمْ قِیَامٍ وَقُعُوْدٍ۔ ترجمہ : پس تم سب اللہ کے ذکر پر تہلیل بیان کرنے والے، تکبیر کہنے والے اور تسبیح کرنے والے ہو کر مداومت کرو۔ اور اللہ کی نصرت و تائید اپنے تمام احوال یعنی قیام اور قعود میں طلب کرو۔

اگر کوئی کہے کہ یہ آیت صلوۃ الخوف کے شانِ نزول میں ہے۔ تو میں اس کا جواب دونگا کہ اَلْعِبْرَۃُ لِعُمُوْمَ اَلّلفْظِ لاَ لِخُصُوْصِ الْحَادِثَۃِ۔ یعنی عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خصوصی واقعہ کا۔ صاحب قشیری کہتے ہیں۔ اَلْوَظَائِفُ الظَّاھِرَۃُ مُوَقَّتَۃٌ وَحُضُوْرُ الْقَلْبِ بِالذِّکْرِ مُدَامًا بِاللِّسَانِ فَوَقَّتًا دُوْنَ وَقْتٍ وَاَمَّا بِالْقَلْبِ فَاِیَّا کُمْ وَالْغَیْبَۃَ مِنَ الْحَقِیْقَۃِ مُحِطٌ کَیْفَ ما اِخْتَلَفَتْ بِکُمْ اْلاَحْوَالُ اَمَّا الذِّکْرُ کَیْفَ کُنْتُمْ وَکَمَا کُنْتُمْ۔ ترجمہ : وظائفِ ظاہری وقت کے ساتھ مؤکد ہے۔ اور حضورِ قلب ذکر کے ساتھ۔ اگرچہ ذکر باللسان مؤقت نہ ہو وقت کے ساتھ۔ پس تم حقیقتِ ذکر سے غیب ہونے سے بچو تمہارے احوال اس سے مختلف ہیں۔ اگرچہ ذکر جیسے تم رہو یا جیسے تم تھے۔ قطعہ

بہر حالے کہ باشد ذکر گوید * بہر جائیکہ آید راہ پوید

نہ دل خالی زیاد او باید * زبان راہم پی ذکر او سراید

زبان و دل چو باہم یار باشند * بظاہر و باطن اندر کار باشند

چہ ظاہر باطن از ہم کوی ای دوست * ز مغز و پوست بر خیزی ہم اوست

چو اشرف از وجود خویش بر خاست * تمامی مغز و پوست از دوست اراست

براہ بندگی لطف خدای * چنین باشد اگر تو در خود آئی

ترجمہ: ہر حال میں اُسکا ذکر کرنا چاہیئے اور ہر جگہ اُس کی یاد ہونی چاہیئے۔ نہ دل خالی ہو اُس کی یاد سے نہ زبان اُس کے ذکر سے رُکے۔ زبان اور دل جب باہم دوست ہو جائے تو ظاہر و باطن کے اندر کام ہو گا۔ کیا ظاہر و باطن ہیں۔ اے دوست مغز و پوست وہ سب اُٹھا ہے۔ جب اشرف اپنے وجود سے اُٹھا تو تمامی مغز و پوست دوست کیلیئے آراستہ کیا۔ بندگی کیلیئے لطفِ خدا سے ایسا ہو کہ تو خود میں آ ئے۔

حضرت خواجہ خواجگانِ ما فرماتے ہیں کہ دارائے روزگار کے حضور و خدائے کامگار کے مرور کے مشاہدہ سے آبِ مشکیزہ کبھی نہیں بھرنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ اُسکی یاد کرتے رہنا چاہیئے۔ اور اسکے ملاحظہ سے اپنی نگاہ کو کھینچے رکھنا چاہیئے تا کہ باطن ماء الحیات میں تُو کوشش کرتا رہے۔ قطعہ

ز دریا آب در ہر جوی رفتہ * نگاراز خواب در ہر کوی خفتہ

چوں باہم آب خور د آب جویند * ہمدیگر حدیثِ خواب گویند

بہم در آنچنان از جست و جویند * چناں در ہم شد از گفت و گویند

کہ آب از طرف دل ہر گز نریزد * حبیب از پای دل ہر گز نخیزد

اشرف از آب ہر گز سیر نبود * ز دریا خاک خیز د دیر نبود

نہنک آب دریا شام دارد * زخور کاسہ بصبح شام دارد

ترجمہ: دریا سے پانی ہر حصے میں پہنچا معشوق خواب سے ہر کوچے میں سویا۔ جب باہم پانی پینا ہوتا ہے تو پانی تلاش کرتا ہے۔ جب ایک دوسرے سے بات کرتا ہے تو خواب کی بات کہتا ہے۔ اُس جگہ باہم جستجوئی سے ایسا درہم ہوا گفتگوئی سے کہ طرفِ دل سے پانی ہرگز نہیں گرتا۔ پائے دل سے حبیب ہرگز کھڑا نہیں ہوتا۔ اشرف آپ سے ہرگز سیر نہ ہوا۔ دریا سے مٹی چاہتا ہے۔ گنبد نہیں بنا۔ آبِ دریا کا مگرمچھ شام کا کھانا رکھتا ہے۔ کھانے کے پیالہ سے تُو صبح و شام کھا۔

کہا گیا ہے کہ نماز میں بندہ اپنے گناہوں کو سر پر لیکر آتا ہے۔ مگر نماز کی برکت سے وہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور بندہ کیلئے تجدید ایمان کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح نیاز کفرانِ نعمت یا فقط کفر کو مٹاتی ہے۔ جو کہ کفر کو مؤکد کرنے کا سبب ہوتا ہے۔ ارباب دانش کا کیا خوب ادراک ہے۔ اور اصحاب بنیش نے کیا خوب کہا ہے۔ اے عزیز تم اس طریقے پر نماز کے واجبات و سنن وآداب بجا لاؤ کہ مذکورہ انعام تمھیں مل سکے۔ اور مکروہات سے اجتناب کر سکو۔ لیکن اس کے باوجود اگر نماز میں کوئی کوتاہی رہ گئی ہو تو بعد نماز فورًا لا الہ الااللّٰہُ محمد رسول اللّٰہ کہنا چاہیئے کہ اللّٰہ تعالیٰ اس ذکر کی برکت سے کوتاہیوں کو معاف فرمادے۔ اس لئے نماز کے بعد کلمۂ نفی و اثبات کہنے میں کیا مضائقہ ہے۔ قطعہ

بندہ ہماں کہ بتقصیر خویش * عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش * کی بتواند کہ بجا آورد

ترجمہ : بندہ وہ ہے جو اپنی تقصیر کا عذر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لائے۔ ورنہ تُو نے اللہ کی شان کے لائق کب بجا لایا ہے۔

بس یہ عذر دریائے انکسار کا گوہر ہے۔ اور تقصیر ظاہر کرنا اختصار کے کان کا جوہر ہے جسکا نتیجہ عبادت کی قبولیت اور اس ثمر وصولِ سعادت ہے۔ یہ وہ نصیحت ہے جس سے عابدانہ عبادت سے سربلند ہوتا ہے اور اس سے تلاش ظاہر ہوتی ہے۔ یہ وہ افتخار ہے جس سے مجاہدانہ جلادت کے استقصاء سے سبک دوش ہوتا ہے۔ اور اسکی کوتاہی پر کوئی کھڑا نہیں ہوتا۔ قطعہ

گراز چنیں جواہر کزگان حسرت آید * آب خزف فروشی ریزد عجب نباشد

دراز چنیں لالی کز بحر دل برآمد * بازار شب فروشی خیزد عجب نباشد

ترجمہ : اگر ایسے جواہر سے جھکنے والے کو حسرت آئے۔ ٹھیکری فروش کا پانی گرے کوئی عجب نہیں۔ ایسے لالی سے موتی بحر دل خم کر کے ظاہر ہو۔ شب فروشی کا بازار گرم ہو تو کوئی عجب نہیں ہے۔

وَلَوْلَمْ سَلّمْ اور اگر تسلیم نہیں ہے۔ کہ نمازِ مفروضہ کی ادائیگی میں کوئی تقصیر نہیں ہوئی جب بھی یہ نعمت ہے۔ اور اطمینانِ حامد ہے۔ کہ ہر ایک کو میسر نہیں آتا۔ صد ہزار رحمت جانِ سعدی و شیرازی پر کہ اُنھوں نے اسکی خبر دی۔ قطعہ

در وحدت سفتند از بعد نماز * ہست در بازارِ دین یک دانہ

کئی بود در خور داے زداین نماز * روبکن توفیق راشکرانہ

ترجمہ : نماز کے بعد وحدت کے موتی کا پرونا دین کے بازار میں ایک دانہ ہے! تو کب اس دانے کو کھائے گا۔ چہرے سے توفیق کیلئے شکر بجا لا۔

نقل ہے کہ حضرت رسالت پناہ و جناب نبوت دستگاہ ﷺ راتوں میں

اس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ قطعہ

چناں راند در راہِ کوشش جماز * کہ پائے مبارک گرفتہ ورم

نشب آرمیدے زکار خدای * نروز از تمنائے جان پرورم

ترجمہ: کوشش کی راہ میں آپ ﷺ اس قدر تیز چلتے کہ آپ کا قدم مبارک متورم ہو جاتا۔ نہ رات میں خدا کے کام سے آرام فرماتے اور نہ دن میں اپنی جان کیلئے کوئی تمنا کرتے۔

کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذنبہائے ماتأخر اور جریانِ ماتقدم کو معاف فرما دیا ہے اور آپ کو میزانِ غایتِ نبوت اور اوج ہدایتِ ولایت پر بلند فرمایا ہے پھر اس قدر اپنے آپ کو کیوں رنج و محنت ڈالتے ہیں۔ قطعہ

بگفت اے برادر زاحسان و لطف * چو بخشیدہ عصیانِ مارا خدای

نباید بباید مرا از سپاس * زنعمت کہ بخشیدہ بے انتہای

ترجمہ: کہا اے بھائی لطف و احسان سے کہ جب اللہ نے ہمارے عصیان کو معاف فرما دیا ہے۔ تو مجھے اُسکی تعریف کرنی چاہیئے۔ کہ اُس نے مجھے بے انتہا نعمت عطا فرمائی۔

دوسری دلیل قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ[1]۔ ترجمہ: اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے۔ اس کی پاکی بولو۔ سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو۔ اور نمازوں کے بعد۔ تفسیرِ مدارک میں ہے۔ التَّسْبِيْحُ مَحْمُوْلٌ تنزية عن العجز النُّجُوْمِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ اَوْعَلٰى

---

[1] پ ۲۶۔ ق.

الصَّلٰوۃِ وَ اَدۡبَارَالسُّجُوۡدِ فِیۡ آثَارِ الصَّلٰوۃِ کَذَافِیۡ الۡکَشَّافِ وَالۡمَشَارِقِ اَبُوۡ هُرَیۡرَۃَ مَنۡ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیۡ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃِ الۡمَکۡتُوۡبَہ بَہٖ ثَلٰثاً وَّثَلٰثِیۡنَ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلٰثاً وَّ ثَلٰثِیۡنَ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلٰثاًوَّ ثَلٰثِیۡنَ وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلٰثاً وَّ ثَلٰثِیۡنَ فَتِلۡکَ تِسۡعَۃٌ وَّتِسۡعُوۡنَ قَالَ تَمَامُ الۡمِأۃِ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہ وَلَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٍ غُفِرَتۡ لَہٗ خَطَایَاہٗ وَاِنۡ کَانَ مِثۡلَ زَبَدِ لۡبَحۡرِ۔ ترجمہ : تسبیح محمول عجز سے پاکی پر النجوم اپنے ظاہر پر ہے۔ یا نماز پر۔ ادبار السجود سے مراد آثارِ الصلٰوۃ یعنی نماز کے بعد اسی طرح کشاف اور مشارق میں ہے۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر صلٰوۃِ مکتوبہ کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے پس یہ ننانوے ہونگے اور ۱۰۰ پورا کرنے کیلئے لا الہ ا لاّ اللہ الخ پڑھے اُس کی تمام خطاؤں کو معاف کردیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہو۔

غور کرنا چاہیئے کہ یہ عین ذکر ہے۔ یا غیر ذکر۔ لا الہ الا اللّٰہ افضل الذکر ہے۔ اس سے منع کرنا اور نامشروع کہنا خطائے محض ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جو لوگ منع کرتے ہیں۔ ان کے پاس بھی کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوگی۔ تو کہنا چاہیئے کہ کتاب' سنت اور اجماع سے کوئی مستند روایت ان کے پاس نہیں ہے۔ ان کے پاس کونسی مستند روایت ہے یا. صحیح روایت ہے۔ جس سے انھوں نے منع کامسئلہ استنباط کیا ہے۔ کونسے علمائے عصر و فضلائے دہر ہیں جنھوں نے اجماع کیا ہے۔ اور کونسے واثق راوی کا قول موجود ہے کہ بعد فراغتِ نماز تہلیل و استغفار منع ہے۔ لہذا ادائے نماز کے بعد جو ذکر کرتے ہیں۔ کرتے رہیں۔ نماز میں کوئی قباحت نہیں آتی۔ جاننا چاہیئے کہ یہ استدلال علمائے تبحر اور سند استعمال فضلائے

متفخر نہیں ہے۔ کتب اصول شرعیہ و منتخب وصولِ عربیہ میں جو کچھ ہے رجوع کرو۔ هَلْ هُوَ فَاسِدٌ اَمْ لاَ یعنی کیا وہ فاسد ہے یا نہیں ؟ اگر ان اصحاب انصاف کے زمرہ سے اور ان ارباب اعتراف کے فرقہ سے ذکر کے ثبوت پر قول ہو۔ تو قبول کر لینا چاہیئے۔ ورنہ التفات نہ کرنا چاہیئے۔ قطعہ

جواہر بالماس جان سفتہ شد * کہ آمد زکان نصیحت بروں

اگر گوش دارد بود زیورش * وگر بے نیابد چخیدن کہ جوں

ترجمہ : الماس سے جواہر جان سفتہ ہوئے۔ کہ اس کان سے نصیحت آئی۔ اگر کان اس کے زیور رکھتے ہوں وگرنہ اس سے اسطرح کوشش نہیں ہو گی۔

یہ فقیر دائرۂ روز گار و پرکاروار کی خدمت میں تیس سال رہا اور اکثر حالات میں معمورۂ اقطار کا موتی ان سے پہنچا۔ اور اطرافِ ولایت کے مشائخ و اکنافِ ہدایت کے رواسخ کی صحبت میں رہا مگر کسی کو بھی بغیر تسبیح و ذکرِ کلمہ لا الہ الا اللہ اور تہلیل و فکر کے علاوہ نہیں پایا۔ خاص طور پر صوفیہ کبرویہ اور طائفۂ علائیہ سمنانیہ ادائے فریضہ کے بعد زادِ فتحیۃ مشائخیۃ اطرافیۃ کے اشتغال رکھتے ہیں۔ قطعہ

ہر کہ بود و ہست در راہِ خدای * میروند بر رسم و راہ دوستاں

می کنند در راہِ او جوش و خروش * خواہ باشند از خراسان خواہ از ہندوستان

ترجمہ : جو کوئی راہِ خدا میں تھا اور ہے۔ دوستوں کے رسم و راہ پر چلتا ہے۔ اُس کی راہ میں جوش و خروش ہوتا ہے۔ خواہ وہ خراسان میں ہوں یا ہندوستان میں۔

۹ اواں مکتوب

(مسئلہ وحدت الوجود میں موافقت رکھنے والے صوفیائے
کرام اور مخدوم پاک کی بعض تصانیف کا بیان)

برادرِ دین و دوارِ یقین شیخ محی الدین اَوْصَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِمَدَارِجِ الْمُحَقِّقِیْنَ (اللہ تعالیٰ انھیں محققین کے مدارج تک پہنچائے) درویش اشرف کی جانب سے سلام دعائے درویشانہ قبول فرمائیں۔ اکابرِ متقدمین سے وحدت الوجود میں گفت و گوئی و اماثر بالین سے یگانۂ مقصود میں جست وجوئی مقاماتِ صوفیا میں موجود ہے۔ مکاتباتِ طائفۂ عالیہ اہلسنت وجماعت کے بزرگوں کے نہج پر کہتے ہیں۔ اور دین و دیانت کے مقاصد اس راہ میں تلاش کرتے ہیں۔ مشائخ روزگار میں سے کسی کو بھی اس میں شبہ نہیں ہے۔ بلکہ اصحاب صفوۃ کا مدار و اسرارِ اربابِ وحدت کی مقدار اسی سے ظاہر ہے۔ قطعہ

کسے کو صاحبِ وحدتِ وجود است * زمیدانِ حقیقت بردہ گوئی
دیگر پیچیدہ در چو کان کثرت * فتاد از بخت بدور گفت گوئی

ترجمہ: جو صاحبِ وحدت وجود ہے میدانِ حقیقت کے غلام سے تو کہہ دے کہ دیگر کثرت کے کان میں پیچیدہ ہے تقدیر سے گفت گوئی میں پڑے۔

کچھ گفت گوئی اودیائے وحدتِ وجود و شیخ الشیوخ کے مابین سے عبد الرزّاق کاشی نے نقل کی ہے۔ اور جست و جوئی کی کچھ خبر یگانۂ مقصود اور شیخ الرّسوخ علاؤالدّولہ السمنانی کے مابین سے نقل کی ہے۔ اس فقیر نے زبدۃ السلاطین میر اقبال سیستانی کو کئی مکاتبات ومراسلات بھیجا۔ اور اس میں مسئلہ کی

توفیق بروجہ احسن اور طائفہ صوفیا کی پسندیدہ راہ بیان کیا ہے۔ قطعہ

زہے دولت کہ درارباب تحقیق * نباشد در رہ دین گفت و گوئی
اگر در رشتۂ دین پیچ اُفتد * بباید کرد در وے جست و جوئی
دراز دریائے وحدت برکس آور * کہ بیامایند کہ خیزد ھای ھوی

ترجمہ : اربابِ تحقیق میں کیا خوب دولت ہے۔ دین کی راہ میں گفت و گوئی نہیں ہے۔ اگر رشتۂ دین میں پیچ پڑ جائے تو چاہیئے کہ اُس میں جست و جوئی کرے۔ وحدت کے دریا سے ہتھیلی پر موتی آیا۔ تو اُسے ظاہر کرنے کیلئے آگے آ۔

اس مسئلہ میں آں برادر کو جست و جوئی چاہیئے تو اپنے ساتھیوں سے گفت و گوئی کرے۔ خاص طور پر اعزارشد فخر الخلفاء السنی شیخ نظام الدین حاجی یمنی کو بھی اپنی بیقراری بتاؤ جن مقدمات کو تم نے اس درویش کے پاس بھیجا ہے۔ اُن میں سے ایک ایک مقدمہ پر حجج و براھین کی روشنی میں دس دس جواب باصواب ارسال کر سکتے ہیں۔ اصحابِ توحید کے مطابق اور ارباب کے موافق قرآنِ کریم سے دلائل لکھ سکتے ہیں۔ میں نے بھی فخر الاسلام شیخ بہرام کے مکاتبات میں و نور الانام درویش بہرام کے مراسلات میں بہت سے دلائل قائم کیا ہے۔ اور اجوبۂ مرغوبہ اس مسودہ سے بعینہ اس درویش کے ملفوظات و مقاماتِ لطائف میں درج کیا ہے۔ اور زندگی سے کچھ گراں مایہ بلکہ ایام سے کچھ سرمایہ ترتیب و ترکیب میں اراداتِ غیبی و الہاماتِ لاریبی سے جمع کیا ہے۔ قطعہ

چہ دولت کہ گوہر ز دریائے دین * بر آرد کسے از کفِ اہتمام
بجائے خود آں جوہراں سمین * بر اموود در رشتۂ التیام

ترجمہ : دین کے دریا سے کیا خوب دولت ظاہر ہوئی۔ کسی کے کفِ

اہتمام سے اپنی جگہ وہ جوہر قیمتی ہے۔ آراستہ ہوا رشتۂ التیام میں۔

اس وادیہ سے ہر شخص کیلئے داعیہ تحقق سخن رکھتی ہے۔ اور جو باعث توثیق ممکن ہو اسے طلب کرنا چاہیئے۔ فَلْیَطْلُبْ ثَمَّہٗ۔ بدایتِ حال و براعتِ استعجال میں کہ فقرائے علائس کی رایات (جھنڈے) وغربائے والائی کی سنجقات (جھنڈے) دیار ہندوستان میں نزول فرمایا۔ مشائخ و رواسخ میں سے ہر ایک اس فقیر کے پاس خوش ہو کر آئے۔ اور کبھی کبھی بمقتضائے کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ[1] معارفِ توحید و عوارفِ تفرید سے باہم کلام کیا۔ اکثر اوقات مصطلحات پر گفتگو ہوتی۔ اکثر یارانِ ہند اصطلاح صوفیہ و ایضاح طائفہ علیّہ نہ جانتے تھے۔ اس لئے ضرورت پیش آئی کہ مختصر اور جامع طور پر چند رسائل ترتیب دے دیئے جائیں۔ چنانچہ میں نے بشارت الاخوان' فوائد الاشرف' اشرف الفوائد' تنبیہ الاخوان اور بشارت الذاکرین میں اصطلاحات وغیرہ بیان کیا ہے۔ مراۃ الحقائق اور کنزالد قائق اور اس کے امثال جناب شیخ قیام الدین شاہباز جو کہ اصحاب طیوران ثلثہ سے ہیں۔ کمیت اصطلاح سے استفسار و کیفیت اصلاح سے استقرار کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس فن شریف و سخن لطیف (وحدت الوجود) کے بانی حضرت قطب المحققین ولب المدققین شیخ محی الدین العربی الطائی الاندلسی ہیں۔ اور ان کے اصحاب یعنی حضرت شیخ صدر الدین القونیوی' حضرت شیخ اصیل الدین القیلوی اور حضرت شیخ موید الدین جیدی کو اتفاق پڑا۔ کہ سیر روزگار و گردشِ روئے زمین ناہموار بجانب بغداد جانا پڑا۔ تو قریب کے قبیلہ سے کچھ لوگ جمع ہوئے۔ اور کہا کہ یہ سب سلسلہ اکبریہ کی طرف

[1] پ ۱۸ سورہ مومنون ۵۳ ترجمہ: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے خوش ہے۔

منسوب ہیں۔ اس لئے ان سے وحدۃ الوجود کے بارے میں تحقیق طلب کی جائے۔ یارانِ اہل و مصاحبان فضل نے فصوص الحکم کا درس دینا شروع کر دیا۔ ہر چند کہ ہم نے بھی اعلم العلماء و اعظم الاولیاء صدر الدین قونوی کی خدمت سے فصوص کے بارے میں کچھ فائدہ حاصل کیا۔ ان یاران سے بھی استفادہ کیا۔ اور بعض مقاماتِ فتوح مکیہ کے بارے میں استفسار بھی کیا۔ اَجَرَهُمُ اللّٰهُ بِدِقَّتِهِمْ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے دقیق فہم پر اجر عطا فرمائے۔

۲۰واں مکتوب

(لفظِ عذاب پر تحقیقِ انیق کا بیان)

نتیجۃ السادات صحیح النسب وسلالۃ النقبات ملیح الحسب مفخر الاعیان میر صدر جہاں اَوصَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَجْمَلِ الْحَقَائِقِ وَاَکْمَلِ الدَّقَائِقِ (اللہ تعالیٰ انھیں اجمل حقائق واکمل دقائق سے منزلِ مقصود تک پہنچائے) درویش اشرف کی جانب سے سلامِ مشتاقانہ و دعائے شوق انجام درویشانہ قبول فرمائیں۔ نامہ و نمیقہ برادر میں حقائقِ مضمون کے استفسار سے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے۔ وہ فصوص الحکم کے غوامض کے کشف و حصوص الرحم کے لوامض کے شرف سے خامہ نے تحریر کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ کشفِ اسرار الٰہی و شرف انوار نامتناہی کہ علمائے ظاہر و فضلائے باہر اس میں چنداں مہارت نہیں رکھتے۔ اور نہ اسے تجویز فرماتے ہیں۔ آں برادر نے طائفہ علیَّہ سے ایک ماہر و زمرہ علیَّہ سے ایک مدرک کے درمیان مسئلہ ھذا کو رکھا ہے۔ قطعہ

گوہر دریائے عرفان اے عزیز * بر نتابد گوش ہوش ہر برای
در کسے در خورد ایں گوہر بود * باز نتواں داشت بر سر خدای

ترجمہ: اے عزیز عرفان کے دریا کا گوہر ہر ایک کیلئے روشن نہیں ہوتا۔ عام لوگوں میں یہ گوہر د موتی اٹھانے کی طاقت بھی نہیں ہے۔

فصوص الحکم کی عبارت کہ دوزخ میں عذاب نہیں ہے۔ اس پر غور و فکر کے بعد جو رموز منکشف ہوئے ہیں۔ اسے سپردِ قرطاس کرتا ہوں۔ بظاہر یہ جملہ اہل سنت و جماعت کے مخالف اور دین و دیانت کے بزرگوں کے قول کی

نقیض ہے۔ مگر تم اس درویش کی باتوں کو غور سے سنو۔ کلمہ عذوبیت اسمائے اضداد سے ہے۔ اور اس کا معنی آبِ شیریں (میٹھا پانی) و آتشِ سوز گیں (جلانے والی سخت آگ) ہے۔ کَذَا فِی الْقَامُوْس۔ ہر وہ لفظ جو دو معنی رکھتا ہو۔ صورتِ تاویل بھی رکھتا ہے۔ اسلئے ان کا (ابن عربی) کا جملہ بھی اپنے اندر تاویل رکھتا ہے۔ اگرچہ مجتہد کے یہاں اس کا معنی ثانی مشہور ہے۔ اور وہ لوگ اس لفظ سے معنی ثانی ہی کی طرف جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی دوست معنی اول کی طرف بھی جائے۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ اس جملہ سے معنی اول کی طرف اگر کسی کا ذہن نہ جائے تو کیا، کیا جا سکتا ہے۔ قطعہ

اگر در دریائے گوہر پزدہ * با صداف خاطر نیابد بجای
بنوعے دگرمی تواں دربسفت * اگر در خور گوش آید برای

ترجمہ: اگر دریائے گوہر میں سیپی میں اینٹ پکے۔ اور کسی کے خیال میں نہ آئے۔ دوسری صورت سے موتی کو پرو سکتا ہے۔ اگر کان سُستی میں آئے۔

مؤمنوں کی تخلیق نورِ جمالی سے ہوئی۔ اور کافروں کی تعلیق ظہورِ جلالی سے ہوئی۔ مؤمنوں کے بادشاہ کے عذار پر جمال روشن ہے۔ اور کافروں کے بادشاہ کے رخسار پر جلال موجود ہے۔ قطعہ

نور و نار جبہہ رخسارِ او * مؤمن و کافر ز نیک و بدربای
شیشہ و آئینہ دار دہر دو روی * نور نار جبہہ و رخسار ضای

ترجمہ: نور و نار اُس کے رخسار کے پیشانی مؤمن و کافر نیک اور بد ہر ایک کا چہرہ شیشہ رکھتا ہے۔ نور نوری کے رخسار سے اور نار ناری کے رخسار سے ظاہر ہوتا ہے۔

عروس جمالی حجرۂ بہشت میں روشن ہے اور شموسِ جلالی آتشِ مہر کی خمیر سے مطلع ہے کہ ناری کار خسار منار میں روشن موتی ہو تو کیا غریب ہے اور نوری کا عذار منار میں چمکے تو کیا عجیب ہے۔ قطعہ

نور در مشعلِ بہشت فروز * زگلستانِ رو در فشانست

نار در منقل گشت فروغ * مشعلہ افروز دو درخشان است

ترجمہ: نور مشعل میں باغ بڑھانے والا ہوا ہے۔ گلستان کا چہرہ روشن موتی ہے۔ نار مِنقل (انگیٹھی) میں فروغ پاتا ہے۔ دو درخشان سے مشعل روشن ہونے والا ہے۔

کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ قرآن میں ہے۔ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ۔ اور اُسی کی طرف امر کو لوٹایا جائے گا۔ آتشی خیز کیلئے نارستان میں اور آگ کی خمیر رکھنے والے کیلئے آتش جہاں میں کیا آزاد واضرار ہیں۔ قطعہ

گل آتشی روبر آتش فروز * ہمہ بوئے ریحان دہد در نہار

سمندر ہمہ شعلۂ آتشی * بہ از گل شمار و بہ گل زار خار

ترجمہ: آتشی رو کا گل آتش پر روشن ہوا وہ تمام دن میں ریحان کی بو دیتے ہیں۔ شعلۂ آتشی کا وہ سمندرِ گل سے گلزارِ خار شمار کیا جاتا ہے۔

اگر خاطرِ مولوی و ضمیر اخوی علمی مقدمات میں آئے تو اس کی دوسری صورت ہے۔ کیونکہ اصحابِ وحدت و اربابِ حقیقت کے نزدیک ایک ہی وجود ہے۔ اور تمام کائنات و جملہ موجوداتِ موجود کی ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ اس میں تعدد و تکثر تبدل و تغیر نہیں ہے۔ قطعہ

وجودِ مطلق و غیبِ ھویت * نباشد کثرت و تبدیل پیرآی
بیک منوال باشد او حقیقت * ازل را تا ابد پیوند آرای

ترجمہ: وجودِ مطلق اور غیبِ ھویت کثرت و تبدیل نہیں رکھتے۔ اس حقیقت کا ایک قانون ہے ازل کیلئے ابد تک اسی کی زیبائش ہے۔

ثواب و عقاب مقتضائے کثرت سے صواب و عذاب میں۔ متمنائے فرت سے دریائے وحدت میں اور بیضائے احدیت عارفانِ حقیقت و موحدانِ سریرت کی نظر میں بہشت و دوزخ باہم جراحت و راحت ملاتے ہیں۔ اگرچہ مقدمۂ انکار اخو کی خاطر احسن طریقے سے لائے۔ کیونکہ وحدت الوجود میں بھی کلام کر سکتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ موجوداتِ ممکنہ و کائناتِ متعینہ ایک اعتبار سے موجود اور ایک اعتبار سے معدوم باعتبارِ ثانی مقصود بالٰی ہے۔ اِعۡلَمۡ مَنِ اکۡتَحَلَتۡ عَیۡنُہٗ بِنُوۡرِ الۡحَقِّ یَعۡلَمُ اَنَّ الۡعَالَمَ بِاَسِرِّ ھَا عِبَادَ اللّٰہِ لَیۡسَ لَھُمۡ وُجُوۡدٌ وَّ صِفَتُہٗ وَ فِعۡلُہٗ اِلاَّ بِاللّٰہِ حَوۡلُہٗ وَقُوَّتُہٗ وَ کُلُّھُمۡ مُحۡتَاجُوۡنَ اِلٰی رَحۡمَةِ اللّٰہِ وَھُوَ الرَّحِیۡمُ وَمِنۡ شَاۡنِ مَّنۡ ھُوَ مَوۡصُوۡفٌ بِھٰذِہِ الصِّفَاتِ اَنۡ لاَّ یُعَذِّبَ اَحَدًا عَذَابًا اَبَدِیًّا وَّلَیۡسَ ذٰلِکَ الۡمَقۡدُوۡرُمِنَ الۡعَذَابِ اِلاَّ لِاَجۡلِ الۡخَلاَصِ مِمَّا یُکَدِّرُہٗ وَیَنۡقُصُ عَیَارَہٗ فَھُوَیَتَضَمَّنُ اَمِیۡنَ اللُّطۡفِ وَالرَّحۡمَةِ کَمَا قِیۡلَ وَ تَعَذُّبُکُمۡ عَذَابٌ وَ سَخَتُکُمۡ رِضٰی وَ قَطۡعُکُمۡ وَصۡلٌ وَ جُوۡ رَ کُمۡ عَدۡلٌ۔ ترجمہ: تو جان کہ جو شخص اپنی آنکھ میں نورِ حق کا سرمہ رکھتا ہو وہ جانتا ہے کہ عالم اُس کے سر سے ہے۔ اللہ کا بندہ نہ اس کیلئے وجود ہے نہ صفت اور نہ اس کا فعل۔ مگر یہ تمام کا تمام اللہ تعالٰی کی قوت اور اس کی توفیق سے ہیں۔ اور سب اللہ کی رحمت کی طرف محتاج ہیں۔ اور وہ رحمٰن الرحیم ہے۔ جو اس شان سے ان صفات کے ساتھ

متصف ہو وہ کسی کو ابدی عذاب نہیں دیتا۔ اور یہ مقدار عذاب سے نہیں ہے مگر اسے نجات دلانے کے سبب سے ان چیزوں سے جو اس پر گناہ کی سیاہی چھا گئی ہو اور اُس کے عیار کو کم کرنے کیلئے۔ پس وہ امین اللطف اور رحمت کا متضمن ہے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ اُس نے تمھیں عذاب دیا شیریں بنانے کیلئے اور تم سے ناراض ہوا راضی ہونے کیلئے۔ اور تم سے جدا ہوا ملنے کیلئے۔ اور تمھیں سزا دی انصاف کیلئے۔

اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فصِ اسماعیلی میں کہتے ہیں۔ اَلثَّنَاءُ یَصْدُقُ الْوَعْدَ لاَ یَصْدُقُ الْوَعِیْدَ وَالْحَضْرَۃُ الْاُلٰھِیَّۃُ وَ یَطْلُبُ الثَّنَاءَ الْمَحْمُوْدَ بِالذَّاتِ فَیُثْنٰی عَلَیْھَا یَصْدُقُ الْوَعْدَ لاَ بِا لصِّدقِ الْوَعِیْدِ بِالتَّجَاوُزِ فَلاَ تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ[1] وَلَمْ یَقُلْ وَعِیْدُہٗ بَل قَالَ وَ مُتَجَاوِزٌ عَنْ سَیِّاٰتِھِمْ مَعَ اَنَّہٗ تُوْعِدُ عَلٰی ذَالِکَ۔ ترجمہ: ثناء وعدہ کو سچ کرنے کا نام ہے نہ کہ وعید کو۔ اور حضرتِ الٰہی ثنائے محمود بالذات طلب کرتا ہے۔ پس اس کی تعریف اس پر ہے کہ اُس نے وعدہ کو سچ ثابت کیا نہ کہ صدقِ وعید سے تجاوز کے ساتھ۔ پس ہرگز تم گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف کرتا ہے۔ وَعِیْدُہٗ نہیں کہا بلکہ وعدہ کہا۔ اور ان کے سیّات سے درگزر فرمانے والا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے اس پر وعدہ کیا ہو۔

اس گفتگو کے مناسب حال یہ حدیث ہے کہ سَیَاْتِیْ عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ یُنْبِتُ فِیْ قَعْرِھَا الْجِرْجِیْرُ۔ ترجمہ: عنقریب جہنم پر ایک زمانہ آئیگا۔ کہ اِس کے گڑھا میں ایک قسم کا پودا اُگے گا معالمِ تنزیل میں محی السنہ آیتِ کریمہ کے تحت

---

[1] پ ۱۳ سورہ ابراھیم ۴۷۔

فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ سُعِدُوۡا فَفِی الۡجَنَّۃِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ ط عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ[1] وَکَذَالِكَ فِیۡ حَقِّ الۡاَشۡیَاءِ۔ ترجمہ : اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہینگے۔ جب تک آسمان و زمین رہے۔ مگر جتنا تمھارے رب نے چاہا۔ یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہو گی۔ اور اسی طرح حق کی اشیاء میں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لَتَأۡتِیَنَّ عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَیۡسَ فِیۡھَا اَحَدٌ وَ ذَالِكَ مَا یَلۡبِثُوۡنَ فِیۡھَا اَحۡقَابًا۔ ترجمہ : جھنم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اُس میں کوئی نہیں ہو گا۔ اور یہ اس میں قرنوں رہیں گے۔

کفار کے تعذیبِ جاودانی و اہلِ نار کے تعقبِ ابدانی میں اکابر محققین و اماثر مدقین کلام رکھتے ہیں کہ عدل و حکمت کا تقاضہ نہیں ہے کہ گناہِ متناہی پر عذابِ نا متناہی ہو۔ امام احمد غزالی رحمۃاللہ علیہ اس کا جواب یہ فرماتے ہیں کہ قدر اور جزائے اعمال حق سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے۔ اور اس معنی کا ادراک عقول ناقصہ سے ممکن نہیں ہے۔ پس جزا کفر کے مماثل ہو گی جاودانی میں' جاودانی ہو گی۔ اعمال کی جزا کی حقیقت و سر کی خبر حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ کفار کے قصد و نیت پر ہے۔ اگر ہمیشہ کفر پر ہو گا تو اس کا جزا بھی ہمیشہ ہو گی۔ اگرچہ اکثر محققانِ دین و مدققانِ باریک بین عذابِ جاودانی و عقابِ ابدانی کے قائل نہیں ہیں۔ وہ سب کہتے ہیں کہ کفر جہلِ عارضی ہے۔ مزاجِ روح کیساتھ ہمیشہ چسپاں نہیں رہتا بلکہ مزاجِ روح کے مناسب اور

---

[1] پ ۱۲ سورہ ھود ۱۰۸۔

اس کے ادراک کے مناسب امورِ حقہ ہیں۔ اور صفتِ جہل مرتفع ہے۔ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ[1] کا معنی یہ ہے کہ میں کدورات سے رحمتِ تطہر پر ملاحظہ کرتا ہوں۔ کبھی اس غضب سے وہ تطہر بالفعل لاتا ہوں۔ پس ہر وقت طہارت حاصل ہوگی۔ اور عقوبت زائل ہو جائیگی۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اثنائے سوال فرمایا۔ یٰاَیُّھَاالاِنْسَانُ مَاغَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ۔[2] ترجمہ: "اے انسان تجھے تمھارے رب کریم کے بارے میں کس نے دھوکا دیا"۔ تعلیم عباد کے جواب میں اپنے کرم کا ذکر فرمایا۔ شعر

غضب الکریم وان ناجح نارہ * کد خان مسک لیس فیھا سواد

غضبِ کریم اور بے شک اس آگ میں سیاہی نہیں ہے۔ اور اس کا دھواں مشک کی طرح ہے۔

بیت

از نامۂ سیاہ ترسم روز حشر * بافیض لطف او صدازیں گونہ طے کنم

اعمال کی سیاہی سے روز حشر ڈرتا ہوں۔ اس کے سو لطف کے فیض سے طے کرتا ہوں۔

اصطلاحات مشاشی اور حکایت مشکوٰۃ میں ہے کہ یہ رفعِ غضب پر دلالت کرتا ہے۔ هِيَ اَسْرَارُ الْحَقِیْقَةِ اللَّتِیْ لاَ یُنَبِّئُھَا عُلَمَاءُ الرُّسُوْمِ وَالْعَوَامُ عَلٰی مَایَنْبَغِیْ فَیَضُرُّھُمْ وَیُھْلِكُھُمْ كَمَارُوِيَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَخْتَارُ فِیْ بَعْضِ سَلَكِ الْمَدِیْنَةِ وَبَعْدَہٗ اَصْحَابُهٗ فَاَقْسَمَتْ عَلَیْھِمْ اِمْرَةٌ اَنْ یَدْخُلُوْا مَنْزِلَھَا فَدَخَلُوْا فَرَأَوْا نَارًا مُحْرِقَةً وَاَوْلاَدُ الْمَرْءَةِ یَلْعَبُوْنَ حَوْلَھَا فَقَالَتْ یَانَبِيَّ اللّٰهِ اَللّٰهُ

---

[1] میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ [2] پ ۳۰ سورہ انفطار ۶۔

اَرۡحَمُ لِعِبَادِهٖ اَمۡ اَنَا بِاَوۡلَادِیۡ فَقَالَ بَلِ اللّٰهُ اَرۡحَمُ فَاِنَّهٗ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ فَقَالَتۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ اَتَرَانِیۡ اُحِبُّ اَنۡ اَلۡقٰی وَلَدِیۡ فِی النَّارِ فَکَیۡفَ یُلۡقِی اللّٰهُ عُبَیۡدَهٗ فِیۡهَا وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ بِهِمۡ قَالَ الرَّاوِیۡ فَبَکٰی رَسُوۡلُ علیہ السلام وَقَالَ هٰکَذَا اَوۡحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیَّ۔

ترجمہ: یہ حقیقت کے اسرار ہیں۔ جن سے علمائے رسوم اور عوام واقف نہیں ہیں۔ ورنہ یہ اسرار انھیں ہلاک اور ضرر پہنچاتے۔ روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینہ منورہ کے بعض راستے سے گذر رہے تھے۔ تو ایک عورت نے اپنے گھر تشریف لانے کیلئے آپ ﷺ سے التجا کی۔ جب آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ آگ روشن ہے۔ اور اس کے بچے اس کے ارد گرد کھیل رہے ہیں۔ اس عورت نے کہا یا نبی ﷺ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ یا میں اپنے بچوں پر زیادہ رحم فرمانے والی ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ اس عورت نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنی اولاد کو اس آگ میں ڈالنا پسند کرونگی۔ تو اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے۔ وہ اپنے بندوں کو آگ میں ڈالنا کیسے پسند فرمائے گا۔ راوی نے کہا کہ پس اللہ کے رسول ﷺ یہ سنکر رو پڑے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی ہی وحی کی ہے۔

اصحاب اشارت و ارباب مہارت نے فرمایا ہے۔ کہ اگر بوقت معین اللہ تعالیٰ قُلۡنَا[1] یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ کا حکم فرمادے۔ تو کیا

---

[1] پ ۱۷ سورۂ انبیاء ۶۹۔ ترجمہ: ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔

عجب ہے؟ اور دوسری آیت کریمہ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ۔[1] ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب ﷺ تم ان میں تشریف فرما ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وجود نبوی علیہ السلام کے سبب سے عذاب مرتفع ہے۔ اسی طرح وجود شریعت کے سبب سے بھی۔ اصحابِ بصیرت و اربابِ سریرت کے نزدیک وجود نبوی علیہ السلام مثالاً و روحاً تمام ارواح کی طرح ابدی ہے۔ کونسی جگہ ہے۔ جہاں روحانیہ نبویہ و مثالیہ مصطفویہ ﷺ نہیں ہے۔ روحانیہ آنحضرت علیہ السلام کیلئے فیض حضرت فیاض و منبع از جامع الاعراض سے مرتبہ یہ ہے کہ اس کی ادنیٰ روحانیت ہر شخص تک پہنچتی ہے۔ قطعہ

اوج رفعت دولت دارائے دین * برتر از ہر اصفیا و انبیای
کی تواند کس براوج او رسید * گر نہد صد عرش و کرسی زیر پای

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی اوج رفعت کی دولت ہر اصفیا و انبیاء سے برتر ہے۔ کون پہنچ سکتا ہے۔ ان کے اوج تک۔ اگر صد عرش و کرسی اس کے زیر پا رکھ دے۔

ان آیات میں بھی غور و فکر کرو۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ[2] ۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔[3] ترجمہ: ”اور میں نے جن اور آدمی اپنے لئے ہی بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (اور) کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے“۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فصوص میں

---

[1] پ ۹ سورہ انفال ۳۳۔ [2] پ ۲۷ سورہ ذاریات ۵۶۔ [3] پ ۱۲ سورہ ہود ۵۶۔

فرماتے ہیں۔ کہ اے بھائی خدا کو خدا سے نہ پہچان۔ کہ جو کچھ قرآن میں اوصاف تشبیہ سے یعنی ضحک' ید اور وجہ کے الفاظ آئے ہیں۔ اس میں تاویل کا حکم صادر نہ کرو۔ بلکہ اسے اپنے مرتبہ میں کسی اوصاف سے جب اس نے بے شرکت غیر کسی صفت کی اضافت کی ہے تو لائق یہ ہے کہ اسے اپنے مرتبہ میں باقی رکھا جائے۔ پس اہلِ حقیقت لِیَعۡبُدُوۡنَ میں لِیَعۡرِفُوۡنِی تجویز نہیں فرماتے۔ ہرچہ کہ ذراتِ موجودات سے ہر ذرہ و مخلوقِ کائنات سے ہر مورچہ بے عبادت کے نہیں ہے۔ اور ہر ایک کی عبادت اس کی مقتضٰی کے مطابق ہے۔ کُلٌّ لَّہٗ قَانِتُوۡنَ[1] وَیُسَبِّحُ لِلّٰہِ[2] مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الۡاَرۡضِ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡیءٍ اِلاَّ یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ۔ ترجمہ: سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔ اللہ کی پاکی بولتا ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں۔ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔

اس طائفہ کے نزدیک اشیاء کی تسبیح وآلاءِ عینیّہ موجودیہ کی تمدیح قال ہے نہ کہ حال۔ چنانچہ اس قول سے وَلٰکِنۡ لاَّ تَفۡقَھُوۡنَ[3] سے مفہوم پکڑتے ہیں کہ تمام اسی کا عابد ہے۔ پس اس اعتبار سے ہر ایک صراطِ مستقیم کے پویان وارتباط قویم کے جویان کی جگہ پر ہے۔ تعذیب و تعقیب کیا معنی رکھتا ہے۔ اور اہلِ سنت و جماعت مسئلۂ اختیار میں اس طائفہ کے بہت قریب ہیں۔ اس جگہ انصاف کی نظر سے دیکھا ہے نہ کہ اعتساف (ظلم) کی نظر سے۔ اس مقام پر قلم بے اختیار چلتا ہے۔ آں برادر کیلئے اسی قدر تحقیق سزاوار ہے۔ ورنہ اس اختفاء کے اسرار کا اظہار پہنچانا ممکن نہیں ہے۔ قطعہ

---

۱ پ سورۂ بقرہ ۱۱۶۔ ۲ پ ۲۸ سورہ جمعہ ا۔ ۳ پ ۱۵ سورہ اسرا ۴۴۔

اے برادر ہر کہ آمد در وجود * خواہ مؤمن خواہ کافر قانتون
ہیچ ذرہ نیست از ذراتِ کون * از صراطِ مستقیم اُو برون
ذرۂ ذرات ہر زمان * نیست خالی از مقال یسبحون
می کند تسبیح اشیاء گوش کن * گوہرِ دریای از .لایفقھون
اختیارِ نیست بر ہر نیک وبد * علم کردارِ بخواں لاتعلمون
اختیارم نیست چوں بر ہیچ کار * چوں بسود زد در جھنم ہیچگون
اشرف از مستی فروز دبادہ راہ * یشربون من کاسھا المقربون
ذوق ایں می راند اند ہر کسی * تانو شد بادۂ ھل یشربون
یار از اغیار پنہاں خور شراب * کلھم فیھا المشارب یضربون

ترجمہ: اے بھائی جو کوئی وجود میں آئے مومن ہو یا کافر قانتون ہوا ذرات کون سے کوئی ذرہ اس کے صراطِ مستقیم سے باہر نہیں ہے۔ کائنات کے ذرّوں میں سے ہر ذرہ مقال یسبحون میں ہے۔ اشیاء کی تسبیح لایفقھون کے دریا سے غور سے سُن۔ اختیار نہیں ہے۔ ہر نیک وبد پر کہ علمِ کردار لاتعلمون پڑھے۔ اختیار نہیں ہے کسی کو کسی کام پر جب جھنّم میں چلے۔ اشرف نے بادہ کیلئے مستی زیادہ کی۔ اُس پیالے سے مقرّبین پیتے ہیں۔ اس مَے کا ذائقہ ہر شخص تک جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نہ ہوا ھل یشربون کا بادہ۔ اغیارِ پنہاں سے یار شراب پینے والا ہر ایک اس میں مشارب مارتا ہے۔

۲۱واں مکتوب

(ساداتِ افطیون کے نسب کا بیان)

قدوۃ السادات، عمدۃ النقبات مفخر الاقران میر صدر جہان اَوصَلَہُ اللّٰہ تَعَالٰی اِلٰی مَرَاتِبِ الاِیقَان (اللہ تعالیٰ انھیں ایقان کے مراتب تک پہنچائے) درویش اشرف کی جانب سے سلام مالا کلام قبول فرمائیں۔ نامۂ مسک الختام و جامۂ اخلاص انجام میں دریافت کیا ہے۔ کہ سادات صحیح النسب احفاد مشہورہ و اولاد موفورہ حسن افطیون سے اس جگہ موجود ہیں۔ کہ اکثر سادات جو اسوقت بلادِ ہند میں موجود ہیں۔ ان سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس زمانے میں ایک شخص شرف الدین نسّابہ کی اولاد میں سے دیار ہند آیا۔ اور وہ سلطان الساطین و عمدۃ الخواقین سلطان ابراھیم خَلَدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ و سُلْطَانَہٗ (اللہ تعالیٰ ان کے ملک اور بادشاہت کو قائم رکھے) کے پاس آیا اور نقل کیا کہ امام الھمام و مقتدائے انام امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حسن افطیون اور انکی اولاد کی نسبت سے نسب میں کفایت رکھتے ہیں۔ اور ایک نظم نقل کی۔ جس کا مطلع یہ ہے۔

افطیون انتم اسکتوا لا تکمتوا البیت.

اور اسی مطلع کو افطیونان کے ممبر کے نسب سے کفایت پر استدلال کرتے ہیں۔ اور خوزنان میں یہی بات زیادہ معتبر اور مشہور ہے۔ مراتب مفتخر و مقرب السلاطین اکابرِ سادات و اماثر مشائخ سب کہتے ہیں۔ بلکہ حضرت سلطان ابراھیم خَلَدَاللّٰہُ مُلْکَہٗ کے زمانے میں نقبائے عراق و رُوسائے خراسان میں سے کسی ایک کے آنے کا اتفاق ہوا۔ اور انہوں نے کہا کہ ساداتِ نوربخشیہ کے

سلسلے میں رتبۂ تقلیدِ نساب اس حضرت کے ساتھ جو مقترن ہے۔ ان سے استفسار کرنا چاہیئے۔ جاننا چاہیئے کہ عرب و عجم کے دیار میں یہ سخن مشہور اور مبحث مذکور ہے کہ علی اکبر پر حسن افطیون سے عقب پڑا۔ علمائے نسب اس میں کلام رکھتے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ امامِ جعفر صادق اور حسن افطیون کے اولاد کے درمیان ساداتِ صادقیہ سے نسب میں گفت و گوئی ہوئی تھی۔ وہ شعر پیش کی گئی جس کا مطلع ابھی مذکور ہوا۔ اکثر علمائے نسب و نسبائے علی حسَب اس پر ہیں کہ تحقیق کے ساتھ یہ معلوم ہے کہ صادقیان و افطیونان کے مابین علمی گفت و گوئی ہوئی تھی۔ جب جانبین نے مقدمات لایا۔ اور طرفین نے مقالات لایا تو آخر الامر صحبتِ صادقیان و جعفران کی بحث میں افطیون کے الزام خوردہ کا ذکر ہوا۔ اور بعد از اختتامِ مبحث و تمامِ مبعث ایک دلیل افطیون کی خاطر آئی۔ جو آجکل لوگوں میں مشہور ہے۔ یعنی افطیون انتم اسکتوا و لا تکتموا الی اخرہ۔ یہ مقولہ بنسبت علمی بحث ہے۔ اس کے علاوہ یہ درویش نے دیارِ خویش میں بہت زیادہ تردّد کیا ہے۔ تحقیق یہ آئی کہ دیارِ ہندوستان کی ہر جگہ اور عراق، حجاز، اصفہان میں بھی افطیونان افتخار و اعتبار رکھتے ہیں اس سادات کی نسبت بجانب اعز جناب بھی پیوست آتی ہے۔ چاہیئے کہ ہر جگہ ان کی عزت کی جائے۔ اور وہ نسابہ جو شخص بھی رکھتا ہو اس درویش کے پاس بھیجے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ نسابہ اس مقولہ سے پہلے کسی دیار میں ہے۔ آں برادر کیلئے اپنے مکتوب میں اسکے علاوہ کچھ اسرار ناگفتی بھی درج کیا ہے۔ اور کچھ مشائخ کے اقوال سے نکاتِ غریبہ بھی درج کیا ہے۔

﴿ مثنویات ﴾

بسے از نوادر در دُر سفتہ شد * ز اسرار ناگفتی گفتہ شد

نباید بگوش چنان گوش کرد * نباید ازاں در فراموش کرد
وگرنہ چہ حاجت بہ ایں گفت وگوئی * بخاطر مبارک شد از جست وجوئی
نہاں کرد باید ز اغیار راز * وگر یار باشد مکن در فراز

ترجمہ: کچھ نوادرات سے موتیوں کو دھاگے میں پرویا۔ اسرارِ ناگفتی سے گفتہ ہوا۔ چاہیئے کہ ایسا گوش و ہوش ہو کہ اسے فراموش نہ کرے۔ وگرنہ گفت و گوئی کی کیا حاجت۔ جست و جوئی سے مبارک ہو کیونکہ اغیار سے راز نہاں کیا۔ وگرنہ یار ہو تو روشن نہ کر۔

بعض اماناتِ اسرار اور کچھ ودیعتِ آثار کہ آں برادر نے قطب الاقطاب حضرت مخدوم جہانیاں کی نسبت فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب التقائے جانبین و التوائے طرفین بطریقِ منازلہ ہو گا تو وہ اسرار آپس میں رکھیں گے۔ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِہِ الْمُوَیِد۔ قطعہ

بتوفیق دارای ہر دوجہاں * بہم چوں شود درمیان التقای
ز اسرار در سفتہ آید بہم * الماس توفیق و لطف و خدای

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جب ایک دوسرے سے ملاقات ہو گی تو دھاگے میں اسرار کے موتی پَرو ئینگے۔

۲۲واں مکتوب

(فصوص الحکم کی روشنی میں ایمانِ فرعون کا بیان)

برادر اعزارشد جامع العلوم قاضی شہاب الدین نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ بِاَنْوَارِ الْیَقِیْنِ (اللہ تعالیٰ ان کے دل کو انوار یقین سے منور فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و ثنائے برکیشانہ قبول فرمائیں۔ نامہ جو کہ بعض درویشانہ گفتگو پر مندرج ہے اور راقمہ جو کہ محققانہ بیان پر مندمج ہے۔ اس درویش کو پہنچا۔ اور فرعون کے متعلق آپ نے جن چیزوں کو دریافت کیا ہے ملا۔ یہ وہی استفسار ہے جس کا جواب فصوص الحکم میں درج ہے۔ سنو فصوص الحکم میں اس کے متعلق دس مقامات پر دس دلائل کے ذریعے جولبات دیئے گئے ہیں۔ اور یہ وہ مشکل مقامات ہیں۔ جس میں شرح کرنے والے الجھ گئے۔ اور اصل مطلب تک نہ پہنچ سکے۔ شیخ رضی کا بیان ہے کہ فرعون نے جو پانی میں ڈوبنے اور ھلاکت کے خوف سے ایمان لایا یہ دراصل ایمان لانا نہیں۔ کیونکہ ایمان دراصل دوزخ کے خوف اور آخرت کے عذاب کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔

كَمَا جَاءَ فِی الْقَیْصَرِیِّ لَمَّا كَانَ اِیْمَانُ فِرْعَوْنَ فِی الْبَحْرِ حَیْثُ رَاٰیَ طَرِیْقًا وَاضِحًا وَاسِعًا عَبَّرَ عَلَیْهَا بَنُوْا اِسْرَآئِیْلَ قَبْلَ الْغَرْغَرَةِ جَعَلَ اِیْمَانَهٗ صَحِیْحًا مُعْتَدًّا بِهٖ فَاِنَّ اِیْمَانَهٗ بِالْغَیْبِ لِاَنَّهٗ كَانَ قَبْلَ الْغَرْغَرَةِ وَهُوَ بِغَیْبَةِ الْمُغَانِیَةِ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ كَمَا شَانَ اِیْمَانُ الْبَاْسِ فَمَنْ یُّوْمِنُ عِنْدَ الْقَتْلِ مِنَ الْكُفَّارِ وَهُوَ صَحِیْحٌ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ فِی الْفُصُوْصِ فَقَالَتْ لِفِرْعَوْنَ فِیْ حَقِّ مُوْسٰى اَنَّهٗ قُرَّةُ عَیْنٍ لِّیْ[1]

[1] پ ۲۰ سورہ قصص ۹۔

وَلَکَ فِیْهِ قُرَّةُ عَیْنِهَا بِالْکَمَالِ الَّذِیْ حَصَلَ لَهَا کَمَا قُلْنَاهُ فَکَانَ قُرَّةُ عَیْنٍ لِّفِرْعَوْنَ بِالْاِیْمَانِ الَّذِیْ آیَةُ اللّٰهِ عِنْدَ الْغَرْقِ فَقَبَضَهٗ طَاهِرًا مُطَهَّرًا لَیْسَ فِیْهِ شَیْئٌ مِنَ الْبَحْثِ لِاَنَّهٗ قَبَضَهٗ عِنْدَ اِیمَانِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّکْتُبَ شَیْئًا مِّنَ الْآثَامِ وَالْاِسْلَامِ یَجِبُ مَا قَبْلَهٗ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْاِسْلَامَ یَجِبُ مَا قَبْلَهٗ وَالتَّوْبَةُ یَجِبُ مَا قَبْلَهَا وَجَعَلَهٗ آیَةً عَلٰی عِنَایَةٍ سُبْحَانَهٗ لِمَنْ شَآءَ حَتّٰی لَا یَیْئَسُ اَحَدٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا یَیْئَسُ[1] مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا قَوْمُ الْکَافِرُوْنَ فَلَوْ کَانَ فِرْعَوْنَ مِمَّنْ یَّیْئَسُ مَا بَادِرٌ اِلَی الْاِیْمَانِ فَکَانَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ کَمَا قَالَ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ فِیْهِ اَنَّهٗ قُرَّةُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَکَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا قَوْلُهٗ تَعَالٰی آلْاٰنَ[2] وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ اَیْ آمَنْتُ آلْاٰنَ وَقَدْ کُنْتَ مِنَ الْعَاصِیْنَ الْمُفْسِدِیْنَ مِنْ قَبْلُ فِیْهِ نَوْعٌ مِّنَ الْعِتَابِ عِنْدَتَوَجُّهِ اِلَی الْحَقِّ وَالْاِیْمَانُ بِهٖ وَلَا یُنَا فِیْ صِحَّةُ اِیْمَانِهٖ وَمَا جَآءَ قَوْلُهٗ یَقْدُمُ[3] قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدِ وَالضَّمِیْرُ لِلْقَوْمِ وَالْمَوْرُوْدِ الَّذِیْ وَهُوَ فِرْعَوْنُ لَا یَجِبُ دُخُوْلُهٗ فِیْهِمْ وَقَوْلُهٗ وَاُتْبِعُوْافِیْ[5] هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِهُمْ مِنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ اَلضَّمِیْرُ لِلْقَوْمِ لِلَعْنَةً وَّ دُخُوْلُ الْفَا لَا یُنَا فِیْ اَلْاِیْمَانُ وَلَیْسَ بِکُفْرِ فِرْعَوْنَ بَعْدَاِیْمَانِهٖ نَصٌّ صَرِیْحٍ وَمَاجَآءَ فِیْهِ کَانَ حِکَایَةٌ عَمَّا قَبْلَ اِیْمَانِهٖ وَ فَائِدَةُ اِیْمَانِهٖ عَلَی التَّقْدِیْرِ اَلتَّعْذِیْبُ عَدَمُ الْخُلُوْدِ فِی النَّارِ وَالتَّعْذِیْبُ بِالظُّلْمِ حُقُوْقُ الْعِبَادِ مِمَّا لَا یَرْفَعُ بِالْاِسْلَامِ فَلَایُنْکِرُ عَلَی الشَّیْخِ فِیْمَاقَالَهٗ مَعَ اَنَّهٗ مَامُوْرٌ بِهٰذَاالْقَوْلِ اِذْجَمِیْعُ مَافِی الْکِتَابِ مَسْطُوْرٌ بِاَمْرِالرَّسُوْلِ

---

[1] پ ۱۳ سورہ یوسف ۸۷۔ [2] پ ۱۱ سورہ یونس ۹۱۔ [3] پ ۱۲ سورہ ھود ۹۸۔
[4] پ۱۲ سورہ ھود ۹۹۔ [5] پ۲۰ سورہ قصص ۴۲۔

عَلَیهِ السَّلَام فَهُوَ مَعْذُورٌ كَمَا اَنْكَرَ الْمُنْكِرُ الْمَعْذُورُ مَعْذُورٌ وَقَوْلُهُ جَعَلَهُ آيَةً عَلٰى عِنَايَةٍ اِشَارَةٌ عَلٰى قَوْلِهٖ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً[1] اَيْضًا صَرِيحٌ عَلٰى نَجَاتِهٖ لِاَنَّ الْكَافَ خِطَابٌ لَهٗ اَىْ نُنَجِّيكَ مَعَ بَدَنِكَ مِنَ الْعَذَابِ بِوُجُودِ اِيْمَانِ الصَّادِرِ وَذٰلِكَ بَعْدَ الصِّبْيَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالسَّرَائِرِ مِنْ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكَافِرٍ۔

ترجمہ: یہی قیصری نے بھی لکھا ہے کہ فرعون نے غرغرہ لگنے سے پہلے جب دریا میں وہ کھلا راستہ دیکھا۔ جس سے بنو اسرائیل پار چلے گئے تھے تو وہ اسی وقت ایمان لایا جب کہ آخرت کے احکام کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ لوگوں کا غرغرہ لگنے سے پہلے ایمان لانے کا سوال درست ہے۔ کیونکہ غرغرہ لگنے سے پہلے عذابِ آخرت دیکھے بغیر ایمان بالغیب لانا صحیح و درست ہے۔ اور اس کی صحت بالکل ویسے ہی درست ہے۔ جیسی کہ کافروں کا قتل گاہ میں ایمان لانا درست مانا گیا ہے۔ اور اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ فصوص الحکم میں یہ بھی لکھا ہے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے۔ اے موسیٰ تم ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور اے فرعون جو تم کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے وہی میرے لئے بھی مکمل طور پر باعثِ تسکین ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ فرعون کے غرق ہونے سے پہلے اللہ نے ایمان عنایت فرمایا اور اس کی روح اس وقت پرواز ہوئی جب کہ اس میں خباثت باقی نہ رہی تھی۔ اور وہ ایمان لانے کے بعد کسی قسم کے گناہ میں مبتلا نہیں ہوا اور اسلام بھی اسی ایمان کو صحیح و درست کہتا ہے۔ جب کہ ایمان لانے کے بعد آخری وقت تک ایمان

[1] پ ۱۱ سورہ یونس ۹۲۔

سلامت رہے اور چونکہ وہ حسبِ احکامِ الٰہی خدا کے احسانات سے مایوس نہیں ہوا۔ اس لئے بھی اس کا ایمان مسلم ہے۔ اگر فرعون اسلام لانے سے مایوس ہو جاتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بابت فرعون کی بیوی یہ نہ کہتی کہ موسیٰ تیرے آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے لئے بھی راحت ہے۔ انھیں (موسیٰ کو) قتل نہ کرو۔ بہت ممکن ہے کہ یہ ہمارے لئے مفید و کارآمد ثابت ہونگے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ "اے فرعون تو اب سے پہلے گناہ گار اور فسادی تھا" اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اب تو ایمان لا چکا ہے اور ایمان لانے سے پہلے غیر مومن و فتنہ پر دراز تھا۔ فتنہ و فساد برپا کرنے کی اسکی صفت کو بطورِ عتاب و غصہ کے بیان کیا ہے۔ اور اس وقت کی بات ہے جب کہ وہ اللہ کی جانب متوجہ ہوا۔ اور ایمان لے آیا۔ قیامت کے دن گناہ گاروں کو دوزخ میں ڈالنا اور دوزخ کو بدترین ٹھکانا کہنا اور کسی کا ایمان لے آنا یہ دونوں باہم مختلف کیفیات نہیں ہیں۔ کیونکہ ان گناہ گاروں کو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رکھا جائے گا جو ملعون ہیں۔ دوزخ میں جانے اور ایمان لانے میں کوئی باہم چیز مائل نہیں ہے۔ ایماندار گناہ گار بھی دوزخ کی سزائیں پائیں گے۔ غرضیکہ فرعون کے ایمان لانے کے بعد اس کے کافر باقی رہنے کو کوئی کھلی آیت موجود نہیں ہے۔ اور یہ جو حکایت ہے کہ وہ پہلے ایمان لا چکا تھا صحیح ہے۔ ایمان لانے کا فائدہ ہی یہ ہے کہ گناہ گار ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ کے عذاب میں مبتلا نہیں رہے گا۔ البتہ ظلم و فتنہ و فساد اور لوگوں کے حقوق اسلامی احکام کے تعمیل نہ کرنے کی وجہ دوزخ کا عذاب ضروری ہے۔ شیخ نے اس چیز کا انکار نہیں کیا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ منکر مغرور کے برابر نہیں معذور مختار کے برابر نہیں اور یہی اللہ کا حکم ہے کہ گناہوں کے بعد

ایمان لانے کی وجہ سے جب کہ ایمان کے بعد کوئی گناہ نہ ہو ایسے مومن کو اللہ اس کے جسم کے ساتھ دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا دے گا۔ واقعی اللہ ہی مسلمان اور کافر کے دل کے پوشیدہ بھید سے واقف ہے۔

برادر عزیز عالم فاضل زمانہ اللہ کی عنایت اور عالموں کی مہربانی کی وجہ صوفی خیالات رکھتے ہیں اس عالی ترین اور بزرگ تر تصور کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے کہ کوئی شخص اللہ کی عنایت کے بغیر اس بلند درجے پر نہیں پہنچتا۔ آپ کو جو کچھ بزرگی حاصل ہے وہ سب اللہ کی مہربانی ہے۔ ذَالِكَ[1] فَضْلُ اللّٰهِ يُوتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ ترجمہ: ”اللہ اپنی عنایت و مہربانی جس پر چاہتا ہے مبذول کرتا ہے“۔ تصوف اور علم عزت دار منصب کو امام غزالی نے یوں فرمایا ہے۔ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ نَصِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْعِلْمِ اَخَافُ عَلَيهِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ وادنٰى نَصِيبٌ مِنْهُ اَلتَّصْدِيقُ وَالتَّسْلِيمُ لِاَهْلِ التَّحقِيقِ۔ ترجمہ: ”جس شخص میں علم نہ ہو اور جو کوئی علم شریعت اور تصوف سے بے بہرہ ہو اس کی بری وفات کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اہل تحقیق اور صاحبان علم پر اللہ کی مہربانی یہ ہے کہ وہ کم از کم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے اسلامی احکام کو علمی طور پر مانتے ہیں“۔ شرک خفی کی دریا کے بھنور سے نکلنے کیلئے توحید و رسالت کو ماننا ہی زبردست عقیدہ ہے۔ قطعہ

گرچہ مردم ہر زمان از بحر علم * گوہر و در بر کف آرند از صفای
لیک نیابد گوہر دریائے عشق * تا نگیرند گوہر بحر خدای

ترجمہ: اگرچہ علم کے سمندر سے ہتھیلی پر گوہر د موتی آتا ہو۔ لیکن

---

[1] پ ۲۸ سورہ جمعہ ۴۔

عشق کے دریا سے گوہر نہیں آتا جب تک کہ بحر خدا کے گوہر کو نہ پکڑ لے۔

مشائخ چشت نے جو کچھ کہا ہے۔ جسے میں بتا چکا ہوں۔ اسے تم اپنا روز مرہ بناؤ اور اس کے بعد جو کچھ ظاہر ہو۔ وہ ہمیں لکھ بھیجو۔ تاکہ اس کے موافق شیطان کے وسوسوں سے چھٹکارا دلانے کی انشاء اللہ کوشش کی جائے گی۔ قطعہ

ہر چہ پیدا گردد از انوار راہ * بر دو گونہ است حاصل آثار دی
آنچہ بیند از یمین و از یسار * از ہمہ الوان مخالف بردہ پی
درخور اقبال ہستند اند کے * لائق اہمال بیند ہم چونی
چوں دو تخت آمد در اقلیم سلوک * ہر دو باہم در نمودارند زنی
تختی آمد ہم چوں خورشید سپہر * دیگر اورنگ آمد از جمشید و کی
سایۂ خورشید با جمشید کی * تخت کی خسرو سلیما نراست کی
بر یکے باید نہادن پائے کار * دیگرے را کردہ باید زود طی
گر تو ہستی خاتم راہ سلوک * ہر دو راطی کردہ رو آواز کی
اشرف از ہر دو قدم بیروں نہاد * تا شدہ گنج سر و اورنگ ری

ترجمہ: انوارِ راہ سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے۔ وہ آثار دو ہیں۔ یمین و یسار سے جو کچھ نظر آئے وہ تمام رنگ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اس اثنا آنے والے کچھ بے معنی بھی ہونگے۔ جب دو تخت اقلیم سلوک سے باہم ایک دوسرے کے نمو میں آئے تو اسے رکھ۔ ایک تخت خورشید آسمان سے بھی آیا۔ دوسرا تخت جمشید سے آیا۔ خورشید کا سایہ جمشید کے ساتھ خسرو اور سلیمانہ تخت ہے۔ ایک کو پائے کار کیلئے اور دوسرے کو منازل جلد طے کرنے کیلئے رکھنا چاہیئے۔ اگر تو راہِ سلوک کا خاتم چاہتا ہے۔ تو ہر دو تو اس سے طے کر۔ اشرف نے ہر دو سے قدم

باہر رکھا۔ یہاں تک کہ گنج بر اور صاحب تخت ہوا۔

انشاء اللہ جب ایامِ معدودہ وآرام محدودہ میں ملاقات ہوگی۔ تو معارفِ مطلوبہ و عوارفِ موہوبہ سے متعلق تفصیلی گفتگو ہوگی۔ قطعہ

گر بتوفیق الٰہی اے عزیز * باہم افتد از ارادت التقای

گوہر دریائے عرفان را بہم * درمیان آید ز تقدیر خدای

ترجمہ: اگر اللہ کی توفیق سے اردت میں باہم ملے۔ تو دریائے عرفان کے گوہر اللہ کے فضل سے ایک دوسرے کے سامنے رکھیں گے۔

میرے خط کے پہنچنے سے پہلے شیخ رضی کا مصحوب نامہ ومکتوب خامہ تم کو مل جائیگا جو انھوں نے سلطان ابراہیم کو لکھا ہے۔ مطالعہ کر چکے ہو گے۔ آپ کے برادرانہ اخلاق وبزرگانہ انداز سے امید ہے۔ کہ اس کہاوت کے موافق عمل کرنے میں کوئی کسر نہ رکھو گے۔ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِی قَلْبِ الْمُؤْمِنِ کَالْبَحْرِ وَ سَائِرُ الْعِبَادَاتِ کَالْقَطْرِ۔ ترجمہ: ”مومن کے دل میں سرور داخل کرنا سمندر کی طرح ہے“۔ اور دوسری عبادتوں کی مثال ایک قطرہ کی طرح ہے“۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَنِ اغْبَرَ قَدَمَاہُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ ترجمہ: جس نے اللہ کی راہ میں پاؤں رکھا۔ اس کے جسم پر اللہ نے دوزخ کا عذاب حرام کر دیا۔ قطعہ

گر بر آید کارے از دست کسے * بہ کہ در کارش زند صد دست وپای

کار باید کرد کار از روئے دل * کار او نبود بود کار خدای

ترجمہ: اگر کوئی کام کسی کے ہاتھ سے ہو جائے۔ تو اس کے کام میں صد دست وپا مارے۔ کام اپنے دل سے کرنا چاہیئے۔ گویا کہ اس نے کام نہیں کیا۔

بلکہ خدا نے کیا ہے۔

اس جگہ کے درریشانِ اطرافِ روزگار و درویشانِ اکنافِ دیار کو معلوم ہے کہ جناب والا اس فقیر کی نسبت راز دارانہ صحبت رکھتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کبھی کبھی تصدیعِ اوقاتِ شریفہ و تضییعِ حالاتِ لطیفہ ہو۔ امید ہے کہ آپ اسے معذور رکھیں گے۔ اس راہ کے فوائد اخوان المومنین کی رعایت و خلان المسلمین کی حمایت میں رکھا ہے۔ اس کے دریا سے جو کچھ کہا ہے' مقاماتِ مشائخ کے بارے میں جو کچھ پَرویا ہے۔ درویش شب و روز دریائے ھویت کے استغراق سے رکھتا ہے۔ اس دولت شہود کے اثنا میں اگر کوئی حاجت مند آئے تو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ قطعہ

در دریائے ھویت را اگر * گوہر حاجت بہ پیش آمد ز جای

ز دو زاں دریا بر آید دربکف * بر نہد در دست آں حاجت نمای

ترجمہ : ھویت کے دریا میں اگر اس کے سامنے اس جگہ سے گوہر کی حاجت پیش آئے تو دریا باہر آکر اس کے ہتھیلی میں موتی حاجت کے مطابق رکھ جائے گا۔

۲۳واں مکتوب

(حضرت خواجہ خسرو علیہ الرحمۃ کے ایک شعر کی تشریح کا بیان)

سلطان السلاطین ابراھیم خلّدَاللّٰہُ مُلکَہٗ درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و ثنائے برکیشانہ قبول فرمائیں۔آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ سر دفتر جریدۂ شعرائے روزگار و در بحر رسیدہ فضلائے ادوار حضرت خواجہ خسر علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ

ز دریائے شہادت چوں نہنگ لا بر آرد ہو
تیمّم فرض کرد د نوح را در عین طوفانش

اربابِ فضل و اصحابِ شغل نے اس کے معانی کے اظہار اور اس کے بیانی کے اصدار میں جست و جوئی کی ہے۔ اور ایک دوسرے سے گفت و گوئی کی ہے۔ تاکہ انھیں اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے۔ اور خواجہ خسرو علیہ الرحمۃ نے اپنی زبان و لسان سے بذریعہ خامہ جو جوہرِ یار د گوہرِ نثار رقم فرمایا ہے۔ اس کی تہہ تک جانا ممکن ہو سکے۔آپ نے بھی اس سلسلے میں جو کچھ تحقیق کی ہے۔ وہ مجھ تک پہنچ چکی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ متقدمین سے فضلائے روزگار کے اشعار کے مضمون اور شعرائے متقدمین کے گفتار کا مفہوم صوفیہ کے مشارب میں سے ایک مشرب ہے۔ اور کچھ ظرفائے متوسطین مذہب علیہؔ طلب کرتے ہیں۔ پیش کردہ اشعار کی ترکیب اور ان ابیات کی غرض سمجھنے کیلئے اولاً اس گروہ کے اصطلاحات کو سمجھنا پڑے گا۔ کیونکہ بغیر اس کے مقصود و مفہوم کی تہہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ان طائفہ علیہؔ کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم : یہ گروہ اپنے اشعار میں قدیم شعرائے متداولہ کی عبارت لاتے ہیں۔ چنانچہ ان ہی گروہ میں حضرت انوری، خاقانی، سلمان اور خواجہ خسرو رحمھم اللہ علیھم اجمعین بھی ہیں۔

دوسری قسم : یہ گروہ اپنے اشعار میں اصطلاحات سلفیہ استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ان ہی گروہ میں حضرت مغربی، محمد شیرین، نقابت پناہی، ارشاد دستگاہی اور حضرت میر حسینی سادات وغیرہ ہیں۔

ان ہر دو گرہوں نے عروسِ معنوی کو خط و خال سے آراستہ کیا ہے۔ دورانِ آراستہ ان کی نظر لغت پر نہیں تھی۔ بلکہ انھوں نے اپنی حالات اور کشف و معارف کے دیگر حالات کو نامحرمی کی آنکھوں سے بچانے کیلئے عذارۂ مقامات میں پوشیدہ رکھا۔ تاکہ ہر شخص کیلئے اسرار نامتناہی منکشف نہ ہوں۔ قطعہ

ازاں در حجلہ الفاظ صورت * کہ باشد خال و خط رخسارۂ آرای
عروس معنوی نہفتہ دارند * کہ نافتد چشم نا محرم ہمہ سای

ترجمہ : اس سے حجلہ میں الفاظ کی صورت خط و خال سے زیبائش کے رخسار پر ہے۔ عروس معنوی کو پوشیدہ رکھا۔ تاکہ نا محرم کی آنکھ وہاں تک نہ پہنچے۔

اب میں مقصود کے بیان کی طرف آتا ہوں۔ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَآلِهِ الْمَوْدُوْدِ دریائے شہادت سے مراد موجودات عینیہ ہیں۔ جب دریائے محیط نہایت نہیں رکھتا۔ تو اس کے مقابلے میں ھُوَ آتا ہے۔ اور یہ عالم غیب سے عبارت ہے۔ نہنگِ لا میں اضافت بیانیہ ہے۔ ماسوا الٰہی کی نفی اور نامتناہی کا نقش کھینچنا ہے۔ ہر وقت موحد موجودات کے آئینہ سے رخسارہ وحدت کے مشاہدہ اور حجلۂ کائنات سے

عذارِ حقیقت کے معائنہ میں استغراق حاصل کرتا ہے۔ اس استغراق سے ایک قسم کی رائی و مرئی رخسار و آئینہ سے قائم ہوتی ہیں۔ جسے شعر میں تیمّم کہا گیا ہے۔ تیمّم کا معنی بتقضائے فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا[1] خاک کی طرف توجہ کرنا ہے۔ اور وہ خاک جمیع موجوداتِ ذہنیہ و خارجیہ کی اصل و منشا اور جمیع مکوناتِ عینیہ و خارجیہ کی بناء ہے۔ اس سے مراد وحدت ذاتیہ اور صرف ہویہ ہے۔ پس موحد کیلئے ضروری ہے کہ ظہورِ صفاتیہ کے اعتبار سے جمیع مکونات میں اسے دیکھنا اور جاننا ہے کہ اس کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی مشہود نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے جو اسماء و صفات کی صورت سے ظاہر ہے۔ اور اس مقام پر عَلٰى مَاهِيَ عَلَيْهِ فِيْ حَدِّ نَفْسِهَا وَ حَقِيْقَتِهَا لازم و واجب ہے۔ ان تمام اوان میں باعتبار ذاتیہ احدیہ دیکھنا ہے۔ صورت سے منزہ، پیکر سے معرا، ملابسۂ اکوان سے تعری اور ملاحظۂ امکان سے تبری کا مطالبہ بھی ہے۔ قطعہ

گر بہ بینی با قتضائے ظہور * کہ جز او نیست در زمین و سمای

در ہما ندم باقتضائے بطون * بین کہ پاک آمد از ظہور خدای

ایں دوا دراک بہر طالب راہ * در ہمہ وقت شد فریضہ نمای

گاہ دیدار باہمہ دیدن * گاہ رخسارہ بے ہمہ دریای

ترجمہ: اگر تو اقتضائے ظہور سے دیکھے تو تجھے زمین و آسمان میں اس کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا۔ اقتضائے بطون سے دیکھ کہ خدا کے ظہور سے پاک آیا۔ یہ دوا ادراک طالبِ راہ کیلئے ہمہ وقت میں ظاہر ہو۔ کبھی اس کا دیدار ہمہ کے ساتھ ہو اور کبھی رخسارہ بغیر ہمہ کے دریا کے ہو۔

---

[1] پ ۵ سورہ نساء ۴۳۔ ترجمہ: تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

نوح عبارت ہے۔ اس راہ میں مشاہدہ کرنے والے سے۔ ظہورِ دریا کے عین مشاہدہ و طور موجہا میں اس شخص پر فرض ہے کہ خاکِ احدیت و پاک صمدیت سے تیمّم کرے۔ اور اس ذات کو ملابسۂ اکوان و مقابلۂ امکان سے منزہ جانے۔ ہمہ وقت اسی کے رنج و غم میں مبتلا رہے۔ اور اکثر حالات میں اسی کا کلام سنے۔ مگر جس وقت موج کو فنا آئے۔ تلاطم سے اوج بقا میں آئے۔ اور عنایت کی لہر سے باہر آئے۔ تو نوح بن کر باہر آیا۔ اور فناء الفناء کے طوفان سے جودی بقا میں آیا۔ قطعہ

زہے نوح دریائے توحید او * کہ در موج و طوفان بالا فرودد
اگر سر نہد در راہ ایں مقام * ز ارض و سما آیدش صدد رود

ترجمہ: اس کی توحید کے دریا کا نوح کیا خوب ہے۔ کہ موج و طوفان میں بلند ہوتا ہے۔ اگر اس مقام کی راہ میں سر رکھے۔ ارض و سما سے بھی اوپر اس کا قصد جاتا ہے۔

دوسرا معنی اصحابِ شغل و اربابِ عمل کے مطابق یہ ہے کہ دریائے شہادت سے مراد اَشْھَدُ اَنْ لآَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ہے کیونکہ جب طالبِ صادق وذاکرِ واثق نفی و اثبات کے کلمہ میں تکرار پر مداومت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے معانی پر غور و فکر کے ذریعے ماسوائے حق کے سب کو دیکھتا ہے۔ اور بجانب اثبات ذات مطلق کی بقا دیکھتا ہے۔ تو کثرت سے انوار الٰہی کے مقصود کا ملاحظہ کرتا ہے۔ جیسا کہ طالبِ صادق اس مشہود میں شرف فنا سے مشرف اور ذاکرِ واثق اس وجود میں عرفِ ہبا سے معرف ہوتا ہے۔ قطعہ

بدریائے توحید سر چوں نہاد * بنوعی کہ نبود ز بودش خبر

امید است ز بحر فنائے وجود * کہ برکف درآید ز دریا گہر

ترجمہ: بحر کے توحید کے دریا میں جب اپنے آپ کو رکھا۔ تو وہ ایسا ہوا کہ اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ امید ہے کہ فنائے وجود کے دریا سے وہ اپنی ہتھیلی پر گوہر و موتی لیکر آئیگا۔

شدتِ معائنہ اور فناء الفنا کے مشاہدہ سے اس مقام تک پہنچتا ہے کہ تجلی ذاتی میں ھُوَ سے اشارہ کرتا ہے۔ اور نوح سے مراد صاحبِ مشاہدہ ہے۔ کہ فناء الفنا کے بدولت پہنچا ہے۔ بمقتضائے فَتَیَمَّمُوا صَعِیْدًا اس وقت اس پر فرض ہے کہ فناء الفنا کے عین میں بقا کی طرف رجوع کرے۔ خاک اس سے عبارت ہے یا اس دولت سے جو اس نے پائی ہے۔ مقصود کی جانب توجہ کرے۔ پھر اچانک جب تجلی ذاتی پڑتی ہے تو وہ مجذوب مطلق ہو جاتا ہے۔ اب اس کے دست سے راہِ سلوک کے سالکان کی تربیت اور اس کی سعی سے رہروانِ گاہِ فلوک کی پرورش ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سالکِ راہِ سلوک کیلئے شرف جذبہ سے طے کردہ مشرف اور سالکِ حذوک کیلئے طرف غیبیت سے مطرف بحر نزول کے ساحل شعور پر آئے۔ اور دریا میں غوطہ لگا کر عین ثابتہ سے صدف باہر لائے۔ اس جگہ میں شیخ کے تخت پر کائن نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ اس پر بیٹھنا چاہیئے۔ اسی طرح اِنَّا جَعَلْنٰکَ[1] خَلِیْفَةً کی خلافت کے تخت پر جلوس نہ پکڑنا چاہیئے۔ طالبانِ خدا کے اقلیم و سالکان صفا کے کشور کو تھامنا چاہیئے۔ اور اصحابِ طلب کی ہدایت وارباب ادب کی رعایت میں اس سے آسانی آنا چاہیئے۔ قطعہ

---

[1] پ ۲۳ سورہ ص ۲۶۔ ترجمہ: بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

کسے کوے دریائے توحید سر * نہد بہر دریائے گوہر فنای
نماند دراں بحر گوہر فروز * بر آرد در د گوہر از انتهای
دہد بہر طالب در د گوہرش * کہ گوہر ز دریا بریزد زجای
دگر ہم چناں در دل بحر خیز * بماند کہ گوہر دہد بر برای
کسے راکہ در و گوہر در کف است * بریزد بہر طالبان خدای
دگر بریزد در از بہر کف * چہ کار آید از گوہر ابرزای
اشرف نہنگ ست صد بحر شام * ز دریائے دل در و گوہر ترای
اگر دم زند بحر بر ہم خورد * چہ دریای در بحر گوہر کرای

ترجمہ: جو شخص سر کی توحید کے دریا میں گوہر فنا کے دریا کیلئے قدم رکھے۔ اس دریا میں ماند نہیں ہوگا۔ اس کی انتہا سے دُرّ و گوہر باہر لانے والا ہوگا۔ طالبانِ راہ کیلئے دُرّ و گوہر دیتا ہے۔ کیونکہ دریا سے گوہر نکالتا ہے۔ دوسرا اسی طرح دل میں سمندر سے گوہر ڈالتا ہو۔ جس کیلئے دُرّ و گوہر ہتھیلی میں ہے۔ وہ طالبانِ خدا کیلئے گراتا ہے۔ دوسری ہتھیلی کیلئے موتی گراتا ہے۔ اس جگہ گوہر سے کیا کام ہوگا۔ اشرف صد بحرِ شام کا مگرمچھ ہے۔ جو کہ دریائے دل سے تمھارے لئے موتی و گوہر نکالتا ہے۔ اگر دم مارے تو سمندر کو نِگل جائے۔ سمندر میں کیا گوہر و موتی ہے۔

۲۴واں مکتوب

(چنگیز خان کی قتل و غارت گری اور اس کے اسباب کا بیان)

سلطان ابراھیم کے خط کے جواب میں جس میں انہوں نے دیارِ اسلام میں چنگیز خان کے آنے کا سبب اور امصارِ انام کے ویران کرنے کے بارے میں استفسار کیا۔ اور حضرت شیخ نجم الدین کبرٰی کا شہادت پانا۔ اس کے علاوہ ایسی سلطنت جو اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ[1] کے اوج سے وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ[2] کے سمندر کے موج سے نافذ ہو۔ اور بے انتہا سرور و حصور کی اطلاع ہو۔ مثنوی

بُل بوستان خلیل الٰہی * دمید آمد از بوستان شبہی

رسیدہ از آن گل ہمہ بوئے دوست * کہ اندر دماغ جہاں بوئے اوست

ترجمہ: خلیل الٰہی کے باغ کا پھول رات میں جوش مارتا ہے۔ اس پھول سے تمام دوستوں کو خوشبو پہنچتی ہے کہ جہاں کے دماغ میں اس کی خوشبو ہے۔

نامہ سلطنتِ انجام و خامہ مسک الختام میں پوچھا گیا ہے کہ اقالیمِ سبعہ بلکہ تمام ولایتِ اسلام کے امصار و اشہار میں چنگیز خان ملعون تختِ تیغ میں کیسے آیا اور اس قدر اولیائے روزگار اور دوسرے انسانوں کو تہہ تیغ کیا کہ ابتدائے زمانہ سے اب تک اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اور نہ انتہائے زمانہ تک اس کی کوئی

---

[1] پ ۲۳ سورہ ص ۲۶۔ ترجمہ: بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

[2] پ ۵ سورہ نساء ۵۹۔ ترجمہ: حکم مانو اللہ اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

مثال آسکتی ہے۔ اس کے ظلم و ستم کی داستان کو شرح کے ساتھ لکھنے سے قلم قاصر ہے۔ قطعہ

تا جہاں را از ابتدائے روزگار * برکشیدہ را در دارای دور

ایں چنیں جور و جفا از چرخ دون * نیامدہ بر فرق گیتے پائے جور

ہیچ درویشے نماندہ بر زمین * کاب شمشیرش نبرد از جای فور

ترجمہ: یہاں تک کہ ابتدائے زمانہ سے اس قسم کے جور و جفا کو آسمان نے نہ دیکھا۔ اور زمانے میں اس جور و جفا کا متبادل نہیں آئے گا۔ زمین پر کوئی درویش باقی نہ رہا اور زمین کا کوئی حصہ اس کی تلوار سے نہیں بچا۔

آسمان سے اس بلا کے نازل ہونے کے بارے میں آپ نے اپنے خط میں سوال کیا ہے۔ اب میں وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ آیا ہے کہ لوگ محمد شاہ خوارزم کے زمانے میں اس قدر عیش و عشرت میں مستغرق ہو چکے تھے کہ زبان اُسے بیان کرنے سے عاجز ہے۔ اور قلم اسے لکھنے سے قاصر ہے۔ قطعہ

گلستانِ گیتے زباد سرور * بچنداں شگفت از گل و لالہای

کہ در کوئے خود بر ریاحین زر * ہمہ انس و جان آمدہ رہگرای

کہ کس بوستان دیدہ باشد چنیں * بعمر خود از ابتدا انتہای

بہ از آسمان روئے گلزار دہر * شگفت از نسیم ریاحین فزای

ترجمہ: زمانے کا باغ خوشی کے ہوا سے اس قدر گل و لال سے کھلا ہوا ہے۔ کہ اُس پھول پر ہر انس و جاں نے اپنا مال لایا ہے۔ کس نے ایسا باغ اپنی عمر میں ابتدا سے انتہا تک دیکھا ہے آسمان سے گلزارِ دہر کا چہرہ کھلا ہے۔ پھول سے خوشبو بڑھ گئی۔

اکثر لوگ عیش و عشرت میں پڑنے کی وجہ سے عبادتِ خدا کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور خلقانِ خدا نفسانی خواہشات میں اور شدت مطعومات میں مبتلا ہو کر اس کی یاد سے فرار ہو چکے تھے۔ کوئی بھی فرد لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ [1] کے تقاضے کے مطابق اور اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا [2] کے فرمان کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ چنانچہ شب داری اور سحری میں اٹھنے والے صلحاء و اولیاء سنتے تھے کہ عالمِ غیب کی ہر طرف سے آواز آرہی ہے کہ یٰۤاَيُّهَاالكَفَرَةُ اُقۡتُلُوۡا الۡفَجَرَةَ۔ ترجمہ: اے کافرو! فاجروں کو قتل کرو۔ جب اہلِ زمانہ نے نعمِ الٰہی کے شکرانہ ادا کرنے سے اپنے آپ کو باہر رکھا اور خلقِ ادوار کرمِ نامتناہی کے حامدانہ اجرا سے راہِ فرار اختیار کیا۔ تو ضروری تھا کہ کفرانِ نعمت کے سبب وہ سب کسی عذاب میں مبتلا ہوں۔ قطعہ

ہر کہ در دریائے شکر کردگار * غوطہ زد بر کف درآمد گوہرش

کافرِ نعمت مبادہ ہیچ کس * کا آتش از آبے برآرد جوہرش

ترجمہ: جو کوئی اپنے رب کے شکر کے دریا میں غوطہ لگائے گا اس کے ہاتھ پر اس کا گوہر آئے گا۔ نعمت کا انکار کرنے والا ایسا ہے جیسے آگ کسی پانی سے اس کا جوہر ظاہر کرے۔

یہ جو مذکور ہوا پہلا سبب ہے۔ ثانی سبب یہ ہے کہ حضرت شیخ مجد الدین بغدادی پر ایک دن مستی غالب آئی۔ اور کشش کی قوت زیادہ ہوئی۔ کچی ریشمی ٹوپی سر پر رکھ کر زبان سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے۔ کہ ہمارے پیر نجم الدین مرغی ہوئے۔ اور ہم بطخ کے انڈے۔ جب انھوں نے تربیت، کاباز و ہم پر

---

[1] پ ۱۳ سورہ ابراھیم ۷۔ ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دونگا۔

[2] پ ۲۲ سورہ سبا ۱۳۔ ترجمہ: اے داؤد والو شکر کرو۔

رکھا۔ تو ہم انڈا اسے نکل کر دریا میں پہنچے۔ اور ہمارا پیر کنارے پر رہ گیا۔ قطعہ

چرا آں کس خورد جام معارف * کہ در مستی بہ از ہوشیار نبود

بد انسان خورد باید جام اسرار * کہ لغزش در رہ و رفتار نبود

ترجمہ: وہ شخص جامِ معارف کیوں پیتا ہے جو مستی میں ہوش مند نہ رہے۔ اس انسان کو جامِ اسرار پینا چاہیئے۔ جو راہ میں لغزش نہ کرے۔

تجلیاتِ فوقانی کے توالی سے وارداتِ آسمانی کے موالی سے یہ کیا خوب ہے کہ حضرت شیخ مجد الدین بغدادی نے اپنے سر پر مارا۔ اور اس سے قائمۃ الوری کے خورشید کی ضمیر و طامۃ الکبری کے جاوید کے سمیر سے کوئی بھی پوشیدہ نہ رہا۔ قطعہ

پیش نور آفتاب اوج کار * نیست پنہاں از دوگیتے ذرہ

ہر کہ دارد جام گنج سر و بکف * کی بود پنہاں ز بحرش قطرہ

ترجمہ: نور آفتاب کے سامنے دونوں جہان کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔ جو شخص جامِ گنج سر رکھتا ہو۔ اس کی ہتھیلی سے سمندر کا کوئی قطرہ پوشیدہ کیونکر رہ سکتا ہے۔

اس کے برعکس ان کی زبان سے یہ ظاہر ہونے لگا کہ وہ دریا میں ہوئے اور ہم کنارہ پر رہ گئے۔ اس مقولہ کا تکرار کرتے جاتے اور غضب کی آگ روشن کرتے جاتے۔ کہ جب وہ دریا میں پہنچے اور ہم کنارے پر رہ گئے۔ تو ان کے سردار بھی آفتاب سے ذرہ رکھتا ہے۔ اور دریا سے اکتسابِ قطرہ۔ قطعہ

چوں ذرہ ز خورشید اوج فضای * بد انست از نود ناہید سای

کہ از در دریائے گوہر پزدہ * چہ بیروں بر آمد سبسر بر درای

ترجمہ : جب خورشید سے ذرہ فضا کی بلندی پر ہے۔ تُو جان کہ ناہید کے نور سے سایہ ہے۔ دریائے گوہر کے موتی سے پک کر باہر کیا لیکر آیا۔

جب حیرت کے دریا سے باہر آئے اور ندامت کے صحرا سے قدم باہر لایا۔ تو ولایت پناہ حضرت شیخ سعد الدین حموی کی خانقاہ کی جانب چلے۔ اور ان کی تعریف کرتے ہوئے ان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ملازمت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کی کہ نہایت بے ادبانہ سخن و نہایت نادرویشانہ بیان مجھ سے سرزد ہوا۔ اس کے تدراک کیلئے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ صد ہزار جان سے حضرت پر فدا ہوں۔ مجھے غم ہے اور میرا ایمان ہے کہ حضرت والا حمایتِ حموی سے میرے ایمان کو سلامت رکھینگے۔ اور میں آپ سے کمالِ عنایت کا طالب بن کر آیا ہوں۔ ضمیرِ معنوی کے استفسار و سمیرِ حموی کے استحضار کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ تم نے عنایتِ شنیع و نہایتِ وضیع کام سے سر اٹھایا ہے۔ اس مقام میں آں عزیز جس کام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ راست لائے۔ میں نے شیخ نجم الدین سے تیرے گناہ کی درخواست کر دی ہے۔ چاہیئے کہ اس کی خوشحالی پر چشم انتظار رکھے۔ اور جوش معانی پر دیدۂ اعتبار لائے۔ جب سماع کی حالت میں دست دے تو مجھے خبر کرو۔ قطعہ

برد چشم در راہ دارای عزیز * بوقتے کہ در حال آئند بپای
بیاد مرا پیش ایشاں ببر * کہ خواہم گناہِ تو در ہوی ہای

ترجمہ : اے عزیز پالنے والے کی راہ میں چشم رکھ۔ اس وقت کہ وہ حال میں قدم رکھے۔ تو آ اور مجھ کو اسی کی خبر دے۔ تاکہ میں اس کیفیت میں تیرے گناہ کی معافی چاہوں۔

شیخ مجد الدین شب و روز اس ساعت کے انتظار میں رہتے۔ یہاں تک کہ وہ دن آہی گیا کہ پیر کی خانقاہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف و توصیف پر مبنی محفلِ سماع منعقد تھی۔ اور ان کے پیرو مرشد حالتِ وجد میں تھے۔ قطعہ

ازاں پردہ دارانِ راہِ اصول * کہ سازند ہمہ نغمہ جان فزای

رسیدہ ند راہِ حمایت روند * کہ عنقا بہم بر زدہ دست و پای

چناں چرخ زد آسمانِ ھدای * کہ خورشید راپا در آمد ز جای

ترجمہ: راہِ خدا کے اس اصول کے پردہ سے تمام نغمہ سے جان بڑھتی ہے۔ وہ سب راہِ حمایت میں پہنچے کہ عنقا باہم دست و پا مارتا ہے۔ جیسا کہ آسمانِ ھدایت کا چرخ مارتا ہے۔ خورشید کیلئے اس جگہ سے پاؤں آیا۔

شیخ مجد الدین نغمہ کی راہ دیکھ کر اپنے قدم شیخ سعد الدین کی طرف بڑھاتے ہیں۔ اور اس حالتِ وجد کی خبر انھیں دیتے ہیں۔ قطعہ

بیا برخیزد از راہِ حمایت * بنہ در راہِ پا مردے بِراز پای

کہ خورشید ھدای در جمع آمد * مراچوں ذرہ با خورشید بمای

ترجمہ: تو آراہِ حمایت سے اُٹھ اور پائے مردانہ راہِ بِر میں رکھ کہ ھدایت کا خورشید وجد میں آیا۔ مجھ کو جیسے خورشید سے ذرہ روشن کیا۔

انھوں نے (شیخ سعد الدین) فرمایا کہ ایک طشت میں آگ کی چنگاری بھر کر لا۔ اور سر برہنہ کر کے اس طشت کو اپنے سر پر رکھ کر پیر کی قدم میں جا چنانچہ شیخ مجد الدین نے ویسا ہی کیا اور شیخ کے قدم میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ جب تو درویشوں کے طریقے پر عذر چاہتا ہے۔ تو جا تیرا ایمان سلامت رہے گا۔ اور صاحبِ کیشان میں تو آراستہ ہو گا اور بِر کی بہت سی راہوں پر تو چلے گا۔ اور

بہت سے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ قطعہ

زہے آتش پیر صاحبِ نفس * کہ سوزد بدم صد زمین و ہمای

چوں آں آتش بدم در فروخت * زجان و جہاں سوخت در دم بجای

بہ آتش فروز آں آتشِ نفس * کہ آتش زنند از دم از دھای

بہ آبِ آتش انگیز از ہر نفس * کہ در آب و آتش دیند التوای

نگاہ دار آب از چناں آتشی * مُر آں تاباں ہفت دریا بقای

ترجمہ: کیا خوب ہے پیر کی آگ صاحبِ نفس کیلئے کہ صد زمین اس کے دم سے روشن ہے۔ جب وہ آگ روشن ہو گی۔ تو جان و جہاں خاکستر ہو جائیگی۔ اس آتشِ نفس کو روشن کرنے والا دم سے آتش مارتا ہے۔ ہر نفس سے آتش انگیز پانی کہ آب و آتش میں ڈالتا ہے۔ اس قسم کی آگ سے آب کی حفاظت کرنے والے کیلئے ساتوں دریا روشن ہیں۔

جب اس صحبت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور ایمان کی بقا نصیب ہوئی۔ تو کچھ دنوں کے بعد مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت کی خاطر خوارزم روانہ کیا۔ حضرت شیخ مجد الدین بغدادی وہاں پہنچ کر خانقاہ تعمیر کی۔ اور پھر لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس خانقاہ سے فیض یاب ہونے لگیں۔ زمانے کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو وہاں سے ہدایت ملتی۔ اور جو لوگ راہِ سلوک میں تربیت پانے کے مستحق ہوتے۔ انھیں تربیت دیتے۔ قطعہ

زہے دولت آں ولایت پناہ * کہ صاحب ولایت کند رہنمای

ز رہ رفتگا نرا بانفاس پیر * در آرد بہمت براہ خدای

ترجمہ: اس ولایت پناہ کی کیا خوب دولت ہے۔ کہ انھوں نے صاحب

ولایت بنا کر رہنما بنا دیا۔ راہ چلنے والوں کو پیر کے دم سے ہمت نصیب ہوتی ہے۔

چونکہ پیر کے فرمان کے مطابق خوارزم آئے تھے۔ اس لئے بہت جلد آپ کی شہرت پورے شہر میں پھیل گئی۔ اور لوگوں کا ایک ازدہام آپ کے یہاں ہونے لگا۔ طالبانِ راہِ رضا دور دراز سے آپ کے پاس آنے لگے۔ قطعہ

زہے آفتاب سپہر ہدا * کہ بر تافتہ بر زمین و سمای

ہمہ ذرہا رابہم در گرفت * رسانیدہ خورشید رادر ہوای

ترجمہ : کیا خوب ہدایت کے آسمان کا آفتاب ہے۔ کہ زمین و آسمان پر بٹا ہوا ہے۔ ان تمام ذروں کو باہم گرفت میں خورشید کیلئے ہوا میں پہنچایا۔

حضرت شیخ مجد الدین کبھی کبھی مجلس وعظ لگاتے۔ اور اس مجلس میں ہر عام و خاص آتے۔ کبھی کبھی خواتینِ سلاطین و نسائینِ خوانین بھی آتیں۔ اور مجلس کے عقب میں بیٹھ جاتیں۔ قطعہ

مجلس وعظ مکشت کرم * کہ ہر کس نشستی برائے خدای

بدر خورد خود ہر کسے از درد * کشید بگوش جواہر کشای

بداں سر بود آں جواہر فروش * کہ در رشتہ در سفالت برای

و اگر نہ چہ در خور کہ در آشنا * ز سکانہ آید جواہر زپای

ترجمہ : مجلسِ وعظ میں ہر شخص اللہ کے کرم کیلئے آتا۔ ہر شخص جواہر حاصل کرنے کیلئے غور و غوض کرتا۔ وہ جواہر بیچنے والا سر جانتا ہے۔ کیونکہ وہ تیری مٹی میں موتیوں کو پروتا ہے۔ وگرنہ سستی کا موتی سکانہ سے آشنا میں کیا لائے گا۔

کچھ حساد قسم کے لوگوں نے غنیمت سمجھتے ہوئے۔ ایک شب جبکہ

سلطان غایتِ مست میں تھا۔ عرض گذار ہوئے کہ مادر سلطان شیخ مجد الدین کے وعظ کی مجلس میں گئی ہیں۔ اور آج شب شیخ مجد الدین کے نکاح میں آئینگی۔ سلطان یہ سننے کے بعد تحقیق کے بغیر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور کہا کہ شیخ کو دریائے اجل میں مچھلیوں کو کھلا دیا جائے۔ چنانچہ شیخ سے اس بات کی تحقیق کئے بغیر انھیں دریا میں ڈال دیا گیا۔ قطعہ

زہے در دریائے عرفان گہر * کہ دریافت در بحر خون ریز جای
بلے آب دریائے کردون چنین ست * کہ ریزد ہمہ آب گوہر بپای
بجائے چنیں گوہر بحر خیز * بریزد در و گوہران را خدای
چہ در و جواہر کہ دریائے چرخ * زمین و زماں را دہد موج سای

ترجمہ : دریائے عرفان میں کیا خوب گوہر ہے۔ کہ خون کے سمندر میں موتی پایا۔ جی ہاں دریا کا پانی اس جگہ ایسا ہے کہ ان کے پانی سے موتی گرتا ہے۔ ایسی جگہ میں طالبانِ راہِ خدا کیلئے سمندر موتی باہر کرتا ہے۔ کیا دُرّ و جواہر کہ آسمان کا دریا زمین و زمان کیلئے موج سے سایہ کرتا ہے۔

جب آتش برسانے والا خورشید دریائے مشرق کے پانی سے سربلند کیا۔ تو جمشید کے ارکانِ دولت و خورشید کے وزیرانِ شوکت بادشاہ کے پاس پہنچا اور بادشاہ سے گذشتہ واقعہ بیان کیا کہ آسمانِ ولایت کے آفتاب و منظر ہدایت کے مہتاب کو بے گناہ دریا میں ڈالنے سے کیا فائدہ ہوا۔ بادشاہ نے کہا کہ اَلمَقْدُوْرُ کَائِنٌ یعنی جو مقدر میں ہے وہ ہو کر رہیگا۔ اگر اس کی تلافی کی کوئی صورت ہو تو بتاؤ۔ قطعہ

ہرچہ رفت از دست نتواں باز کرد * خواہ نیک و خواہ بد از اقتضای

گر تلافی کار میداند کسے * گو کہ گوید تابسر آدم بجای

ترجمہ : جو چیز ہاتھ سے نکل جائے۔ دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتی خواہ نیک ہو خواہ بد ہو۔ اگر کوئی شخص اس کام کی تلافی کے بارے میں جانتا ہو۔ تو کہے۔

ان سب نے عرض کیا کہ اس کام کی تلافی کیلئے کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ ہاں ایک تدبیر ہے کہ انتہائی عاجزانہ طور پر حضرت قطب المشائخ نجم الدین کبرٰی کے پاس جانا چاہیئے۔ سلطان نے دولتِ خویش کے ارکان و رفعتِ اندیش کے وزیران سے کچھ لوگوں کو جمع کیا۔ اور انھیں معذرت و شفاعت کی تیاری کیلئے حکم دیا۔ ایک طشت کو قیمتی جواہرات سے پُر کر دیا گیا۔ اور اس کے اوپر ایک برہنہ تلوار رکھ دی گئی۔ سلطان نے سر برہنہ کر کے طشت کو اپنے سر پر رکھ کر آہستہ آہستہ خانقاہ کی جانب چلنا شروع کر دیا۔ اسوقت شیخ نماز میں مشغول تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو سلام کیا۔ اور اشارے کی زبان سے شفاعت طلب کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ خون بہا فرزند مجد الدین آتا ہے۔ اس کلمہ کا باربار تکرار فرمایا۔ اور غصہ کی حالت میں فرمایا کہ تُؤْتِی[1] الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ۔ ترجمہ : اللہ جسے چاہتا ہے۔ بادشاہت عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ چھین لیتا ہے۔ اس فرمانِ الٰہی کے تحت تیری بادشاہت کو منقل (انگیٹھی) میں رکھ دیا ہے۔ شیخ انتہائی غصے میں اس سے کلام فرمارہے تھے۔ اور سلطان اپنے سر برہنہ پر طشت لئے کھڑا تھا۔ اور کہایا شیخ اگر قصاص چاہیئے تو یہ شمشیر حاضر ہے۔ اور اگر دیت چاہیئے تو یہ طشت میں ہیرے وجواہرات موجود

---

[1] پ ۳ سورہ آل عمران ۲۶۔

ہیں۔ شیخ جو کہ اسوقت اپنی ہر سمت سے غصہ کی آگ باہر نکال رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ میرے فرزند مجد الدین کے خون بہا میں سرداران روئے زمین یعنی خراسان، سمر قند، بلخ و عراقین کے بادشاہوں کا سر اور اہل بغداد کا سر ہے۔ جو نہی بغداد تک پہنچے حضرت شیخ سعد الدین حموی نے آپ کے دہان مبارک پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اے شیخ پورے زمانے کو مت جلا دو۔ شیخ حموی کے ہاتھ رکھنے سے پہلے بغداد اور اہل بغداد کا تذکرہ بھی نجم الدین کبرای نے کر دیا تھا۔

قطعہ

زہے آتش انگیز خورشید چرخ * کہ در سوفت او از زمان و زمین

ولایت نماندہ ز چندیں دیار * کہ آتش نزد آں زباں آتشین

از روئے ترک ولایت گرای * وزین روئے تاجیک وصحرا نشین

ازاں رو معانی نشینان صدر * ازیں روا سافل گزینان دین

نماندہ تنی را ز چندیں کردہ * کہ آتش نزد در ہمان و ہمین

ترجمہ :آسمان کے خورشید کا آتش انگیز کیا خوب ہے۔ کہ اس میں زمین و زمان جلتے ہیں۔ چند دیار سے ولایت عاجز نہیں ہے کہ اس زبان آتشیں کے قریب آگ ہے۔ سوائے عرب اور اس کے صحرا کے۔ اس سے معانی کی طرف دین پھیلانے والے چلتے ہیں۔ اسی طرح سے یہاں اور وہاں کی آگ کی قربت سے ولایت عاجز نہیں ہے۔

کچھ مدت کے بعد دنیا کے تباہ و برباد ہونے کا سبب یہ بنا کہ خوارزم شاہ اور چنگیز خاں کے درمیان معاہدہ طے پایا کہ ترکستان کے سوداگراں ایران کی سرزمین میں آئینگے۔ اور اس جگہ اپنا سامان بیچیں گے۔ اور ایران کے لوگ اپنا

سامان بیچنے کیلیئے توران و ترکستان کی سرزمین پر جائیں۔ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے مال و متاع کو نقصان نہیں پہنچائینگے۔ ایک مرتبہ سوداگرانِ توران جب بہت زیادہ قیمتی اشیاء بیچنے کیلیئے آئے۔ تو خوارزم شاہ نے حکم دیا کہ اسے لوٹ لیا جائے۔ اور کئی لوگوں کو قتل بھی کیا گیا۔ اس طرح دنیا میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور دنیا قتل و غارت گری سے بھر گئی۔ قطعہ

بلے عہد پیان بہم در ملوک * بود بہرا من و عمارت بنای
وگر عہد پیان زہم بشکنند * خرابی در آرند آباد جای

ترجمہ: بادشاہوں کے درمیان عہد و پیا تعمیر و ترقی کیلیئے تھا۔ اور عہد و پیان توڑنے سے آبادی ویران ہو گئی۔

طبقات ناصریہ میں ہے کہ ان ہزار آدمیوں میں سے ایک ساربان چینگیز خان کے پاس پہنچ کر واقعات کی مکمل خبر دی۔ اور اس کے بعد ہر اس خاندان اور قبیلے کے لوگوں کو بھی اس واقعات کی خبر دی۔ جن کے لوگ اس سوداگروں میں شامل تھے۔ چنگیز خان نے حکم صادر کیا کہ ترکستان کے اطراف سے ایک لشکر اور توران کے اکناف سے ایک عسکر بھیجا جائے۔ چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔ چنگیز خان نے اپنے اور قرب کے دیار سے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اس گوشہ کا کوئی آدمی بھی نہ بچنے پائے۔ سوائے صلحائے مذہب اور عورتیں جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہوں۔ تین دن تک اپنے لوگوں کو خوب سمجھایا۔ اور ایک ایک فرد کے پاس جا کر انھیں جنگی طریقے بتایا۔ قطعہ

بخرگاہ پشمین بہم مرد و زن * درآیند بہم درچناں تنگ جای
ہمہ مرد و زن یاد تنکرے کنند * بنوعے کہ ایزد دہد مرد ہای

چناں یاد کردند بہم مرد و زن * کہ شد پیر کردون بشارت نمای

ترجمہ: اس جنگ میں مرد و زن ایک ساتھ آئے۔ وہ سب مرد وزن بہادری کی دعا کرنے لگے۔ مرد وزن نے ایسی یاد کی کہ پیر نے انھیں بشارت دی۔

جب تین روز تک ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اپنے معبود کی بارگاہ میں انتہائے گریہ و زاری کر چکے۔ تو سر گریبان کے دریا میں رکھ کر صحرائے غیب سے نصرت کی بشارت لیکر باہر آئے۔ قطعہ

ازاں یاد کردن بعجز و نیاز * کہ آوردہ آید پیش گیتے کشای

رسیدہ زحق مژدہ از ظفر * کہ نصرت دہد از عنایت خدای

ترجمہ: اس کی یاد عجز و نیاز کے ساتھ کرنے کے بعد فتح کی بشارت آئی حق سے کامیابی و نصرت کا مژدہ پہنچا۔

وہاں تین روز تک باہم عیش و عشرت اور شراب کا جام رکھا۔ جب وہ لوگ شراب پی کر مست ہو گئے۔ تو آواز آئی کہ لشکر کشی کا عزم و عسکر رشی کا جزم کر دیا جائے۔ اور سب سے پہلے طغما نچان کی جانب رخ کیا۔ اور اس کے قلعہ کو جلد فتح کر لیا۔ طغما نچاں کے لڑکے اور اس کے بعض وزیر کو دیار اسلام کی جانب روانہ کیا۔ قطعہ

ہمہ تیغ داران توران زمین * کہ بود نہ ہر یک ولایت کشای

نہادند رو بسوئے ایران زمین * کہ اسلام و دین رادر آرند زپای

ترجمہ: وہ سب تلوار رکھنے والے توران کی زمین میں پہنچے۔ اور ہر ایک کو فتح کیا۔ اس کے بعد ایران کی جانب قدم بڑھایا۔ کہ اسلام و دین کیلئے آتے ہیں۔

اولین طغما نچان کے قلعہ کو محصر کیا۔ اور ایران کی سرزمین کی جانب

قدم رکھا۔ ولایتِ اسلام کے امصارِ و دیار انام کے اشہار کو تحت تیغ کرتے ہوئے سمرقند پہنچے۔ اور چنگیز خان نے صاحبِ ہدایہ حضرت شیخ برہان الدین کو دیکھا۔ طبقات ناصریہ میں ہے کہ سر حلقہ موالی سے ایک مرد و بر فرقہ معالی سے ایک شخص نے تلوار کھینچا تاکہ انھیں شہید کر دیا جائے۔ چنگیز خان نے کہا کہ اس مسلمان کو ہمارے سامنے لانے سے پہلے نہ مارا جائے۔ جب اس کے کارندوں نے شیخ برہان الدین کو سامنے لایا تو اس نے کہا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں تا کہ ہمارا جسم و قلعہ آسمانی بلا سے محفوظ رہے۔ کہا کہ تم نے مجھ پر اپنی شہنشائی کی شان و شوکت کا نظارا کیا ہے۔ تو سلامت کی دعا کیونکر میں نہ لاؤں۔ قطعہ

ز سر بارہ آسمان سپہر * فرود آمد از پای سیارہ
ستارہ سلامت فرود آمدہ * ز شاہی کہ می گردر نظارہ

ترجمہ : سیارہ کا پاؤں آسمان سے نیچے آیا۔ ستارہ سلامتی سے نیچے آیا۔ کہ شاہی سے نظارہ کرتا ہے۔

یہ کلام سننے کے بعد شیخ برہان الدین کو امان دیکر جیفر خان کی جانب ہوئے۔ اور چند لوگوں کو ان کی صحبت میں رہ کر عنایت الٰہی کا طلب گار ہونے کا حکم صادر کیا۔ اس معاملہ سے چغتائی' اوکتائی' توشی خان اور سنگرہ کو بہت تعجب ہوا۔ اور انگشت حیرت دہان میں رکھ لیا۔ اور تمام جیفر خانیان و فرط حتابیان نے دست تعجب کیا۔ کچھ صاحب دینی کو تہہ تیغ نہیں کیا۔ اور ان کے جان کو بخش دیا۔ قطعہ

جہاندار دارای خلق آفرین * چو چنگیز نیاورد جور آزمای

جہانرا چو خورشید از تیغ ریخت * صواب نیاورد چین و خطای

ترجمہ : جہاں رکھنے والا خلق آفرین کا پالنے والا جب چنگیز نے ان پر جور و جفا نہیں لایا۔ تو گویا کہ جہاں کیلئے اسنے تیغ سے خورشید گرایا۔ حالانکہ اسنے کوئی درست کام اب تک نہیں لایا۔

چنگیز خان نے قرار داد منظور کروایا تھا۔ کہ کسی متنفس کو زمین پر نہیں چھوڑیگا اور زبان سے لا الہ الا اللّٰہ کہنے والے کو زمین پر نہیں چلنے دیگا۔ قطعہ

ازاں تیغ خونریز اصحاب دین * کہ بیروں کشید از میاں خطای

کسے را نماندہ بروئے زمین * کہ چنگیر نزد سر بہ تیغ جفای

ترجمہ : اس تیغ خونریز سے اصحاب دین کو چھوڑ دینا خطاؤں کے درمیان درستگی ہے۔ حالانکہ چنگیز کے تیغ کے شر سے روئے زمین کا کوئی شخص نہیں بچا۔

آیا ہے کہ جب ولایتِ ایران کی تمام زمین، خراسان اور عراقین کے تمام شہروں میں لوگوں کو تہہ تیغ کر چکا تو صاحبِ ھدایہ جو اس وقت اسکی گرفت میں تھے چنگیز خان نے کہا کہ آج کے دن مسلمانانِ ثمرقند و سغد ثمر کے لوگوں کو قتل کیا جائے گا۔ تم اپنے لئے کوئی محلّہ متعین کر لو اور جو لوگ تمھارے ساتھ ہونگے انھیں بھی قتل نہیں کیا جائے گا۔ قطعہ

ہر کہ باشد تابع پیر ھدای برھان الدین * می دین انعامِ جان از ہمت تنگرِ کرای

از و رائے تابعانِ او نمانم ہیچ کس * می نہم در تحت تیغ و خنجر کردون کرای

ترجمہ : جو کوئی پیر ھدای بُرھان الدین کا تابع ہوگا اُسے انعام کے طور پر جان بخش دی جائے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی تیغ و خنجر سے نہیں بچ سکے گا۔

جب صاحبِ ھدایہ کے درمیان یہ معاہدہ طے ہو گیا تو اکثر سکّانِ ثمر قندیہ و متوطّنانِ سغدیہ ان کی حمایت میں آئے۔ جب چنگیز کی فوج شہر میں داخل ہوئی اور قتل و غارت گری کی تو اکابرِ اسلامیہ و اماثر ایمانیہ کو وہاں پر نہیں پایا۔ استفسار کیا کہ مسلمین و مؤمنین کہاں گئے۔ بتایا گیا کہ صاحبِ ھدایہ کے حمایت میں آئے چنگیز خان نے کہا کے اے بُرھان الدین تم نے اتنے لوگوں کو حمایت میں کیوں لایا۔ انھوں نے کہا کہ تم نے حکم دیا تھا کہ جو صاحبِ ھدایہ کے پناہ میں آجائے اُسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ لوگ اپنی جان بچانے کیلئے میری پناہ میں آگئے۔ **بیت**

زہے دولت مردم از عنایت * بباشند تابع صاحبِ ھدایہ

ترجمہ : کیا خوب دولت ہے کہ لوگ عنایت سے صاحبِ ھدایہ کے تابع ہوئے۔

جب لشکرِ ملعون کے افواج و بحرِ مطعون کے امواج لاہور کے سرحد پر پہنچے تو چنگیز خان تین دن تک وہاں رہنے کے بعد ہندوستان کی طرف رخ کرنا چاہا تو حق تعالیٰ نے بلائے جان فرساو جفائے دوران ان پر نازل فرمایا۔ جس کی وجہ کر وہ اس طرف کا رخ نہ کر سکا اور وہاں کے مسلمان اس کی شر سے محفوظ رہے۔ قطعہ

زہے دولت اہل ہندوستان * ہماں بادشاہانِ ہند آز مای
کہ از بخت ایشان سر مرد و زن * نگاہ داشت از تیغ کافر خدای

ترجمہ : اہل ہندوستان کیلئے کیا خوب دولت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں کے مرد وزن اور بادشاہوں کو کافر کی تلوار سے محفوظ فرمایا۔

سلاطینِ سامانیہ سے چند سلاطین بخارا کے حدود میں اور خوانینِ اسدیہ سے کچھ خوانین نے چنگیز خان کو جنگ پر امادہ کیا کہ تو نے روئے زمین پر انصاف نہیں کیا کہ حضرت جدِ کلاں بلبنِ سلطان کو اس معرکہ میں شہید کیا۔ شہیدوں کے بارے میں قرآن میں آتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ[1]۔ ترجمہ : اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمھیں خبر نہیں۔

اس معرکہ میں اکثر اولیائے روزگار و بیش تر اصفیائے ہر دیار کو اس ملعون نے شہید کیا۔ اور علمائے دین دار و فضلائے فضیلت شعار کو بے دریغ قتل کیا۔ قطعہ

همه بادشاهانِ اقلیمِ فضل * که بودند در علمِ دین منتهای
ملوکِ ولایتِ ولایتِ هدای * همه مالکانِ ولایت خدای
ازاں زاہداں که در زہد خود * ز دنیا و دین بوده اندرو کرای
همه در فروشانِ دریائے کار * که دریائے شان بود گوہر خزای
چه درویش فاضل که جان داشته * ز جان آفریں آفرین بر کشای
همه نیک و بد آنچه مذکور شد * در آورد در تیغ کفر خطای
ز آغازِ دنیا و انجامِ او * ندیده کسے ایں چنیں از جفای
بیا اشرف از ظلم او دم مزن * چه دانی که آں بوده باشد بجای
که بس داد در صورتِ ظلم شد * که بسیار ظلم است داد آزمای
یقین دیده باشی بقرانِ او * که بر بندگانِ نیست ظلم خدای

---

[1] پ ۲ سورہ بقرہ ۱۵۴۔

ترجمہ: اقلیمِ فضل کے تمام بادشاہان جو کہ علمِ دین میں منتہا تھے۔ ملوکِ ولایت ولایتِ ھدیٰ سے اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو عطا کیا۔ ان زاہدں کو بھی جنہوں نے دین و دنیا سے زہد کیا۔ دریا میں غوطہ لگانے والا گوہر زیادہ کرتا ہے۔ کیا درویش کیا فاضل ہر نیک وبد کو تہہِ تیغ کیا۔ دنیا کی آغاز سے لے کر انجام تک کسی آنکھ نے ایسا ظلم نہیں دیکھا۔ اے اشرف اس ظلم سے تو دم نہ مار تجھے کیا معلوم کہ اس نے ظلم پر کتنی داد لی۔ بہت زیادہ ظلم ہے بہت زیادہ داد بھی ہے۔ اسے قریب سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ بندگانِ خدا میں اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے۔

جب ھلاکو خان اکابرِ روئے زمین مشائخِ راستین کو تحتِ تیغ کرنے کے بعد شہر کو ویران کرنے کیلئے خوارزم آیا۔ اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کی خانقاہ کی طرف رخ کیا تو حضرت شیخ نے فرمایا یَآ اَیُّھَا الْاَصْحَابُ قُوْمُوْا وَ رَقّصُوْا حَارُبُوْا اللّٰہَ۔ ترجمہ: اے ساتھیوں اٹھو اور اللہ کے دشمنوں کو بھگاؤ شیخ کے خلفاء نے یہ کلام سن کر اپنے دامن کو سنگ ریزوں سے بھر دیا۔ اور اُس درویش نے اپنی عصا کو بلند کیا۔ حضرت نے خود بھی اپنے دامن میں سنگ ریزوں کو بھرا اور باہر آکر دشمنانِ خدا پر برساتے۔ آپ کے ایک ایک ساتھی جامِ شہادت نوش فرماتے جاتے۔ قطعہ

زہے بزم اصحاب دریک دیگر * کہ ترتیب کردند بوقت غزای
ہمہ بادۂ خون بجام پکون * ہمیں ریخت ساقی بتمغ و غای
کبابِ جگر را بسیخ عنان * بر امود نقل مئے دل ربای
حریفان چناں مست گشتند بہم * ازاں بادۂ جام شیریں صفای

کہ از کاسہ سر بہم ریختند * پر از بادۂ خون رنگین نمای

چوں زد کا سہائے بر ہر کسے * بر کا سہائے سپران ماند پای

ترجمہ: بزم کے اصحاب کیا خوب ہیں کہ جنگ کے وقت ایکدوسرے کو ترتیب دیتے ہیں۔ ساقی کی تلوار سے بادۂ خون گرتا ہے۔ جگر کے کباب کیلئے عنان کی سیخ سے برتن کو مئے دل سے بھر دیا۔ حریفان ایسے مست ہوئے کہ اس بادۂ جام شیریں کا صفایا کر دیا۔ کہ بر کا کاسہ بھی خون رنگین سے پُر زمین پر گرتا ہے۔ جب اس بر سے لبریز کاسہ کو مارا تو کاسہ زمین پر گرا۔

حضرت شیخ کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد وہ لوگ آپ کی جانب بڑھے۔ شیخ نے بھی اپنے دامن میں سنگریزوں کو بھرا تھا۔ چنانچہ آپ ان پر پتھر برساتے چنگیزیوں میں سے کئی لوگ زخمی بھی ہوئے۔ آخر کار ان کافروں نے آپ پر تیر برساتے ہوئے۔ قریب آگئے۔ اور پھر آپ جام شہادت نوش کرتے ہوئے محبوب حقیقی کی وصال کی معراج و محبوب اصلی کے تصال کے دواج سے مشرف ہوئے۔ وہ معراج جس کے متعلق سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ رَأَیتُ رَبّیُ فِیُ لَیُلَۃِ المِعُرَاجِ فِیُ اَحُسَنِ صُوُرَۃٍ۔ ترجمہ: میں نے معراج کی شب اپنے رب کو سب سے اچھی صورت میں ملاحظہ کیا۔ اس طرح حضرت شیخ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ قطعہ

زہے دولت وصل خورشید روی * کہ بر تا بد از خاوزان لقای

بد و دست آں ہر دو پرچم گرفت * برآمد بمعراج وصل خدای

ترجمہ: وصل کی کیا خوب دولت ہے کہ ملاقات سے چہرہ خورشید کی طرح چمکتا ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ میں پرچم لئے وصل خدا کی معراج پر آئے۔

آیا ہے کہ ستر جوان نامی و دلیران سامی نے ملکر حضرت شیخ کے دست سے پرچم فتح لینے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کے انگشت مبارک کو کاٹ ڈالا۔ انگلیاں کٹ جانے کے بعد آپ کے ہاتھ سے پرچم گرا۔ تو چنگیز خان کے سپاہیوں نے اسے اٹھایا۔ حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ نے اس معنی کو ایک رباعی میں پیش کیا ہے۔ قطعہ

من ازاں محتشمانیم کہ ساغر گیرند * ز انداں مفسد کانیم کہ لاغر گیرند

بیکے دست مئے وحدت ایمان نوشند * بیکے دست دگر پرچم کافر گیرند

ترجمہ: میں اس سے صاحب دولت ہوا کہ ساغر گرے۔ نہ کہ اس سے لاغر گرتے ہیں۔ ایک ہاتھ سے وحدت ایمان کا مئے نوش فرمایا۔ اور دوسرے ہاتھ سے کافر کا پرچم گراتے ہیں۔

یہ مختصر طور پر واقعات چنگیز خان کے اسباب و حادثات قدر خانی کے موجبات تھے۔ جیسے بموجبِ اشارتِ سلطانی و بسببِ ایمائے خاقانی مذکور کیا۔ قطعہ

زہے دولتِ بادشاہان دین * کہ بر تختِ احسان نہادند پای

گر از جور گوتہ کنند دست کار * درازی دولت رساند خدای

ترجمہ: دین کے بادشاہوں کی دولت کیا خوب ہے۔ کہ احسان کے تخت پر قدم رکھتے ہیں۔ اگر وہ جور و جفا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دولت کو وسعت عطا فرماتا ہے۔

۲۵واں مکتوب

(لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کی تفسیر کا بیان)

برادر اعزالاصحاب شیخ شمس الدین رَزَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نَعِیْمَ عِرْفَانِہٖ (اللہ تعالیٰ انھیں عرفان کی نعمت عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و ثنائے دوستانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے آیتِ کریمہ لَیْسَ[1] کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ ترجمہ : اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔ کے بارے میں رموز و اسرار پر مشتمل خط روانہ کیا ہے۔ وہ خط مجھے اشرفِ اوقات و الطفِ ساعات میں ملا۔ ایمائے نکات استماعِ اشارات آمیز خط پاکر بہت خوشی ہوئی۔ اے بھائی اس قسم کے نکات و اشارات مفتی وقت سے بھی عباراتِ لطیفہ سے پوشیدہ ہیں۔ لور ان نکات کی طرف جستجو فیاضِ لاریب کی طرف سے عطیہ ہے۔ قطعہ

کسے راکہ بر تخت ترکیب جسم * چو دل بودہ باشد امیر ھدای
بود مالک کشور جان و دل * بتنفیذ احکام خود پادشای
چہ حاجت کہ از شحنۂ پرخرد * پرسدز احوال ملک برای
ز مفتی دل پرس اشرف صفت * چہ فتوی مشکل شود ازورای
کسے راکہ در سینہ باشد علوم * ز در سینہ پرسد مسائل خدای
ولی نیست ہر دل چنیں مفتی * کہ فتوی دہد در ہمہ تنگ جای
کسے راکہ مفتی چنیں در دل است * بود مجتہد مسائل کشای

---

[1] پ ۲۵ سورہ شوریٰ ۱۱۔

ز در سینہ پرسی چہ در سینہ * کہ در سینہ باشد چہ در سینہای

چو در سینہ بنہاد در سینہ راز * زچل نیست در سینہ در سینہ ہای

چولیس کمثلہ ز در سینہ نیست * ز تشبیہ و تنزیہ بیروں برای

ز تنزیہ و تشبیہ باہم بدحق * بصیر و سمیع بہر گوشہ ہای

ترجمہ: جس نے ترکیبِ جسم کے تخت پر دل دیا ہوگا۔ دل و جان کے کشور کا احکام نافذ کرنے کے سبب بادشاہ ہوگا۔ عقلمند کو توال کی کیا حاجت ہے کہ اس بادشاہ کے احوال پوچھے جائیں۔ اشرف صفت مفتی سے کونسا فتوی مشکل ہوگا۔ جس کے دل میں علوم ہونگے۔ اس کے دل کے موتی سے خدا کے احکام معلوم کئے جائینگے۔ اس قسم کے مفتی کا دل ولی نہیں ہے کہ ہر تنگ جگہ میں فتوی دیتا ہے۔ جس مفتی کا دل ایسا خزانہ رکھتا ہوگا۔ وہ مسائل کے استنباط کیلئے مجتہد ہوگا۔ تو سینہ کو موتی سے پوچھتا ہے۔ اس کے سینہ میں کیا ہے؟ جب سینہ میں راز پوشیدہ کرلے۔ تو وہ بے وقوف نہیں ہے جب لَیْسَ کَمِثْلِہٖ سینہ کے موتی سے نہیں ہے۔ اس لئے تشبیہ و تنزیہ باہر آینگی۔ تنزیہ و تشبیہ سے باہم امیر قریہ میں ہر گوشہ کیلئے سمیع و بصیر ہے۔

ذات دو اعتبار رکھتی ہے۔ تشبیہ اور تنزیہ۔ بحسب تنزیہ اس کی ذات تمام ملاحظ صفات سے منزہ اور جملہ ملابسۂ اسماء مکونات سے منقہ ہے۔ اسی اعتبار سے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ کمال میں خوبتر ہے۔ قطعہ

زہے رتبہ ذات عالی سمات * کہ تشبیہ و تنزیہ نبود سزای

چو تنزیہ در ضد تشبیہ خواست * ازیں ہر دو بیروں تراست آں خدای

ترجمہ: کیا خوب رتبہ ذات عالی سمات ہے کہ تشبیہ و تنزیہ اس کے لئے

سزاوار نہیں ہے۔ جب تنزیہ نے تشبیہ کی ضد چاہی تو ہر دو سے وہ خدا بیر ول تر ہوا۔

اس طرح کہ اطلاق کے بارے میں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس سے بر تر ہے۔ تَعَالٰی اللّٰہُ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ ترجمہ : اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے۔ اس حیثیت کے رتبہ سے وہ بلند تر ہے عارفانِ وصول کا قدمِ انتہا اس جگہ علماً' عیناً اور وصلاً جاتا ہے۔ اور اس سے ارجمند تر ہے۔ کہ عاکفان درگاہ اس رتبہ سے وہماً' قصداً اور تصوراً واصل ہوتے ہیں۔ قطعہ

کی ذرات کونی را مجالی * کہ با خورشید پیوندد بیک جای
چہ جای وصلت ہر ذرہ بامہر * کہ در تصویر ہم نیارند یارای

ترجمہ : ذراتِ کونی کیلئے کیا مجال ہے کہ اس جگہ خورشید سے پیوست ہو جائے۔ چہ جائیکہ ہر ذرہ مہر سے مل جائے تب بھی یاران کی تصویر نہیں لائیگا۔

پس بحسب قدر تنزیہ آیتِ کریمہ میں گفت و گوئی نہیں ہے۔ اور بموجب تنقیہ جست و جوئی نہیں ہے۔ باعتبار تشبیہ کہ جس میں اصحاب دانش و اربابِ بینش نے غور و فکر کیا ہے۔ اور اولوالالبابِ معانی واحبابِ نکتہ دانی نے سعیٔ جمیل کیا ہے کہ موجوداتِ علویہ و مکوناتِ سفلیہ کے افراد میں سے ہر شخص ایک دوسرے کی شان نہیں ہے۔ اسی طرح صُوَرِ کائناتِ عینیہ و پیکرِ تجلیاتِ شینیہ کی تمثال ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ہے۔ قطعہ

زہے نقش بندی نقاشِ نقش * کہ در نقش بنود بہم استوای
اگر در دو سہ نقش بیند کسے * تفاوت بہم یابد از نقشہای

ترجمہ : نقاش کی نقش بندی کیا خوب ہے کہ نقش میں باہم استوا نہیں ہے۔ اگر تو دو تین نقش کو دیکھے گا تو ان کے درمیان کافی تفاوت پائیگا۔

صورتِ مرغوبہ میں سے کوئی صورت اور صفاتِ محبوبہ میں سے کوئی صفت خواہ وہ انسان میں ہو خواہ حیوان میں ہر گز ان میں مساوات نہیں ہو گی۔

قطعہ

صورت گری صورت خوباں چنیں بہ بست * در صورت و لطافت حور و پری لقای
ہر چند بست صورت ہر خوب صورتے * لیکن نیست صورت باہم در استوای

ترجمہ : صورت بنانے والے نے ایسی صورت بنائی کہ صورت و لطافت میں حور و پری کی ملاقات ہے۔ ہر چند کہ صورتوں کو خوبصورت بنایا۔ لیکن ان میں باہم استواء نہیں ہے۔

صُوَرِ انسانی میں امتیازی و معنوی صُوَر پیدا کیا ہے۔ اور پیکرِ حیوانی کے اعداد میں صوری و منطوی ابراز ہیں۔ لیکن اگر ظہورِ معانی و صدورِ عیانی کی نگاہ سے سیر کرے۔ تو ہر ایک میں حسنِ دیگر متجلی و صفتِ آخر متجلی پائیگا۔ پس ہر جگہ اسی طرح صفات میں نمائش و زیبائش ہے۔ اور ہر ایک دوسرے سے جدا ہے۔ اور ہر زمانے میں روشن موتی ہے۔ ذواتِ مختلفہ میں بمقتضائے لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ کیوں نہ ہو۔ صفاتِ متعددہ میں بمتمنائے لَیۡسَ لَهٗ ضِدٌّ وَّنِدٌّ وَّ شِبۡهٌ[1] اس طرح کیوں نہ ہو۔ یہ وہ جلوہ ہے۔ کہ عشق کے عروسِ حجلہ کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اگرچہ مجازی ہی کیونہ ہو۔ قطعہ

جو موجودات ہریک در نمائش * نباشد مستوی از مثل و مانند

---

[1] ترجمہ : اس کیلئے ضد، شریک اور شبہ نہیں ہے۔

چرا مقصود از لیس کمثلہ * نباشد ایں چنیں کز بحث مانند
چہ موجودات در ہر ذات بنگر * کہ در ہر آن فراید آں نہ مانند
زہر کس یابد ایں لذت ز دیدار * مگر آں صاحب دیدار دانند
ز ادنیٰ لذتش عشق مجازیست * کہ راہش بر حقیقت می رساند

ترجمہ: جب موجودات میں ہرایکدوسرے کی مثل و مانند نہیں ہے۔ لیس کمثلہ سے کیا مقصود ہے۔ اسطرح بحث کی مانند نہیں ہے۔ موجودات کے ہرذات میں توایک دوسرے کی مثل نہیں گردان سکتا۔ ہر شخص لذت دیدار بھی نہیں پاسکتا۔ مگر وہ صاحب دیدار جاننے کی مانند۔ اس کی ادنی لذت سے عشق مجازی ہے۔ کہ اس کی راہ حقیقت پر رواں ہے۔

آیاتِ قرآنی کے دقائق واشاراتِ فرقانی کے حقائق کا پانا مواہبات میں سے ہیں۔ نہ کہ مکاسبات میں سے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اور جو کچھ مفسرین کرام نے کاف تشبیہ اور مثل کے بارے میں گفت وگوئی فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان دونوں میں سے ایک زائد ہے۔ ضرورت کا معلوم ہونا ایراد نہیں ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ تَنَزَّهَ وَتَشَبَّهَ اَيْ تَنَزَّهَ فِيْ عَيْنِ التَّشْبِيْهِ حَيْثُ نَفٰی عَنْ كُلِّ شَيْءٍ مُمَاثِلَهٗ مِثْلَهٗ فِيْ مِثْلِيَتِهٖ وَهُوَ عَيْنُ التَّشْبِيْهِ لِاَنَّهٗ اِثْبَاتُ الْمِثْلِ وَلَمَّا نَفٰی عَنْ كُلِّ شَيْءٍ مُمَاثِلَهٗ الْمِثْلَ نَزَّهَ الْحَقُّ اَنْ يَّكُوْنَ مِثْلَ لَهٗ لِاَنَّهٗ شَيْءٌ مِّنَ الْاَشْيَاءِ فَلَايُمَاثِلُ وَاِذَالَمْ يَكُنْ مِثْلٌ مِثْلَهٗ فَبِالْاٰیِ اُخْرٰی اَنْ يَّكُوْنَ ذَالِكَ الْمِثْلَ لَيْسَ مِثْلَالَّهٗ وَذَالِكَ غَايَةُ التَّنْزِيْهِ وَتَنْزِيْهٗ فِيْ تَشْبِيْهٍ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ تَشْبِيْهٌ اَيْ فِيْ عَيْنِ التَّنْزِيْهِ لِاَنَّهٗ اَثْبَتَ لَهُ السَّمْعِيَّةَ وَالْبَصَرِيَّةَ الْمَتِيْنَ هُمَا صِفَتَانِ ثَابِتَانِ

لِلْبُعْدِ وَهُوَ مَحْضُ التَّشْبِيهِ لٰكِنَّهُ خَصَّهُمَا بِهِ بِالصِّيْغَةِ التَّزْكِيَةِ الْمُفِيْدَةِ لِلْحَصْرِ حَيْثُ حَمَلَ الصِّفَتَيْنِ الْمَعْرِفَتَيْنِ بِلَامِ الْجِنْسِ عَلٰى ضَمِيْرِهٖ فَافَادَاتُهٗ هُوَالسَّمِيْعُ وَحْدَهٗ لَا سَمِيْعَ غَيْرُهٗ وَهُوَ الْبَصِيْرُ وَحْدَهٗ لَا بَصِيْرَ سِوَاهُ وَهُوَ عَيْنُ التَّنْزِيْهِ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ فرمانا پاکی اور تشبیہ ہے۔ یعنی عین تشبیہ سے پاک ہے۔ اس حیثیت سے کہ ہر شے سے اس کی مماثلت کی نفی کردی گئی۔ اور وہ عین تشبیہ ہے۔ اس لئے کہ وہ امثل کا اثبات ہے۔ اور ہر شے سے مماثلت کی نفی کردی گئی۔ تو حق تعالیٰ پاک ہے کہ اس کی کوئی مثال ہو۔ اس لئے کہ مثل اشیاء میں سے ایک شے ہے۔ پس اس سے مماثلت جائز نہیں ہے۔ اور جب اس کی مثل نہیں ہے۔ تو کونسی دوسری آیات سے اس کی مثال دی جائیگی۔ کہ اس کیلئے مثل ہے۔ اور یہ غایت تنزیہ ہے۔ اور تنزیہ تشبیہ میں ہے اور وہ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ہے۔ یعنی عین تنزیہ میں اس لئے کہ اس نے اپنے لئے سمعیت و بصیریت ثابت کی ہے۔ اور یہ دونوں صفات بُعد کیلئے ہیں۔ اور وہ تشبیہ محض ہے۔ لیکن ان دونوں صفات کو صیغۂ تزکیہ مفیدہ سے خاص کیا ہے۔ تاکہ حصر کا فائدہ حاصل ہو۔ اس حیثیت سے کہ ان دونوں صفات کو لامِ جنس سے معرفہ کرکے ان پر ضمیر داخل کیا۔ پس اس کا فائدہ یہ ہوا کہ وہی تنہا سمیع بالذات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اور وہی تنہا بصیر بالذات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ اور وہ عین تنزیہ ہے۔ قطعہ

زہے خورشید چرخ اسمے خدای * کہ یک ذرہ اش بود نہ چرخ درودای
زنور وصف اولیس کمثلہ * فروزاں ہم چو خورشید قمر سای
ز تنزیہ آمد در عین تشبیہ * بتشبیہ آمدہ تنزیہ پیرای

زتنزیہ اش ہم تشبیہ خیزد * زتشبیہ اش ہمہ تنزیہ آرای
بصیر آمد بتعریف الف لام * کہ جز اونیست در ہر چشم بنای
سمیع اش ہم چناں تعریف دارد * کہ جز اونیست در ہر گوش شنوای
بدیں گونہ ست ہم اوصاف عالی * کہ دارد در جہاں دار و دارای
ہمہ اوصاف او اشرف صفت داں * کہ ازیک امر شد ہر کار فرمای
ازیں دریای در آنکس کند گوش * کہ باشد گوہر ہر ہفت دریای

ترجمہ : خدا کے اسم سے آسمان کا خورشید کیا خوب ہے۔ کہ اس کا ایک ذرہ نو آسمان کو پالتا ہے۔ اس کے وصف کے نور سے لیس کمثلہ خورشید و قمر روشن ہے۔ تنزیہ سے عین تشبیہ میں تشبیہ آئی۔ اس کے تنزیہ سے بھی تشبیہ آئی۔ اس کی تشبیہ سے تنزیہ کی آرائی ہے۔ بصیر کو الف لام کی تعریف سے لایا۔ کہ اس کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ سمیع کو بھی معرف رکھا۔ کہ اس کے سوا کوئی سننے والا نہیں ہے۔ اس اعتبار سے اس کے اوصاف عالی ہیں۔ کہ جہاں کو پرورش فرماتا ہے۔ اس کے تمام اوصاف کا اشرف صفت داں ہے۔ کہ ایک امر سے تمام کام بنتا ہے۔ اس دریا سے وہ شخص موتی نکالتا ہے۔ جو سنتا ہے ہر سات دریا کے گوہر کی باتوں کو۔

۲۶واں مکتوب

(منصبِ قضا کا بیان)

برادر اعزالسادات واشرف التقیات سید تاج الدین مزید درجتہ درویش اشرف کی جانب سے دعائے مخلصانہ قبول فرمائیں۔ آپ کا خط ملا جس میں آپ نے ہمارے آباو اجداد سے متعلق منصبِ قضا کے بارے میں لکھا ہے۔ آج کل کچھ حسّاد کی جماعت اس میں تردد کر رہی ہے۔ لیکن امید ہے کہ اگر خادمانِ درگاہ کے التفاتِ خاطر و ملازمانِ بارگاہ کے توجہاتِ باطن ان کی طرف نہ فرمائیں تو زمرۂ حساد و فرقہ عناد مخذول ہو جائیگا۔ اس برادر کے ذہن میں یہ بات ہو گی کہ دنیاوی منصب اصحابِ جاہ کیلئے حرام ہے۔ اور ہر مرتبہ جو ارباب گاہ رکھتا ہے۔ عزت کا باعث ہے۔ پس جسے حق تعالیٰ ان چیزوں سے خالی رکھے۔ چاہیئے کہ وہ دولتِ ہنی (عمدہ) و رفعتِ سنی تصور کرے۔ قطعہ

کسے را کہ یزداں نہ اصحاب جاہ * کند نیست جاہش کہ جاہش بود
زہے بخت آں کسی کہ زین جاہ جاہ * برآورد چوں آب گاہش بود

ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ اصحابِ جاہ بناتا ہے۔ وہ صاحبِ جاہ نہ ہو کر بھی صاحبِ جاہ ہوتا ہے۔ اصحابِ جاہ کی کیا خوب قسمت ہے کہ اس جگہ سے ان کیلئے دولت ظاہر ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کے مال و زر جمع کرنے والے ہماری بارگاہ میں اس قدر و منزلت پر فائز نہیں ہیں۔ جس پر کہ طالبانِ راہ ہیں۔ اسی طرح سالکانِ محمود ہماری بارگاہ میں جس قدر مقرب ہیں۔ دنیاوی ہنر رکھنے والے

نہیں ہیں۔ قطعہ

عروس و نورا ے نیست آں زیب * کہ چشم دوستانرا خوشتر آید

خدا در سیم و زر ننہاد قیمت * کہ برادرے دین آں بہتر آید

ترجمہ :وہ زیب عروس و نورائی نہیں ہے۔ کہ دوستوں کے چشم پر خوشتر آئے۔ اللہ تعالیٰ سیم و زر میں قیمت نہیں رکھتا کہ برادرِ دین کیلئے وہ بہتر آئے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاللّٰہِ اِنَّ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ لَحْمِ الْخِنْزِیْرِ فِیْ یَدِالْجَزَام۔ ترجمہ : نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم بے شک دنیا پختہ ارادہ رکھنے والوں کے ہاتھ میں لحمِ خنزیر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ پس ہر وہ چیز جو مخلوقات میں خوارترین و موجودات میں گندہ ترین ہو۔ دوستوں کا دامن اس سے خالی رہتا ہے۔ اوراس کی طرف دوست قدم نہیں بڑھاتا ہے۔ قطعہ

عروس زشت رو دنیای دونست * کہ از حد می برد شیوۂ و ناز

عنایت دارد ایذد از چنان کس * کہ دارد رتبہ دنیا از و باز

ترجمہ : دنیا بد شکل دلہن ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی عنایت رکھنے والے نہیں جاتے۔ انھیں اللہ تعالیٰ دنیامیں بلند رتبہ عطا فرماتا ہے۔

اگر آں برادر ہمتِ عالی و ہستِ متعالی رکھتا ہو تو چاہیئے کہ دنیا کی نعمت و دولت سے انکار کردے۔ اور اگر نامِ اِخوانی کا ناموس و جامِ ھانی کے ننگِ نافر کی راہ در پیش ہو تو چاہیئے کہ اس منصب کے حصول کیلئے سلسلہ علائیہ کے درویشان و قافلۂ خالدیہ کے سلوک کی شان کی جانب فاتحہ پڑھے۔ برادر اَعز الاصحاب شیخ شمس الدین کی خانقاہ میں آنا چاہیئے۔ اور خدامِ درویشاں کی رعایت و لزام کی شان

کی حمایت اپنے اوپر لازم شمار کرے۔ اور ہر دینی اور دنیاوی مہمّات میں سے جو اسے پیش آئے اس کے وجوھاتِ آجلیہّ و عاجلیہّ کی راہ ظاہر کرے اور برادر اُعزّ شمس الدین کی جانب سے توجہ حاصل کرے اور تم اپنے بعض برادران کی جانب حصہّ حاصل کرو۔ اور جو قضا کا منصب تمھیں تفویض کیا گیا ہے۔ اسکے کچھ احوال اپنے بھائی شیخ ابو المکارم کیلئے بھیجو۔ تاکہ اکابرِ شہر و اماثر نیک بہر کیلئے باہم شیخ شمس الدین کی خانقاہ میں آئے۔ اور جو کچھ مشائخ چشتیہ و رواسخ بہشتیہ کے وظائف و لطائف ان کی طرف سے وصول ہو۔ اسکی مواظبت کرنی چاہیئے۔ اس فقیر کے اصحاب و احباب جو کہ اس میں حصہّ رکھتے ہیں۔ اکثر اوقات دن میں ان کی صحبت کا التزام کرنا چاہیئے۔ اور ہر معاملات امور دین سے اور ہر کام کارھائے خافقین سے ہو اسکے لئے باہم جمع ہو کر روحانی بہشتیہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ انشاء اللہ وہ کام اور مقصود بر آئے گا۔ اگر فقیر کے اصحاب کا اجتماع نہ ہو سکے تو روحانی بہشتیہ سے امداد ہرگز ترک نہ کرے۔ خبردار خبردار اس دولت کو ہاتھ سے مت جانے دو۔

۷۲واں مکتوب

(خواب اور سلف صالحین کا بیان)

برادر اعزّ اشرف الاصحاب شیخ فرید الدین درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و ثنائے دوستانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے احوالِ رفتگان اور رویائے صادقہ کے بارے میں جو کچھ استفسار کیا ہے۔ پیش خدمت ہے۔ جاننا چاہیئے کہ رویائے صالحین و واقعہ کاملین اربابِ تصوف و اصحابِ تعرف کے نزدیک مقرر ہے۔ کیونکہ یہ معجزات نبویہ کے اجزا میں ایک جزء و مقاماتِ مصطفویہ کے تتمیہ میں سے ہے۔ اور اس کی تعبیر ہر شخص کی نسبت سے دیگر[۱] ہے۔ چنانچہ اہل

---

[۱] اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے نماز کیلئے اذان کہی۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو اسلامی حج پورا کرے گا۔ اُسی وقت ایک اور شخص آیا۔ اُس نے بھی یہی سوال کیا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو اذانِ نماز کہتا ہوا دیکھا ہے۔ اس کو حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر بتلائی کہ تجھے لوگ چوری کی تہمت لگائیں گے۔ اس پر حضرت کے شاگرد بولے کہ یہ دونوں خواب بظاہر ایک ہی صورت کے ہیں۔ لیکن تعبیر آپ دونوں کی ایک دوسرے کے بر خلاف کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے شخص کی شکل و صورت مجھے نیک اور صلاحیت والی نظر آئی اس لئے میں نے یہ کہہ دیا کہ تو حج کرے گا۔ بموجب اس آیت کے اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً۔ یعنی اے پیغمبر! تم لوگوں کو حج کا پیغام دے دو۔ اور دوسرے شخص کی شکل و صورت مجھے شریر سی نظر آئی۔ اس لئے اس کو میں نے یہ تعبیر بتائی کہ تو چوری کے جرم میں گرفتار ہو گا۔ بموجب اس آیت کے فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُھَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْنَ۔ یعنی ایک منادی نے یہ ندا کی کہ اے قافلہ والو! تم ضرور چور ہو۔

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو خواب رات کے پہلے حصے میں دیکھائی دے اُسکی تعبیر پانچ سال میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو آدھی رات میں دیکھائی دے اسکی تعبیر پانچ مہینے تک ظہور میں آتی ہے۔ اور اگر سویرے صبح کے وقت دیکھائی دے تو اس کی تعبیر دس روز تک ظاہر ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس قدر رات کا وقت دن کے وقت سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

بدایت 'اہل نہایت 'نسبت ملوکِ روزگار اور خوانین نامدار کی تعبیر الگ الگ ہے۔ بہت سے اکابر نے خواب اور واقعہ گذشتگان سے اپنا عقیدہ بنایا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام شیخ مجدالدین بغدادی نے خواب میں حضرت رسالت پناہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مَاتَقُوْلُ فِیْ حَقِّ اَبِیْ سِیْنَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھُوَ رَجَلٌ اَرَادَ اَنْ یُّصَلِّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِلاَ وَاسِطَتِیْ فَحَجَبْتُہٗ بِیَدِیْ ھٰکَذَا تُسْقَطُ فِی النَّارِ۔ ترجمہ :آپ ابو سینا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ یہ سنکر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک ایسا شخص ہے۔ جو میرے واسطہ کے بغیر نماز کا ارادہ کرتا ہے۔ پس میں نے اس کیلئے حجاب بنا دیا۔ اسی طرح آگ میں گرائے گئے۔ یہ حکایت میں نے استاد مولانا جمال الدین چلپی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ کیا عجب ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ میں بغداد سے شام کی طرف جاتا ہوں۔ وہاں سے روم اور روم سے موصل پہنچا۔ اور وہاں کے جامع مسجد میں ہوں۔ خواب ہی میں دیکھا کہ اس جگہ سے کوئی یہ کہہ رہا ہے۔ کہ وہاں نہ جاؤ۔ کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ جب میں نے اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آرہی تھی۔ تو چند لوگ بیٹھے ہوئے ملے۔ ان میں ایک شخص ایسا بھی ہے کہ ان سے نور نکل رہا ہے۔ اور اس نور سے پورا آسمان منور ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ جواب آیا کہ مصطفی ﷺ ہیں۔ میں آگے بڑھا اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیکر فرمایا کہ ان کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو چنانچہ میں بیٹھ گیا۔

(الف) میں نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ما تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ اَبِیْ سِیْنَا (ابو سینا کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں)۔

(بقیہ حاشیہ) زیادہ نزدیک ہوگا وہ خواب درست ہوتا ہے۔ اور نتیجہ جلد تر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ۱۲اشرفی

آپ نے فرمایا رَجُلٌ ضَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی عِلْمِهٖ (یہ وہ شخص ہے۔
جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم پر گمراہ کیا۔)۔

(ب) میں نے عرض کیا مَا تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ شَهَابِ الدِّیْنِ مَقْتُوْلٍ (مقتول شہاب الدین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں)۔

آپ نے ارشاد فرمایا هُوَ مِمَّنْ مُتَّبِعِيْهِ (وہ ان کے متبعین میں سے ہیں)۔

(ج) اس کے بعد علمائے اسلام سے متعلق دریافت کیا۔ مَاتَقُوْلُ فِیْ حَقِّ فَخرِ الدِّیْنِ الرَّازِی (فخر الدین رازی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا هُوَ رَجُلٌ مُعَاتَبٌ (وہ رجلِ معاتب ہیں)۔

(د) میں نے عرض کیا مَاتَقُوْلُ فِیْ حَقِّ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ محمدٍ غَزَالِی (امام غزالی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا هُوَ رَجُلٌ وَصَلَ اِلَی الْمَقْصُوْدِ (وہ اپنے مقصود کو پہنچے)۔

(ھ) میں نے عرض کیا مَا تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ (امام حرمین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا هُوَ مِمَّنْ نَصَرَ دِیْنِیْ (یہ وہ ہیں جنھوں نے میرے دین کی مدد کی)۔

(و) میں نے عرض کیا مَا تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ اَبِی الْحَسَنِ الْاَ شْعَرِیِّ (ابو الحسن اشعری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَنَا قُلْتُ و قَوْلِیْ صَدَّقَ الْاِیْمَانَ بمَان

وَالْحِکْمَةُ بِمَا نَبِیِّهٖ (انھوں نے ایمان کی تصدیق کیلئے حکمت و دانائی سے اسباب مہیا کیا)۔

کوئی شخص میرے قریب سے کہنے لگا کہ ان سوالوں سے تجھے کیا فائدہ ۔ دعا کی درخواست کر۔ تا کہ تجھے فائدہ پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی دعا سکھادیں۔ تا کہ میں اسے پڑھتا رہوں۔ یہ سنکر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قُلْ اللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ حَتّٰی اَتُوْبَ وَ عَصِّمْنِیْ حَتّٰی لاَ اَعُوْدَوَ حَبِّبْ اِلَیَّ الطَّاعَاتِ وَکَرِّہْ اِلَیَّ الْخَطِیَّاتِ۔ ترجمہ : کہو اے اللہ تو مجھ پر اس طرح رجوع فرما کہ میں توبہ کروں، تو مجھے اس طرح بچا کہ دوبارہ نہ لوٹوں، مجھ میں اطاعات کی محبت ڈال دے اور خطیات سے ناپسندیدگی کی توفیق عطا فرما۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ روم۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ الرُّوْمُ مَادَخَلَهُ الْمَعْصُوْمُ (ملکِ روم اس میں معصوم داخل نہ ہوا)۔ کافی عرصہ کے بعد جب میں مولانا موفق الدین کراشی کی زیارت کیلئے گیا۔ اور آپ اسوقت کافی ضعیف ہو چکے تھے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ بغداد سے آیا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا کے ملک روم۔ یہ سنکر انھوں نے بھی الرُّوْمُ مَادَخَلَهُ الْمَعْصُوْمُ فرمایا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا میں نے ان کے دامن کو پکڑتے ہوئے کہا کہ آپ وہاں حاضر تھے۔ انھوں نے کہا کہ میرے دامن کو چھوڑ میرے دامن کو چھوڑ۔ (یعنی مجھے اس کا علم ہونا اسرار میں سے ہے۔ اسلئے اس اسرار کو اسرار ہی رہنے دو)۔

شیخ رکن الدین علی الدولہ فرماتے ہیں کہ مولانا جمال الدین صاحبِ تصانیفِ مشہورہ اور امام احمد غزالی کے درمیان دو واسطہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور

یہ حکایت صحتِ خواب پر دلیل ہے۔ کہ حضرت شیخ مجد دالدین بدایت حال میں اس درویش کیلئے حضرت رئیس التابعین اویس قرنی کی روحانیت ظاہر کرائی۔ اور اَللّٰہُ مَعِیُ وَ اللّٰہُ حَاضِرِیُ وَاللّٰہُ شَاھِدِیُ ذِکر کی تلقین فرمائی۔ میں نے دو سال تک اس ذکر کی مواظبت کی۔ اس ذکر کے سبب سے عنایتِ الٰہی کے آثار کے انواع و حمایتِ نامتناہی کے اطوار کے اصناع ظاہر ہوئے۔ قطعہ

ہر کرا ایزد عنایت می کنند * می کشاید از در ذکر و ثنای

یا دباید کرد حق را دم بدم * تا بہم دم' دم زند ہم دم برای

ترجمہ: جس شخص پر اللہ تعالیٰ عنایت فرماتا ہے۔ اس کیلئے ذکر و ثناء میں کشادگی فرماتا ہے۔ حق تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرنا چاہیئے یہاں تک کہ ذکر اُسکی زندگی کا ساتھی ہو جائے۔

اے بھائی طالبِ صادق و سالکِ واثق جب تک فَاذْکُرُوْنِیُ اَذْکُرْ کُمْ[1] کے مطابق روز و شب اس کا ذکر نہیں کرتا اُس وقت تک وہ فَا طْلُبْنِیُ تَجِدْنِیُ[2] کے مطابق انتہا کو نہیں پہنچے گا۔ اور وصال کے تخت پر نہیں بیٹھے گا۔ اور یک اتصال کا نور اسکی جگہ نہیں بنے گا۔ قطعہ

ہر کہ در راہ یاد روئے نگار * از سرے خویشتن نساز د پای

کے تختِ وصال پائے نہد * رو نماید نگار روئے نمای

ترجمہ: جو کوئی اس کی یاد میں اپنے آپ کو نہیں رکھتا تو تختِ وصال اس کے پاؤں کے نیچے کیسے رکھا جائے گا۔ ذکر کا چہرہ اسکی تجلی کیلئے رکھنا چاہیئے۔

---

1 پ ۲ سورہ بقرہ ۱۵۲۔ ترجمہ: تو میری یاد کرو۔ میں تمھارا چرچا کرونگا۔ 2 ترجمہ: اور تو مجھے تلاش کر۔ مجھے پائیگا۔

جب ذکرِ خدا کے لشکر پر آں برادر کیلئے نصرت کا چہرہ کثرتِ ذکر سے ظاہر ہو تو انوار کے سپاہ پر وحدت کی سختی سے وصال کا چہرہ ظاہر کرنا چاہیئے کہ خود کو انوارِ الٰہی کے امواج کے تلاطم میں وافواجِ آثارِ نامتناہی کے تراکم میں فنا کی کشتی کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ تاکہ تجھے دریائے فنا وصحرائے ہبا سے گوہر بقا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ[۱] (اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے) اور ہمعہ حیا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ[۲] (آج کے دن اس واحد وقہار کے علاوہ کون بادشاہ ہے) اس کے ہاتھ آئے۔ قطعہ

ہر کہ در دریای وحدت غوطہ خورد * رفت چوں غواص در قعر فنا
بایدش از کف دہد در شعور * تا بیاید برکف او در بقای

ترجمہ: جو شخص وحدت کے دریا میں غوطہ لگائے گا۔ تو قعر فنا میں پہنچے گا۔ چاہیئے کہ اس کے ہاتھ میں شعور سے بقا آئے۔

اس راہِ سلوک میں اہم ترین واس گاہِ ملوک میں اتم ترین یہ ہے کہ اولاً اطوارِ سبعہ کے اطباق کے اوراق وانوارِ تسعہ کے احداق کے اوراق کی پیچیدگیوں کو پہچانے۔ اور اس راہ کی تکلیف کو برداشت کرے۔ قطعہ

تانخورد خوار جفائے سلوک * بو نکند گلبنِ توحید بوی
طی نکند تا ہمہ اطوار را * حاتم طائی نشود ہو بہوی

ترجمہ: جب تک کہ راہِ سلوک کی تکلیف کو برداشت نہیں کرے گا۔ اس وقت تک توحید کے پھول کی بُو نہیں سونگھے گا۔ تمام اطوارِ راہ جب تک طے نہ کرے اُس وقت تک وہ حاتم طائی کی مثل نہیں ہو گا۔

---

[۱] پ ۲۰ سورہ قصص ۸۸۔ [۲] پ ۲۳ مؤمن ۱۶۔

فرزند اعزّالاحباب قیام الدین نے چار سال کی سعی جمیل سے اطوارِ سبع و انوارِ تسعہ طے کیا ہے۔ انھوں نے اس راہ میں ہمتّانہ قدم رکھا اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ قطعہ

ہر کرا باید دریں راہ منزلے * پائے باید کرد از سرے جان فدای

ہمتی باید دریں راہ طلب * تا نماید روئے بر روئے خدای

ترجمہ: ہر شخص کو چاہیئے کہ اس راہ کی منزل کیلئے مضبوط قدم رکھے۔ ایسا مضبوط کہ اس راہ میں اُسکا چہرہ خدا کی تجلّی پر ہو۔

خبردار خبردار اگر تو راہِ ولایت میں قدم رکھے اور درگاہِ صلابتِ نامتناہی میں آنا چاہے تو اسکی طلب میں ہر صورت خوش رہنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اسکی رضا کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ قطعہ

ہر کرا بینی دریں راہ رہ پژدہ * یا زادنی طالبان رہ نمای

بایدت از سر کنی پای طلب * سر ہنی برپای آں فیروزہ رای

ہر کرا خورشید چرخ اھتدا * بایدش از ہر سر ذرہ مدای

ذرہ ذرات را کر نیگری * ہست خورشیدی ز آسمان خدای

ہر کہ چوں اشرف نہادہ سر براہ * سر براہش آمدہ ہر ذرہای

ہر کہ از انوارِ علوی بر فروخت * علوی و سفلی نمودش خورشعای

ترجمہ: ہر شخص کو تو دیکھے گا اس راہ میں کہ ادنیٰ طالبان کی رہنمائی کرتا ہے۔ تجھے چاہیئے کہ تو طلب کا قدم اس فیروزہ رائے پر رکھے۔ ہر شخص ہدایت کے آسمان کا خورشید ہے۔ اُسے چاہیئے کہ ہر ذرہ کے سِر سے مختلف ذرّات کیلئے ذرہ بنائے۔ خدا کے آسمان کا خورشید ہے۔ جسے اشرف نے اس راہ میں چلایا

اُس کا سر ہر ذرہ لاتا ہے۔ جو کوئی انوارِ علوی سے علوی و سفلی ظاہر کرے اُس کے لئے روشنی کی شعاع ظاہر ہو گی۔

۲۸واں مکتوب

(امورِ سلطنت اور اس کے متعلق چند مفید نصائح کا بیان)

مثالِ سلطنت، آرائے اورنگ، منشورِ مملکت، افزائے نورنگ ہوشنگ خان سَلَّمَهُ اللّٰهُ عَلٰی مُمَالِکِہٖ کی طرف سے درویش اشرف کے پاس عریضہ پہنچا۔ آپ نے نامہ مسکیۃ الختام و نمقہ تہنیتِ انجام میں استفسار کیا ہے کہ کاتبِ تقدیر ازلی نے لوحِ محفوظ میں و راقمِ تصویرِ لم یزلی نے روزِ اول لکھ دیا تھا۔ وہ باتیں روئے زمین کے اولیاء کی زبان و اصفیائے برین کے لسان پر جاری و ساری ہیں۔ قطعہ

ہرچہ در تقدیر ازلی روزگار * رفتہ از آثار نیک و فزای
میر و داں بزبان اولیای * می کند آثار آں پیدا خدای

ترجمہ: جو کچھ تقدیر ازلی میں سے نیک و بد کے آثار آئے ہوں۔ وہ اولیاء کی زبان سے جاری ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آثار کو پیدا فرمایا ہے۔

مَاشَاءَ اللّٰهُ کَانَ (جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا) وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ (اور جو کچھ اللہ نے نہ چاہا نہ ہوا) حق تعالیٰ فال مبارک جو کہ ولایت پناہ کی خانقاہ میں بزبان ولایت جاری ہو۔ نیک و سعید بنائیگا۔ اور مطلق والی بقول تبارک جو کہ لسانِ عنایت سے پہنچے۔ یہ بندہ بھی سلطنت کے سریر پر دارالخلافہ میں تخت نشین ہوا۔ قطعہ

بہمت بادشاہ کشور دین * کہ بر اورنگ دنیا بر زدہ پای
مرا بر تخت مندور از عنایت * بتقدیر خدای کردہ اند جای

بر اورنگ امارت کوس دولت * بہمت بادشاہِ دین و دنیای

نوازم پنج نوبت صبح شامے * کہ صیت اورسد ہر گوشہ ہر جای

امید از حضرت دارائے بے چون * ہماں از ہمت قطب سپہر آرای

چناں دارم کہ بر اورنگ گیتے * بوم ہوشنگ و افریدوں و دارای

ترجمہ: کشورِ دین کے بادشاہ کی ہمت سے دنیاوی تخت پر قدم رکھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے تخت شاہی پر بٹھایا۔ دین و دنیا کے بادشاہ کی ہمت سے کوسِ دولت کی امارت کے تخت پر۔ میں نے صبح و شام پانچ مرتبہ بڑھایا کہ اس کی وصیت ہر گوشے میں پہنچتی ہے۔ حضرت پروردگار سے امید ہے کہ آرائش کے آسمان کے قطب کی طرح ہمت عطا فرمائیگا۔ جیسا کہ میں زمانے کے تخت پر ہوشنگ اور فریدوں کی زمین رکھتا ہوں۔

باندور' نقود اور اجناس فتوح سے آیا۔ اے بھائی کارخانہ الٰہی سے تُؤْتِی[1] الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ کی خلعت پر قدو بالا آتا ہے۔ اور خزانہ نامتناہی سے کسی کو اِنَّا جَعَلْنٰكَ[2] خَلِیْفَةً کے شرف سے مشرف فرمایا جاتا ہے۔ یہ اقبال مندی کی دولت اس پر صبح و شام آتی ہے۔ اور یہ دولت سے لبریز کاسہ ہر شب و روز اسے دیا جاتا ہے۔ قطعہ

بر کرا در بزم اقبالِ ملوک * ایزد از لطف و عنایت کرد جای

می نہد تاج ولایت بر سرش * می کشد در بر قبائے احتبای

ترجمہ: جو شخص بادشاہوں کے بزم اقبال میں کھڑا ہوگا۔ اس پر لطف و

---

[1] پ ۳ سورہ آل عمران ۲۶۔ ترجمہ: تو جسے چاہے سلطنت دے۔

[2] پ ۲۳ سورہ ص ۲۶۔ ترجمہ: بے شک ہم نے تمھیں خلیفہ بنایا۔

عنایت ہو گی۔ اس کے سر پر ولایت کا تاج رکھا جائیگا قبائے احتبا پہنے گا۔

آں برادر کی جانب حق تعالیٰ کا لطف و عنایت اور عطف و حمایت ہے۔ اسی وجہ سے آپ درویشانہ بہانہ و دلریشانہ افسانہ رکھتے ہیں۔ قطعہ

ہر کرا لطف و عنایت کردہ اند * در ازل از پر تو نور خدای

می دہند امروز او را تاج و تخت * در سبب انفاس باشد ہم ہم روای

ترجمہ : ہر شخص کیلئے لطف و عنایت۔ ازل میں نور خدا کے پر تو سے کیا ہے۔ آج کے دن اسے تاج و تخت دیتا ہے۔ وہ سببِ انفاس میں بھی ہے۔

سلطان المشائخ کے مریدوں میں سے ایک مرید و پیران رواسخ کے طالبوں میں سے ایک طالب دوران سفر ایک ایسی جگہ پہنچے۔ جہاں شیروں کے رہنے کی جگہ تھی۔ قطعہ

بہر گوشہ شیران از در ربای * بہر بیشہ ضیغم غضنفر نوای

شکار افگنان صیدی می ساختند * ز سر کوئے میدان ہمی باختند

ترجمہ : لے جانے والے شیروں کے گوشے کیلئے کہ ہر طرف سے درندوں کی آواز آتی ہے۔ وہ سب شکار کی تلاش میں رہتے۔ کہ اس میدان سے کوئی بھی نہیں جاسکتا۔

شیر اپنی جگہ سے ظاہر ہوا۔ اور درندہ اپنے ٹھکانے سے باہر آیا۔ وہ مرید و طالب بھی مرنے اور مارنے کیلئے تیار ہوا۔ قطعہ

سر آ ہوئے راہ رو را از جنگ * بہم در گرفتہ دریدان پلنگ

چناں در تہ جسک سر پنجہ کرد * کہ آ ہوئے جانش بہم رنجہ کرد

ترجمہ : راہ چلنے والے ہرن کا سر باہم شیر سے جنگ میں آیا۔ جیسے کہ اس

ہرن کو پنجہ مار کر اس کی جان کو رنجہ کر دیا ہو۔

بہادر شیر نے اس راہ رو اہرن کو زیر کر دیا تھا۔ اور پنجہ مار کر اسے ختم کرنا چاہا کہ اس نے فوراً استغاثہ و مدد چاہی۔ چنانچہ شیر اس جگہ سے بھاگ جاتا ہے۔ قطعہ

زہے شیر بیدائے مردے و ننگ * کہ آمد چو خورشید ضیغم زپای

ربود از بہ شیر آہوئے خویش * چو گرگ از کف پیل پنجہ آزمای

ترجمہ: میدان جنگ میں کیا خوب شیر آیا جیسے درندہ کا خورشید اپنے قدم سے ہرن کے پاس سے بھاگا۔ جیسے کہ بھیڑیا ہاتھی سے پنجہ آزمائی کرتا ہے۔

وہاں سے ایسی جگہ پہنچا کہ شیر کا اثر بھی باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ بجالاتا ہے۔ اور تعریف کا قدم بدرگاہِ پیر و بارگاہِ دستگیر بڑھاتا ہے۔ پیر کی بارگاہ میں پہنچ کر راہ کا تمام ماجرا بیان کیا۔ قطعہ

چو ذرہ بدرگاہ خورشید شد * ہماں قطرہ آمد بدریا نبای

عیاں کرد ہر ماجرائے کہ بود * دل بحر و خورشید رفتہ زجای

ترجمہ: جب ذرہ خورشید کی بارگاہ میں ہوا۔ تو گویا کہ دریا میں قطرہ آیا۔ ہر ماجرا کو عیاں کیا کہ اس جگہ خورشید پہنچا۔

جب پیر نے مرید کے تمام احوال کو سن لیا۔ تو سر سے اشارہ کیا اور ہاتھ کو شفقت سے سر پر رکھا۔ قطعہ

چناں درہم افشردہ خورشید دست * چو بشنید آں نادر از ماجرای

کہ خورشید کو ذرہ از کجا بہم * برزد از حیرت او دست و پای

ترجمہ: جب خورشیدِ دست نے ان نادر ماجرا کو سنا۔ کہ خورشید کا ذرہ

کہاں پہنچا تو حیرت سے دست و پار مارا۔

سبحان اللہ کیا خوب ستارہ ہے کہ نظام الدین نے ان پر دو مقاصد لایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو مقصد میں کامیاب فرمائے۔ قطعہ

جهاندار دارائے ہفت آسمان * کہ دارد بپا کنند نہ جنای
کجا برد درویش آں جا قدم * کہ آورد آنرا بر از تنگنای

ترجمہ: جہاں رکھنے والا سات آسمانوں کا پالنے والا جو کہ نو میوے پر قدم رکھنے والا ہے۔ درویش اس جگہ سے قدم کہاں لے جائیگا۔ کہ اس کے علاوہ تنگی ظاہر ہو گی۔

بمقتضائے عقیدۂ خود "اَلَّذِیْنَ یَبْلُغُوْنَ[1] عَلٰی مَرَاتِبِ الْعَالِیْ بِحَسَبِ عَقَائِدِ ھِم و بمتمنائے نقیدہ خود ھٰذَا کَمَا تَقْعُدُوْنَ[2] یُوْصِلُوْنَ بِمَدَارِجِ الْمَعَالِیْ بِجَنَبِ مَوَائِدِ ھِمْ آں بر در معارج و مدارج کے تخت پر پہنچا۔ قطعہ

ازاں معنی کہ در صورت نہفتہ * رسانیدہ ترا بر جائے اعلای
چو بالا آمدی کار فروی * بمان تا آیدت آں جا دریای

ترجمہ: وہ معنی جو کہ صورت میں پوشیدہ ہے۔ تجھے بلند جگہ سے پہنچا۔ جب تیرا کام بلندی سے نیچے آیا تو اس جگہ تجھے امان ہے۔

اس دولت پر شکرانہ بجا لانا چاہیئے۔ تا کہ اس کے سبب سے نعمت بڑھا دیا جائے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَئِنْ[3] شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَ لَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔ ترجمہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمھیں

---

[1] ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے عقائد کے مطابق مراتب عالی تک پہنچتے ہیں۔

[2] ترجمہ: یہ لوگ جو بیٹھتے ہیں اور اپنے ٹھکانے سے ملتے ہیں۔ [3] پ ۱۳ سورہ ابراھیم ۷۔

اور دونگا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب شدید ہے۔ شکرانہ دولتِ عدالت ہے۔ اے بھائی دولتِ خلافت خلافتہائے معنوی میں سے ایک صورت ہے۔ کیونکہ اس کی خلعت غوثِ روزگار کے قدمِ زیبا پر ہے۔ اور شوکتِ سلطنت منزلت کے دس نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کیونکہ اس کا عَلَم قطبِ ادوار کے قدم پر ہے۔ قطعہ

سلطنت در عرصہ اقلیم و ملک * گر سر لطف و کرم دارش خدای

پر توے ز انوار خورشید آمدہ * کان چرخ کائنات آرد شعای

ترجمہ: سلطنت اقلیم و ملک کے خطہ میں اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم کا سر اسے عطا فرمایا۔ خورشید کے انوار سے پر توآیا۔ کائنات کے آسمان سے اسکی شعاع آتی ہے۔

پس اس دولت کو نعیم سنی (عمدہ) میں سے ایک نعمت اور اس شوکت کو ولیمِ ہنی (نفیس) میں سے ایک وسیلہ شمار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر سر اس میں نہیں ہے۔ اور قبا ہر ایک پر نہیں ہے۔ قطعہ

تاج شاہی را نیابد ہر سری * ہر برے نخشد دواج احتبای

دولتِ آں سر جوہر باشد کراو * بر نہد ایں تاج و در پوشد قبای

ترجمہ: شاہی تاج کیلئے ہر پیر نہیں آتا کہ اس پر ہر احتباء (ایک طرح کا لباس) نہیں پہنتے۔ وہ سر دولت رکھتا ہے۔ کہ اس پر یہ تاج اور قبا ہے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ [1] یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس تمہید کے بعد اب میں چند نصائح پیش کرتا ہوں۔ جو کہ سلاطینِ روزگار و خوانینِ نامدار کیلئے نہایت مفید ہیں۔ نصائح یہ ہیں۔

---

[1] پ ۲۸ سورہ جمعہ ۴۔

اپنے افواج کو جہاد کے بارے میں بتاتے رہنا چاہیئے۔ کہ راہِ حق میں جب دشمن خروج نہ کرے۔ تو جہاد فرض کفایہ ہے۔ میدانِ کارزار کیلئے لوگوں اور افواج کی رائی سے کوئی امیر مقرر کرنا چاہیئے۔ تاکہ لشکر میدان کارزار میں دوران معرکہ ان کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق جائے۔ اور امیر کی پیروی کرے۔ امیر پر نقطہ چینی نہ کرے۔ تاکہ لشکر و عسکر کا دل ہمت سے لبریز ہو جائے۔ لشکر کفار کی جانب روئے قہر لائے۔ اور برابر ان پر تیر و کمان سے حملہ آور رہے۔ تاکہ اہل شرک کو سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔ لشکر میں اگر کوئی ایسا شخص نظر آئے جو بزدلی کا مظاہرہ کرے۔ تو اس پر یقین کامل نہ ہونا چاہیئے۔ قطعہ

از سرگ حذر کردن دو روزہ روانیست * روزے کہ قضا باشد آں روز قضا نیست
روزے کہ قضا باشد کوشش نبود سود * روزے کہ قضا نیست درو مرگ روانیست

ترجمہ: مرگ سے ڈرنے کیلئے دو روزہ روا نہیں ہے۔ کسی روز قضا ہو تو وہ قضا نہیں ہے۔ جس دن قضا ہو جائے کوشش فائدہ نہیں دیتی۔ کسی روز قضا نہیں ہے۔ اس میں مرگ روا نہیں ہے۔

جب کافروں سے مالِ غنیمت پائے۔ تو چاہیئے کہ کتب فقہ میں جو مسائل مسطور ہیں۔ اس کے مطابق تقسیم کرے۔ امیر جو کہ پیشوائے قوم و سر لشکر ہوتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ لذات و شہوات سے اپنے آپ کو بچائے۔ اور حتی الامکان شعارِ اسلام کی پابندی کرے۔ خاص طور پر شراب نوشی سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اس سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اور رائے ثاقب و فکر صائب کے سوا اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔ کسالت و سستی جو کہ شراب کا نتیجہ ہے۔ ظاہر نہ کرے۔ ہر معاملات میں نہایت ہی چاک و چوبند رہے۔ قطعہ

جہاں آں کس برد کو بر شتابد * جہاں داری توقف بر نتابد
رصد مستی صد ہزاراں کار امروز * بفردا افگند ہشارے آموز
چہ نسبت مست با ہوشیار دارد * ز پیکارے بہم درکار دارد

ترجمہ: جہاں میں وہ شخص جلد پہنچتا ہے جہاں رکھنے والا اس پر توقف نہ کرے۔ آج کے دن صد ہزار کاموں میں مستی پہنچتی ہے۔ کل اس مستی سے ہوشیار رہ۔ ہوشیار رکھنے والے کو مستی سے کیا نسبت ہے۔ وہ تو باہم کام ہی کام چاہتا ہے۔

جہاندار کے اجرائے امور و شہریار کے افضائے مرور میں سلاطین عراق و خوانین علی الاطلاق سے یہ چند نصائح کی رعایت ضروری ہے۔ تمام مہمات و مصالح میں سرکردہ گروہ سے مشاورت ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ[۱]۔ ''اور معاملات میں باہم مشورہ کریں''۔ جب کسی کام پر باہم اتحاد و اتفاق ہو جائے تو پھر اسے نافذ کرنا چاہیئے۔ قطعہ

اگر بادشاہ ولایت شکوہ * حکیم آمدہ ہم خرد مند رای
ہماں در قبول امارت گرے * بر آراستہ باشد از اقتضای
بباید مراد را گر اصحاب خویش * تقاضا کند فکر و دانش بجای
چہ ایں سنت و کار پیغامبراست * بباید براہ نبی داشت پای
سلاطین ترک و خوانین نہد * ہماں تخت گیر آں چنیں و خطای
ز عہد کیومرث و سامانیان * محد سلاطین فارس بنای

---

[۱] پ ۴ سورہ النساء ۵۹۔

نبود و نباشد کہ از مشورت * بروں بودہ باشد ازیں رسم رای
چہ در سلطنت در امور ہمہ * چو اشرف بشو مشار آزمای

ترجمہ: اگر بادشاہِ ولایت شان و شوکت چاہتا ہو تو چاہیئے کہ عقل مندوں کی رائی بھی لائے۔ ان کے مشورہ سے امارت کو آراستہ کرے۔ مراد جاننے کیلیئے فکر و دانش سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ یہ عمل سنت اور کار پیغمبر بھی ہے۔ اس لئے نبی ﷺ کے بنائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہیئے۔ جب سلاطین نے مشورہ کو ترک کیا تو یہ ان کی خطا ثابت ہوئی۔ کیومرث[1]، سامانیان اور سلاطین فارس کے عہد سے آج تک کسی نے بھی مشورہ ترک نہیں کیا۔ جبکہ اشرف نے بھی امور سلطنت کے تمام امور میں مشورہ آزمائی کیا ہے۔

وہ تمام استفسار و استقصار سیم و زر کی طرح معیارِ امتحان پر عقل و دانائی سے کم اور زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ حکماء نے فرمایا ہے۔ لاَ ظَهِيرَ خَيْرٌ مِنْ مُشَاوَرَةِ الْعُقَلاَءِ۔ کسی کام میں بغیر عقلاء کے مشورے کے بھلائی ظاہر نہیں ہوتی۔ کوئی کام کہ لشکرِ عذار و کوئی حکم عسکرِ جرار پر خردمندوں کی تدبیر کے بغیر نہیں لانا چاہیئے۔ قطعہ

درآرند دیوار روئین زپای * جوانان بشمشیر و پیران ز رای
ہر آں کارکز لشکر کوہ ریز * نباشد کند فکر از رای تیز
درجنگ را فکر آمد کلید * کہ بے او سر گنج نیاید پدید
بیارای میدان مراداں زرای * کہ بے رای میدان نیاید بجای

ترجمہ: نوجوانوں کو شمشیر بکف کے ساتھ صف آرا بزرگوں کے

---

[1] یہ ایک عظیم الشان بادشاہ کا نام ہے۔ جس نے پہلے پہل جہاں میں بادشاہی کی ہے۔

مشورے سے کرنا چاہیئے۔ لشکر میں کوئی کام بغیر فکر و تدبیر کے کامیاب نہیں ہوگا۔ جنگ کیلیئے اولاً فکر لائے کہ بغیر اس کے خزانے کا سِر ظاہر نہ ہوگا۔ میدان میں لوگوں کے مشورے سے آ کیونکہ بغیر رائی کے میدان میں کچھ نہیں ہوتا۔

مشاورت کے فوائدِ متوافرہ و موائدِ متکاثرہ کے ضمن میں فرمایا کہ

اِسۡتَمۡشِرُوۡا فِی الۡاُمُوۡرِ بِاَحۡسَنِ الرَّاۡيِ وَاسۡتَكۡمِلُوا الۡفُكُوۡرَ بِاَيۡمَنِ الدُّنۡيَاَ۔ معاملات میں احسنِ رائی سے مشورہ طلب کرو۔ اور فکروں کی تکمیل ایمنِ دنیا سے کرو۔ نہ کہ از جہت احتیاج ایسا فرمایا۔ بلکہ اصحاب کیلیئے سرورِ بسیار و نشور بیشمار کے حصول کی خاطر یہ جملہ لایا ہے۔ قطعہ

کسے راکہ باشد خرد در سرشت * بپرسد ز احبابِ تدبیر و رای

نہ از بہر حاجت کہ دلداریست * نہ پریسدن رای فیروزہ رای

ترجمہ: جس کی طبیعت میں دانائی ہو۔ احباب تدبیر و رائی سے مشورہ لیتا ہے۔ نہ کہ حاجت کیلیئے دلدار ہے۔ اصحاب رائی سے پوچھنا قیمتی رائی ہے۔

تعلیمِ اُمّت کیلیئے انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام نے مشورہ کیا۔ تفہم زمرہ کیلیئے اصفیائے کرام رحمۃ اللہ علیھم اجمعین نے رائی طلب کی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے سے استصواب رائی مستحب ہے اور اس کے ذریعہ کام بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ عقولِ انسانی متفادت ہیں۔ افکار بشری متجاوز الادراک ہیں۔ اور فہم خلق ایک دوسرے کے مغائر ہے۔ اس لئے اس میں سوچنے کا موقع مل جاتا ہے۔ بیت

بشمشیر یکے تادہ تواں گشت * برائے لشکر را بشکنی پشت

ترجمہ: ایک تادس تلواریں لشکر کے پشت توڑنے کیلیئے ہوئیں۔

بیت:- اَلرَّأیُ قَبلَ الشُّجَاعَۃِ شَجعَانِیُ * وَھُوَاُ لاَوَّلُ وَھِیَ مَحَلُّ الثَّانِیُ

ترجمہ: شجاعت سے قبل رائی شجاعت ہے۔اوروہ اول ہے۔اوروہی محل ثانی ہے۔

بعض عقلائے روزگار ووزرائے نامدار کے دل میں یہ وہم ہے کہ مشورہ سے اسرار افشاء ہوجاتے ہیں اور یہ ضرروایذا کا سبب ہے جہاندار و شہریار کیلئے باعث نقصان ہے۔ قطعہ

پادشاہان را دل از افشائے راز * می رو داز جاو دین باشد بجای
راز تدبیر ولایت غیر دوست * بشنود باشد عدوے تنگ تنگنای
راز پنہانی چہ کرد و آشکار * کار شاہان راز سر آرد بپای

ترجمہ: بادشاہوں کا دل راز افشا سے جاتا ہے۔غیر ملک کے لوگ راز سن کر پریشان کرینگے پوشیدہ راز کو کیوں آشکار کیا جایگا شاہوں کا کام انتہائی راز داری سے ہوتا ہے۔

حال یہ ہے کہ اصحابِ رائی سے مشاورت و احباب اجتبا سے مفاکرت عین کتمان ہے۔ چنانچہ اگر دس پندرہ آدمی ارکان دولت سے مجلس مشاورت میں حاضر ہوں۔ اور بادشاہ ہر ایک سے استفسار و استقصاء کرے۔ تو ہر شخص اپنی استعداد و استشہاد کے مطابق مشورہ دیگا۔بادشاہ ہر ایک کے مشورے کو غور سے سنے گا۔ تو کوئی شخص بھی اپنی رائی کو دوسرے پر ظاہر نہیں ہونے دیگا۔ چہ جائیکہ وہ سب غیر پر ظاہر کریں۔ ارکان دولت میں سے ہر ایک اپنے اپنے مشورے کی حفاظت کریگا۔ قطعہ

بر ارکان دولت دل پادشاہ * عیاں کرد راز دل از رسم و رای

ز ہر کس طلب کرد بہبود خویش * نمودنہ ہر یک رہ از اقتضای
نہاں داشت در دل ز ہر کس سخن * چہ راز آید اندر خلا از خدای

ترجمہ: ارکانِ دولت پر بادشاہ کا دل مشورہ و رائی سے عیاں کیا۔ ہر شخص نے اپنی بھلائی اپنی اپنی راہ ظاہر کر کے طلب کی۔ ہر شخص اپنے دل میں اپنی بات پوشیدہ رکھتا ہے۔ راز کو کیونکر عیاں کریگا۔

یہ عین کتمان ہے۔ حضرت ابراھیم شاہ ممالک عراق واقالیم علی الاتفاق کے درویشوں سے مشورہ لیتے ہیں۔ اسی طریق کی رعایت کرتے ہیں۔ نوشیرواں عادل کے مواعظ سے کام لیتے ہیں اگرچہ بعض ندمائے ظریف و جلسائے لطیف شاہنامہ' تواریخ طبری' طبقات ناصریہ اور مجدول اپنی مجلس میں بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان تواریخ سے فائدہ حاصل نہیں کر پاتے۔ وزرائے کفایتِ شعار و ندمائے رعایتِ و ثار جرم و مظالم کے بارے میں فرماتے ہیں لَاَ يَدُلُّ الضَّرَرُ عَلَى الْوَالِيُ اِلاَّبِاَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ تَشَاغُلُهٗ بِاالذَّاتِ عَنِ الْاَشْيَاءِ وَسُوْءُ اَخْلاَقِهٖ عَلٰى بُطَانَتِهٖ وَاِفْرَاطُ عُقُوْبَةٍ عِنْدَغَضْبِهٖ وَ مُدَاومتُهٗ ظُلْمُ' عَلٰى رَعِيَّتِهٖ۔ ترجمہ: والی کیلئے چار باتیں علامت ضرر میں سے ہیں۔ اولاً دنیاوی اشیاء کی لذتوں میں مشغول ہو جانا۔ ثانیاً اپنے راز دار کے ساتھ سوئے اخلاق سے پیش آنا۔ ثالثاً غصہ کے وقت بہت زیادہ عقاب کرنا۔ رابعاً اپنی رعیت پر ہمیشہ ظلم کرنا۔ کیونکہ رعایا ظلم کی وجہ سے متنفر ہوگا۔ اور شکستہ دل عمارت وزراعت میں مشغول نہیں ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے اموال میں نقصان ظاہر ہوگا۔ ملک کے لوگ غذائی قلت میں مبتلا ہونگے۔ مملکت کے نظام میں خرابی پیدا ہوگی۔ لشکر کے لوگ عناد پرست ہونگے۔ عراق وخراسان میں اس قسم کے واقعات میں نے

دیکھا ہے۔ سلاطینِ سامانیہ و خوانینِ اسدیہ بہر امیہ سے متعلق اس فقیر نے اس قسم کی شکایت سنی ہے۔ بلکہ عم بہادر خان کی سلطنت آذر بائیجان سے زوال پذیر ہونے کا سبب بھی یہی ہے۔ جو بادشاہ بھی ان خصالِ ذمیمہ و احوالِ دخیمہ میں ملوث ہوگا۔ اس کا املاک اور اس کی بادشاہت ضرور تباہ ہوگی۔ مثنوی

بسا اہل دولت ببازی نشست * کہ دولت ببازی بر آمد ز دست

ترجمہ : کبھی اہل دولت مکرو فریب کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ جس سے دولت ان کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

بادشاہ بے لشکر و شہنشاہ بے عسکر اور رعایا بے خبر خیمہ طاقتور نہیں ہو سکتے۔ اور بادشاہت کا نظام بغیر اس کے مانند شیر نہیں آسکتا۔ لاَ مَلِكَ اِلاَّ بِالرِّجَالِ وَلاَ رِجَالَ اِلاَّ بِالْمَالِ وَلاَ مَالَ اِلاَّ بِالْعِمَارَةِ وَلاَ عِمَارَةَ اِلاَّ بِالْعَدْلِ وَالسِّيَاسَةِ۔ بادشاہ لوگوں سے 'لوگ مال سے' مال عمارت سے اور عمارت عدل و سیاست سے ہے سلطان جلال خوارزم شاہ نے خوارزم جانے کا پختہ ارادہ کیا۔ اور سفیان کے حوالی میں پہنچ گئے۔ لشکر کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ اکابرینِ سلطان میں سے کسی نے اسے سمجھایا اور چند ابیات فی البدیہہ کہا۔ قطعہ

داعی دولت ست کہ بفرمان نشستہ است * آں جاپای بود کہ دربان نشستہ است
پروانہ ز شمع سلاطین برو رسید * گفتادرای زود کہ سلطان نشستہ است
چوں خضر زندہ گشت زدارا ے روزگار * کا سکندری بجای سلمان نشستہ است
سوگندمی خورم کہ جزایں شاہ کس ندید * کاینک گواہ عدل چواحسان نشستہ است
کرد سپاہ تو کہ چو مورند و چوں ملخ * بر خوشہاۓ گستہ دہقان نشستہ است
باران عدل بار کہ ایں خاک مدت است * تا بر امید وعدہ باران نشستہ است

ترجمہ :دولت کا داعی ہے۔ جو فرمان پر بیٹھا ہوا ہے۔ قدم اس جگہ لے گیا جہاں دربان بیٹھا ہوا ہے۔ سلاطین کے شمع سے اسپر پروانہ پہنچا۔ اس کام میں جلدی کرنیوالا سلطان بیٹھا ہوا ہے۔ جب خضر زمانے کے پالنے والے سے زندہ ہوا۔ تو سکندر' سلمان کی جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس شاہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا یہ عدل کا گواہ جیسے احسان بیٹھا ہوا ہے۔ جب اپنے سپاہ کو جنگل میں کیا۔ جیسے بلخ خوشیوں پر ہوا۔ دیہاتی بیٹھا ہوا ہے۔ بارانِ عدل اس خاک پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ وعدۂ باران کی امید پر بیٹھا ہوا ہے۔

ملوکِ روزگار' اوقاتِ شریفہ میں و خوانین نامدار' انات لطیفہ میں اپنے آپ کو ضائع کیا۔ حالانکہ وہ سب چاہتے تو توفیقِ کمال سے رات کے آخری پہر میں اٹھتے۔ اگر انھیں غسل کی حاجت ہوتی تو پانی کے پاس آتے ورنہ وضو کر کے قرآن پاک پڑھتے اور خدا تعالیٰ سے مدد چاہتے۔ اور بارگاہِ الٰہی سے درستگی و رضا کا خواہاں ہوتے۔ جس سے عدالت میں موافقت نصیب ہوتی۔ حضرت شیخ علاءُ الدولہ السمنانی جو کہ ملوک و سلاطین نژاد سامانیہ میں سے ہیں۔ یہ سب اپنے آباو اجداد سے نقل کرتے ہیں۔ قطعہ

نہ تن بود ز آل سامان مشہور * گشتہ بامارات خراسان مذکور
اسمٰعیلی و احمدی و نصری * دو نوح دو عبدالملک و دو منصور

ترجمہ :آلِ سامان[1] سے خراسان کی امارت میں نو شخص ہوئے۔ اسماعیل' احمد' نصر' دو نوح نام کے' دو عبدالملک نام کے اور دو منصور نام کے۔

---

[1] آلِ سامان نے ایک سو تیس برس تک سمرقند' فرغانہ' عراق' ماوراءانہر

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ماوراء النہر کی سلطنت کے پایہ کو مزین کیا۔ یہ تمام کے تمام سلاطین و خوانین اس طرح رہتے تھے کہ رات کے ایک حصے میں قیام کرتے۔ پھر تہجد کے بعد قرآن پاک پڑھتے۔ عبادت میں رکوع و سجود اس قدر فرماتے کہ موالی و اصحاب میں سے ہر شخص ان کی طرح کی عبادت کو بار سمجھتے تھے۔ قطعہ

حریقان بزم سحر گاہ راچنیں * بود در ہر سحر رسم و رای
کہ بعد از نہ دن ساغر دوستی * بہم نقل کردی ز شاہ و گدای

ترجمہ: حریفان بزم سحر گاہ میں اسطرح ہوتے کہ ہر سحر رسم و رائی ہوتی۔ ساغر سے دوستی کے بعد شاہ و گدا کو باہم نقل کرتے۔

ان میں کوئی ایک بادشاہ بھی نہیں ہے۔ جو حلیہ سہر سے آراستہ و تجلی سحر سے پیراستہ نہ ہو۔ جب صبح ہوتی تو باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ قطعہ

زہے پادشاہان اقلیم کار * کہ ایند بدرگاہ اوچوں گدای
سر چار بالش دریں شش رواق * سے زد کہ شد پنج نوبت سرای

ترجمہ: اقلیم کار کے بادشاہان کیا خوب ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گدا کی طرح آتے ہیں۔ اپنے سر کو محل کے آرام کی بجائے دن میں پانچ مرتبہ

(بقیہ حاشیہ) بلکہ خراسان اور ایران تک حکومت کی۔ اس خاندان کا بانی ایک ایرانی الاصل بہادر اسد بن سامان تھا۔ خلیفہ مامون الرشید کے حکم سے اسکی اولاد کو سمرقند اور ہرات وغیرہ کی حکومت ملی تھی۔ مگر سفاریوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اسد کے پر پوتے اسماعیل نے دو سو اناسی ہجری میں آلِ سامان کی خود مختار سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا۔ وہ عدل و انصاف شان و شوکت جاہ و جلال میں خلفائے عباسیہ کا ہم سر تھا۔ اور اسکے جاں نشینوں کے احسانات زبانِ فارسی کسی طرح فراموش نہیں کر سکتی۔ اس خاندان میں نو حکمران ہوئے جن کے نام مخدوم پاک نے قطعہ میں نظم کیے ہیں۔ آلِ سامان نے بخارا اور ماوراء النہر سے فارس تک کل علاقہ پر تصرف کر لیا تھا۔ اور تین سو نواسی ہجری تک اُنکی حکومت رہی۔ ۱۲ اشرفی

اس کی بارگاہ میں مارتے ہیں۔

اگر پانچ وقت کی نماز مسجد میں ادا کرے۔ تو کیا ہی بہتر ہوگا۔ سلاطین اسدیہ سامانیہ اور کچھ چنقریہ جو کہ منکو خان کی اولاد میں سے ہیں۔ اور صاحب قرآن میر تیمور کے طریقے کی رعایت کرنا چاہیئے۔ قطعہ

پادشاہ ہفت کشور در جہاں * پنج نوبت گرزند بردر سرای

نوبت سادس زند گوہر سحر * پادشاہ کامران است پادشای

ترجمہ: جہاں میں ہفت کشور کا بادشاہ اگر پانچ وقت نماز پڑھے اور چھٹی مرتبہ بوقت سحر ادا کرے تو وہ بادشاہوں میں کامیاب بادشاہ ہوگا۔

اگر کوئی اہم کام نہ ہو تو نماز اشراق اور وظائفِ معہودہ میں مشغول ہونا چاہیئے۔ خداترس لوگوں کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ مکار و عیار قسم کے لوگوں سے بچنا چاہیئے۔ علمائے متدین و صلحائے متقین کی صحبت رکھنا چاہیئے۔ خبردار خبردار علمائے سوء سے بچتے رہنا کیونکہ ان ہی کے مطابق ارشاد ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ اَمْنَاءُ اللّٰہِ مَالَمْ یُخَالِطُوا الْمُلُوْکَ فَاِذَا خَالَطُوْھُمْ فَاحْذَرُوْافَاِنَّھُمْ لُصُوْصُ الدِّیْنِ لُصُوْصُ الدِّیْنِ لُصُوْصُ الدِّیْنِ ۔ترجمہ: علماء اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ جب تک کہ بادشاہوں سے نہ ملے ہوں۔ پس جب مل جائیں تو ان سے بچو۔ بے شک وہ دین کے چور ہیں۔ دین کے چور ہیں دین کے چور ہیں۔ صبح کی نماز سے فراغت کے بعد ان علمائے کرام سے قرآن کے معانی کے بارے میں استفسار کرنا چاہیئے۔ اگر درویش کی جماعت میں سے کچھ درویش میسّر آجائیں تو اُن کے ساتھ بھی بیٹھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہے یہاں تک کہ اشراق کا وقت آجائے تو پھر اس جماعت کو رخصت دے کر وزراء و ارکانِ

دولت کو اُمراء و سلاطین کے بارے میں بتانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سب عرائض عساکرِ منصورہ و عرائضِ لشکرِ موفورہ ہیں۔ اس لئے ان کو محل میں خلوت میں بیٹھانا چاہیئے۔ اور ان سے جوابِ شافی لینا چاہیئے۔ ارکانِ دولت کو چاہیئے کہ اولاً مملوکِ روزگار کی عرض بادشاہ کے سامنے رکھے۔ اس کے بعد سلاطین و خوانین کو وقت دینا چاہیئے۔ اور ان کے حال کے مطابق اکرام و احترام کرنا چاہیئے۔ اکرامِ معہودہ سے بچنا چاہیئے۔ تاکہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ بے ضرورت کسی سے کلام نہ کرے کیونکہ سلاطینِ روزگار کا تکلم و خوانینِ نامدار کا ترنم انعام و اکرام کے نوید سے ہے۔ پس ہر شخص کو نوید و اُمید دینا اور پھر اس سے وفا نہ کرنا شعار ملوک و وثارِ شاہان سے نہیں ہے۔ قطعہ

نباید کہ شاہان گیتے سخن * بہر کس کنند بے رہ رسم ورای
تکلم ز شاہان امید آمدہ * نباید کہ امید نومیدِ زای

ترجمہ: زمانے کے شاہوں کی بات ہر شخص کیلئے بے رہ رسم امید لاتی ہے۔ نہ چاہیئے کہ امید سے نااُمید کردے۔

آیا ہے کہ ایک امیر زادہ احسان سے آراستہ اور فضلِ دولت سے پیراستہ شوکتِ مملکت میں پہنچا۔ قطعہ

پادشاہِ بود عالی اقتدار * رخت بست از عرصئے فانی سرای
جائے خود شہزادہ را داد و نہاد * تاجِ شاہی بر سر از لطفِ خدای

ترجمہ: ایک عالی اقتدار بادشاہ آخرت کے سفر کی تیاری میں سامان باندھ چکا۔ اپنی جگہ اپنے شہزادے کو دے کر اسکے سر پر تاجِ شاہی رکھ دیا۔

جب سلطنتِ آرا کے احکام و مملکت پیرا کے آرام عرصئہ ولایت و

قرضئہ نہایت میں روا نہ کیا۔ اور خلائقِ اطراف و طرائقِ اکناف کو تخت کے پیانہ میں لایا۔ قطعہ

عرصہ اقلیم را در ضبط و ربط * چوں در آورد از رہ لطفِ خدای
جن وانس از وے ہمہ رازی شدند * یافت احکام از شہر آزادہ زای

ترجمہ: عرصئہ اقلیم کیلئے ربط و ضبط میں بادشاہ نے جب اپنی مہربانی لائی تو جن وانس سب ان سے خوش ہوئے کہ شاہ سے احکام پایا۔

کبھی کبھی وہ طریقۂ معہودہ پر والدہ محترمہ کی خدمت میں جاتے۔ ایک روز مادرِ محترمہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اپنے مادرِ محترمہ سے کچھ معاملات کے بارے میں استفسار کیا۔ مادرِ محترمہ نے فرمایا کہ اس بادشاہ سے پہلے جو بادشاہ تھے وہ کلام کرنے سے پہلے ایک دوسرے سے گفت و گوئی کرتے تھے۔ اور ہر شخص سے جست و جوئی کرتے تھے۔ اب خلافِ عادت معاملات ہو رہے ہیں۔ بادشاہ نے مادرِ محترمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ درجہ سلطنت پہنچنے سے پہلے و مرتبۂ مملکت سے پہلے ایک حکایت مجھ کو بتاتی تھیں۔ اب مجھ کو وہ حکایت بتائیں۔ ہر گاہ کہ تمام سے گفت و گوئی مجھے کرنا چاہیئے۔ تا کہ بادشاہِ سابق کے طریقے پر میں بھی گامزن ہوجاؤں۔ قطعہ

چوں ایذد ز پایانِ ترین مکان * رسانید مارا بدولت سرای
سخن ہرچہ گویم من از گفت و گوئی * بفرمان رسانید آں را خدای
ہماں بہ کہ سنجیدہ گویم کنوں * بگویند تا جملہ فرمان برای
سخن چوں بفرمان رسیدہ ہمہ * ہماں بہ کہ باشد بفرمان روای

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولت کے سائے تک پہنچایا تو میں

کلام گفت و گوئی سے اس بادشاہ کے فرمان کے مطابق پہنچاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ اب میں سنجیدہ گفتگو کروں تا کہ جملہ فرمان کیلئے کوئی فرمان ان تک پہنچے۔ اس سے بہتر ہے کہ فرمان جاری ہو۔

بیٹے کی بات سن کر مادر محترمہ خوش ہو گئیں۔ اور انھیں دعا دینے لگیں۔ اصل مبحث و تتمہ قواعدِ سلطنتِ امراو سلاطین کے بعد عام لوگوں کو وقت عطا کرے تا کہ دعاوی اور عرائضِ رعایا ہر ایک بقدر عدالت شریعت کے طریقے پر پہنچ سکیں۔ اور عرضِ مہمات اکابر و مشائخ کو اماثر سلوکِ رواسخ تک پہنچایا جا سکے۔ درمیان میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ عرائضِ طائفہ سادات و قضات و مشائخ کو صدر خود وصول کرے۔ مہمات عساکر کیلئے وزراو ندماء کو متعین کرے۔

اس گروہ کا صدر ایسے شخص کو ہونا چاہیئے جو دردمند ہو۔ بلکہ اس کا وجود مشرب صیافیہ میں سے کسی ایک مشرب کے ساتھ منسلک ہو۔ ایسے تمام حیثیت سے آراستہ واکثر فضائل سے پیراستہ ہو۔ جو کہ ایک صدر ہونے کیلئے ضروری ہو۔ جس شخص میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہوں چاہیئے کہ اسے صدر بنائے۔ اگرچہ صدارت اس کا منصب نہ ہو۔ قطعہ

صدارت مدہ جزبآں درد مند * کہ از در مندان فاضل بود

بہر یک فنون بایدش آ گہی * باعمال سنجیدہ عامل بود

خردمند باید مناصب پناہ * کہ ذاتش بہر وصف کامل بود

ترجمہ : صدارت اس دردمند کے سوا کسی کو نہ دے۔ کہ دردمنداں فاضل ہو۔ ہر ایک فنون سے اسے آگاہ ہونا چاہیئے۔ اعمال میں سنجیدہ عامل ہو۔ منصب کیلئے عقل مند ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی ذات ہر وصف میں کامل ہو۔

اگر کسی میں یہ ساری خوبیاں پیدا ہو جائیں۔ تو چاہیئے کہ اسے منصب کی تکلیف دی جائے۔ کہ اس کا ثمر عام فائدہ ہے۔

وزیر اس شخص کو بنانا چاہیئے۔ جو تمام فنون سے آراستہ و جمیع ہنر سے پیراستہ ہو۔ اس میں دیندار کی بھی تخصیص ہونی چاہیئے۔ وزیر حشم و خزائن سے تمام امور سلطنت میں و ارکانِ دولت میں تمام ضروری باتیں رکھتا ہو کہ سلطنت پر تسلط پائے تو دیانت کرے۔ قطعہ

پادشان ولایت را وزیر * آں کسے باید کہ باشد دین پناہ

در امارت او شریک غالب است * مالنعش دین است ورنی پادشاہ

ترجمہ: بادشانِ ولایت کیلئے وزیر اس شخص کو ہونا چاہیئے جو دیندار ہو۔ اگر اس کی امارت میں شریک ہو تو اس کا دین بادشاہ کی نافرمانی سے روکے۔

اور منصب وکالت ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہیئے۔ جو اسکے تمام فنون سے آراستہ و جمیع ہنر سے پیراستہ ہو۔ شمائلِ محلی و فضائلِ مجلی سے مزین ہو۔ اسرع الفہم ہو تاکہ جواب دینے میں تیز ہو۔ اسی کی مثال ہر اہل منصب کو اپنے احوال میں ماہر ہونا چاہیئے جسے اہل منصب بنایا گیا ہو چاہیئے کہ اسے مقرب السلطنت بنادے۔ کیونکہ یہ سب ابنائے ملوک ہوگئے ہیں۔ بادشاہ کو اس پر نظر رکھنی چاہیئے تاکہ ان سے خصالِ بد و فعالِ قبیحہ پیدا نہ ہوں۔ قطعہ

شیر ہم چوں تخم صالح آمدہ * از بر صالح بر آرد بر نہاں

و ربود آمیختہ از آب و خاک * کی بود پروردہ شیریں خصال

ترجمہ: شیر نے ایسا تخم صالح لایا کہ اس سے صالح درخت ظاہر ہوا۔ اور آب و خاک سے ملا ہوا لے گیا کیونکہ یہ شیریں خصال کا پروردہ ہے۔

خبردار جہاں تک ہو سکے بادشاہت کے احکام کے نفاذ سے بچنا چاہیئے دوسرے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد قیلولہ کیلئے جانا چاہیئے۔ قیلولہ سے اٹھ کر اولاً نماز ادا کرے۔ اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہونا چاہیئے۔ بالخصوص سورہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ[1] کی تلاوت پر مواظبت کرے۔ کیونکہ سلاطین نامدار و خوانین روزگار نے اس سورت کی تلاوت کی مواظبت فرمائی ہے۔ سلطان محمود غازی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان اسماعیل سامانی سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ سب اس سورت کی بہت زیادہ مواظبت فرماتے تھے۔ اور اس کے فوائد میں یہاں تک فرماتے تھے کہ مجھ کو ہر دولتِ روزگار و شوکت نامدار اسی سورۂ متبرکہ سے حاصل ہوئی۔ اور ہر حشمتِ آثار و رفعت کاروبار اسی کریمۂ منورہ سے حاصل ہوئی۔ اسی طرح گلِ گلزار سلطنت و سر دلالہ زار مملکت ابراھیم شاہ بھی فرماتے ہیں۔ اس درویش (اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اس سورت کی مواظبت کو بہت زیادہ آزمودہ پایا۔ حق تعالیٰ نے اس سورت کی برکت سے دولتِ دنیاوی و رفعت اخروی عطا فرمایا۔ قطعہ

زہے سورہ لوح محفوظ کو * بود لوحۂ سورہ ارقام زای
بہر آیت رایات دولت بود * چو خواند بجان شاہ گیتے کرای
کلید درہر مراد آمدہ * بیا و در گنج معنی کشای
چو دارای بدست ایں کلید مراد * چرا گنج می نامی در زیر پای
اشرف از چنیں گنج گوہر گرفت * تو ہم گنج برادر از گنج ای

ترجمہ: قرآن پاک کی یہ سورت کیا خوب ہے کہ اس سے ارقام میں

[1] یہ سورہ ۲۸ویں سپارے کی پہلی سورت ہے۔ اس کا نام سورہ مجادلہ ہے۔ اور اس میں تین رکوع ہیں۔

اضافہ ہوتا ہے۔ زمانے کے بادشاہ جب اسے پڑھیں گے تو اس کی ہر آیت میں دولت ہے۔ اس میں ہر مراد کی چابی آتی ہے۔ تو اس سے معنی کا خزانہ لا۔ جب بادشاہ اس چابی کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ تو اس کے قدم میں ہر خزانہ بڑھتا ہے۔ اشرف نے جب اس طرح کے گنجِ گوہر کو لیا۔ تو خزانوں سے خزانہ لینے والا ہوا۔

جس وقت یہ درویش ترکِ اور ننگِ سلطنت کا ارادہ کرلیا۔ اور اور ننگِ مملکت پر قدم رکھا۔ تو سب سے اولین نصیحت برادر[1] اعز شاہ محمد اعرف کو یہ کی کہ دائرہ رجال الغیب[2] و دورہ اعمال لاریب کی حفاظت کرے۔ اور سورہ مذکورہ کی تلاوت پر مواظبت کرے۔ اور کوئی امر امور مملکت سے و کوئی کام سلطنت سے بے رخصتِ شرعی نہ ہونے پائے۔ قطعہ

ہر کرا دولت بدست آمد ز دہر * بایدش کردن شریعت رابدست

در عدالت کرہنی پے استوار * آیدش بردست او از ہرچہ ہست

ترجمہ: زمانے سے جس شخص کے ہاتھ دولت آئے۔ اسے چاہیئے کہ شریعت کو لازم پکڑے۔ عدالت میں اگر اس کے بعد عمدگی لائیگا۔ تو جو کچھ رہ گیا

---

[1] جب سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پچیس سال ہوئی۔ تو ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں ستائیسویں شب کو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور سلطنت و مملکت چھوڑ کر درویشی و فقیری اختیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے صبح کے وقت تخت شاہی پر اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کو بیٹھایا۔ ان کو اُمورِ مالی و ملکی دنیوی و اُخروی کیلئے مفید نصیحتیں فرمائی۔ مخدوم پاک نے اس مقام پر اسی واقعہ کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ ۱۲اشرفی

[2] رجال الغیب سے متعلق مخدوم پاک کی گفتگو مکتوب نمبر بیالیس میں موجود ہے۔ اس لئے یہاں پر رجال الغیب سے متعلق گفتگو نہیں کی جائے گی۔ ۱۲ اشرفی

ہے۔ وہ بھی اس کے ہاتھ آئیگا۔

یہ عہدہ (بادشاہت) بغیر سعادت ازلی و افادت لم یزلی ہاتھ نہیں آتا۔

قطعہ

جهاندار و ملک گنج سروی * مقام بزرگ است وکوچک مدار

اگر پائے مورے در آید بسنگ * خدای از تو پرسد چو جم کرد کار

دگر برسر نامرادی رود ستم * خود چه پیش آیدت کاردبار

دگر زیورے داد در برکنی * بده داد مظلوم دروفت یار

شمارندت از پادشاہان نیک * چو اشرف بیاپی ز انصاف بار

ترجمہ: بادشاہ کا خزانہ رکھنا بزرگی ہے۔ اس لئے بچوں کی طرح نہ ہو۔ اگر تو معاملات میں ناانصافی کریگا۔ تو خدا تعالیٰ تجھ سے پوچھے گا۔ دوسرے یہ کہ ظلم سے نامرادی ہوگی۔ تیرے پاس دولت خود کیسے آئیگی۔ اپنے آپ کو مظلوم کی دادرسی سے مزین کر۔ تمھارا شمار نیک بادشاہوں میں سے ہوگا۔ جب اشرف تو اس کے بعد انصاف لائے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ كُمْ رَاعٍ وَكُلُّ كُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ یہ ملوک دنیا کے شعار ہیں۔ اگرچہ مالکِ ممالکِ دین و سلاطین عساکر یقین ہو تو سلطنتِ دنیاوی کو آخرت کیلئے وسیلہ بناتا ہے۔ مملکت فانی کو باقی کا ذریعہ بناتا ہے۔ ان کے اموال محتاجوں میں اور راہِ خدا میں صرف ہوتا ہے۔ اور ان کی جان کی شان یہ ہے کہ قضائے حقائق و صحرائے دقائق کا پرندہ بن کر اڑتی ہے۔ جو چیز جتنی جلدی راہِ خدا میں فنا ہوگی۔ اتنی ہی

جلدی بقا کی منزل طے کریگی۔ قطعہ

ہر کہ ہست از پادشاہان رضا * مال و جانرا کردہ در راہِ خدای

گر نبازند مال و جانرا بہر او * کی بیابند دولت دار اللقای

ترجمہ: جو بادشاہانِ رضا میں سے ہے۔ اس نے مال و جان کو راہِ خدا میں کیا ہے۔ اگر مال و جان کو اس کی راہ میں نہ کرے۔ تو آخرت کی دولت نہ پائیگا۔

مومن حق تعالیٰ کے بغیر نہیں رہتا اور مسلمان بغیر اس کے لِقا کے نہیں رہتا۔ لَا رَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ۔ مومن کو بغیر اس کے راحت نہیں آتی۔ رباعی

ہر دم ز خودی خویش ملالم گیرد * سودای وصال آں جمالم گیرد

پروانہ دل چو شمع رویت نکرد * دیوانہ شود ترک دو عالم گیرد

ترجمہ: ہر وقت اپنی خودی سے ملامت پکڑتا ہے وصال سے جمال پکڑتا ہے۔ دل کے پروانے کو جب شمع رویت حاصل نہیں ہوتی۔ تو دیوانہ ہو کر دونوں عالم کو ترک کرتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کُشتی کیلئے للکارا۔ جب آپ ان پر غالب آجاتے ہیں تو وہ شخص آپ پر تھوک دیتا ہے۔ آپ نے اسے معاف کردیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس شخص سے راستے میں ملاقات ہوئی۔ تو اس نے آپ سے پوچھا کہ باوجود کہ آپ غالب آچکے تھے۔ پھر آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ پہلے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تم سے لڑ رہا تھا۔ جب تم نے تھوک دیا۔ تو مجھے غصہ آیا۔ اب اگر میں تم سے لڑتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ میں انتقام کیلئے لڑ رہا ہوں۔ اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔

قطعہ

زہے مرد میدان بہمت ستیز * کہ پیکا رسازند برائے خدای
چو درکار او دیگر آمد شریک * برا رند زکار خدا دست و پای

ترجمہ : کیا خوب مردِ میداں ہے کہ خدا کیلئے ہمت سے لڑائی کرتا ہے۔ جب اس کے کام میں دوسرا شریک ہو جائے تو کام سے دست و پا ہٹا لیتا ہے۔

جو کچھ املا کے وقت نصیحت کے طور پر سلاطینِ روزگار و خوانین نامدار کے واقعات زبان سے ظاہر ہوئے۔ امید ہے کہ آں برادر اس پر عمل کرینگے۔ ان اصولوں پر عمل کر کے دینی و دنیاوی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ قطعہ

ہر کہ در راہِ نصیحت پا نہاد * بر سر اورنگ دولت یافت جای
ورنہ بینوشید بر عکس کار * دولتِ خود را ببازی داد پای

ترجمہ : جس شخص نے نصیحت کی راہ میں قدم رکھا۔ دولت کے تخت پر جا پہنچا۔ ورنہ (نصیحت کے بغیر) کام بر عکس ہوگا۔

۱۔ مالوی کے غوری خاندان کا دوسرا بادشاہ جو ۱۴۰۵ عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ ۱۴۰۷ عیسوی میں گجرات کے بادشاہ مظفر اول نے مالوہ پر حملہ کیا۔ اور ہوشنگ شاہ کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اور اس بنا پر اسے قید کر دیا کہ اس نے اپنے باپ کو زہر دے دیا تھا۔ جو کہ مظفر کا دوست تھا۔ بالآخر آزاد کر دیا گیا۔ اور اسے دوبارہ سلطنت مل گئی۔ ۶ جولائی ۱۴۳۵ عیسوی میں وفات پائی۔ اسکی وجہ اس کا بیٹا غزنین خان محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا وصال بھی ۱۴۰۵ عیسوی میں ہوا۔ اور ہوشنگ شاہ بھی تخت نشین اسی سن میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوشنگ شاہ کے نام مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا مکتوب آپ کے ظاہری حیات کے آخری مکتوبات میں سے ہے۔ اور ہوشنگ شاہ کی سلطنت کے ابتدائی دور کا ہے۔ مکتوب کے مضمون سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہوشنگ شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی یہ مکتوب لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس مکتوب میں اُمورِ سلطنت سے متعلق مفید مشورے اور نصائح ہیں۔ اور اس کی ضرورت اُمورِ سلطنت سنبھالتے ہی پڑتی ہے۔ اس لئے یہ بات عیاں ہے کہ ہوشنگ شاہ کے نام مکتوب ۱۴۰۵ عیسوی میں لکھا گیا ہے۔ ۱۲اشرفی۔

۲۹واں مکتوب

(حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت
عماد الدین کیلئے چند مقامات کی سفارش کا بیان)

برادر عرفان نہاد شیخ عماد الدین رَزَقَهُ اللّٰهُ وُصُوْلَهٗ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنا وصول عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ قبول فرمائیں آپ رضائے خدا کی راہ میں مردانہ و دلیرانہ قدم رکھیں۔ ہر وہ شخص جسے کاملانِ راہ میں سے کسی کامل کی صحبت کی دولت و سالکانِ گاہ میں سے کسی سالک سے مجالست کی رفعت حاصل ہو۔ تو حق تعالیٰ اسے مرادِ دوستانہ تک پہنچاتا ہے۔ اور اس کے کام کو مرادِ محبان کی طرف کھینچتا ہے۔ قطعہ

صحبت پیران بہ از اکسیر شد * مس طلا گردد چو یابد کیمیای
خاک زر گردد نہ تاثیر نظر * ہر کہ دریا بہ نظر آید بجای

ترجمہ : پیر کی صحبت اکسیر سے بہتر ہے۔ مس طلا ہوتا ہے جب کیمیا حاصل ہو۔ مٹی ان کی نظر کی تاثیر سے زر ہو جاتی ہے۔ جو کوئی ان کی نظر کی جگہ آتا ہو۔

اس مرتبہ میں ملتان صَانَهَا اللّٰهُ عَنِ الْحَدَثَانِ (اللہ تعالیٰ اس شہر کو حوادث سے بچائے) کے مزاراتِ متبرکہ کی زیارت کیلئے اُچ کی جانب گیا۔ اور قدوۃ العارفین و عمدۃ المحققین قطب الدائرہ فی الزمانیان حضرت مخدوم جہانیان خَلَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْصَبِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے منصب پر قائم و دائم رکھے) کی ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا۔ اور انواعِ مقامات و اصنافِ معاملات

بنایا۔ قطعہ

زہے قطب سپہر و ماہ گردون * کہ از انفاس گرداند فلک را
عقول و انفس و ارکان و عنصر * موالید ثلثہ آرد ملک را

ترجمہ: آسمان و ماہ کا کیا خوب قطب ہیں۔ کہ فلک کو جاندار کیا۔ عقول، انفس، ارکان اور عنصر ملک کیلئے موالید ثلثہ آتے ہیں۔

مرتبۂ اول میں کہ اس درویش کو پیش از ملازمت قطب الاقطاب و زبدۃ الاولیائے القاب حضرت مخدومی و مولی و قدوتی وسندی و سیدی علاؤ الحق والدین۔ قطعہ

سپہر ولایت مہ چرخ دین * کہ تابد چو خورشید در اقتدای
ولایت ستان و ہدایت سپرز * علاؤ الحق قطب چرخ علای

ترجمہ: ولایت کا آسمان، دین کے آسمان کا چاند کہ اس سے جب خورشید چمکتا ہے۔ ولایت ستان و ہدایت سُپر علاؤالحق سے قطبیت کا بلند آسمان ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں سے مشرف ہوا۔ مقاماتِ ثلثہ جو کہ تجلیٔ بسیط، نوری اور مقطوع الاعضاء سے عبارت ہے۔ اور یَاَ غَفُوْرُ کا تعویذ بھی عنایت فرمایا۔ اس مرتبہ میں چودہ خانوادہ سے خلافت و اجازت اور وہ تمام نِعَم جسے آپ نے ایک سو چودہ مشائخ عظام سے حیات و وفات میں پائی ان تمام اکابرِ موصولہ و اماثر محصولہ کا نام بنام شمار کرایا۔ اور جن سے جو کچھ پایا ان تمام نعمتہائے متعددہ و فضیلتہائے متنوعہ متصلہ کو اس درویش پر ایثار فرمادیا۔ قطعہ

زہے ماہ و چرخ و ستارہ فروز * کہ از ہر فلک برد سیارہ
زہر بارہ کویافت ہر بارہ * بمن کرد ایثار یکبارہ

ترجمہ : کیا خوب چاند' آسمان اور روشن ستارہ ہیں۔ کہ ہر فلک سیارہ لے جاتا ہے۔ ہر دوست سے جو دولت پائی وہ سب مجھ پر یکبارگی ایثار کر دیا۔

اتفاق سے میں حضرت کی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ بُدَلَاءِ[ع۱] سبعہ تشریف لائے۔ اور التماس کیا کہ ہمارا سر حلقہ چند روز میں دار الفنا کی جانب کوچ کرنے والے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ اخوئے محترم (سلطان اشرف) کو ہمارا سر حلقہ مقرر کر دیا جائے۔ اس درویش نے معرض میں عرض کیا کہ برادر اعز شیخ عماد الدین کو اس منصب کیلئے منتخب کرلیا جائے۔ لیکن یہ اختیار آپ کے پاس باقی ہے۔ (یعنی یہ صرف ہماری گذارش ہے) آپ نے فرمایا کہ خوب کہتے ہو۔ لیکن فرزند عماد الدین کا رتبہ ان سے بلند تر ہے کہ اس منصب کی خلعت ان کے تن پر رکھا جائے۔ اور ان کا درجہ ان سے ارجمند تر ہے کہ اس مرتبہ کیلئے راضی کریں۔

ع۱۔ حدیث پاک میں ہے۔ بَدُلَاءُ اُمَّتِیْ سَبْعَةٌ (میری امت میں سات ابدال ہیں) یہ ابدال سات اقلیم میں ہوتے ہیں۔ ایک ابدال فی اقلیم کے حساب سے۔ ان کا کام عاجزوں اور محتاجوں کی امداد کرنا ہوتا ہے۔ جب اس قوم میں کوئی دُرویشِ کامل ہوتا ہے وہ دُرویش ان عاجزوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔ جب ان میں کوئی رحلت کرتا ہے تو اس کی جگہ پر کسی دوسرے صوفی کو لگایا جاتا ہے۔ اور اسی متوفی کے نام سے اسے موسوم کرتے ہیں۔ سات ابدال میں سے ہر ایک کسی نبی کے مشرب پر ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک پہلی اقلیم میں ہوتا ہے۔ وہ قطب ابراھیم علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ (یعنی ابراھیمی مشرب پر ہوتا ہے) اور اس کا نام عبدالحی ہوتا ہے۔ دوسری اقلیم کا ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالعلیم ہوتا ہے۔ تیسری ولایت کا ابدال ہارون علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالمرید ہوتا ہے۔ چوتھی اقلیم کا ابدال ادریس علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالقادر ہوتا ہے۔ پانچویں اقلیم کا ابدال یوسف علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالقاہر ہوتا ہے۔ چھٹی ولایت کا ابدال عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالسمیع ہوتا ہے۔ ساتویں ولایت کا ابدال آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالبصیر ہوتا ہے۔ اور یہ ساتواں ابدال خضر علیہ السلام ہے۔ ۱۲ اشرفی

قطعہ

دریں خانقاہ سپہر بلند * چنانند مردانِ راہ خدای
کہ تن در ندادند دریں روزگار * بتشریف ابدال بتدیل دای

ترجمہ: اس خانقاہ کے بلند آسمان پر ایسے مردانِ خدا ہیں کہ ان کے تن سے ابدال کی تشریف سے تبدیلیٔ رائی کی آواز آتی ہے۔

اصحابِ حضور واحبابِ صدور نے اس دولت کے استماع واس شوکت کے اطلاع پر آفرین کہا۔ اور مہر سکوت دہان روح پر رکھا۔ سب قریب ہو کر آں برادر کے اوصافِ حمیدہ و خواہرِ عفیفہ بیان کرنے لگے۔ اور ان کے کشفِ حقائق و دقائق بیان فرمایا۔ جس وقت درویش نے چاہا۔ اسوقت آں برادر کی سفارش از حد کی۔ اس سفارش پر (حضرت مخدوم جہانیاں) نے فرمایا کہ جب تک جوارِ خانقاہ علائیہ کی نگاہِ ولایت میں ہو۔ اسوقت تک بعض وارادت کے ایثار وکچھ مقامات کے ایثار سے برادر عماد الدین پر کبھی دریغ نہ کیا جائیگا۔

مصرع:- گفتم بچشم ہرچہ توگوئی چناں کنم

میں نے کہا بچشم جو کچھ تو کہہ میں ویسا ہی کرونگا۔ قطعہ

کسے را کہ از د ارادات الہ * سرفراز کرد از عنایت خدای
بباید کہ از بہر یاران خویش * نثار ند کہ مشترک آمد ہدای
چوں یاں دہد بہر دریا در * بباید کہ دریا -بریز د برای

ترجمہ: جس کو وارادتِ الٰہیہ سے سرفراز کیا ہو۔ عنایتِ خدا سے۔ جاننا چاہیئے کہ اپنے یاروں کیلئے نثار ہے۔ کیونکہ ھدا میں مشترک آیا۔ جب دریا موتی دیتا ہو تو جاننا چاہیئے کہ دریا اس کے لئے موتی گراتا ہے۔

اس درویش نے سمعاً و طاعتاً قبول کیا۔ دوبارہ عنایت فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَوَفَا۔ کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ ایفائے مواعید والتوائے مواثیق کی تقریب کی خاطر زبان مبارک سے فرمایا جو کہ اہتمامِ وعدہ والتمام موثق پر مشعر ہوا۔ قطعہ

گر کریمانِ ولایت وعدہ را * می کنند بر دوستاں از اقتضای
در وفائے وعدہ باید جہد کرد * گر کریم آمد اِذَا وَعَدَ وَفَا

ترجمہ: اگر کریمانِ ولایت دوستوں کو وعدہ دیں۔ تو وفائے وعدہ میں جدوجہد کرتے ہیں۔ اگر کریم آئے۔ تو وعدہ کر کے وفا کرتے ہیں۔

جب حضرت نے آں برادر کی جانب التفات و توجہات فرمایا۔ تو اس جگہ بعض اراداتِ غیبیہ و مقاماتِ لاریبیہ آں برادر پر روشن ہوئے۔ بعد اس کے تقصیر نہیں کرنا چاہیئے۔ خواہر عفیفہ کیلئے دعا ہے۔

۳۰ واں مکتوب

(راہِ سلوک کی ترغیب و تحریص اور شیخ عمر کے واقعہ کا بیان)

برادر اعز سلیم مولانا کریم الدین' درویش اشرف کی جانب سے دعائے دردمندانہ و ثنائے ارجمندانہ قبول فرمائیں۔ ہر چند کہ علومِ شرعیہ کے مباحث و رسومِ اصول و فرعیہ کا مکالمہ دولت سنی و شوکت ہنی ہیں۔ ان میں اصحابِ طلب کیلئے فوائد و اربابِ ادب کیلئے موائد ہیں۔ اکابر نے فرمایا ہے۔ اَلْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الشَّرْعِيَّةِ وَالْاِسْتِعْمَالُ بِالْفُهُوْمِ الرَّسْمِيَّةِ حُسْنٌ'۔ علوم شرعیہ میں اشتغال و فہوم رسمیہ کا استعمال حسن ہے۔ اگرچہ وہ علم جو راہِ حق ظاہر کرے۔ اور وہ عمل جس کی طلب راہ میں اشد ضرورت ہو۔ دیگر ہے۔ بیت

ایں ہمہ علم جسم مختصر است * علم رفتن براہ حق ذکر ست

ترجمہ : یہ تمام علم مختصر جسم ہے۔ علم جو راہِ حق تک لے جائے ذکر ہے۔

علومِ ظاہرہ ایک حجلۂ مرصع ہیں۔ کہ اس میں عروسِ حقائق جلوہ کرتے ہیں۔ مقدماتِ باہرہ اس کا خیمہ ہے۔ کہ اس میں شاید دقائق کا کرشمہ پنہا ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَشْتَغِلُوْنَ بِالْمُقَدَّمَاتِ الرَّسْمِيَّةِ وَالْمُكَالِمَاتِ الشَّرْعِيَّةِ وَلَمْ يَغْتَصُّوْنَ فِيْ بَحْرِ الْحَقَائِقِ وَ يَتَنَوَّرُوْنَ بِنَيْرِ الدَّقَائِقِ الَّذِيْ مَقْصُوْدٌ بِهٖ وَمَنْقُوْدُ لَهٗ يَنْقُضُوْنَ الْاَصْدَافَ وَلَيْسَ فِيْهِمُ اللَّآلِيْ يَحْصِلُوْنَ الْاَطْوَافَ لَمْ يَجِدُوْا الْمَآلِيْ۔ ترجمہ : وہ لوگ جو مقدماتِ رسمیہ و مکالماتِ شرعیہ میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور بحرِ حقائق میں غوطہ زن نہیں ہوتے۔ نورِ دقائق سے روشنی لیتے ہیں

جو کہ اس سے مقصود و منقود ہے۔ اصداف کو توڑتے ہیں۔ لیکن ان میں موتیاں نہیں ہوتے اطواف حاصل کرتے ہیں لیکن ان میں لآلی نہیں پاتے۔ قطعہ

ہر کہ در کسب فضیلت روز و شب * زد بدر یائے معانی دست و پای

گر نہ از دریای در گوہر بکف * آمد از دریا چہ جوی خوش برای

ترجمہ: جو کوئی کسبِ فضیلت میں روز و شب ہاتھ پاؤں معانی کے دریا میں ماریگا۔ تو دریا سے گوہر ہاتھ آئیگا۔ اس کے علاوہ دریا سے کیا تلاش کر کے خوش ہو گا۔

برادر شیخ سماء الدین سے استماع ہوا کہ جناب مولوی کو سلوکِ راہِ طلب کا داعیہ دامن گیر ہے۔ اور خواہشِ جاہِ ادب دست گیر ہے۔ اس دولت کا شکرانہ بجا لانا چاہیئے اور اس نسبت پر پختہ قدم رکھنا چاہیئے۔ اے بھائی اس راہ میں ہر شخص کیلیئے واسطہ طلب و رابطہ ادب الگ الگ ہے۔ حضرت شیخ عمر صریفی جو کہ خلصِ اصحاب و مختصِ احباب حضرت غوث الثقلین میں سے ہیں۔ ان کے سلوکِ راہِ خدا کا سبب و دینِ سبیلِ رضا کا موجب یہ ہے کہ ایک شب بساطِ راحت و سماطِ استراحت پر پشت ڈالے آرام فرما رہے تھے۔ کہ خواب میں دیکھا کہ پانچ کبوتر اڑتا ہوا آیا۔

یکے گفت (ان میں سے ایک نے کہا) سُبْحَانَ مَنْ عِنْدَهُ خَزَائِنُ كُلِّ شَيْءٍ وَمَا يَنْزِلُ اِلاَّ بِقُدْرَتِهٖ۔ ترجمہ: پاکی ہے۔ کہ جس کے پاس ہر شے کا خزانہ ہے۔ لیکن اس کی قدرت کے مطابق نازل ہوتا ہے۔

دیگر خواند (دوسرے نے پڑھا) سُبْحَانَ مَنْ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى۔ ترجمہ: پاکی ہے۔ جس نے ہر شے عطا کی۔ اسے پیدا کیا پھر ہدایت دی۔

سوم ترنم کرد (تیسرے نے ترنم کیا) سُبُحَانَ مَنُ بَعَثَ الاُنبِیَاءَ حُجَّةً عَلٰی خَلُقِهٖ۔ ترجمہ: پاکی ہے۔ جس نے انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مخلوق پر حجت بنا کر مبعوث فرمایا۔

چہارم زمزمہ نمود (چوتھے نے زمزمہ ظاہر کیا) کُلُّ مَافِی الدُّنُیَا بَاطِلٌ اِلاَّ مَا کَانَ لِلّٰهِ وَرَسُوُلِهٖ۔ ترجمہ: ہر وہ چیز جو دنیا میں ہے باطل ہے۔ مگر جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہو۔

پنجم مرغول فرمود (پانچویں نے مرغول یعنی پیچ و تاب فرمایا) یَا اَھُلَ الُغَفُلَةِ عَنُ مَوُلٰکُمُ قُوُمُوُا اِلٰی رَبِّکُمُ۔ ترجمہ: اے اپنے مولی سے غافل اٹھو اپنے رب کی طرف۔

جب تسبیحاتِ طیور و تنبیہاتِ سرور کو سنا تو خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے۔ قطعہ

زہے خواب آں مرد بیدار بخت * کہ بیدار سازد خوابش ہمای
کسے راکہ مرغ دل آرد بدام * دہد دانہ اش از ترنم خدای

ترجمہ: اس مرد کا خواب کیا خوب ہے کہ اس کے بخت کو بیدار کیا۔ جو اپنے دل کے مرغ کو لاکر ترنمِ خدا سے دانہ دیتا ہے۔

خواب دیکھ کر جب بیدار ہوئے تو اپنے حالتِ غریب و صقالتِ عجیب پر غور کیا تو تہی داماں ہونے کے سبب سے دل برداشتہ ہوئے لیکن اپنے آب و گل سے دارین کی تمنا روشن ہوئی۔ قطعہ

چناں خورشید ہمت بر دلش تافت * کہ از ہر دو جہاں برداشت پای
بکند شوق آمد صید کردہ * دلش چوں مرغ از صحرا و ابای

ترجمہ: ہمت کا آفتاب اس کے دل پر ایسا روشن ہوا کہ ہر دو جہاں سے

قدم اُٹھالیا۔ شکار کا شوق نہیں کرتا جب مرغ صحرا سے اس کے دل پر آیا۔

اس کام کیلئے عزم و جزم کیا کہ اپنے آپ کو کسی پیر کے سپرد کرے۔

کیونکہ ہدایتِ معنوی اس کے دست سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور جزم کیا کہ دامنِ راہ

برتری پکڑے۔ تاکہ ان سے دنیوی حمایت آئے۔ اسی نیت سے قدم آگے رکھا۔

ابھی چند قدم آگے گئے تھے۔ کہ ایک مردِ نورانہ و شخصِ دلیرانہ سے راہ میں دو چار

ہوئے۔ اس نے السلام علیکم یا فلاں (عمر صریفی) کہا۔ جواب دیکر ان کے دامن

کو تھام کر پوچھا کہ آپ کو ہمارے نام کے بارے میں کیسے پتہ چلا۔ اور آپ کون

ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں خضر ہوں۔ اور میں حضرت شیخ عبدالقادر کے

پاس تھا کہ انھوں نے کہا کہ اے ابوالعباس صریفیوں میں سے ایک مرد کے

دوش پر جذبہ پہنچا ہوا ہے۔ اور اس کے بارے میں ہفت فلک سے ندا آئی ہے کہ

مَرْحَبًابِكَ عَبْدِیْ حق تعالیٰ سے عہد کرو کہ اپنے کو کسی شیخ کے حوالے کروگے۔

تم ان کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس لاؤ۔ اس نے کہا مَرْحَبًا بِمَنْ جَذَبَتْهُ

مَوْلَاهُ اللّٰهُ بِاَلْسِنَةِ الطَّيرِ وَجَمَعَ لَهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْخَيْرِ۔ مرحبا کے جسے اس کے

مولا نے پرندوں کے زباں سے جذبہ عطا فرمایا۔ اور اس کیلئے کثیر خیر جمع فرمایا۔

پھر مجھ کو پکڑ کر حضرت غوث الثقلین کی بارگاہ میں پہنچایا۔ اور وہ پیغام شگرف و

پیامِ اشرف جو کہ ابو العباس علیہ السلام (حضرت خضر علیہ السلام) کے دست پر

پہنچا۔ حضور کی بارگاہ میں عنایت کیا۔ اور طاقیہ (ٹوپی) اپنے دست مبارک سے

میرے سر پر رکھی۔ قطعہ

زہے تاج خورشید فرق ھدا * کہ از چار ترکش بدوز د خدای

نهاد از کرم بر سر من بدست * برآمد ز سر هرچه بود از درای

ترجمہ: کیا خوب تاج خورشید ہے۔ کہ چار ترکش ٹوپی بادشاہ نے رکھا۔ اپنے کرم سے میرے سر پر رکھا تو سر سے ہر چیز ظاہر ہوئی۔

پس جس کیلئے حق تعالیٰ خود اپنی طرف دلالت کرتا ہے۔ اسکے لئے اسبابِ وصولِ راہ میں سے ایک ہی سبب سے ظاہر فرمادیتا ہے۔ اور طلاب حصول میں سے ایک ہی طلب سے ظاہر فرمادیتا ہے۔ قطعہ

کسے راکہ دارای ہفت آفرین * بخود رہ نماید ز راہ ہدای

یکے را نماید ز ہفتاد کسی * کہ بیرون برآرد ز ہفتا درای

ترجمہ: جسکے لئے ہفت آفرین کا پالنے والا خود راہ ظاہر فرمادے۔ تو ہفتاد شخص میں سے ایک ہی سے راہ ظاہر ہوتی ہے۔ جو راستہ کہ ستر آدمیوں سے ظاہر ہوتا۔

اس کے بعد حضرت ابو العباس علیہ السّلام نے عزیزانِ ہدایت پناہ میں سے و درویشانِ مشیخیت دستگاہ میں سے ایک کی نشانی عطا کی۔ خبردار خبردار اس ولایت نما واقعہ و ہدایت افزا معاملہ کو دولتِ ہنی و شوکت سنی تصور کرنا چاہیئے۔ ذَالِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَاءُ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ اس کی راہ میں مضبوط قدم رکھنا چاہیئے۔ تاکہ تکلیف و الم کے باوجود قدم متزلزل نہ ہونے پائے۔ قطعہ

کسے راکہ ایزد ز لطف و کرم * نشاں داد از گنج گوہر کشای

ز پیرا یہ آباد و جانہاں * بباید زدن گنج را دست و پای

ترجمہ : جسے اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے خزانے کا نشاں عطا فرماتا ہے۔ تو وہ پوشیدہ مقام سے گوہر ظاہر کرنے والا ہو جاتا ہے۔ چاہیئے کہ دست وپا سے خزانے کو جانے۔

برادر اعز مولانا صفی و برادر اعز شیخ سماء الدین جو کہ اس جگہ کلیہ ہدایت و کوچہ ہدایت ہیں۔ ان کے پاس جانا چاہیئے۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے۔ راہِ استصواب و گاہِ استفسار ایک دوسرے کے سپرد کریں۔

۱۳۱واں مکتوب

(حضرت شرف الدین پانی پتی کے معانئ بیت کا بیان)

برادر اعزارشد شیخ مبارک اَوْصَلَهُ اللّٰہ تَعَالیٰ اِلیٰ وُصُوْلِ تبَارِکِہٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے مبارک وصول تک پہنچائے) آپ نے اپنے خط میں بیت کے معانی کے بارے میں استفسار و نکتہ دانی کے بارے میں استحضار کیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے۔

چندا نکہ از روئے تو در سینہ جای کرد * واللہ کہ آرزوئے خدایم محقراست

ترجمہ: جس قدر تو نے اپنی آرزو کو سینہ میں رکھا ہے واللہ کہ میرے خدا کی آرزو محقر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جب سالکِ صادق و طالبِ موافق راہِ سلوک میں پیر کی دستگیری میں آجاتا ہے اور امورِ صعلوک (درویش) کے اہتمام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو مرتبۂ حیوانیہ جو کہ مولودِ ثلثہ کی ایک شاخ ہے چاہتا ہے کہ ترقی کرے۔ آثارِ مراتب اس میں ظہور اور اطوارِ سبعہ طے کردہ عبور پر ترقی وصول کرتا ہے۔ مرتبہ واحدیت میں اپنے آپکو عین ثابتہ پر پہنچاتا ہے۔ جو کہ نصف دائرہ مرتبہ احدیت ہے۔ اور قوسِ الٰہیہ کے وجوبِ وصف خاص میں سے ہے۔ اس جگہ سالک بلند ہمت و طالب ارجمند بہمت واحدیت سے پہنچنا چاہتا ہے۔ کہ مرتبہ وحدت صرف پر وصول فرماتا ہے۔ زبان اسکے اس حال کا ترانہ یوں گاتی ہے۔

بیت واللہ کہ آرزوئے خدایم محقراست

ترجمہ: واللہ کہ میرے خدا کی آرزو محقر ہے۔

چونکہ مرتبہ الوہیت نصف دائرہ واحدیت ہے اس جگہ سے ترقی چاہتی ہے۔ قطعہ

زہمت بلند آں عالی ہوای * کسے را کہ ہمت بلند اوفتاد

ہمی خواہد او از خدائی خویش * کہ برتر نہد پای آں سر نہاد

ترجمہ: بلند ہمت سے وہ عالی مرتبہ پاتا ہے جو بلند ہمت ہو۔ اپنی خدائی سے اسے چاہتا ہے۔ جو اس کیلئے پا برتر رکھتا ہے۔

ہر چند کہ وہ رتبہ خاص ہمارے نبی ﷺ کیلئے ہے یا وہ جو اعیانِ ثلثہ کے ادنیٰ مرتبہ کو پہنچا ہو۔ اعیانِ ثلثہ کے اعلیٰ مرتبہ کو پہنچنا چاہتا ہو۔ واحدیتِ الٰہی کے معانی سے یہ ایک شراب ہے۔ دورانہ نامتناہی سے آخر تک ساغر ہے۔ یہاں تک کہ سالار باب نعیم نعیماً تک نہ پہنچ جائے۔ قطعہ

ہر کرا ایزد رسانید از سلوک * بر سر اورنگ توحید لقای

می زندپا از سر او تای راہ * سوی اعلای از ثلثہ از منتہای

ترجمہ: جو شخص سلوک سے رب تک رسائی حاصل کرلے۔ وہ توحید لقا کے تخت پر ہوگا۔ وہ اس راہ میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ راہ میں اعیانِ ثلثہ سے بھی بلند رتبہ حاصل نہ ہو جائے۔

اس صورت میں معنی ثانی یہ ہے کہ وہ مواہبِ الٰہی و جواذب نامتناہی کے بغیر اپنے آپ کو نہیں دیکھتا۔ اے بھائی لقائے ارباب کے شوق کے بازار سے گذرنے والا اور اِنِّیْ اَشَدُّ شَوْقاً اِلٰی لِقَائِھِمْ[1] کا گوہر، حقیقی محبوب سے رتبہ

۱۔ بے شک میں ان کی لقا کا زیادہ مشتاق ہوں۔

محبوبانِ حق تعالیٰ و مرغوبانِ مطلق والا میں سے ہوتا ہے۔ اور یہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ[1] میں قوی ہو جاتا ہے۔ پس ہر گاہ میدانِ عشق میں زمرہ عشاق سے بلند پرواز ہیجان گلف فرقہ اصداق عالی سے عشق الٰہی میں جانے والا ہو جاتا ہے۔ طلب میں جست و جوئی و راغب میں گفت و گوئی پر آمادہ ہوتا ہے۔ اور انسان بساطِ محبوب میں غالب و سماطِ مرغوب میں جاذب ہو جاتا ہے۔ قطعہ

عروسِ حجلہ خوب است انسان * کہ در خورشید و مہ یک جلوہ اوست
چناں اومی کند نازو کرشمہ * کہ ارض و آسمان در خلوہ اوست

ترجمہ: انسان کا عروسِ حجلہ خوب ہے۔ کہ خورشید و ماہ میں اس کا ایک جلوہ ہے۔ جیسا کہ وہ نازو کرشمہ کرتا ہے۔ کہ زمین و آسمان اس کے خلوت میں ہے۔

ہر گاہ کہ اس شاہد اقلیم ہویت کی محبت کا ارادہ کرنے والے جو کہ روئے محبوب کے بصر عشاق میں و خوئے مطلوب کے دیدہ نظر اصداق میں آیا ہو۔ وہ رخسارِ محبوب کا نظارہ موجودات کے آئینہ میں و عذارۂ مطلوب کا تماشا مجالیٔ کائنات میں دیکھتا ہے۔ ان میں سے کوئی رتبہ بھی آنحضرت سے زیادہ عالی تر نہیں ہے۔ جس صورت کا سالک ارادہ کرتا ہے۔ وہ صورت بھی ان سے زیادہ عالی تر نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ رتبہ محبوبی لباس محبّ سے پوشیدہ ہو۔ یہ ترنم آغاز ہے۔ کہ

ے والله کہ از روئے خدا یم محقر است

ہر چند کہ آنحضرت مرتبہ واحدیت میں اپنے اندر کمالاتِ اسماء و

---

[1] یہ ان سب سے محبت کرتا ہے۔ اور یہ سب ان سے محبت کرتا ہے۔

صفات 'اجمال و تفصیل میں ظہور علمی رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ درگاہ اسمائے الٰہیہ میں اور اپنے درجات کہنے میں وجوب و امکان کو پہنچا ہے۔ لیکن یہ کمال ظہور ارواح' مثال' اجسام و اشباح میں سے ہر ایک انسانِ کامل کے مظہر کے خاصہ میں سے ہے۔ یہ اتصال کہاں سے ہو گا۔ کہ صدور اشباح و خیال و احتشام جمعیت برزخیہ کا خاصہ ہے۔ لِکُلٍّ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ[1] سے اسی کی جانب اشارہ ہے۔ قطعہ

گرچہ عروسِ حجلہ توحید در بطون * می کرد جلوہائے معانی بہم دگر
لیکن نبود ایں ہمہ ناز و کرشمہاش * کامروز می کند بظہور من ارصُوَر

ترجمہ : اگرچہ عروسِ حجلہ توحید بطون میں ایک دوسرے کے ساتھ جلوہ کرتا ہے۔ لیکن یہ سب اس کے ناز و کرشموں سے نہیں ہیں۔ جیسے کہ آج کے دن صورتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

جس قدر عرصہ ظہور سے منظرہ رکھتا ہو گا۔ حضور و شوق اسی کے مطابق ہو گا۔

---

[1] ہر ایک کیلئے مقام معلوم ہے۔

۳۲واں مکتوب

(ساداتِ ہند کا بیان)

برادر اعز السادات و انقب النقبات سید حمید الدین' درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و ثنائے دوستانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے اشتیاقِ ملازمت کے بارے میں جو کچھ ظاہر کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نزدیکِ ایام و قربتِ انجام میں ملازمتِ خیر الانام سے مشرف ہو جاؤ گے۔ اے بھائی اس طائفہ سے اخلاص سعادتِ دارین کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اس زمرہ علیہ سے اختصاص افادت خافقین کی امارات میں سے ایک امارت ہے۔ اس پہنچی ہوئی دولت کی حقیقت کو نعمتِ ہنی و رفعتِ سنی تصور کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس باب میں سردفتر انبیاء و سر حلقہ اصفیاء علیہ السلام کی خبر ہے کہ جَامَعَ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی جو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت میں ان ہی کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ جب اس مرتبہ میں قصبہ محمد آباد پہنچا۔ تو کچھ لوگوں نے بحثِ نادر شروع کر دی۔ میں نے ان کی طرف جواب ارسال کر کے کہا کہ اکابر و اماثر کی تحقیر سے باز آجائیں۔ جناب سید خان کو دعائے مخلصانہ و صفائے محبانہ کہیں۔ ان کی اولاد کے بارے میں جو کچھ حق تعالیٰ سے چاہا ہے۔ امید ہے کہ واہب العطایا اسے قریب الایام میں ظاہر فرمائیگا۔ ان کی طرف سے جو کچھ (یعنی معترضینِ نسب) ظاہر فرمایا ہے۔ وہ سب بھی اس سے معذور ہیں کیونکہ اَلْمَقْدُوْرُ کَائِنٌ' (تقدیر کی باتیں ہو کر رہینگی) نظر میں ہے۔ قطعہ

گل بوستان نبوت شمیم * بہر جا رسیدہ ریاحین فزای

زخار حسد نیست فارغ کلی * کہ بر ہم شگوفد زباد ہوای

ترجمہ: نبوت کے باغ کے پھول کی خوشبو ہر جگہ پہنچی ہوئی ہے۔ شور مچانے والے نعمت زائل نہیں کر سکتے۔ کہ کلیاں ہوا کے جھونکے سے کھلتی ہیں۔

بعض وظائف واسماء جو کہ خاندانِ اجلّہ سے مروی ہیں۔ آپ نے طلب فرمایا ہے۔ فخر الاکابر شیخ محمود کے ہاتھ بھیج دیا ہے۔ ان وظائف پر مواظبت کریں۔ بشرطیکہ رموز واشارات صریح ہوں۔ تو بہتر ہے۔ کیونکہ اکابر متقدمین و اماثر کاملین سے اسی طرح مروی ہے۔ قطعہ

ہر کہ از دوستاں دو دہ پاک * آمدہ در بساط کردون سای

ہست امید کو بود معمور * در عمارت گرے ہر دوسرای

و آنکہ دارد ز خاندان نبی * در دلِ خویش کینہ چوں اعدای

می رود او زدر سرای ظہور * در بطون خانہ عقوبت زای

ترجمہ: جو کوئی پاکیزہ خاندان کی دوستی میں آئے تو گویا بساط کے سایہ میں آیا۔ امید ہے کہ ہر دو جہاں میں اپنے لئے عمارت بنانے والا ہوگا۔ اور جو نبی ﷺ کے خاندان سے کینہ اپنے دل میں رکھتا ہو۔ دشمن ہے۔ وہ اس دشمنی کے سبب جہنم میں جائیگا۔

آپ نے سادات[1] کے بارے میں جو کچھ استفسار فرمایا ہے۔ تو سنیئے کہ

---

[1]۔ ساداتِ کرام کا احترام ہم پر لازم ہے۔ یہاں پر ایک نکتہ رانی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ کہ جب ہم کسی سید سے محبت کرتے ہیں۔ یا ان کا احترام کرتے ہیں۔ تو کوئی شخص آکر یہ نہیں کہتا کہ سید سے محبت واحترام نہ کرو۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص سید نہیں ہے۔ ایسا کہنے والا جانتا ہے کہ جب میں اُن سے سید سے محبت واحترام نہ کرنے کا کہونگا۔ تو وہ شخص لڑنے مرنے کیلئے تیار ہو جائیگا۔ لیکن اپنے رسول ﷺ کے آل کی محبت واحترام نہیں چھوڑیگا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) اس لئے ان سے یہ کہنے کے بجائے یہ کہنا زیادہ مفید ہو گا۔ کہ فلاں شخص سید نہیں ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی آدمی انصاری و شیخ وغیرہ برادری کا دعوٰی کرے۔ تو کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اس کی برادری سے انکار کرتا ہو۔ اور اگر سید ظاہر کرے تو کئی انکار کرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔ دراصل یہ ایک شیطانی عمل ہے۔ جس کے ذریعے شیطان آلِ رسول ﷺ کی محبت و احترام کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالٰی ہم مسلمانوں کو اس وبائی مرض سے بچائے اور آلِ رسول ﷺ سے محبت و عقیدت کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ سیدی عبدالوہاب شعرانی مِنَنِ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔ کہ "مجھ پر اللہ تعالٰی کے احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتا ہوں۔ اگرچہ لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے ہوں۔ اور میں اس تعظیم کو اپنے اوپر ان کا حق تصور کرتا ہوں" اس مختصر سی تمہید کے بعد اب میں چند احادیث و واقعات "الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ" جو کہ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ پاکستان میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے کیا ہے۔ اس کا اردو نام "برکاتِ آلِ رسول ﷺ" ہے۔ سے نقل کرتا ہوں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل سے اچھا ہو گا۔

(۳) امام طبرانی وغیرہ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بندہ (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے، میری اولاد کو اپنی اولاد سے، میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ جانے۔

(۴) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے۔ اور اسلام کی بنیاد صحابہ اور اہل بیت ہیں۔

(۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کی خدمت مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف الجیرہ نے ایک سید کو مارا۔ تو اسے اسی رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کی اس حال میں زیارت ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

ساداتِ ہندوستان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے اپنے نورِ باطن سے ان کی صحت فرمائی۔ اور ساداتِ ہندوستان پر آپ نے عنایت فرمائی ہے اے بھائی اس وادیہ میں کشف مستور اس طائفہ کی شان نہیں ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے کمالِ ستاری سے حضرت لقمان کی نسبت قبولیتِ نبوت و حکمت کی دو نشانیاں ارشاد فرمائی۔ اسی طرح جمیع بندگان خدا کو ستر کا حکم ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے روز رب تعالیٰ مومنوں کی عیب مستور فرمائے گا۔ حق تعالیٰ نے اپنا ایک نام ستار بھی رکھا۔ جب آں برادر ساداتِ ہند کی نسبتِ صحبت سے بہرہ مند ہے۔ اس درویش کے پاس نقل ہے کہ اس جگہ اکثر ساداتِ ہند کا نسب ظاہر ہے۔ انشاء اللہ سلطان غیاث الدین کے زمانے میں مرتبہ ظاہر ہوگی۔ وہ سادات کی اس قدر

(بقیہ حاشیہ) کہ آپ اس سے اعراض فرمارہے ہیں۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا تو مجھے مارتا ہے۔ حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی ہے۔ پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی۔ جس پر ورم تھا۔ جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنک مارا ہو۔

سید محمد فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا۔ کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے۔ خواب میں نبی اکرم ﷺ نے میرا نام لیکر فرمایا۔ اے فلاں کیا بات ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ خدا کی پناہ یا رسول اللہ ﷺ میں ان کی خلافِ سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں۔ فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے۔ کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا یہ نافرمان اولاد ہیں۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔

یہ چند احادیث کریمہ اور دو واقعات نقل کئے گئے ہیں تاکہ ہم ساداتِ کرام کیلئے نرم گوشہ اپنائیں۔ خواہ ان کے نسب پر طعن ہی کیوں نہ ہو۔ جن کو ساداتِ کرام کے بارے میں تفصیلی معلومات کا شوق ہو۔ چاہیئے کہ وہ "الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ" کا مطالعہ فرمائیں۔ ۱۲ اشرفی۔

عزت و اکرام کرتے ہیں کہ اس کی تفصیل ممکن نہیں۔ یہاں تک کہ اس نے حکم دیا کہ ہماری مجلس میں کوئی بھی سخن سافل نہ کہے۔ وہ تو اس باب میں مبالغہ رکھتے ہیں۔ قطعہ

کسے کامدہ از نژاد بزرگ * شرف دارد او برار ازل بہاد
اراذل نشیں ہر کہ شد از نخست * نیارد قدم بر بزرگی نہاد

ترجمہ : کوئی بھی بزرگ کے نسب سے آئے۔ وہ ان کی مجلس میں شرف رکھتا ہے۔ جو اول سے اراذل نشیں ہو وہ بزرگی پر قدم نہیں رکھتا۔

قضا کے مسند کو انواعِ فضائل سے آراستہ و اصناع شمائل سے پیراستہ کیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے ارکانِ دولت و اعوانِ حشمت پر میں مختلف قسم کے نوع سے آشنا ہوں۔ لیکن ارکانِ دولت کو قبول نہیں کیا ایک روز سلطان نے کہا کہ مجھے ایک ایسا شخص چاہیئے جو سرکار چندیری کی جانب پہنچادے۔ کہ وہ علم محاسبہ و ہندسہ میں دسترس رکھتے ہیں۔ ارکانِ دولت کے وزراء نے اسے غنیمت سمجھا۔ اور محمد مہیار جو کہ سالہا سال سے بادشاہ کی خدمت میں ملازمت کرتے رہے۔ انھیں پیش کر کے زمین بوس ہوئے۔ اور کہا کہ فرمان کے مطابق بادشاہ کو یہ چندیری سرکار کے پاس لے کر جائینگے۔ جب وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ تو بادشاہ نے ان سے نام دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ محمد مہیار۔ یہ سنکر انھوں نے نام پر اعتراض کیا۔ جواب یہ دیا گیا کہ مہیار اسکے والد کا نام ہے۔ جو کہ ہندو تھا۔ سلطان یہ سننے کے بعد سخت برہم ہوا۔ اور غضب ناک آواز میں فرمایا کہ مجھ سے اسوقت تک کلام نہ کیا جائے۔ جب تک کہ اسمیں تغیر نہ کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر سلطان حرم میں آگیا۔ قطعہ

چناں آتش خشم درہم فروخت * کہ خواہد زدن آتش اندر دیار
بہم دیگر ارکان دولت دو دست * بشستند از جان و از روز گار

ترجمہ: غصے کی آگ اس قدر روشن ہوئی کہ پورے شہر میں پھیل گئی۔ ارکانِ دولت ایک دوسرے نے جان و زمانہ سے دونوں ہاتھ دھونے لگے۔

تین روز تک بادشاہ اپنے حرم سرای سے باہر نہیں آیا۔ جب آہستہ آہستہ غصے کی آگ بجھنے لگی۔ تو بادشاہ باہر آیا۔ نسابانِ اطرافِ زمیں و نژاد گویانِ اکنافِ بریں کو حاضر کرنے کا حکم صادر کیا۔ وہ جماعت جو کہ روشناسانِ درگاہ گنج سری و آشنایانِ بارگاہِ کچوی تھے۔ ایک ایک کر کے نسب دریافت کیا۔ ہر ایک نے بیک اتفاق اپنی اپنی عرض پہنچائی۔ پانچ سو دور و نزدیک اور تین سو حضور بھور سے انکی ملازمت میں آگئے اور رفعت ملازمت ظاہر کیا۔ قطعہ

زہے پادشاہ معانی نژاد * کہ باکم نزادہ نپر داختہ
ہمہ بزم گنج سرو آسائے خویش * زبر ہم نژاد آں نبر داختہ

ترجمہ: کیا خوب معانی کے بادشاہ کا نزاد ہے کہ نژادہ سے خالی نہیں ہے۔ تمام محفلِ گنج سر اس نزاد پر بر ہم ہوئے۔

اسی زمانے میں دارالخلافت دہلی مزاراتِ متبرکہ کی زیارت و دارالسلطنت اصلی مقابر منورہ کے شرف سے مشرف ہوا۔ اکابر اشراف و اماثر اطراف تشریف لائے۔ اولیائے روزگار و اصفیائے دیار آئے۔ اور کچھ سلاطینِ ماضیہ و خوانینِ قاضیہ کی عدالت و انصاف کی گفتگو چلی۔ جب اس درویش نے اپنے مقصد کی نسبت اعزارشد امجد الآفاق سید عبدالرزاق طَالَ عُمْرُہٗ کو ظاہر کیا۔ تو نجائب دیار و نسائبِ روزگار میں سے ایک نے مجھ سے اولادِ نسابانِ غیاثیہ و احفادِ

نژاد دانان زمان بلند بیند کے بارے میں استفسار کیا۔ حسب ونسبِ سادات، ولایت و معارفِ امامت، اکابر اطراف واماثر اکناف نے میری طرف کردی۔ حالانکہ یہ تذکرہ زمانِ غیاثیہ میں گذر چکا تھا۔ اور وہاں تفصیل سے موجود ہے۔ جب اس درویش سے جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ تو میں نے اس زمانے کا ایک واقعہ ان کے سامنے بیان کیا۔ اور پھر اس پر کچھ تبصرہ کیا۔ بعض لوگوں نے اکابر جونپور حَرَسَهَا اللّٰه عَنِ الْكُسُوْرِ کے نسب کی صحت کے بارے میں ارادہ ظاہر کیا۔ چاہیئے کہ اس معنی کے ساتھ حمل نہ کیا جائے کہ دوسرے بزرگ زاد کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ کچھ لوگوں نے ان کی صحتِ نسب کے بارے میں بھی اعتراض کیا۔ حالانکہ انھیں ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِحَقَائِقِهٖ۔ (اور اللہ تعالیٰ ان کے حقائق سے خوب واقف ہے)۔

ولایتِ عراق و خراسان سے میں اولاً حضرت قطب المحققین، زبدۃ الکاملین، وارثِ سید المرسلین حضرت مخدوم جہانیاں جلال الملۃ والدین بخاری اچی قدس سرہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ پر مقاماتِ صوفیہ کے انواع و درجاتِ طائفہ علیہ کے اوصاف بلکہ آثارِ قطبیہ و انوارِ غوثیہ کے نوع کو بھی ایثار فرمایا۔ جو کہ انھیں حضرت امام الہمام علی النقی الکرام سے پہنچا تھا۔ ہر چند کہ یہ درویش عرصۂ روئے زمین و صفحۂ سوئے برین کا چکر لگایا۔ لیکن جو نور اُس نادرِ روزگار کے جبیں و فاخرۂ ہر دیار کے ناصیہ پر معائنہ فرمایا۔ وہ مشاہدہ اولیائے روزگار واصفیائے نامدار میں نہیں پایا۔ قطعہ

زہے نور ولایت مہر خورشید * کہ می تابد از و نہ چرخ درواى
در دریائے توحید آمدہ کو * صدف او رانہ زیبد عرش والاى

زنور آفتابش ہر ستارہ * درفشاں ہم چو پنج و ہفت نہ جای
مدار نقطہ پرکار کر دون * کہ می گرداند از انفاس خود زای
بدور آمد نیابت غوث اورا * از و چون منتقل کرد و بہر رای
چہ حاجت وصف آں ذاتیکہ گویم * کسے کو راز خورشید ادای
چناں کش درمیان احد احمد * نیاز و ناز شد بر چرخ دارای
بدنیادر بایں خورشید و ماہ ست * سلام آمد جواب از شاہ دارای
شرف از بحر و صفش در نیابد * اگر بر ہم زند صد دست و صد پای

ترجمہ : نورِ ولایت مہر خورشید کیا خوب ہے۔ کہ اس سے نو آسمان چمکتا ہے۔ دریائے توحید میں آئے ہوئے صدف کو عرش والا سجاتا ہے۔ اسکے آفتاب کے نور سے ہر ستارہ روشن ہے۔ اسی طرح پانچ، سات اور نو جگہ بھی۔ پرکار (جومیٹری کا ایک آلہ ہے۔ جس سے دائرہ بناتے ہیں) کے نقطے کو نہ رکھ۔ کہ اس سے انفاسِ خود گھومتا ہے۔ جو کچھ ان کو غوث سے نیابت حاصل ہوئی انھوں نے منتقل کر دیا۔ اس ذات کے وصف کی کیا حاجت کہ میں کسی نابینے سے خورشید کی تعریف کروں۔ جیسا کہ احد، احمد کے درمیان نیاز و ناز ہوئی پُر روشن کرنے والے کے آسمان پر۔ دنیا اسی خورشید و ماہ میں ہے۔ شاہ کی طرف سے جواب میں سلام آیا۔ اس کے وصف کے سمندر سے شرف میں نہیں آتا۔ اگر صد دست و پا مارے۔

۱ : ازانجملہ ساداتِ بدریہ کہتے ہیں کہ معارف و مشاہیر مقبول الطّوائف وجماہیر اس میں دیار بکر ہیں۔

۲ : ازانجملہ ساداتِ عالیشان خط سرہند سے ملتان آئے ہیں۔ یہ طبقہ

نقابت میں تھا۔

۳ : ازانجملہ سادات چوند شیخ جو کہ قریہ مملوت میں ہیں۔ ترمذ سے آئے ہوئے ہیں۔ اور یہ قریہ مضافاتِ ملتان میں سے ہے۔ اولاد سبطین سادات علوی قریہ سماہ میں رہتے ہیں۔ ملتان والی سے آئے ہوئے ہیں۔ جناب سید جعفر اسی طبقہ سے ہیں۔ فقیر سے دہلی میں ملاقات ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنے نسب کے بارے میں فاضل و عامل سے استفسار کیا۔

۴ : ازانجملہ ساداتِ ملتان' کا شان عالیشان و والی نشان سے ہیں۔ اکثر اشرافِ روزگار قبیلہ قریش سے اس جگہ ہیں۔ پسر نتیجۃ الاکابر شیخ فضل اللہ نے فتاویٰ صوفیہ میں اس فقیر کو دکھایا۔ اور چند مباحث اس فقیر کی نظر سے گذرے۔ چنانچہ اس طبع میں ملتان کے ساداتِ جیلانی کی نسبت مبالغہ کیا ہے۔

۵ : ازانجملہ سادات کیھتل سید مغیث الدین و سید منتخب الدین سیہ دستاربند کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی صحت نسبت پر اتفاق ہے۔ یہ سب زہد کے زیور سے آراستہ و تقویٰ کے زیور سے پیراستہ ہیں۔

۶ : ازانجملہ سادات دارالخلافہ دہلی جو کہ پایۂ اور نگِ نقاہت و درجۂ نور نگِ سیادت بوجود شریف اُن اعزہ سے مزین ہیں۔ یہ سب محمود یہ جعفریہ ہمدانیہ نقابیہ مقبول الطّوائف و موصول الطرائف کی اولاد سے ہیں۔

۷ : ازانجملہ ساداتِ سمانیہ جو کہ مشہور النسب ہیں۔ یہ سب سلطان محمد توختہ کی اولاد سے ہیں۔

۸ : ازانجملہ ساداتِ گیسودراز ہیں کہ ان کا سلسلہ حضرت سید محمد گیسودراز سے ملتا ہے۔ اور گیسودراز کا لقب ہند سے نہیں آیا بلکہ ولایتِ سادات

سے آیا ہے۔ "غایت عالیشان کہ تصنیفات راتبہ و تالیفات لائقہ اخبر التصنیفات حضرت میر کی ہے۔ جس میں انھوں نے وحدتِ وجودِ مطلق میں کچھ اشارہ حضرت فصوص الحکم کی نسبت کیا ہے۔ فقیر نے اس میں کچھ تغیر مزاج بھی کیا ہے۔ اور کچھ دلائل عقلیہ و نقلیہ جوان میں نہیں تھے۔ حضرت میر تیمور کے سامنے ظاہر کیا۔ ان کے سیر میں اصلاح کیا ہے۔ اول سیر کہ عجائب حضرت میر ہے اور سیر ثانی حضرت شاہ یداللہ و شاہ صفی اللہ کی زیارت سے مشرف ہونا ہے۔

۹ : ازانجملہ ساداتِ نوہتہ جو مشاہیر روزگار و معارف ہر دیار میں سے ہیں۔ کشف و کرامات میں سلاطین و خوانین کے نزدیک مقبول الطّوائف ہیں۔

۱۰ : ازانجملہ سادات گردیز جو کہ سید جو کی اولاد سے ہیں۔ میر اجل ہیں۔ سادات مانکپور بھی گردیز سادات سے ہیں۔

۱۱ : ازانجملہ اولاد و احفاد نقیب الاولیاء و نجیب النجباء و النقباء العصری حضرت سید علاؤالدین جنوری و قدوۃ السادات العالی' عمدۃ النقبات المعالی اولاد سید محمد حیاری مشاہیر روزگار و معارف جماہیر ہر دیار ہیں۔ مقتدائے اصحاب' پیشوائے ارباب ہدایت و نقاہت اور اس وادیہ میں مفتی ہیں۔

۱۲ : ازانجملہ سید علاؤالدین پانی پتی جو کہ معارفِ روئے زمین سے ہیں۔ موالی روزگار و اہل فضیلت ہر دیار ان کے تبرکات سے استفادہ کرتے ہیں۔

۱۳ : ازانجملہ سادات حجرہ ملک معین الدین و ملک تاج الدین جعفر جو کہ مقتدائے روزگار و پیشوائے ادوار ہیں انکی اولاد سے وہ سب ہیں۔

۱۴ : ازانجملہ سادات علاؤالدین بداونی مذہب مشرب میں پاکیزہ اور طہارت نسب میں بے مثال ہیں اور ساداتِ شمس آباد کے نسب کی نسبت معلوم نہیں ہے۔

۱۵ : ازانجملہ سادات قبالی جو کہ مقبول السلاطین و موصول الخوانین میں سے ہیں۔

۱۶ : ازانجملہ سادات بارہ جو کہ انتہائی درجے میں مشہور النسب ہیں۔

۱۷ : ازانجملہ سادات بیانہ جو کہ مشہور النسب ہیں۔ اور طہارت نسب میں عالی لقب ہیں۔

۱۸ : ازانجملہ سادات کالپی طہارت نسب میں شہرت یافتہ ہیں۔ فضیلت علمی ورعایت تقاوت اس سلسلہ میں مذکور ہے۔ یہ سب کے سب سادات کبریٰ حسنی ہیں انکے نسب میں کوئی کلام نہیں ہے۔

۱۹ : ازانجملہ سادات خطہ اودہ ہیں سید تاج الدین کی اولاد سے ہیں۔ ان میں سے اکثر خلائق میں صُلحائے روزگار و بُلغائے نامدار نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید تاج الدین کی صورت میں دیکھا یہ خواب انکے نسب کے کمال طہارت پر دلیل ہے۔

۲۰ : طبقہ دیگر خطہ اودہ میں بغدادی سید ہیں یہ سب اسمٰعیل اعرج کی اولاد سے ہیں۔ اس درویش کے ہم نسب ہیں۔

۲۱ : طبقہ دیگر بہرائچ کے سادات ہیں اس جگہ کے سادات مشہور النسب ہیں۔ ابو جعفر میر ماکو میں دیکھا کہ اس وادیہ میں بے نظیر ہیں مزاراتِ متبرکہ سعید شہید مسعود غازی روحانیہ مسعودیہ و حضرت خضر علیہ

السلام و سید ابو جعفر میر ماہ اس درویش کے ساتھ تھے۔ اکثر حالات مشائخیت و مقامات شیخوخت حضرت خضر[۱] علیہ السلاّم سے استفسار کیا اس وقت میں سات مرتبہ حضرت خضر علیہ السلاّم کے دندان مبارک تجدید سے ظاہر ہوئے۔

۲۲ : طبقہ دیگر جون پور کے دارالخلافہ میں سادات عالی رہتے ہیں جو کہ میر صدر جہاں اجمل بن امجد کے سلسلے سے ہیں۔

۲۳ : طبقہ دیگر ساداتِ حسینان امام حسن مثنیٰ کی اولاد ہیں فرزند اعزالآفاق سید عبد[۲] الرزاق مد عمرہٗ انہیں کے اولاد میں سے ہیں۔

۱۔ حضور علیہ السلاّم کے زمانۂ مبارک سے پہلے پانچ سو سال کے بعد ان کے نئے دانت نکلتے تھے۔ لیکن اب ۱۲۰ سال کے بعد نئے دانت نکلتے ہیں۔ اور اس سال ان کے دانتوں کی تجدید کا وقت تھا۔ حضور علیہ السلاّم کے وقت سے اب تک سات مرتبہ ان کی دانتوں کی تجدید ہوئی ہے۔ مخدوم علیہ الرحمۃ اسی جانب اشارہ فرمارہے ہیں۔ ۱۲ اشرفی

۲۔ موجودہ خانوادہ اشرفیہ کا سلسلہ نسب بھی انھیں سے جاری و ساری ہے۔ اس کی تفصیل مقصود ہو تو ہماری کتاب "معارفِ سلسلہ اشرفیہ" کا مطالعہ کریں۔ یہاں پر خانوادہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کا شجرہ نسب پیش خدمت ہے۔

الٰہی بحرمت حضرت سید عالم محمد مصطفےٰ ﷺ، الٰہی بحرمت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم زوج فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، ابنہ سید المکرّم حسن رضی اللہ عنہ، ابنہ سید حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ، ابنہ سید عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ، ابنہ سید موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ، ابنہ سید عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابنہ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ، ابنہ سید داؤد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید محمد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید یحییٰ زاھد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید عبداللہ جیلی رضی اللہ عنہ، ابنہ سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ، ابنہ شیخ محی الدین محبوب سبحانی قطب ربانی میران ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، ابنہ سید تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق حلبی رضی اللہ عنہ، ابنہ سید عماد الدین ابو صالح نصر رضی اللہ عنہ، ابنہ ابو نصر محمد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید ظہیر الدین ابو المسعود احمد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید سیف الدین یحییٰ رضی اللہ عنہ، سید شمس الدین محمد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید علاؤالدین علی رضی اللہ عنہ، ابنہ سید بدرالدین حسن رضی اللہ عنہ، ابنہ سید ابو العباس احمد رضی اللہ عنہ، ابنہ سید عبدالغفور حسن

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۲۴ : طبقہ دیگر ظفر آباد کے سادات منصب اجلی اس طبقہ میں ہیں غالباً آں برادر (سید حمید الدین) اس سلسلے سے ہیں اور خدمت شیخ اسدی ملتان سے جو کہ حضرت شیخ رکن الدین صدر الدین خلفائے کبریٰ کی اولاد بھی مشہور النسب قدوۃ العارفین زبدۃ الکاملین حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قرشی سلسلہ قرشیاں سے مشہور ہیں۔

۲۵ : طبقہ دیگر سادات مبارزیہ سے ہیں۔

۲۶ : طبقہ دیگر سادات مہسوندہ واسطیہ قارضیہ ہیں۔

۲۷ : طبقہ دیگر جون پور حَرَسَهَا اللہ عَنِ الْکُسُوْرِ کے نواحی گاؤں سکندر پورہ کے سادات ہیں۔ اس درویش نے اکثر روحانیہ نبویہ مصطفویہ ﷺ اس جگہ میں دیکھا۔ سید جمال الدین کو اس درویش نے اخلاص درویشانہ واختصاص دوستانہ سے بھر پور پایا۔ انہوں نے اس درویش سے بھی فائدہ سلوک حاصل کیا۔ سید حسام الدین تقی المشرب تھے اور سید سلیمان بلخی اسمائے شہابیہ سے رنگے ہوئے تھے۔ اور سیارہ کو مسخر بھی کیا ہوا تھا۔ اور دوسرے قریہ موضع

(بقیہ حاشیہ) جیلانی رضی اللہ عنہ' ابنہ حاجی الحرمین حضرت ابو الحسن سید عبد الرزاق نور العین سجادہ نشین رضی اللہ عنہ' ابنہ سید حسن شریف رضی اللہ عنہ' سید محمد اشرف شہید رضی اللہ عنہ' ابنہ سید محمد رضی اللہ عنہ' ابنہ سید ابو الفتح رضی اللہ عنہ' ابنہ سید محمد عثمان رضی اللہ عنہ' ابنہ سید عزیز الرحمٰن رضی اللہ عنہ' ابنہ سید جمال الدین رضی اللہ عنہ' ابنہ سید غوث رضی اللہ عنہ' ابنہ سید محمد نواز رضی اللہ عنہ' ابنہ سید تراب علی رضی اللہ عنہ' ابنہ سید قلندر بخش رضی اللہ عنہ' ابنہ حاجی سید سعادت علی رضی اللہ عنہ' ابنہ سید ابو احمد علی حسین جیلانی المعروف اعلحضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ' ابنہ مولانا الحاج سید ابو المحمود احمد اشرف جیلانی رضی اللہ عنہ' ابنہ مولانا الحاج سید ابو المسعود محمد مختار اشرف (محمد میاں) جیلانی رضی اللہ عنہ' ابنہ مولانا الحاج سید ابو المحمود محمد اظہار اشرف جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف مدظلہ العالی' ابنہ مولانا سید محمود اشرف جیلانی ولی عہد آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف مدظلہ العالی۔ ۱۲ اشرفی

کندلہ و موضع کرینی کے سادات بھی صحیح النسب ہیں۔

۲۸ : طبقہ دیگر دارالولایت بہار[1] میں صحیح النسب سادات ہیں۔

۲۹ : طبقہ دیگر دارالخلافت جنتاباد عرف کور میں سادات عالیہ رہتے ہیں جو کہ قطب الاولیائے محققین ولب الاصفیائے مدققین مخدومی مولی سندی حضرت شیخ علاؤالدین قدس اللہ روحہٗ کے ہمراہ ولایت لاہور و ملتان سے آئے تھے۔

۳۰ : طبقہ دیگر احمدیہ رفاعیہ جو کہ آں برادر کے نزدیک بھی ہے اور اسکا تذکرہ حضرت میر صدر جہاں سے بھی ظاہر ہوا انہوں نے بحر الانساب میں انکا تذکرہ پڑھا اور اس درویش نے بھی بحر الانساب میں انکا تذکرہ پایا کہ اس طبقہ نے نوربخشیہ کے ہمراہ باہم مقابلہ کیا تو راست ظاہر ہوئی سلاسل بالائیہ و اسمائے فوقیہ بھی ایک دوسرے سے کم نہیں ہیں۔

اور سادات بارہ پورہ میں بھی صحیح النسب سادات ہیں۔ اور کچھ اتراک زادہ ولایت یُسر، قپچاق، قشلاق اور ماجرالابواب سے آئے ہوئے ہیں۔ یہ درویش اتراک علویہ جن کا سلسلہ حضرت محمد حنیفہ سے ہے جانتا ہے۔ میں نے فرزند اعزالآفاق سید عبد الرزاق کی نسبت ان سے کی ہے۔ اس درویش کو یقین ہے اور جانتا ہے جو سادات غیر نسب ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر جگہوں پر خلفائے راشدین کی اولاد بھی ہیں۔ نواحی آستانہ میں باقی سادات عراق، خراسان، ماوراء النہر اور جمیع امصار وادیار میں ہیں۔ فرزند اعزالاحباب والاصحاب شیخ نظام حاجی غریب یمنی

---

[1] مترجم یعنی بندۂ ناچیز سید محمد ممتاز اشرفی غفرلہ کا تعلق بھی سادات بہار سے ہے۔

نے لطائف[1] الاشرفی میں ایک دوسرے کے انساب کو جمع کیا ہے۔ اگر اس سلاسلِ سادات کی تحقیق منظور ہو۔ تو مذکورہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ اعزالاصحاب شیخ ظہیر الدین کہ میرے سلسلہ تصوف کی نسبت فرزند امجد الآفاق سید عبدالرزاق سے ان تک پہنچا ہے۔ اس جگہ آں برادر سے مصاحبت ہوتی ہے۔ تمام امور و حالات سے ان کو مطلع ہونا چاہیئے۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے۔ خبردار خبردار دریغ نہ فرمائیں۔

---

[1] لطائف الاشرفی میں ۵۲واں لطیفہ ہے۔ جس میں سادات کی تفصیل موجود ہے۔

۳۳واں مکتوب

(صوفیائے کرام کی عادات واطوار کا بیان)

برادر اعزارشد شیخ رکن الدین شاہباز رَزَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وُصُوْلَهٗ بِمَنَازِلِ حَقِیْقَةٍ (اللہ تعالیٰ انھیں منازلِ حقیقت سے وصول عطا فرمائے) جاننا چاہیئے کہ ترجمہ عوارف میں آیا ہے۔ کہ صوفیانِ صفہ صفاو طالبانِ صفوۃ وفا شکم پری میں اور اس کے اسباب سے بے خبر رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض نذور و فتوح پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ کسی کے سامنے جاکر سوال نہیں کرتے۔ اور ان سے کوئی سوال نہیں کرتا۔ دیگر وہ ہیں کہ اشتغالِ کسب کرتے ہیں۔ لیکن کسبِ اشتغال نہیں کرتے۔ بعض وہ ہیں جو فاقہ میں سوال کرتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو فاقہ مین سوال نہیں کرتے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے۔ کچھ وہ ہیں جو نام نمود سے حیا کرتے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو نام نمود کرتے ہیں۔ قطعہ

ہرکسے رادر سلوک راہ دین * اکتسابی و احتسابی دیگر ست
آں یکی بر فقر و فاقہ می روند * از سبب بیروں حسابی دیگرست
وآں دگر اسباب دارد اکتساب * مبدا کارومالی دیگرست
بازایں جمعی پریشان کاروبار * درسرای پیچ و تابی دیگرست
می زند برسنگ جام تنگ و نام * کزکف ساقی شرابی دیگرست
اشرف آں ساغر کہ ہردم می زند * نقل آں ملے راکبابی دیگرست

ترجمہ: ہر ایک کیلئے راہِ دین کے سلوک میں احتساب و اکتساب دیگر ہے۔ ان میں سے ایک فقر و فاقہ پر بسر کرتے ہیں۔ بیروں سبب سے حساب دیگر

ہے۔ ان میں کچھ اکتساب کیلئے اسباب رکھتے ہیں۔ کام کی ابتدا اور مآلی دیگر ہے۔ کچھ ان میں سے کاروبار میں پریشان ہیں۔ سرای میں ہیچ و تاب دیگر ہے۔ جام کے پتھر پر مارتے ہیں خم ہتھیلی ساقی شراب دیگر ہے۔ اشرف وہ ساغر ہے کہ ہر دم مارتا ہے۔ اس مئے کا نقل کباب کیلئے دیگر ہے۔

ہر ایک اپنے حدوادب سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ جب فقیر اپنے نفس کو اپنا غلام بنا کر اس کی حفاظت کرے تو حق تعالیٰ اُسے فہم دیگر عطا فرماتا ہے۔ اور وہ چیز جسے فقیر شروع کردے۔ اُس کام کے ہونے یا نہ ہونے میں کسی سے سوال نہیں کرتا۔ بلکہ ترکِ سوال اپناتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ترغیبؔ و ترھیبؔ یعنی رغبت دلانا اور ڈرانا۔ اگرچہ ترغیب یہ ہے کہ حضرت ثعبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مَنْ یُضْمِنُ لِیْ بِوَاحِدٍ اَتَقَبَّلُ لَہٗ جو شخص مجھے ایک چیز کی ضمانت دے دے۔ میں اُسے جنت کی ضمانت دوں گا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ لَاَ تَسْئَلُ مِنَ النَّاسِ شَیْئاً۔ لوگوں سے کسی چیز کے بارے میں سوال مت کر۔ پس حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ تہی دست بھی ہوجاتے تب بھی کسی سے سوال نہیں کرتے۔ اور برداشت کرتے۔ حضرت ابو ذرعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے گھر میں اُترا۔ مجھے یاد ہے کہ اُنھوں نے ایک حکایت مجھ سے بیان کی۔ کہ ایک روز صبح کے وقت انکے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا۔ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا۔ میری عورت نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جایئے کیونکہ انکے پاس فلاں

شخص آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب وہ پہنچے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا مَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَسْتَغْنِى يُغْنِهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَئَلَنَا شَيْئاً فَوَجَدْنٰهُ وَاَعْطَيْنَاهُ وَاَسْعَنَاهُ وَمَنْ اِسْتَعِدَّ عَنْهُ وَاسْتَغْنِى فَهُوَ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِمَّنْ سَئَلَنَا۔ ترجمہ: جو شخص سوال کرنے سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بچائے گا۔ اور جو شخص غِنا طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے غنی کرے گا۔ اور جو شخص مجھ سے کوئی سوال کرے پس ہم اُسے پاتے ہیں' اُسے عطا کریں گے اور اُسے وسعت دیں گے۔ اور جو شخص اس کی استعداد رکھے اور سوال سے بچے تو وہ بندہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس بندے سے جو مجھ سے سوال کرے۔

اولیائے متقدمین و اصفیائے بالین میں سے اکثر کسبِ اشتغال رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس طائفہ کیلئے اس میں ستر ہے۔ اور کچھ کسب میں کسرِ نفسی بھی ہے۔ حضرتِ قطبۃ العارفین خواجۂ ما فرماتے ہیں کہ اگر تم میری ارادت کے شرف سے مشرف ہوتے ہو تو صرف ارادتِ رسمی کا داعیہ رکھو۔ اور ارادتِ معہودہ جو تمھارے معمولات میں سے ہو مثلاً زراعت یا تجارت اس میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور اگر بعض کو داعیۂ سلوک میں لیتے تو اوّلاً اسے کسبِ حلال کیلئے حکم دیتے۔ اور اگر اپنی خانقاہ میں اسے روزمرّہ کے وظائف تعین فرماتے تو اکثر ایسے لوگ ہوتے جو عیال ہوتے اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لاتے۔ سابقہ خانقاہوں میں سے صوامع پہلوی خانقاہ میں پانچ سو لوگوں کیلئے دستر خوان بچھایا جاتا۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ مستحکم پہلو رکھتے۔ کیونکہ طالبانِ خدا و سالکانِ طریقِ رضا جو کہ معبّل وغیرہ تھے راہِ خدا کے چلنے میں اہل ہوتے تھے۔ جس وقت یہ دُرویش آنحضرت کے پابوس کے شرف سے مشرف ہوا۔ اُس وقت

سات سو آدمی اس خانقاہ میں وظائف متعینہ کی ملازمت میں معمور تھے۔ اور ان میں سے ہر فرد تنہا تنہا باہر جاتے اور اپنی ذمہ داری پوری کرتے۔ قطعہ

زہے خانقاہ سپہر بنای * کہ خورشید از شمع او مستعار
مریدان دران خانقاہ فلک * ہمی کردہ اند ہم چو سپارہ کار
نبودہ کسے فارغ از کار خویش * بہمت ہمی رفتہ اند را ہوار
ہمی رفتہ اندراہ ظلمات رنگ * با انوار خورشید چرخ وقار
دراں خانقاہ ولایت چراغ * نہ باشد کسے فارغ از کاروبار
چناں بود ار طالبان ازدہام * کہ مور آں نمی یافتند راہ بار
ہمہ طالبان مور وارند بہم * بدرگاہ جمشید خورشید بار
با انوار آں روئے خورشید نور * چوں انجم ہمہ بودہ اند مستعار
ز خورشید او اشرف است زرہ * کہ می تابد از نور خورشید وار

ترجمہ: کیا خوب خانقاہ ہے کہ خورشید اسکے شمع سے مستعار ہے۔ خانقاہ فلک میں مریدین سیارہ کی طرح کام کرتے ہیں۔ کوئی بھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہے۔ منزل تک پہنچنے میں ہمت وار ہیں۔ راہ ظلمات میں چرخ وقار کہ خورشید کے انوار سے پہنچے ہوئے ہیں۔ اس ولایت چراغ کی خانقاہ میں کوئی بھی کام سے فارغ نہیں ہے طالبان کا ازدہام ایسا ہے کہ چیونٹی گذرنے تک کیلئے راہ نہیں ہے۔ تمام طالبان باہم چونٹیوں کی طرح ہیں۔ ولایت پناہ کی بارگاہ میں خورشید کے نور سے ان سب کا چہرہ منور ہے جیسے کہ ستاروں نے اپنے خورشید سے روشنی مستعار لیا ہو اشرف اسی کا ذرہ ہے کیونکہ وہ اسی خورشید سے چمکتا ہے۔

ایک روز حضرت قطب العارفین ولُب الکاملین نے اپنے اصحاب کو کام

دیا۔ تمام طالبان اپنے حریم کی طرف پروانہ وار دوڑے۔ اندر سے آواز آئی کہ سید اشرف کو طلب کیا جاتاہے اس نام کے دس خادم خدمت گذاری کیلئے تیار ہو گئے۔ اتنے میں اندر سے آواز آئی کہ سید اشرف جہانگیر اندر آئیں یہ سنکر کچھ دوست جنکے نام کیساتھ جہانگیر آتا وہ سب اندر جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اتنے میں حکم آیا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اندر تشریف لائیں۔ قطعہ

زہے درگاہ خورشید علائی * کہ درش خسرو و جمشید باشد
سہہ پہر مکرمت خورشید اسرار * کہ نوراش در جہاں جاوید باشد
بدور صوفیانِ خانقاہش * کسینہ مطرِب ناسید باشد
کسے کاید بدر گاہش زامید * نہ دیدہ کسی کہ او نومید باشد
میان پردہ سازان حریمش * زخور دانش بزرگ امید باشد
بفرق منگرش خوشید خنجر * کشیدہ تیغ چوں شہید باشد
جہاں پر کرد از نور ولایت * فرار آسماں چوں شید باشد
اشرف از رزہ خورشید آمد * کہ درکار جہاں دارید باشد

ترجمہ: خورشید علائی کی درگاہ کیا خوب ہے کہ اس میں خسرو و جمشید ہیں۔ عزت کاآسمان اسرار کا خورشید کہ اسکا نور جہاں میں پھیلا ہوا ہے۔ انکی خانقاہ کے صوفیائے کرام انہیں کی گیت گانے والے ہیں۔ جس کسی کو انکی درگاہ سے امید حاصل ہو جائے پھر اسے ناامید کوئی نہیں دیکھتا۔ انکے حرم کے پردہ بنانے والے بزرگوں سے امید میں سُست نہیں ہیں۔ خورشید خنجر سے انکو فرق نہ کر تلوار سے جو شہید ہوا ہو جہاں کو اپنے نور ولایت سے بھر دیا۔ جب آسمان سے نیچے تشریف لائے اشرف خورشید کے ذرہ سے آیا۔ کہ جہاں میں کام رکھتا ہے۔

۳۴واں مکتوب

(درویشوں کے کاموں کا بیان)

برادر ملک الامرا شیخ محمود وَفَّقَهُ اللّٰهُ تعالےٰ عَلٰی سُلُوکِهٖ (اللہ تعالےٰ انہیں اپنے سلوک پر توفیق عطا فرمائے) صد ہزار رحمت آں برادر کی جان پر کہ انہوں نے اس راہ میں مردانہ و دلیرانہ قدم رکھا ہے۔ حق تعالےٰ مبارک کرے۔ آپ نے شب و روز مسلمانوں کے اجر مہمات و محتاجوں کے انقضائے حاجات میں اپنا وقت اور سرمایہ صرف کیا ہوا ہے۔ قطعہ

زہے دولت آں خرد منکو * قدم بر نہادہ براہ خدای
بکار مہمّات اخوان دین * درآمد کسے کو بہمت برای
زمیدان دین کوی دولت برو * زچوکان حال رعایت نمای
اکر بودہ باشد بجر وجود * نہاد از سر خویش تا پای پای
درین حال اکر حاجت ارد کسے * برآید ازآں مجر وحدۃ برای
بد آرد بدل جاہ آں کسے * نبو عیبہ اوردہ باید بجای
زنسبت چنیں کار بہتر بود * کہ درکار آید بہر دوسرای

ترجمہ: اس خرد مند کی کیا خوب دولت ہے کہ انہوں نے راہِ خدا میں قدم رکھا اپنے دینی بھائیوں کے مہمات میں کام آتے ہیں جو دین کے میدان سے ہمت کیساتھ دولت لے جائے۔ اسکے لئے رعایت حال کی کان ظاہر ہوتی ہے۔ اگر وہ بحر وجود میں ہو تو اپنے ابتدا سے انتہا تک پہنچتا ہے۔ اسی حال میں اگر کسی کی حاجت آجائے تو وہ اسے پورا کرتا ہے۔ اسکے بعد بحرِ وحدت کیلئے آتا ہے۔ اس

شخص کیلئے دلوں جاں سے اس جگہ آتا ہے اسی نسبت سے اسکا کام بہتر ہوا کہ ہر دوسرا کیلئے کام کرتا ہے۔

کچھ نصیحت آموز رقعہ میں نے تمہاری طرف روانہ کر دیا ہے اسے غور سے پڑھو کیونکہ اس میں دینی و دنیاوی فوائد مُندرج ہیں۔ اور مواعید یومنی و مناوی مُندَرِج ہیں۔ صلہ رحمی آں برادر کا شیوہ ہے۔ اور مہمانوں کے اکرام میں صلہ رحمی کا اہتمام کرنے کا حکم قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہنا ہے۔ جو اس سعادت مندی سے بہرہ مند ہو اور اس رفعت پر فائز ہو۔ قطعہ

تاتوانی ای برادر ناتوانی رابدست * اوراز امر رعایت اندک وبسیار چیست
ہر کہ آرد پیش تو حاجت براور از کرم * تاترا حاجت برآید ایں ہمہ گفتار چیست
خاصہ حاجت الارحام غایت کاروی * ازدل واز جان برادرستی وانکار چیست
ہیچ میدانی کہ حاجت مندکیست از اہتمام * تاکجا سر می برآرد حاجت اقرار چیست
از ہمہ امر خدای ہفت کردون آفریں * ایں عبادت بہتر آمد حاجت تکرار چیست
اشرف از حاجت روائی تابدین منزل رسید * ہر کہ خواہف تابدین منزل برآید کار چیست

ترجمہ: جب تک ہوسکے اے برادر اس عمر کی رعایت کرو۔ جو کوئی تمہارے پاس اپنی حاجت پیش کرے تم لطف مہربانی کے ساتھ اسکی حاجت پوری کرو۔ اپنے گفت و کردار کو صلہ رحمی کی حاجت کے خاصہ سے مُتَّصِف رکھو۔ اور دل و جان سے اسکی حفاظت کرو۔ جس میدان میں بھی حاجت مندوں کا اہتمام کر سکو کرو۔ اس سے انکار نہ کرو۔ کیونکہ یہ سب اَمرِ خدا میں سے ہے۔ اور یہ بہترین عبادت ہے۔ اشرف حاجت روائی سے اس منزل تک پہنچا۔ پس جو

کوئی اس منزل کو چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ حاجت روائی کرے۔

جمشید قلندر کو پانچ سو درویشوں کیلیئے میں نے سر حلقہ کیا ہے۔ حوض کی کھدائی کے مہمات میں ہر درویش و قلندر و صوفی سر حلقہ ہیں۔ مختصر وظائف سے فراغت کے بعد سر حلقہ کے پاس آنا چاہیئے۔ انتہائی خلوص و ہمت سے سر حلقہ فاتحہ پڑھ کر سانس کھینچ کر تکبیر معہودہ صبح و شام کہے۔ شوقِ تمام و ذوقِ تام سے ذکر شروع کرے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے پیر کا محاصر لائے۔ جب ذوق خوب بیدار ہو جائے تو صورتِ پیر کا ملاحظہ و سیرتِ دستگیر کا محاضرہ صورت سنگیں شیریں سے کم نہ آئے۔ آیا ہے کہ جب کوہِ بیستون کو فرہاد نے نکالنے کیلیئے کوش کی تو اولاً صورتِ شیریں تراشی۔ اور اسے خسرو کے تخت پر رکھ دیا۔ اسے دیکھ دیکھ کر بہت مختصر سے وقت میں پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ قطعہ

زہے شوق دل فرہاد شیریں * کہ بودہ خسر و عشاق یکرنگ
بشوق صورت شیریں دل کوہ * زتیشہ پارہ می کردہ بآہنگ
بیک زخمی کہ می زد تیشہ شوق * می رصد کوہ می درید چوں سنگ
کسے کو کوہ جان می کند از شوق * چہ شد کر از برکند از جنگ

ترجمہ: کیا خوب فرہاد کے دل کا شیریں شوق ہے کہ خسرو عشاق کو ایک رنگ کیا۔ صورتِ شیریں شوق کے اوزار سے پہاڑ کے دل کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ ایک مرتبہ میں تیشہ (باسولی) نے پہاڑ کو زخمی کر دیا۔ پہاڑ ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ جو شخص بھی پہاڑ کو شوق سے توڑے گا۔ تو اسے توڑنے کی تکلیف نہیں ہو گی۔

عجب نہیں ہے کہ درویشان باہم اس صورتِ شیریں و سیرت رنگیں

سے کاموں میں ہوتے ہیں۔ جب قوتِ بشری ملال سے باہر آتی ہے۔ تو اس کے ہاتھوں بڑے سے بڑا کام سر انجام پاتا ہے۔ نہ کام سر حلقہ کے ہاتھ تک پہنچتا ہے۔ اس طریق میں شوقِ جدید و ذوقِ جرید بھی ہر ایک کام کیلئے ضروری ہے۔ جو کوئی درویش ہو گا وہ بے کار نہ ہو گا۔ جو کام بھی وہ کرتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک ماہر کاریگر کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام سے انکار کردیں تو پھر نہیں کرتے۔

قطعہ

ہر کہ اودر کار آمد کار کرد * کار باید کرد درہر کاربای

ہر کہ زیستان کار گر آمد بکار * کار دارد کار کرد زکار پای

کار کرد زکار گربیند بکار * کارگر باشد چناں کار آزمای

ترجمہ : وہ جس کام میں آتے ہیں اسے کر گذرتے ہیں۔ کام کرنا چاہیئے ہر کام میں پختگی سے۔ جو کوئی کاموں کے باغ میں کام لائے۔ کام کو کام سے کرتا ہے۔ کئے ہوئے کام کو اگر تو دیکھے تو ہر گز کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا۔

چاہیئے کہ آں برادر کبھی اپنے کاموں کو خود بھی کر لیا کرے۔ اور کاموں کو درویشانہ ہمت سے کرنا چاہیئے۔ امید قوی ہے کہ وہ کام بہترین طور پر انجام پائیگا۔ قطعہ

کسانیکہ درکار برکندہ اند * نہ برکندہ اند مر زجان کندہ اند

زبر کندن جان سکندر صفت * زبر الحیوان رواں کندہ اند

چو خضر الحیوان بر آوردہ اند * کہ زاں الحیوان خوران کندہ اند

ترجمہ : جو کوئی کام میں نکلا ہوا ہو۔ جان سے نہیں نکلا ہوا ہے۔ سکندر صفت جان سے نکلے۔ عقل مند کی طرح رواں رہے۔ جیسے اس سے آب حیات

جاری ہوئے۔ کہ اس حیوان سے سستی باہر نکل گئی۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صفت سکندری کی حیات سے مشرف کرے۔

انادبالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ الامجاد۔

۳۵واں مکتوب

(ترکِ دنیا کا بیان)

برادر اعز الاصحاب شیخ جہاں گجراتی رَزَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وِصَالَ لِقَائِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے لقا کا وصال عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و صفائے محبانہ قبول فرمائیں۔ اے بھائی دنیائے عذار و سرائے فانی جوار سر تاپا و پا تا سر عیب سے پُر ہے۔ اور اس کے منصب کے عروس حجلۂ روزگار میں بے شمار جلوہ کرتے ہیں۔ وہ سب دنیا کے گھر کے مطابق ہیں۔ اور شموسِ منقب، اسجۂ کاروبار میں بہت زیادہ روشنی پھیلاتے ہیں۔ وہ سب کارخانۂ یقین کے مطابق ہیں۔ قطعہ

عروس حجلہ دنیائے رنگین * کہ دارد جلو ہاے کار بردار
از سر تا پای دارد شیوہ ناز * کہ دین رامی باید او بیک بار

ترجمہ: رنگین دنیا کا عروس حجلہ بہت سارے جلوہ رکھتا ہے۔ سر تاپا ناز ہی ناز رکھتا ہے کہ وہ دین کو بیک بار ختم کر دیتا ہے۔

یہ تمام عیب و ہنر برادر دینی کیلئے سنگترین ہیں۔ کہ اس سرائے میں دل پذیر زندگی گذارنے کیلئے نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ قطعہ

دنیا کہ پُر از عیب بود پیش عزیزان * دل در نتواں بست در واز ہمہ سودای
اما ہنرے ہست درو ہر کہ تواند * در راہِ خدا صرف کند از ہمہ دروای
ہر کس کہ چنیں نیست پر از عیب نماید * روسوے ہنر عیب چہ داری بسر و پای

ترجمہ: دنیا جو کہ عیب سے پُر ہے۔ آں عزیز کو چاہیئے کہ اس کے

عارضی فوائد میں دل نہ لگائے۔ یہ دنیا ہر اس کیلئے ہے جو اسے راہِ خدا میں صرف کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ ہر شخص ایسا نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایسے شخص کیلئے سر تاپا عیب ہی عیب ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ[1] یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَ نْفُسِکُمْ۔ ترجمہ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ تپایا جائیگا۔ جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے۔ ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا۔

اگر حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کریگا تو نتیجہ یہی آئیگا۔ خبردار خبردار اپنے اصحاب کیلئے روئے عنایت رکھو۔ اور ضرور بالضرور اپنے احباب کیلئے خوئے حمایت رکھو۔ دنیا سے جو کچھ ہاتھ آئے۔ اسے راہ حق میں خرچ کرنے سے گریز مت کرو۔ قطعہ

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی * ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی
برگذر از خواب و خور مردانہ وار * تا براہ عشق چوں مرداں شوی
فرس ہمت جانب میدان ترک * کر تبازی صاحب میداں شوی
تا نتازی فرس ہمت زین سرای * کی براہ شاہ بریکراں شوی
اشرف از ہر دو جہاں بیروں برای * تا بیک میدان سوئے یزداں شوی

---

[1]۔ پ ۱۰، سورہ توبہ ۳۴، ۳۵۔

ترجمہ: ترکِ دنیا گیر کر تا کہ تو سلطان ہو جائے۔ ورنہ تو آسمانِ سر میں اسی طرح پھرتا رہیگا۔ خواب و خور سے تو مردانہ وار گذر۔ تا کہ تو عشق کے راستے میں مضبوط ہو جائے۔ ہمت کے گھوڑے کو میدان کی جانب چھوڑ۔ اگر مقابلہ ہو جائے تو تو صاحب میداں ہو جائیگا۔ اگر مقابلہ نہ ہو تو فرس ہمت کے زین کی تکلیف برداشت کرنے والا ہو جائیگا۔ اشرف دونوں جہاں سے باہر ہوا۔ تا کہ ایک میدان میں سوئے یزداں ہو جائے۔

مشائخِ روئے زمین و رواسخِ ہفت برین کا اتفاق ہے کہ سالک جب تک عقبہ دنیائے دون رباو طالب نقبہ سرائے راستینِ فرسا سے باہر نہیں آئیگا۔ اسوقت تک وہ تختِ وصول و تورنگِ حصول پر قدم نہیں رکھ سکتا ہے۔ قطعہ

برا ورنگ دنیاے دون نہ قدم * چو خواہی وبہم وصل خدای
عروس است درحجلہ روزگار * فریبد بہر جلوۂ دین ربای
عروس جہانرا بدہ سہ طلاق * ازاں پیش کز عقد خیز دبپای
عروسے کہ داماد بسیار گشت * ترا ہم کشد در سر تنگنای
اگر مردے درکرداین بیوہ زن * چو اشرف مکر داز سر کردوای

ترجمہ: اگر تم وصلِ خدا چاہتے ہو تو اورنگِ (تخت) دنیا پر قدم مت رکھو۔ حجلۂ روزگار میں جو عروس ہے۔ وہ جلوۂ دین کیلئے فریب ہے۔ عروسِ جہاں کو تین طلاق دیکر پختہ عزم کیساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ عروس کہ اس کیلئے نیا دولہا بہت ہونگے تجھے بھی اس جانب کھینچے گی۔ اگر تو مرد ہے تو اس عورت کو بیوہ کردے۔ جیسے اشرف اس میں سرگرداں نہیں ہوا۔

قوت لابدی کیلئے ضروری ہے۔ نہ کہ یہ قوت لابدی ہے۔ (یعنی ترک

دنیا) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ قوت لابدی ہر شخص میں اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ ان تمام بہانہ (حیلہ) میں رنگ جداگانہ ہے۔

مصرع : خوی بد را بہانہ بسیار راست

ترجمہ : خوئے بد کیلئے بہت حیلے ہیں۔

بلکہ قناعت کرنا چاہیئے۔ کہ اَلْقَنَاعَةُ کَنْزٌ لَا یَفْنِیْ۔ قناعت وہ خزانہ ہے جسے فنا نہیں ہے۔ قطعہ

بگنج قناعت کسے رہ برد * کہ در دامن از و بہم ہر دو پای

چو درویش زین گنج رہ نیافت * بگنج قناعت دہد رہ خدای

ترجمہ : جو شخص قناعت کے خزانے سے راستہ طے کرے۔ تو اس کے دامن میں ہر دو طاقت ہوگی۔ جب درویش نے خزانے کا زین نہیں پایا۔ تو قناعت کے خزانے سے راہِ خدا میں چلے۔

ہر چند کہ راہِ سلوک کے شرائط اکابر نے علی التفصیل بیان فرمایا ہے۔ اور جلوۂ صعلوک (درویش) کے وسائط اماثر نے علی الاقاویل بہم پہنچایا ہے۔ لیکن ان میں شرط اول ترکِ دنیا ہے۔ قَالَ علیہ السّلام تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَةٍ۔ ترجمہ : نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ترکِ دنیا ہر عبادت کی اصل ہے۔ اگر آں برادر کے دل میں یہ آئے کہ اکثر مقتدیان اس صورت میں جاہِ خیمہ اور عَلَم بلند کرتے ہیں۔ خبردار خبردار اس قسم کے خیالات تمھارے دل میں راہ نہ پکڑے۔ کیونکہ اس اطوار کی راہ نسبتِ منتہان اور نسبتِ مبتدیان مختلف ہے۔ مبتدی و منتھی بیماری و سستی ہے۔ قطعہ

مثال مبتدی پرہیزی آمد * کہ از ہر خوردنی پرہیز دار

نہ ہم چو منتہی پرہیز ماندہ * سوی ہر خوردنی انگیز دارد
چو پرہیزی خورد یک لقمہ بیش * بلا را سوے خودسر تیز دارد
نباشد تندرستان راز یانی * اگرچہ خوردنی صدر یزدارد

ترجمہ: مبتدی کی مثال پرہیز ہے کہ ہر خوردنی سے پرہیز رکھتا ہے۔ نہ کہ منتہی کی طرح پرہیز ظاہر ہو۔ ہر خوردنی کی طرف پڑتا ہے۔ جب پرہیز میں ایک لقمہ زیادہ کھالے تو اپنی طرف بلا کھینچتا ہے۔ تندرستی کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ خوردنی صدریز رکھتا ہو۔

۳۶واں مکتوب

(محنت اور اس کے ثمرات کا بیان)

برادر دینی و دوارِ یقینی نتیجۃ القضات قاضی اسحاق و قاضی محمد رزقھما اللّٰہ تعالٰی خلّصھما عن البشریۃ (اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بشریت سے خلاص عطا فرمائے) برادر کا خط جو کہ استغاثہ سے مشحون (پُر) اور استعانت سے ملون ہے۔ بہترین اوقات میں ملا۔ محنت کا پہنچنا عبارت ہے کہ سلاطینِ بے انصاف سے گردشِ روزگار کا تقاضا کرنا اور خوانینِ پُر اعصاف سے کشاکشِ (رنج و غم) دوار کا احتوا کرنا ہے۔ قطعہ

چناں کرد گرگ سپہر پلنگ * نبر ندان جفای کہ یوسف ندید
دگر بود یونس بظلمات حوت * نہ چوں من سہ تاریکی محنت کشید
وکرارہ بر زکریا گذشت * نہ چوں من بد ندان کلفت درید
دگر بود در غارا زر پسر * برد کی نجوم نحوست دمید
منم درتہ چاہ بیزن صفت * توآں رستم داستاں وجید
دگرنی براری ازیں چاہ بند * درامروز و فرد اقیامت رسید

ترجمہ: ایسا کیا کہ پلنگ کے آسمان کا بھیڑیا وہ جفا نہ لے جائے جسے یوسف علیہ السلّام نے بھی نہ دیکھا ہو۔ دگر یہ کہ یونس علیہ السلّام کی طرح مچھلی کے پیٹ میں محنت کر کے تین تاریکیوں کو ختم کر دے۔ اور ذکریا علیہ السلّام کے آرے کی تکلیف برداشت کرنے والا ہو جائے۔ دیگر یہ کہ غار میں اس طرح ہو جا کہ پسر کو ستاروں کی نحوست سے لے جائے۔ میں کنوے کی تہہ میں بے عورت

صفت ہو جاؤں تا کہ داستانِ وجید ہیں تو رستم ہو جائے۔ دگر یہ کہ اس کنوے میں بانسری کی آواز پہنچی کہ امروز فردا میں قیامت بپا ہوئی۔

محنت کیلئے تیار ہو جاؤ۔ کلفت و تکلیف دور کرنے کیلئے خانقاہ علائی کے اصحابِ اطلاع و اربابِ انتباہ کو بھی شامل کرلو۔ اور نام محفوظ وام محترمہ اپنی زبان مبارک سے جو کچھ ارشاد فرمائے اسپر سختی سے عمل کرو۔ اس لئے کہ یہ دریائے دیدہ ہیں۔ اوراس میں کثیر فوائد ہیں۔ قطعہ

ہر کہ دم از یوسف زندان الم * زدبسر از محنت یعقوب رفت
ریخت ز دریای دو چشم آں گہر * کز سر رشتہ در آشوب رفت

ترجمہ: جو کوئی یوسف علیہ السلام جیسی تکلیف میں مبتلا ہو۔ یعقوب علیہ السلام جیسی محنت سے زندگی بسر کرے دریائے دو چشم نے وہ گوہر گرا کہ سر رشتہ آشوب میں گیا۔

اے بھائی مرد ہو کہ منصب دنیا کے خوان پر قدم رکھے اس حال میں کہ اسے کمتر سمجھے اور دلیرانہ ہو۔ کہ بے ہودہ دستر خوان جو کہ بے وفا ہے۔ اس طرف عارضی طور پر قدم رکھے۔ قطعہ

ہر کرا روئے عروس دنیوی * جلوہٗ گردد دلش در بند کرد
عاقبت در حجلہ زنداں نشست * ہر کہ چوں یوسف رواں حور سند کرد

ترجمہ: جو کوئی عروسِ دنیوی کی طرف چہرہ کریگا۔ تو اس کا دل اس کے جلوہ میں بندھ جائیگا۔ عاقبتِ حجلہ میں موجود ہے۔ جو کہ یوسف رواں حور کو بھی سند کیا۔

انشاءاللہ تعالیٰ قریب الایام میں آں برادر چاہِ محنت سے جاہِ دولت تک

پہنچے گا۔ اور نزدیکِ فرجام میں آں برادر گاہِ کلفت سے گاہِ رفعت تک پہنچے گا۔
قطعہ

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور * کلبہ احزان شود روزی گلستان غم مخور
چند روزی دور گردون بر مراد ما نگشت * دایما یکسان نگردد دور گردان غم مخور

ترجمہ: گم شدہ یوسف کنعان سے پھر واپس آتے ہیں غم نہ کرو۔ گلستان روزی سے کلبہ جاری ہوا غم نہ کرو۔ ہماری مراد پر چند روز دور نہیں ہے۔ ہمیشہ زمانہ یکساں نہیں رہتا غم نہ کرو۔

اس لئے خانقاہ علائیہ کے درویشان و درگاہ لابدیہؔ کے دلریشان کیلئے خلوص و اہتمام کے ساتھ فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے کو خلوص کی تلقین کرنا چاہیئے۔ قطعہ

ہر کہ بود از دور و از نزدیک راہ * می کند از بہر بر رستن دعای
شد امید از لطف درویشان دین * کا درد از بند بیرونت خدای
ہم چناں در بند جولان پای بند * بر سہ فرسنگی رسانند اولیای
فرس ہمت فارسان رہ نورد * تاختند ز انسان کہ آید بی یجای
غم خوار از بند و زندان نژند * کہ یوسف آرد بر سر اورنگ پای

ترجمہ: جو کوئی بھی راہ کے دور و نزدیک سے ہو۔ پھلنے پھولنے کیلئے دعا چاہیئے۔ درویشان دین سے امید وابستہ ہونی چاہیئے۔ کہ ان کے واسطہ سے خدا تجھے قید سے باہر لائیگا۔ اسی طرح گناہوں کی وہ بیڑی جو اس کے پاؤں میں بندھ چکی ہو۔ اولیائے کرام کی دعا سے تین فرسنگ[1] پر ہو جاتی ہے۔ فارسانِ راہ کی فرس

---
[1] ہر میل چار ہزار گز کا ہوتا ہے۔ اور ہر گز چھ مٹھی یا چوبیس انگل کا۔

ہمت اس قدر انسان سے دوڑاتے ہیں کہ وہ درو ج پاتا ہے۔ قید و بند سے غم کرنے والا کہ یوسف علیہ السلام وہاں سے تخت پر آئے۔

لیکن اس کیلئے اخلاص شرط ہے۔ لوگوں کی خدمت گذاری جس قدر اخلاص اور محبت سے کی جائیگی۔ اور ان کی حاجت براری کیلئے جس قدر کمر بستہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کے مشکلات کو حل فرمادیگا۔ اور اس بندہ کو تقصیر سے نجات عطا فرمائیگا۔ قطعہ

ہرچہ از دستت برآمد بیش و کم * کرد باید در رہ ایزد نثار

ہرچہ باشد ہر کہ دارد دست رس * بر نہد از دست پادارد بکار

ترجمہ: تیرے ہاتھ سے کم و بیش جو کچھ ظاہر ہو. اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نثار کر دینا چاہیئے۔ دستِ رس میں جو کچھ ہو یا جو کچھ رکھتا ہو۔ دست و پا سے کام میں رکھ دینا چاہیئے۔

اے بھائی ہر چند کہ اوامر خدا بجا لانا و نواہی خدا سے باز رہنا بزرگوں کا شیوہ ہے۔ لیکن وہ شخص بڑا بزرگ نہیں ہے جو اپنے دل کو ہاتھ پر ظاہر نہ کرے۔ كَمَا قَالَ وَاحِدٌ مِّنَ الاَكَابِرِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَالْبَحْرِ وَ سَائِرُ الْعِبَادَاتِ كَالْقَطْرَةِ قَال اللّٰهُ تَعَالٰى مَثَلُ[1] الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ[2] جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ ترجمہ: جیسا کہ اکابرین میں سے کسی ایک نے فرمایا کہ مومن کے دل میں سرور داخل کرنا سمندر کی طرح ہے۔ اور ساری عبادات قطرہ کی طرح۔

---

[1]۔ پ ۳ سورہ بقرہ ۲۶۱۔ [2]۔ پ ۸ سورہ انعام ۱۶۰۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس دانہ کی طرح ہے۔ جس نے اوگائیں سات بالیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی بڑھائے جس کیلئے چاہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ایک نیکی لائے۔ تو اس کیلئے اس جیسی دس ہیں۔ اس کے بعد آیت کریمہ کا ذکر کرنا صاحبِ ادراک و واہبِ ادراک کیلئے عجیب و غریب اشارہ ہے۔ قطعہ

عروس حجلہ آیات قرآن * کہ مستور آمد از درک خرد مند
نچنداں جلوہ دارد بہر حرف * کہ دریا بد بجز از لطف پیوند
گذشت از معنی الفاظ صورت * چہ موقوف است بر اسرار برینند
پراز ناز و کرشمہ ابروے او * چہ می آرد بروی آرزو مند

ترجمہ: آیاتِ قرانیہ کا عروسِ حجلہ کہ خرد مند کے ادراک سے مستور ہوا۔ حرف کیلئے چنداں جلوہ نہیں رکھتا کہ بغیر اس کے لطف نہیں پاتا۔ الفاظ کی صورت سے معنی گذرا۔ اس پر کیا اسرار موقوف ہیں۔ اس کا ابر ناز و کرشمہ سے پُر ہے۔ آرزو مند اس پر کیا لائیگا۔

اسی طرح دل کو دست میں لانے پر مواعیدِ بسیار و مر امیدِ بیشمار ہیں۔ وہ چیز جس سے کسی کا دل رنجیدہ ہو۔ خواہ فعلی ہو خواہ قولی ہو۔ اس میں وعید ہے۔ اور وہ چیز جس سے کسی جان کو تکلیف پہنچے۔ خواہ عمل سے ہو یا نہ ہو اس میں تہدید ہے۔ قطعہ

بہم برزدن خانہ کرد کار * کلپسا نہادن مجائش نبای
ہما صومعہ ریختن جای او * برآوردن از ہر کشت خطای

تہی ساختن از سربت شکن * ہمابت پرست نہادن بجای
بقران زدن وآتش و ساختن * از و دوده ہر سواد آزمای
نوشتن از و ژندو باز ندرا * کہ زرتشت تالیف کرد از ہوای
ہما بام بیت المقدس فرو * نہادن وزان چوب و خشت دوپای
عمارت بر آوردن می کده * کہ دروی خورند ساغر خو نفرای
ستون خشت از مسجد مصطفیٰ * برآوردن و ساختن بت سرای
چناں نیست عصیان کہ ازار کس * بقول و بفعل آید آں از برای

ترجمہ: باہم خانہ کردگار کا گانا اس کی جگہ کلیسا رکھنا ہے۔ اس کی جگہ صومعہ نیچے آیا۔ ہر ایک سے خطا ظاہر ہوئی۔ بت شکن کے سر سے تہی بنانا وہ اس جگہ بت پرست ہوا۔ قرآن کے نغمہ سے آتش و ساختن کے ہر خاندان کو آزمایا۔ اس سے آتش پرست کی بڑی کتاب اپنی خواہش سے لکھنا اور اس زرتشت کتاب کو آسمانی کہنا۔ بیت المقدس کی چھت سے ہما نیچے آیا۔ اور لکڑی و اینٹ سے مئے کدہ عمارت ظاہر کی۔ کہ اس میں ساغر جام پیتا ہے۔ مسجد مصطفیٰ ﷺ سے لکڑی کا ستون لایا اور بت سرای بنایا۔ ایسا نا فرمان نہیں ہے کہ کسی کو قول و فعل سے آزار دے۔

حق تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو قولی و فعلی آزار سے اپنے امان میں رکھے۔ اور تمام مومنوں کو ہر قسم کی سستی سے امان میں رکھے۔ وَالَّذِيْنَ يَكْسِرُوْنَ الْخَوَاطِرَ وَيَفْتِرُوْنَ الْمَنَاظِرَ سَلَّطَهُمُ اللّٰهُ الظُّلَمَاءَ الْجَاهِلَ خَلَّطَهُمُ اللّٰهُ الْأُمَرَاءَ النَّازِلَ۔ ترجمہ: ”اور وہ لوگ جو خواطر توڑتے ہیں اور مناظر کا افترا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ظلمائے جاہل و امرائے نازل مسلط فرماتا ہے“۔ اس وعید

کی اطلاع کے بعد ارادۂ رفیق کو توفیق رفیق شمار کرنا چاہیئے۔ ان نصیحتوں کے استماع کے بعد چاہیئے کہ درویشانِ روزگار سے منسلک رہے۔ تا کہ وہ دل کی صفائی کرتے رہیں۔ جیسے آئینہ پر نشان آجائے تو اسے صاف کیا جاتا ہے۔ قطعہ

دل دوست مردان راہ خدای * نگہدار یارب ز آزار کس
تو آزار خاطر چہ دانی کہ چیست * کجامی رساند روا دار کس

ترجمہ: راہِ خدا کے دوست کے دل کو یارب کسی کے آزار سے محفوظ رکھ۔ تو دل کے آزار کو کیا جانے کہ وہ شخص کہاں پہنچتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ احفَظ مِنْ ھٰذِہِ الآفَاتِ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِہِ الزَّاکِیَاتِ۔ ترجمہ: اے اللہ جمیع مومنین و مومنات کو ان آفات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آلِ زکیات کے واسطہ سے محفوظ فرما۔

۷ ۳واں مکتوب

(راہِ سلوک کے آفات اور ان کے حل کا بیان)

برادر اعزالسادات سید جمال الدین' درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و ثنائے برکیشانہ قبول فرمائیں۔ چاہیئے کہ اوقاتِ شریفہ و اناتِ لطیفہ میں اپنے آپ کو وظائفِ ظاہری و ظوائفِ باطنی پر معمور رکھیں۔ وظائفِ ظاہری بشرائطِ تمام و روابطِ اہتمام صبح و شام کے ذکر سے عبارت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ[1] و سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰاتِ[2] و سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا[3]۔ ترجمہ: "تو اللہ کی یاد کرو۔ کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ اور اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بولو"۔ اشارہ اس پر ہے کہ وظائفِ معہودہ' مسبّعاتِ[4] عشر اور دیگر تسبیحات پر مواظبت کرے۔ خبردار خبردار یہ ترک نہ ہونے پائیں۔ اگر وظائفِ روزانہ (یعنی دن کے وظائف) اشتغالِ مہمات کے سبب سے نہ پڑھ سکے تو اسے شب میں پڑھ لینا چاہیئے۔ اور اگر وظائفِ شب کسی وجہ سے متروک ہو جائیں تو اسے دن میں پڑھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ روز و شب ایک

---

[1]۔ پ ۵ سورہ نساء ۱۰۳۔ [2]۔ پ ۲۷ سورہ حدید ۱۔ [3]۔ پ ۲۶ سورہ فتح ۹۔

[4]۔ مسبعات عشر سے مراد وہ وظیفہ ہے۔ جو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو سکھایا۔ اس میں چونکہ دس دعائیں ایسی ہیں کہ جنھیں سات سات مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ اسی نسبت سے اس کا نام "مسبعات عشر" رکھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی تسبیح ہے۔ کہ ہر مبتدی و منتہی پر نہایت ضروری ہے۔ اسکا وقت قبل طلوع شمس و قبل غروب شمس ہے۔ اس کی باقی تفصیل عام کتب وظائف میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

دوسرے کی نیابت رکھتے ہیں۔ کَمَا قَالَ یُوضَعُ الاَیَّامُ وَاللَّیَالِیُ بِمَوضِعِ الجَمَالِیُ وَ الجَلاَلِیُ وَاستِخلاَفُ النُّورِ وَالظِّلاَمِ بَینَھُمَا التَّوَالِیُ وَالاِلتِیَامِ۔
ترجمہ: جیسا کہ ارشاد ہے کہ ایام اور لیالی (راتوں) کو میرے جلال و جمال کی جگہ رکھا گیا ہے۔ اور نور و ظلام (اندھیرے) کا استخلاف ہیں۔ ان دونوں کے درمیان توالی و التیام ہیں۔

وظائفِ باطنی قلب کو باطنیت کی طرف مشغول کرنے سے عبارت ہے۔ جیسا کہ مراقبہ اور اس کے انواع اس عمل کے کرنے سے اس کے آثار روئے مبارک پر ظاہر ہوتے ہیں۔ قطعہ

طالب نور خدای نور بار * گر نماید نوری ازوی نور نیست
نور آں باشد کہ از ظلمات فروغ * سر بر آرد کز بطالت دور نیست

ترجمہ: نورِ خدا کا طالب اگر نور اٹھانے والا نہ ہو تو اس میں نور نہیں ہے۔ نور وہ ہے کہ ظلمات سے فروغ پائے۔ باہر آئے۔ شجاعت کے خم سے دور نہیں ہے۔

وہ مقدار جو کہ طالبانِ حق کے سامنے راہِ سلوک میں آفات لاتی ہے۔ اس میں کوئی راہ نہیں ہے۔ وہ قدر کے راہ طے کرنے میں رکاوٹ ہے۔ اور اس میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ لِکُلِّ شَیءٍ اٰفَۃٌ لِلعِلمِ اٰفَاتٌ یعنی ہر چیز کیلئے ایک آفت ہے۔ لیکن علم کیلئے کئی آفات ہیں۔ غالبًا یہی راہِ سلوک کا علم ہے۔ کیونکہ ہر علم کیلئے آفت اس کی مقدار کے مطابق ہے۔ اور اس علم کا رتبہ اصحاب سلوک جانتے ہیں۔ اس علم سے زیادہ کس کا درجہ بلند ہو سکتا ہے۔ کہ اس علم سے خدا کو پایا جا سکتا ہے۔ پس وہ علم جس سے خدا کو پایا جا سکتا ہو۔ درجات

کے اعتبار سے اس میں آفات زیادہ ہونگے۔ قطعہ

زہے در دریائے توحید حق * کہ شد در جواہر عدیم المثال

عدیم المثالی کہ جوہر بود * بہادر خور آمد ز ایزد تعال

ترجمہ : توحید حق کے دریا میں کیا خوب جواہرِ عدم المثال ہیں۔ عدیم المثالی کا جوہر حق تعالیٰ کی طرف سے بہادر میں آتے ہیں۔

ہر وہ علم جو طلبِ خدا کا باعث نہ ہو جہالت ہے۔ اور ہر وہ فہم جو داعیہ بقا کا مورث نہ ہو۔ بطالت ہے۔

مصرع : علمی کہ بحق رہ ننماید جہالت است

ترجمہ : جو علم حق کی راہ ظاہر نہ کرے جہالت ہے۔

دیگر آفاتِ راہِ وصول و اظہار عاہاتِ گاہِ حصول کیا بتاؤں۔ اس جگہ دو تخت ہیں۔ ایک رحمانی تخت اور ایک ابلیسی تخت۔ ان دونوں میں تمیز کیلئے پیر کامل کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا پیر کامل جو کہ انوارِ جلالی و نمودارِ جمالی میں امتیاز رکھتا ہو۔ مجذوب شیرازی نے غالباً ان ہی دو لشکر کے بارے میں خبر دی ہے۔

بیت

دور است سراب ازیں بادیہ ہشدار * تا غول بیابان نفریبد بسر ایت

ترجمہ : اس بادیہ میں سراب دور ہے ہوش میں رہنے والے کیلئے۔ تا کہ لشکر بیابان میں مکر و فریب میں سرایت نہ کرے۔

طبقات صوفیہ میں آیا ہے کہ مومل خفاف شیرازی اپنے چند اصحابِ عرفان و اربابِ وجدان سے انوارِ الٰہی کے مشاہدہ میں معانی عذارِ نامتناہی کی باتیں ارشاد فرمارہے تھے۔ ہر شخص اپنے مقدار معارف دریائے مشاہدہ سے گوہر چنتا

تھا۔ قطعہ

ہر کسے درخور و عرفان از شہود * گوہری می سفت از بہر خدای

باہم از نزدیک و دور آمد سخن * تا دگر نزدیک و دور آیند بجای

ترجمہ: ہر شخص خدا کیلئے شہود سے گوہر و موتی چنتا ہے۔ ان سب کی گفتگو ایک دوسرے سے باہم دور نزدیک ہوتے۔

جب ہر ایک اصحابِ شہود میں سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق کلام کرتے۔ اور ہر ارباب وجود مقدارِ استفاد سے گوہر چنتے۔ تو یہ معاملہ مولی خفاف تک پہنچا۔ انھوں نے کہا کہ اس معاملے میں جتنی بھی گفت و گوئی اور جست و جوئی ہوئی ہے۔ یہ سب علم مشاہدہ میں سے ہے نہ کہ علم حقیقت میں سے۔ ان لوگوں نے دریافت کیا ہے کہ حقیقت مشاہدہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ حقیقت مشاہدہ یہ ہے کہ عروس حجلہ الٰہی کو بے نفاق دیکھا جائے۔ چنانچہ ہر ایک نے تحیر کے گریبان میں اپنا سر ڈالا اور تحیر کے دریا میں غوطہ زن ہوئے۔ ان لوگوں کو راہِ سلوک میں آفت پہنچی اور کہا کہ اسے کیسے جانا جا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب میں چالیس روز تک بادیہ تبوک میں بغیر کھائے اور سوئے رہا تو یہ حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی۔ کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تختی ظاہر ہوئی۔ اس پر ایک صورت ظاہر ہوئی میں نے اسے سجدہ کیا۔ اصحاب نے کہا کہ آؤ شہر میں چلیں اور ابن سعدان محدث کے حریم میں پہنچے۔ چنانچہ وہ سب وہاں پہنچ کر کتب حدیث کا مطالعہ کیا۔ اور ایک حدیث ان لوگوں کو یہ ملی کہ۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ عَرْشاً اِذَا اَرَادَاللّٰهُ عَبْدًا اَنْ یَّفْتِنَهٗ کَشَفَ لَهٗ عَنْهُ۔ ترجمہ: ”بے شک زمین و آسمان کے درمیان شیطان کا

عرش ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آزمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کیلئے اسے کھول دیتا ہے۔'' مومل خفاف نے مع اسناد دوبارہ پڑھنے کو کہا۔ جب ساتھیوں نے اسے دوبارہ پڑھا تو مومل خفاف اپنے گریبان کو چاک کر کے اپنے سر پر خاک ڈالا اور صحرا کی طرف نکل پڑے۔ قطعہ

ہر کرا در راہی از ہم افتاد * ہمچو ابراہیم شد انجم پرست
ز گریبان چاک بر سر خاک ریخت * سر بصحرا ہدا بنہاد درست
غول راہ از راہ بردش در نفس * ہر کرا پیر ہدا نبود بدست
تخت رحمان تخت شیطان در ہواست * بر سرایں پی ز دوبراں نشست

ترجمہ: ہر کوئی راہ میں ایسا پڑا کہ ابراہیم جیسا ہوا ستارہ پرست۔ گریبان کو چاک کیا اور سر پر خاک ڈالا۔ درستگی کیلئے صحرا کی طرف قدم رکھا۔ اپنے آپ کو اس راہ میں لے جانے کیلئے پیر ھدا کے ہاتھ کو تھامے۔ لیکن ہر شخص پیر ھدا نہیں ہے۔ ہوا میں تخت رحمان و تخت شیطان ہیں۔ اس کے سر پر مارا اور اس پر بیٹھ گیا۔

ہر گاہ کہ جو اس راہ میں آئیگا۔ اسے اس قسم کے خطرات سے دوچار ہونا پڑیگا۔ سادہ دل سالک اس آفات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے کسی پیر کامل کے دامن کو تھام لے۔ تاکہ اس کی مدد شامل حال رہے۔ اے بھائی مرشدانِ روزگار و ہادیانِ کردگار آج کے دن حکم عنقا پیدا کیا ہے بلکہ کبریت احمر۔ رباعی

پیر راہ کبریت احمر آمدہ است * سینہ او بحر اخضر آمدہ است
ہمچو عنقا نیست در قاف جہاں * جنگ گرگ کشن در بر آمدہ است

ترجمہ : پیر راہ کبریت احمر (اکسیر) آیا ہے۔ ان کا سینہ بحرا خضر (بڑا سمندر) آیا ہے۔ اسی طرح عنقا قاف جہاں (بڑے پہاڑ) میں نہیں ہے۔ بھیڑیا کی لڑائی ظاہر ہوئی ہے۔

خبردار خبردار بے پیر راہِ سلوک میں قدم نہ رکھو۔ اور راہِ ترتیب بے دلیل سپرد نہ کرو۔ قطعہ

اے برادر در رہ توحید او * بے دلیل و راہبر کم تو درای

زانکہ در راہِ سلوک آں غولہا * می ربایند مرد را از راہ پای

ترجمہ : اے بھائی اس کی توحید کی راہ میں بے دلیل و بے راہبر نہ جا۔ راہِ سلوک میں وہ غول مرد کو راہ سے اچک لیتا ہے۔

لاَ یَصلَحُ لاِحَدٍ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْ طَرِیْقِ السُّلُوْكِ اِلاَّ بِصُحْبَةِ الشَّیْخِ الْکَامِلِ یَرْشُدُہٗ بِفَوَائِدِ الْبِیْلِ وَ یَطْلُعُہٗ بِمَوَائِدِ الْجَزِیْلِ وَیُنَبِّہٗ بِالتَّجَلِّیَاتِ الْجَلاَلِیْ وَ التَّمْثِیْلاَتِ الْجَمَالِیْ حَتیّٰ یَصْلَحَہٗ۔ ترجمہ : کسی ایک کیلئے بغیر شیخ کامل کے راہِ سلوک میں داخل ہونا مناسب نہیں ہے۔ وہ بڑے بڑے فوائد کی طرف رہنمائی فرمائینگے۔ اور موائدِ جزیل کی طرف مطلع کرینگے اور تجلیاتِ جلالیہ و تمثیلاتِ جمالیہ پر تنبیہ کرینگے یہاں تک کہ وہ اس لائق ہو جائیگا۔

اے بھائی مشائخ اگرچہ حکم عنقار کھتے ہیں۔ مگر کسی کو یہ سعادتِ راہبر و مساعدت حاصل ہو تو وہ ان کیلئے حکم طبیب ہیں۔ جب تک کہ کسی کیلئے المی رو ظاہر نہ ہو۔ اگر ناگاہ اصحابِ بزم و اربابِ عزم میں کوئی الم پید ہو جائے تو وہ ان کو اپنی محفل میں طبیب پائیگا۔ مشائخ عظام بھی ان کیلئے ایسے ہی ہیں۔ بیت

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد * اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ترجمہ: جو عاشق ہو وہ اپنے یار کے حال پر نظر نہیں کرتا۔ اے خواجہ اس میں نہیں ہے ورگرنہ طبیب ہے۔

حق تعالیٰ جسے راہِ سلوک میں نمایاں فرمانا چاہتا ہے۔ تو اسے ان گروہ میں سے کسی کی رہنمائی عطا فرماتا ہے۔ قطعہ

در مندان رہ در د سلوک * گر شود پیدا الم از ہر ادای
دار وہم آید ازاں درد آفرین * تا شود بہ درد مند درد زای

ترجمہ: راہِ سلوک میں اگر درد منداں ہو جائے تو ہر ادا سے الم پیدا ہو۔ درد آفریں سے دوا بھی آئیگی۔ یہاں تک کہ درد مند بہتر ہو جائیگا۔

۳۸واں مکتوب

(ذکر قلندریہ ثلاثیہ کا بیان)

برادر اعز مفخر الاحباب شیخ فرید رَزَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حضور مذکورہ۔ اے بھائی آپ نے اذکار قلندریہ وحیدریہ سے متعلق جو کچھ استفسار و استحضار کیا ہے۔ تفصیل سے پیش خدمت ہے۔ اسرارِ ذکر و انوارِ فکر صفحہ عبارت پر روشن نہیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ گنج نامہ سے اسرار امانت و مخزنِ انوارِ نامتناہی سے اسرار الٰہی و ودیعت ہے۔ اس ذکر کو بغیر امین موتمن متدین اور متقین کے کسی کو نہ بتانا چاہیئے۔ صورتِ مذکر کی عبارت و سیرت فکر کی مفارقت میں ترکیب کی جو صورت بیان کی ہے۔ حقیقت وہ نہیں ہے۔ خبردار خبردار دھوکا نہ کھانا اور رسائلِ اذکار کے مطالعہ ووسائلِ اسرار کے ملاحظہ پر ہی بھروسہ نہ کرلینا۔ قطعہ

ز ترکیبے کہ بر روئے کتابت * نوشت اندر عبارت کیمیا گر
مداں در خاطر ای حکمت مباہی * کہ ازوی مس بود در بوتہ چون زر

ترجمہ: کیمیا گر نے روئے کتابت پر جو ترکیب دی ہے اسی کی عبارت میں پوشیدہ ہے۔ تو اس حکمت کو جاننے والا نہیں ہے۔ کہ سردار اسی سونے کی جھاڑی میں پوشیدہ ہے۔

آری جو کہ روئے صفحہ پر صورت کا لانا ہے بے فائدہ نہیں ہے۔ جیسا کہ تیر، تیر گر کی دوکان پر دشمن کی حفاظت کیلئے رکھے گئے ہیں۔ بادشاہ کے حکم سے تیر کو ترکش سے نکالنا چاہیئے۔ بادشاہ کا حکم اسمیں نہایت احتیاط رکھتا ہے پس اسی طرح یہ امر یعنی صفحاتِ کتاب پر اصل مقصد کو عبارت کی ترکیب میں

پوشیدہ رکھنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ قطعہ

خذنگ تیر گر از بہر دشمن * بکار آید کہ رفعش می تواں کرد

ولی تیری کہ آن از کیش شاہ است * ہزاران بردہ خونی را امان کرد

ترجمہ: تیر گر اپنے تیر کو دشمن کیلئے کام میں لاتا ہے کہ اس کا اٹھانا کام کر سکتا ہے۔ ولی کا تیر شاہ کی ترکش میں ہے۔ کیونکہ اس سے ہزاروں بردہ خونی کو امان ملا ہے۔

اس ذکر کا نام ذکرِ قلندریہ اس وجہ سے ہے کہ جو شخص بھی اس ذکر کو اپناتا ہے۔ وہ تجرید و تفرید گرفتہ ہو جاتا ہے۔ ورائے نامتناہی سے یہ معنی اس ذکر میں حصول کی طرف پیوست کرتا ہے۔ بخلاف دوسرے اذکار کے۔ کہ دیگر مراتب عبور کرنے کے بعد کسی کو یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔ اب میں ذکر قلندریہ کی شرح کرتا ہوں۔ اسے بغور پڑھو۔ اس ذکر کو ثلاثی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ سالکانِ مسلکِ الٰہ و واصلان ممالکِ پناہ دو حملے طرفِ راست میں اور ایک حملہ طرف چپ میں فرماتے ہیں۔ گویا اس ذکر میں تین حملے ہر بار کئے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے اس کا نامِ ثلاثی پڑ گیا۔ معنی یہ ہے کہ جب کلمہ طیبہ کو جو کہ عالمِ صغریٰ کے صلاح کا موجب ہے۔ تیغ آہن پر تشبیہ دی گئی اور اس سے تن کو عالم کبریٰ سے تنزیہ کا واسطہ قرار دیا ہے۔ اور نیام جو کہ تیغ آہن کیلئے لازم ہے۔ سرِ تیغ توحید کیا تو کلمہ طیب ہوا۔ اور لفظِ ناف کو نیام سے اشارہ کیا۔ اگرچہ واصلان کے مراد و مطلوب و احوال ناف کے تیغِ توحید کے نیام سے اور اس کے اعلیٰ و اسفل تیر سے بھی ہے۔ لیکن اکتفا صرف ناف پر کیا۔ کیونکہ اس میں صورتِ برزخ عالم صغری اور عالم کبری کے درمیان رہتی ہے۔ وَالْعَاقِلُ يُكْفِيهِ الْاِشَارَةُ

یعنی عاقل کو اشارہ ہی کفایت کرتا ہے۔ اور تیغ توحید کا نیام سے نکالنا نفس اَمّارہ[1] کے قتل کیلئے ہے۔ اور شمشیر تفرید کا نوک اس مقام سے جدالِ نفس کو تباہ کرنا ہے۔ اور اس نیام کا مختلف نام ہے۔ ناف' شیب' تحت اور کلمۂ لا جو کہ کلمۂ توحید کا سِر ہے۔ اسے تیغِ توحید کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ حرف اس معرکہ میں مکمل کام رکھتا ہے۔ ماسوا کی فنا سے بقائے خدا ظاہر ہوتی ہے۔ قطعہ

خنجر لا الٰہ الا اللہ * می بورد فرق ما سوائے خدای

از فنا جانبِ بقا آورد * می دہد ملک لم یزل ببقای

ترجمہ : لا الٰہ الا اللہ کا خنجر ماسوائے خدا کے فرق کو کاٹتا ہے۔ فنا سے بقا لاتا ہے۔ ملک لم یزل بقا عطا فرماتا ہے۔

اور ضرباتِ ثلٰثہ جسے حملہ سے تعبیر کیا۔ دو حملے جانبِ راست اور ایک حملہ جانبِ چپ ظاہر ہوتا ہے۔ کلمۂ توحید کی تقسیم میں جو کہ تیغِ توحید ہے۔

---

[1] ۔ نفس کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ (۴) نفس ملہمہ۔

نفسِ امارہ : وہ ہے جو شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہو۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ میں اسی کا بیان ہے۔

نفسِ لوامہ : وہ ہے جس میں کسی قدر صفائی پیدا ہو چکی ہو۔ اور شہوتوں اور لذتوں سے پرہیز کرنے لگے۔ اور اگر کبھی کسی لذت و شہوت میں مبتلا ہو جائے تو پچھتائے۔ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَه میں اس کا ذکر ہے۔

نفسِ مطمئنہ : وہ ہے۔ جو کسی حالت میں بھی لذت و شہوت میں مبتلا نہ ہو۔ اور شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ رہے۔ یَآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ میں یہی نفس مراد ہے۔

نفس ملہمہ : وہ ہے جو صفائی کے اعلیٰ مراتب حاصل کر چکا ہو۔ اور انسانوں کو امورِ خیر کی جانب توجہ دلائے ہر شخص میں ان قسموں میں سے کسی ایک قسم کا نفس ہوتا ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

اشکال سے خالی نہیں ہے۔ جب تیغِ لا جو کہ دو حرف رکھتا ہے۔ دم کھینچ کر سر میں ڈالے۔ دوسرے تین ع[ا] حروف کو جو کہ ان دو حروف سے متصل ہیں۔ اول ضرب میں بخش کرنا چاہیئے۔ اور ضرب دوم جو کہ بلا تفاوت مانندِ ضرب اول ہے۔ شش حروف دیگر جو کہ حروفِ ہُو سے پہلے ہے۔ حوالہ ظاہر کرنا چاہیئے۔ اور ضرب سوم میں جس کا تعلق جانبِ چَپ ہے۔ حرفِ ہُو کو بے امتدادِ صوت بخشنا چاہیئے۔ جب ان حروف کیلئے وجودِ مہتاب نورِ آفتاب کے اشراق میں صورتِ ذکر کی غایت سے پائے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان بعض حروف سے مکر موذی نہ ہو۔ اگرچہ اصل قسمت اس میں نہیں ہے کہ ہم نے کہا اس وقت اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ اس راہ کا رہبر ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس رہبر کے سبب سے تیر انور چودھویں کے چاند سے کم نہ ہو۔ قطعہ

در شب تاریک زلفت گمرہانِ راہ را * گم شدی رہ گر نبودی مہر روَیت رہنمای
نکتہ پرکار حسنت نیست جزدرج دہان * گر دروے گوہر بریزے ہر دو بحر آید بجای

ترجمہ: تاریک شب میں گمرہانِ راہ کی دوستی کیلئے اگر مہر روَیت کی رہنمای نہ ہو تو تُو راہ گم کرے گا۔ پُرکار کا نکتہ دہان کے درج کے سوا حسین نہیں ہے۔ اگرچہ اُس میں درّ و گوہر ہر دو دریا سے آتے ہیں۔

اے بھائی غور سے سنو کہ وہ عنقائے مغرب پہاڑ کی چوٹی پر گوشہ نشین ہے۔ اور قرآن تواتر کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور اکثر اوقات بزبان میرانی دم

[ا]۔ کلمۂ لَا میں دو حروف ہیں یعنی لام + الف۔ کلمۂ اِلٰہَ میں تین حروف ہیں۔ یعنی الف + لام + ہ۔ اور کلمۂ الا اللّٰہُ میں چھ حروف ہیں۔ یعنی الف + لام + الف + لام + لام + ہ۔ ذکر قلندریہ میں تعداد حروف کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس ذکر کی وضاحت حاشیہ پر بھی اس لئے نہیں لکھ رہا ہوں۔ تاکہ ہر کس و ناکس اسے نہ اپنائے۔ جو کہ ان کے نقصان کا سبب بن جائے۔ عاقل کیلئے مکتوب کی عبارتوں میں مکمل اشارہ موجود ہے۔ اس گنج مخفی میں خیانت کے سبب یہاں سے شرح متروک کی جاتی ہے۔ من شاء التفصیل فلیرجع الی المشائخ العظام۔ ۱۲ اشرفی۔

سازتے ہیں۔ قطعہ

زہے عنقائے کاف وحدت آمائی * کہ از کثرت طاہر بال و پر یافت
بیادر زیرِ بال وے نہاں شو * کہ سالک در پر ش توحیدِ فریافت

ترجمہ: وحدت آمائی کے پہاڑ کا عنقا کیا خوب ہے کہ کثرت سے پَر وبال اڑنے کیلئے ہیں۔ تو آ اور اس کے پر کے نیچے نہاں ہو جا۔ کیونکہ سالک نے اس کے پر میں توحید پایا۔

جب طالبِ صادق و سالکِ واثق اس راہ میں ہمت کے ساتھ قدم رکھ کر راستے کو طے کر لیتا ہے۔ تو اس وقت اس کے دل میں ذکر کا جوش پروان چڑھتا ہے۔ کہ یک بارگی جان و جہان کو اللہ تعالیٰ کیلئے قربان کر دیتا ہے۔ اور فکر میں کرم پَر و لیتا ہے۔ کہ خان و مان کو رضائے الٰہی کیلئے کر دیتا ہے۔ ذکر میں قوی' شدید اور اشد الاشداد کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔ قطعہ

اسپِ ذکر ایذدرا تیزْ کن * در سِر میدان توحید خدای
تابیک یک عرصہ میدان یاد * در ہم آرد فارسِ وحدت کرای

ترجمہ: ذکر کے گھوڑے کو اللہ تعالیٰ کیلئے خدا کی توحید کے سِرِّ میدان میں تیز کر۔ یہاں تک کہ یک لمحہ میں میدانِ یاد فارسِ وحدت کی تکلیف میں پار کر لے۔

وہ ذکر ثلاثی جس کا ابھی تذکرہ ہوا۔ اصحاب کے ساتھ اس کا اہتمام اس انداز سے ہو کہ مقامِ خود میں بیٹھے اور رعایتِ کشش و کشالہ کی طرح نہ کرے۔ سر اندازی میں قلندرِ روا کی طرح کوشش کرے۔ جو کہ اس ذکر کا رکن اعظم

ہے۔ گنبد کرنا اور سر قدم میں رکھنا مہمل نہیں ہے۔ بیت

بر سر ابلق نشستم سوے میدان تاختم * گنبدے کردیم وازنہ چرخ میدان ساختم

ترجمہ : ابلق گھوڑے پر بیٹھ کر میدان کی جانب دوڑا۔ میں نے گنبد بنایا اور نو آسمان سے میدان بنایا۔

• فرزند اعز شیخ درویش محمد کو ملازمتِ ذکر، گنبد بنانے اور سر قدم میں مارنے میں جانِ پسر کا خون پینا ہے۔ اکثر طلاب کیلئے اس راہ میں خطرہ ہے۔ کبھی غایتِ شوق و نہایتِ ذوق سے دیگر یہ ذکر نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں شدت ہے۔ اس ذکر سے اولاً ناطاقتِ[1] بشری جو اسے حاجت سے زائد حاصل ہو مضمحل کرتا ہے۔ قالب اور قلب کیلئے زود تصفیہ کا باعث ہوتا ہے۔ چند ہی دنوں میں روح تنگ و تاریک کوٹھری سے نکل کر اوجِ فضا میں پرواز کرتی ہے۔ اور اجتماعِ ممالکِ عقبیٰ جو کہ اس طائفہ کے نزدیک وصولِ حق سے عبارت ہے۔ ظاہر ہوتی ہے۔ بقاء البقا کے تخت پر بہت جلد ذاکر جلوس فرماتا ہے۔ قطعہ

زہے پادشاہ ولایت سلوک * کہ آید بر اورنگ وصل از خدای

چو بعد از فنا در بقا آید او * رسد در جہاں بقاء البقای

ترجمہ : ولایتِ سلوک کا بادشاہ کیا خوب ہے کہ خدا کے وصل کے تخت پر آتا ہے۔ جب فنا کے بعد اس کی بقا آتی ہے۔ جہاں میں بقا البقا آتی ہے۔

---

[1] قدرت نے انسان میں تین طاقتیں ودیعت فرمائی ہے۔ (۱) ملکی (۲) سبُعی (۳) بہیمی
ملکی طاقت : اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اعمالِ خیر کی متقاضی ہے۔ یہ طاقت روح کے ساتھ خاص ہے۔
سبعی طاقت : انسان کے غصہ و غضب کا سبب ہے۔ اور مخالف چیز کا دفعیہ کرتی ہے۔
بہیمی طاقت : انسان میں شہوت اور ہوس کا سبب ہے۔ اور یہ طاقت مرغوب اور مناسب چیز کے حصول کے درپے رہتی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جسم انسانی کے ساتھ خاص ہیں۔ ۱۲اشرفی۔

اے عزیز اگر آپ نے راہِ سلوک میں قدم رکھ دیا ہے۔ اور اذکار و اشتغال کے استعمال سے منازل طے کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کام میں جزم و صبر چاہیئے۔ کیونکہ کچھ اصحابِ سلوک کیلئے اس راہ میں بارہ سال کے بعد منازل ظاہر ہوئیں۔ اور کچھ اصحابِ صعلوک کیلئے پندرہ سال میں ظاہر ہوئیں۔ اس دوران کوئی ساعت بھی بے مرشد نہیں گذارنا چاہیئے۔ کیونکہ سالک کیلئے ہر ساعت نمائشِ دیگر و آرائشِ آخر ظاہر ہوتے ہیں۔ قطعہ

اے برادر در رہ رسم سلوک * صد ہزاراں رہ زنانند جان ربای
گر نباشد پیر درہم ساعتی * تو مرید آخر افتد در چاہ پای
از ہمہ آفات راہ سلسلہ * سلسلہ جنبان بباید تیز رای
حلقہ زین سلسلہ در گوش کن * تاشوی سر حلقہ بزم خدای

ترجمہ: اے برادر رسمِ سلوک کی راہ میں صد ہزار راہیں اس جان پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر پیر ہر ساعت نہ ہو۔ تو مرید اس کنوے میں گر پڑیگا۔ راہِ سلسلہ کے تمام آفات سے حل کرنے کا سلسلہ تیز کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ کے حلقہ کو غور سے سنو۔ تاکہ تو بزمِ خدا کا سر حلقہ ہو جائے۔

اس سلسلہ میں جو طالبان اس فن سے واقف ہوتے ہیں۔ ان کیلئے راہ جلد ظاہر ہوتی ہے۔ نسبت ان سالکان کے جو اس فن کو نہیں جانتے۔ اس لئے اس راہ میں فن کے جاننے کے بعد اگر قدم رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ قطعہ

رہ رواں شاہراہِ سلسلہ * سالہادر راہ سر در کردہ اند
تا شدند سر حلقہ بزم سران *. در حریم خاص سر بر کردہ اند

جمعی از شمع عذار خاص او * در سلوک چارمہ در کردہ اند
خلوت اندر انجمن رہ در وطن * ہوش در دم پای عبہر کردہ اند

ترجمہ : شاہراہِ سلسلہ کے رہ رواں نے سالوں میں راہ سر کیا ہے۔ تا کہ تم بزم کا سر حلقہ ہو جاؤ۔ حریمِ خاص میں طے کیا ہے۔ کچھ اس کے خاص رخسار کے شمع سے سلوک میں چند ماہ میں طے کیا ہے۔ انجمنِ راہ میں خلوت گزیں ہو کر وطن میں چنبیلی کی طرح خوشبودار قدم رکھا ہے۔

حق تعالیٰ جمیع طالبان کو سلسلۂ ترتیب کے سلوک اور وجہ خاص سے بہرہ مند فرمائے۔ اور اپنے انوار وآثار سے نیرو مند فرمائے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ (سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی)

۳۹واں مکتوب

(حضرت ابو سعید ابو الخیر کی ایک رباعی کی تشریح کا بیان)

جناب صدر الدین کا خط درویش اشرف کے پاس اشرف وقت میں پہنچا۔ اس خط میں بیت سے متعلق استفسار فرمایا ہے۔ اے بھائی ابیاتِ مشائخ اسرارِ غریبہ و مقولاتِ رواسخ آثارِ عجیبہ پر مشتمل و محتمل ہیں۔ لیکن یہ اسرار ہر شخص کی طبیعت وذریعت پر منکشف نہیں ہوتے۔ قطعہ

گوہر دریائے عرفان در جکیست * پرز در بحر وحدت جان فزای

گوش ہرکس بر نتابد گوہرش * جوہری باید کہ بردارد بہای

ترجمہ: عرفان کے دریا کا گوہر شب برات میں ہے۔ بحرِ وحدت کے دریا سے پر ہے۔ اس کا گوہر ہر شخص پر روشن نہیں ہوتا ہے۔ جوہری اس کی قیمت ادا کر سکتا ہے۔

حضرت شیخ[1] (ابو سعید ابو الخیر) کی ۸۰ سے زائد رباعیات ایسے ہیں۔ کہ جن سے معارف و حقائق کے دریا سے موتی و عوارف و دقائق کے معدن سے گوہر ظاہر ہوتے ہیں۔ انھوں نے ہر رباعی کسی نہ کسی کام اور جہت اسرار کیلئے کہی۔ ان میں سے ایک رباعی ارتفاعِ علل و انقماعِ خلل کیلئے ہے۔ رباعی:

حورا بنظارہ نگارم صف زد * رضوان ز تعجب کف خود بر کف زد

یک خال سیہ بر آں رخان مطرف زد * ابدال زبیم جنگ در مصحف زد

---

[1] آپ کا نام فضل اللہ بن ابو الخیر ہے۔ آپ کی وفات شب جمعہ چار شعبان ۴۴۰ھ میں سلطان طغرل بیگ بن میکائیل سلجوقی کے عہد حکومت میں ہوئی۔ ۱۲ اشرفی۔

جاننا چاہیئے کہ روحانیہ ملکیہ و انسیہ کے تفوق میں گفت و گوئی اور میانِ صورتِ عنصریہ و پیکر ملکوتیہ کے تحقق میں باہم جست و جوئی ہے۔ کہ مدعائے روحانیہ ملکوتیہ سے اَنَا خَیرٌ مِّنہُ[1] وَنَحنُ نُسَبِّحُ[2] عدالتِ تمام ہے۔ اس جانب سے روحانیہ انسانیہ کی تعریف میں دَلَائِلُ الاِنسَانِ بُنیَانُ الرَّبِّ وَاَحسَنُ تَقوِیمٍ۔ (انسان کے دلائل بنیانِ رب اور بہترین تقویم ہیں) شاہد تام ہے۔ قطعہ

زہے حسن جہاں آرای انسان * کہ حسن ماہ وہ مہر از پر تو اوست

چہ حدانکہ از جن و ملائک * زمصباحش برآید کز صنواوست

ترجمہ: انسان جہاں کے سجانے والے کا کیا خوب حسن ہے۔ کہ ماہ و مہر کا حسن اس کے پر تو سے ہے۔ جن و ملائک سے کیا چلایا کہ اس کے چراغ سے جو روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی کی ضیاء سے ہے۔

اولیائے روزگار کے ظہورِ مراتب کے وقت اس میں نہایتِ وصول ہے۔ اصفیائے دیار کے صدورِ مناصب کے وقت اس میں غایتِ حصول ہے۔ اس وقت روح کی لطافت میں ہوتے ہیں۔ اور وقتِ سفر ایسے ایسے عجائب ان سے ظاہر ہوتے ہیں کہ خامہ ان کی شرح لکھنے سے عاجز ہے۔ اور کچھ اصفیاء کیلئے محل نظر ایسی فرحت حاصل ہوتی ہے کہ اس کے وصف سے بیانِ عامہ قاصر ہے۔

قطعہ

اگر در وقتِ جان دادن جانان و می حاضر * زخور غایت بود بیمار از شادی دیدارش

چو جانانزادہد جانی کسے حاجت ملک نبود * کہ جان از غایت شادی بجانان می رسد کارش

---

[1] ۔ پ ۸ سورہ اعراف ۱۲۔ ترجمہ: میں اس سے بہتر ہوں۔

[2] ۔ پ ۱ سورہ بقرہ ۲۹ ترجمہ: اور ہم (تیری) پاکی بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ : معشوق کو جان دینے کے وقت میں اپنی غایت سے مئے حاضر ہو۔ بیماران کی دیدار سے خوش ہو جائے۔ جب معشوق کو جان دیتا ہے۔ تو حاجتِ ملک نہیں رہتی۔ کیونکہ جان انتہائی خوشی سے معشوق کے سپرد کرتا ہے۔

حورا : اس سے مراد روحانیہ ملکیہ ہے۔

نگار : اس سے مراد روحانیہ انسانیہ ہے۔ کہ روحِ انسانی و پیکرِ روحانی وصالِ یار کے شوق میں زیبائے برستہ کا نگار و عنائے پیوستہ کا شعار بن کر عروسانِ عرصئہ فلک و فرشتگانِ عرصئہ ملک کی صفوں میں صف بنائے کھڑی ہے۔ قطعہ

چناں زیبا نگار آمد کہ اندر عرصہ خوبی * کنند روحانیان عرصہ کردون تماشایش

نجوم آسمان خوبی و سیارہ کردون * تماشامی کنند ہر یک بر خسارمہ آرائش

ترجمہ : زیبا نگار ایسا آیا کہ اس خوبی کے میدان میں آسمان کے میدان کے روحانیان محو تماشائی ہیں۔ آسمان خوبی کے ستارے و سیارے تماشادیکھتے ہیں۔ ہر ایک کے رخسار پر چاند کی طرح آرائش ہے۔

رضوان : اس سے مراد کشورِ بہشت کے معمار و حورانِ نیک سرشت لشکر کے سردار ہیں۔ یہ سب روحِ انسانی کا مرتبہ کمال دیکھ کر اور جسم انسانی کا حسن و جمال دیکھکر نہایت حیرت و غایت سے دست پر دست اور کف پر کف مارتے ہیں۔ قطعہ

چناں دید از روئے خورشید نور * کہ در حسن تمثال صورت بست

زدیدار اودیدہ حیران شدہ * کہ برہم زدہ از تعجب دو دست

ترجمہ : خورشید کے چہرہ سے ایسا نور دیکھا کہ حسن تمثال کی صورت میں اسکی دیدار کی نسبت سے حیران رہ گئے۔ تعجب سے برہم ہو کر دونوں دست

کو ایکدوسرے پر مارا۔

خالِ سیہ: اس سے مراد رتبہ فقر محمدی ہے۔ کہ روحانیہ انسانیہ محبوبیہ کے حال کے رخسار سے مستعار ہے۔ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْفِقْرُ سِوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ۔ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ فقر دارین میں چہرے کی سیاہی ہے۔ جب سالکِ صادق کیلئے راہِ سلوک میں عدم سے درجہ نہایت کچھ شرائط کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔ اور طالبِ واثق کیلئے درگاہِ صعلوک میں نقد سے رتبہ غایت کچھ وسائط سے واصل نہیں ہوتی۔ تو اسوقت کمال درجہ کی موت اس کے حال کے تقاضا کے مطابق اسے اشارہ دیتی ہے۔ تاکہ وہ اپنے عین ثابتہ کے خورشید صفت ذرہ سے اور صورِ علمیہ کے بحر جاوید مثال کے قطرہ سے پیوست ہو جائے۔ اور اعیانِ موجودات میں سے ہر عین' صور تہائے ممکنات میں سے ہر صورت' کل عینِ ثابتہ مصطفوی میں سے جز اور جملہ صُورِ علمیہ نبوی میں سے ریزہ ہو جائے۔ قطعہ

زہے عین خوشید چرخ بطون * کہ اعیان دیگر از و دز ہای
کسے کو رسد قطرہ خویش رابود * ز دریای آں قطر ہای

ترجمہ: آسمانِ بطون کا عینِ خورشید کیا خوب ہے۔ کہ اس سے اعیانِ دیگر کا حصار ہے۔ کون اپنے قطرے کو پہنچتا ہے۔ اس دریا کے قطروں میں سے ہوا۔

ہر گاہ کہ طالب درویش کی آخری منزل اپنے عین ثابتہ تک رسائی ہے۔ کیونکہ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے) اس سے عبارت ہے۔ دستِ پیوند خالی کوچہ ہے کہ اس نے اپنے وصولِ روحانیہ کے

رخسار پر رکھا ہے۔ اور نقطہ مثال ہے کہ اس نے اپنے حصول کے عذار پر رکھا ہے۔ قطعہ

عروس حالت آں سالک دین * کہ بر رخسارش بود خورشید و مہ سای
بر و تا خال روئے فقر احمد * نباشد زیب نبود زیب و فرزای

ترجمہ: اس سالکِ دین کی عروسِ حالت کہ اسکے رخسار پر خورشید وماہ کا سایہ ہے۔ اسپر فقرِ احمد علیہ وسلم صلی اللہ کے چہرہ کا تل موجود ہے۔ نہ اس پر زینت ہے اور نہ تھی اور نہ بڑائی۔

ابدال: اس سے مراد وہی روحانیہ ہے۔ اور لفظِ ابدال کا اطلاق اس کی حالت کی تبدیل و تغییر کی بنا پر ہے۔ کہ رتبہ ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ کو پہنچی یا باعتبار درجہ ابدالیہ کیلئے۔ کیونکہ اس طائفہ کے نزدیک یہ رتبہ بہترین مراتب اور خوبترین مناصب میں سے ہے۔ اس کی روحانیہ کو ابدال کہا ہے۔

مصحف: اس سے مراد اس روحانیہ انسانیہ کا مرتبہ جامعیہ و درجہ مثالیہ کا وصول ہے۔ تفرقہ کے خوف سے نکلی اور اپنی جمعِ وحدت سے موصوف ہوئی۔ اس حالیہ جمعیت کو مصحف کہنے کی وجہ تسمیہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر بشر جو اس کتاب کی آیت تلاوت کرتا ہو وہ اس راز سے ضرور واقف ہو گا۔ قطعہ

ہر کہ او زاد تفرقہ خورد و راہ * طی کند از طالب فوقیت است
از تفرقہ برتر او جمع باش * ہر کہ کرد ایں واہب صاحب جمعتست

ترجمہ: جو کوئی زادِ تفرقہ کھائے اور راہ طے کرے۔ تو طالب سے فوقیت ہے۔ تفرقہ سے برتر ہو کر جمع ہو جا جو کوئی ایسا کرے وہ واہبِ صاحب

جمعیت ہے۔

پس جو کوئی بیمار کیلئے اس رباعی کو پڑھیگا۔ تو اسے فرحت حاصل ہو گی۔ اور بے تابی و پریشان کیلئے جو کوئی پڑھیگا۔ تو اسے ضرور مسرت حاصل ہو گی۔ اور یہ قاعدہ حکمائے سالفہ و اطبائے بالیہ کے نزدیک بھی مسلّم ہے کہ بیمار کیلئے مسرت و فرحت موجبِ صحت ہے۔ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِقَاءُ الْخَلِیْلِ شِفَاءُ الْخَلِیْلِ ۔ ترجمہ : نبی کریم ﷺ کے فرمان کے موجب کہ دوست کی ملاقات دوست کیلئے شفا ہے۔ بیت

دردی کہ بصد ہزار درمان نرود * دیوی کہ باحضار سلیمان نرود

ترجمہ : تکلیف کہ اسے صد ہزار دوا ختم نہ کر سکے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حاضر کردہ دیوی نہ لے جاسکے۔

ایسی تکلیف کو شربتِ یاد دوا کی شکل میں لے جاتی ہے۔

۴۰واں مکتوب

(کلامِ قدسیہ اور مکتومان کا بیان)

برادر اشرف الاصحاب شیخ شمس الدین' درویش اشرف کی جانب سے دعائے دوستانہ و ثنائے مخلصانہ قبول فرمائیں۔آپ نے کلمہ قدسیہ و مقول انسیہ کی طے کے بارے میں جو کچھ استفسار فرمایا ہے۔ ظاہرًا اس کی توفیق ہر ایک کو عنایت نہیں کی جاتی ہے۔ وہ مقدمات جو ان دونوں مقولہ و مقسومات کی توفیق کے اسباب میں سے ہیں۔ پیشِ خدمت ہے۔ اے عزیز ہر چند کہ کلام قدسیہ و مقولہ انسیہ میں ظاہرًا توفیق نہیں ملتی۔ بحسبِ معنی وہ جو صورت رکھتا ہے۔ اس صورت کو اربابِ معنیٰ و اصحابِ جنانیٰ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اور وہ چند طریقوں پر ہے۔ان میں سے کچھ اس وقت سپرد خامہ ہے۔ قطعہ

ہرچہ از فیاض وقت آید پدید * از سحاب معرفت در خدای
می کشم آں گوہر از اصداف دل * می دہم گر کوس دل آری بجای

ترجمہ : جو کچھ فیاضِ وقت سے ظاہر ہو۔ سحابِ معرفت سے خدا کی معرفت میں۔ اس گوہر کو دل کے اصداف سے کھولتا ہوں۔ دل کے فوج کو میں جوہر دیتا ہوں۔

قَالَ الْاَشْرَفُ. اَسْرَارُ الْمَشَائِخِ دُرَرٌ وَ قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ اَصْدَافُهَا۔

ترجمہ : حضرت اشرف نے فرمایا کہ مشائخ کے اسرار موتیاں ہیں اور عارفین کے قلوب اسکے اصداف ہیں۔

وجہ اول : جاننا چاہیئے کہ سالکان راہ سلوک درجہ حیوانیہ سے مولود

ثلثہ مرکبِ سلوک صحرائے ترائی میں مراتب کے وصول کیلئے سر گرداں ہیں۔ اور طالبان درگاہِ ملوک کہ رتبہ نفسانیہ معقود سے اربعہ جنیت کے سیر میں قطع مناصب کے حصول کے درپے ہیں۔ اور کچھ ان میں سے واحدیت ووحدت کے دو میل تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اپنے عین ثابتہ کے وصول سے واصل ہوئے۔ اور کچھ بوسیلہ روحیہ جمالیہ اپنے عینِ باصرہ سے دید کے حصول میں آئے۔ مقصودِ اول و ثانی کا آپس میں کیا نسبت اور ہمارے دل و عیانی میں کیا مجانست؟ بیت

چہ نسبت درمیانِ این وآنست * کہ فرقی از زمین تا آسمانست

ترجمہ: این وآں کے درمیان کیا نسبت ہے؟ کہ اسمیں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

پس کوئی دردمند مقامِ ثلثہ عینیہ میں سے کسی ایک مقام کے ساتھ مقیم ہو۔ اور واصلان کہ مرامِ ثابتہ واحدیہ میں سے کسی ایک کے ساتھ ولیم خوردہ ہو۔ چشم مشاہدہ سے حجاب غیریت کو اٹھایا۔ اور عینِ معائنہ سے نقاب اثنیت کو اٹھایا۔ تمام کائنات کیلئے ایسا شخص وجود واحد جانتا ہے۔ اور موجودات نمود کو حاضر دیکھتا ہے۔ پس اولیاء بر طریق اولیٰ کوئی چیز غیر نہیں جانتے۔ قطعہ

ہرچہ موجود از زمین تا آسمان * از نمود از صفات اسمای اوست

غیر اودر بود چوں موجود نیست * از ظہور رش اولیای واصفیا است

ترجمہ: جو کچھ زمین تا آسمان نمود سے موجود ہے۔ اس کے اسماء کے صفات ہیں۔ اسکے غیر میں جب موجود نہیں ہے۔ تو اس کے ظہور (ظل و عکس) سے اولیاء واصفیاء ہیں۔

پس اولیاء ایک دوسرے سے حجاب غیریت رکھتے ہیں۔ اور اصفیاء سر

بسر نقاب سوگمان کرتے ہیں۔ ضروری ہوا کہ اَلْفُقَرَاءُ کَنَفْسٍ وَّاحِدٍ۔ یعنی فقرا مثل نفسِ واحد کے ہیں۔ ان سب کی شان میں صائغ آتا ہے۔ اور ناچار الوجود اس طائفہ کے حق میں سائغ ظاہر ہوتا ہے۔ پر دو مقولہ سے رفعِ اثنیت ہوئی۔ اور دو محمولہ کے مابین دفعِ خلافیت ہوئی۔

وجہ ثانی : چار ہزار اولیائے روزگار کیلئے چشمِ اغیار سے حق تعالیٰ سرمداً امختفی رکھتا ہے۔ اور اصفیائے روئے زمین کیلئے دیدہ دیار سے ابداً منزوی رکھتا ہے۔ جو کہ ان سب کے مکنونات سے عبارت ہے۔ اور اس خبر کی تحقیق میں ان کی صحیح ناطق حالت پر خلق مطلع نہیں ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ان چار ہزار میں بھی ایک دوسرے سے مطلع نہیں ہیں۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک دوسرے کے جمالِ حال کو جانتے اور دیکھتے ہیں۔ قطعہ

زہے یاران باہم محرم راز * کہ پنہاں کردہ اند خود راہبر جای
ز راز یکدیگر دانہ رندانند * ندانند جز خدائے خویش دارای

ترجمہ : باہم محرم راز کے یاران کیا خوب ہیں۔ کہ اپنے آپ کو ہر جگہ کیلئے پنہاں کئے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کے راز کو جانتے بھی اور نہیں بھی جانتے ہیں۔ وہ سب اپنے خدا کے سوا کسی کو بادشاہ (حقیقی) نہیں جانتے۔

بعض صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ (میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے علاوہ انھیں کوئی نہیں جانتا) سے مراد یہی مکتومات ہیں۔ کہ جن کی تعداد چار ہزار مرد ہیں۔ حضرت مخدومی قدوتی سندی علاؤالحق والدین (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ممکن نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کسی کو مرتبہ ولایت تک پہنچادے اور معائب پوشیدہ میں سے کسی ایک

کے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ اور کسی شخص کو درجہ قربت حاصل نہیں ہوتی مگر شوائب سنجیدہ میں سے کسی ایک صفت کے ساتھ متصف نہ ہو۔ کیونکہ وہ تَحتَ قبآئِی کے معنی کی صورت سے بندھ جاتا ہے۔ قطعہ

زہے حکمت اقتضائے حکیم * کہ پوشیدہ او اولیاء درقبای
عبائے ولایت چو پوشیدہ اند * نپوشد قباتا نپوشد قبای
طراز ہنر دوفت ونبود عیب * چہ پوشد کسے ایں ہنر عیب زای
بلے ہر کہ ہست دوست خودرانہاں * بدارد ز اعدای دوست ازمای
چو اشرف صفت دیدہ باشی بسے * ہنر عیب و عیب ہنر در دہای
کسے کین ہنر و عیب دیدہ آمدہ * ہنر مند راعیب بیند برای

ترجمہ : اقتضائے حکیم کی کیا خوب حکمت ہے۔ کہ اس کے اولیاء اس کی قبامیں پوشیدہ ہیں۔ جب عبائے ولایت پوشیدہ ہے۔ تو قباپوشیدہ نہیں ہوتی۔ ہنر سے وہ سب لبریز ہیں۔ یہ ہنر عیب کس سے پوشیدہ ہونگے جی ہاں جو کوئی اپنے دوست کیلئے نہاں رکھتا ہو۔ دوست کے دشمن سے آزمایا ہوا۔ جب اشرف صفت دیدہ ور ہوا تو ہنر عیب اور عیب ہنر میں شامل ہوا۔ جس نے اس ہنر و عیب کو پہلے سے دیکھا ہوا ہو۔ تو ہنر مند کیلئے عیب ہنر ہے۔

یہ قباء صفت بشریت ہے۔ اور صفات بشری وہ ہیں کہ جس میں عیب و ہنر ظاہر کرتے ہیں۔ بچشم عیب ظاہر کرتے ہیں۔ اور لاَ یَعرِفُھُم کا معنی یہ ہے کہ نور ولایت سے کسی کے باطن کیلئے منوّر نہیں فرماتے۔ ولی کو نہیں پہچانتے اور وہ نور ان کیلئے پہچانا ہوا ہے۔ قطعہ

نور می یابد کہ نور آفتاب * بیند ورنہ نہ بیند ہر ضیای

نور خورشید ولایت از شیوک * تافتہ در ہر ظروف تنگنای

نور از ہر ظرف تاباں شد بہم * یافتند در ظرف باہم التقای

بود آں انوار خورشید فلک * باہم آں انوار گشتند آشنای

نور دیدہ نور تونی چشم تو * پس بہ بیں از انوار او نور و برای

ہر کرا آں نور اینجا تافتہ * خواہد او دیدن در انجا خدای

نور و ظلمت راہم آمیختند * چشم بینا کن نبود نور زای

نور چشم و نور دل نور فروغ * گر بہم گر در بہ بیند از ورای

نور و ظلمت تایکی بینی بہم * نور اشرف بین کہ تابد از علای

نور نور نور می باید بچشم * تابہ بیند نور نور نور ہای

گردد چشم ہای ہوی از نور او * بر فروزے نور نور اہتدای

از دو چشم ہای بجر بینی ہمہ * ہای بجر یک چشم گردد برترای

نور نور ذکر او نور آمدہ * نور نور از نور او یابد بزای

ترجمہ :آفتاب کے نور سے نور پاتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ ورنہ کوئی ضیاء نہیں دیکھ سکے گا۔ شیوخ سے خورشید ولایت کا نور صراحی کے ہر جانب پایا۔ نور بر تن کے ہر جانب روشن ہے۔ ظرف میں باہم التقا پاتے ہیں۔ وہ نور خورشید فلک کا ہوا۔ وہ نور باہم آشنا ہوا۔ اپنے چشم سے نور دیدہ ہو جا۔ پس اس کے انواز سے نور کو دیکھ۔ اس جگہ وہ نور ہر شخص کیلئے موجود ہے۔ چاہیئے کہ اسے دیکھے۔ نور و ظلمت کیلئے باہم آمیزش شدہ ہے۔ پس اس کے نور کے نور سے باہم چشم بینا کر۔ نور چشم اور نور دل جب باہم فروغ پاتا ہے۔ تو اس کے سوا بھی دیکھتا ہے۔ نور اور ظلمت یہاں تک کہ کسی کو دیکھے گا۔ اشرف کے نور کو دیکھ کہ علائی (علاؤ الحق گنج

نبات رحمۃ اللہ علیہ) نور سے چمکتا ہے۔ چشم سے نور نور نور چاہیئے تاکہ تو ہر سمت نور نور نور ہی دیکھے۔ چشم کیلئے ہائے ہو کا نور چاہیئے۔ روشن نور پر نور اہتدا چاہیئے۔ ہائے ہو کے دو چشم سے تو دیکھ۔ وہ تمام ہائے ہو تیرے لئے یک چشم ہے۔ اس کے ذکر کے نور کا نور آیا ہے۔ اس کے نور کے نور سے نور پاتا ہے۔

اے عزیز میں جانتا ہوں کہ بدایۃ الاولیاء الشریعۃ و نہایۃ الانبیاء الطریقۃ کیلئے دل میں خلجانی کیفیت ہونی چاہیئے۔ ان کے دلوں پر ان معانی سے کوئی صورت آنی چاہیئے۔ یعنی وہ احکام جو نبی آخر الزماں ﷺ لیکر آئے۔ ابتدائے حال تا انتہائے حال میں ان کی رعایت اشد ضروری ہے۔ تتمہ نبوت کے احکام میں سے کوئی حکم بھی ولی سے نہ رہے۔ جیسا کہ فرزند اعز نظام الدین یمنی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لطائف (اشرفی) میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ کچھ لوگوں نے یوں کہا ہے کہ وَمُوَافِقُ الْوِلَایَۃِ خَیْرٌ مِّنَ النُّبُوَّۃِ یعنی ولایت کی موافقت نبوت سے بہتر ہے۔ خبردار اس طرف التفات نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نبی کیلئے ولایت اور نبوت دونوں ثابت ہیں۔ نبوت وجہِ دعوت کو کہتے ہیں۔ کہ خلائق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔ اور ولایت نبی کے وجہِ باطنی کو کہتے ہیں۔ کہ اس سے حقائق و معانی اخذ کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کی غایت سے ہے۔ کیونکہ وجہ باطن' وجہِ ظاہر سے بہتر ہے۔ لہذا ان (انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام) کیلئے اَلْوِلَایَۃُ خَیْرٌ مِّنَ النُّبُوَّۃِ ثابت ہے۔ قطعہ

دور و دارد نبی پاک طینت * کہ از ہر رو کند او کار دو جای
ز روئے باطن آرد فیض از حق * دہد از روئے ظاہر خلق را رای

ترجمہ: پاک خمیر کے نبی ایک دور رکھتے ہیں کہ ان کا ہر چہرہ دو کام

رکھتا ہے۔ روئے باطن سے حق تعالیٰ سے فیض لیتے ہیں۔ اور روئے ظاہر سے خلق کو فیض دیتے ہیں۔

بِالنَّبِیِّ صلی اللّٰہُ علیہِ وَسلّم وَاٰلِہٖ الاُجتبَای۔

۱۴۱واں مکتوب

(کُنتُ کَنزًا مَخفِیاً کی تفسیری پہلو کا بیان)

برادر اعزاعرف شیخ مظفر بہرائچی، درویش اشرف کی جانب سے دعائے معرفت انگیز و ثنائے محرمیت آمیز قبول فرمائیں۔ آپ نے مقولہ احدیت کے بارے میں کچھ نکات اور کلمہ قدسیہ کُنتُ کَنزًا[1] مَخفِیّاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ کی تاویلات کے بارے میں بخاطر اشرف و ضمیر الطف استفسار فرمایا ہے۔ تفصیل سے پیشِ خدمت ہے۔ اے برادر آیاتِ الٰہی کے معانی و تنزیلاتِ نامتناہی کی نکتہ دانی بغیر ارادتِ غیبی کے نزول و الہامات لاریبی کے وصول کے ہاتھ نہیں آتے ہیں۔ جو کچھ عجالۃ الوقت میں برادر کو القا ہو۔ اسے بیان کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

مَا هُوَ الاَ شْكَالُ اَنَّ الْخِفَاءَ مِنْ اُمُوْرِ النِّسْبِيَّةِ لاَ بَلْ فِيْهِ مَخْفٰى عَلَيْهِ لاَ يَجُوْزُ اَنَّ الْمَخْفٰى عَلَيْهِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ ظَاهِرٌ بِنَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ عَالِمٌ بِذَاتِهٖ اَزَلاً وَّاَبَدًا افَلاَ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ هُوَ الْخَلْقُ لِاَنَّ الْخَلْقَ لَمْ يَكُوْنُوْا مَوْجُوْدِيْنَ فِى الْاَزَلِ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ مَخفِيّاً عَلَيْهِمْ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْئاً فَالْخِفَاءُ يَقْتَضِىُ الْخَلْقَ فَيَكُوْنُ الْخَلْقُ سَبَباً لِلْخِفَاءِ لاَ سَبَبَ الظُّهُوْرِ فَهٰذَا عَكْسٌ مَا يَدُلَّ عَلَيْهِ الْحَدِيْثُ فَاِنَّ الْحَدِيْثَ فِىْ ظَاهِرِهٖ يَدُلَّ عَلٰى اَنَّهٗ تَعَالٰى فِى الْاَزَلِ كَانَ مَخْفِيّاً عِنْدَ عَدَمِ الْخَلْقِ هٰذَا تَقْدِيْرُ السُّوَالِ قُلْتُ جَوَابُ عَنْ هٰذَا السُّوَالِ

---

[1] ترجمہ: میں کنزِ مخفی تھا۔ پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

مِنْ وُجُوْہٍ۔

ترجمہ : اشکال کیا ہے ؟ بے شک خفا امور نسبیہ سے ہے۔ نہیں بلکہ خفا مخفی علیہ میں ہے۔ جائز نہیں ہے کہ مخفی علیہ اللہ تعالیٰ ہو۔ اس لئے کہ وہ ظاہر بنفسہ اور لنفسہ ازلاً اور ابدًا عالم بذاتہ ہے۔ پس جائز نہیں ہے کہ وہ خلق ہو۔ اس لئے کہ خلق موجودین فی الازل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر مخفی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی شے نہیں تھی۔ پس خفا خلق کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے خلق خفا کیلئے سبب ہے۔ نہ کہ سببِ ظہور کیلئے۔ پس یہ عکس ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے۔

حدیث ظاہر میں یہ دلالت کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فی الازل ہے۔ عدم خلق کے سبب وہ مخفی تھا۔ یہ سوال کی تقدیر ہے۔ میں اس کا جواب کئی وجوہ پر دونگا۔

(الجواب) اَلاَ وَّلُ اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْخِفَاءِ عَدَمُ عَارِفٍ بِهٖ سِوَاهُ فَلَمَّا اَرَادَ كَثْرَةَ الْعَارِفِيْنَ بِهٖ خَلَقَ الْخَلْقَ فَعَبَّرَ عَنْ عَدَمِ الْعَارِفِ بِالْخِفَاءِ فَكَاَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ كَنْزًا عَزِيْزًا وَجَوْهَرًا شَرِيْفًا لٰكِنْ لَمَّا كَانَ لاَ عَالِمٌ بِیْ غَيْرِیْ وَلاَ عَارِفٌ بِوُجُوْدِیْ سِوَائِیْ فَاَطْلَقَ الْخِفَاءَ وَاَرَا دَلاَ زِمَهٗ وَهُوَ عَدَمُ الْعَارِفِيْنَ بِهٖ فَالْمَعْنٰى كُنْتُ رَبًّا وَّاِلٰهاً مُنْعِماً مُفِيْدًا وَلاَ عَالِمٌ بِیْ وَلاَ عَارِفٌ بِكُلِّ جَمَالِیْ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ هٰذَا مَعْنٰى يَرْفَعُ الْاَشْكَالَ۔

ترجمہ : پہلا جواب : خفا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کو نہیں جانتا تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے کثرتِ عارفین کا ارادہ فرمایا تو خلق کو پیدا فرمایا۔ اور عدم عارف کو خفا سے تعبیر کی۔ گویا کہ اس نے فرمایا میں کنز عزیز اور جوہر شریف تھا۔ لیکن جب مجھ کو میرے سوا کو نہیں جانتا تھا۔

اور نہ میرے وجود کا عارف تھا۔ تو ایسے پر خفا کا اطلاق کیا۔ اور اس کے لازم کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ اس کا عدم عارفین ہے۔ پس معنی یہ ہوا کہ میں رب، اِلٰہ، منعم اور مفید تھا۔ میرے سوا کوئی جاننے والا اور میرے جمال کو کوئی پہچاننے والا نہیں تھا۔ پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو خلق کو پیدا کیا۔ اس معنی کے اعتبار سے اشکال رفع ہو جاتا ہے۔

(الجواب) اَلثَّانِیُ اَنَّ اَلاَ شْیَاءَ وُجُوْدَیْنِ وُجُوْدًا عِلْمِیًّا وَ وُجُوْدًا خَارِجِیًّا وَالْوُجُوْدُ الْعِلْمِیُ هُوَ الْمُسَمّٰی بِاالاَعْیَانِ الثَّابِتَۃِ وَهِیَ اَزَلِیَّۃٌ وَقَدِیْمِیَّۃٌ وَ الْوُجُوْدُ الْخَارِجِیُ مُحْدَثٌ فَنهَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْاَعْیَانِ الثَّابِتَۃِ فِی الْاَزَلِ فَاِنَّ الْاَعْیَانَ الثَّابِتَۃِ مَوْجُوْدٌ مَعَ اللّٰهِ لٰکِنْ لَمْ یَکُنْ عِلْمٌ لَهَا بِهٖ فَیَکُوْنُ اللّٰهُ مَخْفِیًّا بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْهَا فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّعْرِفَهَا الْاَعْیَانَ الثَّابِتَۃَ اَخْرَجَهَا مِنَ الْوُجُوْدِ الْعِلْمِیُ اِلٰی وُجُوْدِ الْخَارِجِیُ لِیُعْرَفَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِذْ لاَ یُعْلَمُ اللّٰهُ اِلاَّ بِالْوُجُوْدِ الْخَارِجِیُ۔

ترجمہ: دوسرا جواب: بے شک اشیاء کیلئے دو وجود ہیں وجود علمی اور وجود خارجی۔ وجود علمی کو اعیانِ[1] ثابتہ کہتے ہیں۔ اور وہ ازلی و قدیم ہے۔ اور وجود خارجی محدثات ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ازل میں اعیانِ ثابتہ کی نسبت سے پوشیدہ ہوا۔ اعیانِ ثابتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود ہوا۔ لیکن اس کیلئے علم ثابت نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی نسبت سے مخفی ہوا۔ جب ارادہ فرمایا کہ اعیانِ ثابتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود ہوں۔ لیکن اس کیلئے علم ثابت نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی نسبت سے مخفی ہوا۔ جب ارادہ فرمایا کہ اعیانِ ثابتہ کو اپنی پہچان

---

[1] اعیانِ ثابتہ پر گفتگو مکتوب نمبر ۲ کی حاشیہ میں ہو چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

کرائے۔ تو وجود علمی سے وجود خارجی کو نکالا۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت وجود خارجی ہی سے ممکن ہے۔

اور مراد اعیان سے خروج ہے نہ کہ علم حق سے مطلق خروج ہو۔ اور یہ محال ہے۔ بلکہ خروجِ اعیان سے مراد اعیان کے احکام و آثار ہیں۔ صُوَر علمیہ خود موجودات کے ظہور میں تھے۔ وگرنہ اعیانِ ثابتہ کی شان اس کا علم حق تعالیٰ میں ہونا ہے۔ فصوص میں فرماتے ہیں۔ مَاشِمَّۃُ رَائِحَۃٍ مِنَ الْوُجُوْدِ۔ یعنی وجود سے خوشبو کا شمہ نہیں ہے۔ قطعہ

از نگارستان ایوان الہ * نیست پیدا نقش ایوان در ظہور
لیک چوں آئینہ آمد ہر نگار * صورت اسمای وی ازوی صدور

ترجمہ: نگارستان سے ایوانِ الہ نہیں ہے۔ ایوان کے نقش کی تخلیق ظہور میں ہے۔ لیکن جب آئینہ آیا۔ تو ہر نگار اسما کی صورت میں اس سے صدور ہوا۔

اور اعیان ثابتہ سے علمِ حق تعالیٰ بر سبیل اجمال حاصل ہوا۔ اور عین میں بر طریق انفصال۔ اور وہ جو کہتے ہیں نہیں جانتے۔ مگر اس عین سے مراد علم اجمالی ہے۔

(الجواب) اَلثَّالِثُ قَالَ فِی الصِّحَاحِ نَقْلٌ مِّنَ الْاَصْمَعِیِّ خَفَفْتُ الشَّیْءَ بِمَعْنٰی کَتَمْتُہٗ وَخَفَفْتُہٗ اَیْضاً مِنَ الْاَضْدَادِ بِمَعْنَی الظَّھْرِیَّۃِ قَوْلُہٗ کُنْتُ کَنْزًا ظَاھِرًا لِنَفْسِیْ وَلَمْ یَکُنْ لِیْ عَارِفٌ غَیْرِیْ فَاَحْبَبْتُ اَنْ یَّعْرِفَنِیْ وَلَمْ یَکُنْ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

ترجمہ: تیسرا جواب: صحاح میں اصمعی سے نقل ہے کہ خَفَفْتُ الشَّی

(میں نے شے چھپائی) کَتَمۡتَهٗ اور خَفَفۡتَهٗ کے معنی میں ہے۔ اضداد سے بھی ہے اور بمعنی ظہریت کُنۡتُ کَنۡزًا فرمانا اپنے لئے ظاہر ہے۔ اور میرے لئے کوئی عارف نہیں ہے۔ پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو میں نے خلق کو پیدا فرمایا۔

(الجواب) اَلرَّابِعُ يَجُوۡزُ اَنۡ يَّكُوۡنَ ظَاهِرًا فِيۡ غَايَةِ الظُّهُوۡرِ اَنۡ يَّخۡفِيَ عَلٰى نَفۡسِيۡ فَضۡلاً عَنۡ غَيۡرِيۡ فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ حِجَابَ ظُهُوۡرِيۡ لِيُمۡكِنَ الۡخَلۡقَ اِدۡرَاكِيۡ اَلاَيَرٰى اَنَّ مَنۡ يُّرَادُاَنۡ يَّنۡظُرَ اِلَى عَيۡنِ الشَّمۡسِ فَكَيۡفَ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى حَاجِبِهٖ وَيَحۡجُبُ بَعۡضُ نُوۡرِهٖ بِيَدِهٖ حَتّٰى يُمۡكِنَهٗ اِدۡرَاكَ الشَّيۡئِ مِنۡ نُّوۡرِهٖ فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ حِجَاباً لِنُوۡرِهٖ وَجَعَلَهٗ سَبَبًا لِاِدۡرَاكٍ فَقَالَ فَاَحۡبَبۡتُ اَنۡ اُعۡرَفَ فَخَلَقۡتُ فَسُبۡحَانَ مَنۡ جَعَلَ الظُّهُوۡرَ مَانِعًا لِاِدۡرَاكِ وَالسَّتۡرِ وَالۡحِجَابِ سَبَباً لِلظُّهُوۡرِ وَالۡاِدۡرَاكِ۔

ترجمہ: چوتھا جواب: جائز ہے کہ غایتِ ظہور میں ظاہر ہو۔ غیر سے علی نفسی فضلاً مخفی ہو۔ پس خلق کو پیدا فرمایا اپنے ظہور کے حجاب کیلئے۔ تاکہ خلق کیلئے میرا ادراک ممکن ہو۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جو عینِ شمس کو دیکھنے کا ارادہ کرتا ہے وہ اپنے حاجب پر دیکھنے کیلئے ہاتھ رکھتا ہے۔ اسکا بعض نور اسکی قدرت سے محجوب ہے۔ تاکہ اسکا ادراک ممکن ہو۔ پس میں نے مخلوق پیدا فرمایا۔ اپنے نور کیلئے ازروئے حجاب۔ اور اسکو ادراک کیلئے سبب کیا۔ پس فرمایا کہ میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق بنایا۔ پس پاکی ہے اسے جس نے ظہور کو ادراک، ستر اور حجاب کیلئے مانع بنایا۔ ادراک اور ظہور کیلئے سبب بنایا۔ قطعہ

زہے نور خورشید چرخ بطون * کہ تابد ز ذرات کون از ظہور
از آئنہ انجم آسمان * نماید رخ ذاتِ خورشید نور

ترجمہ: چرخ بطون کے خورشید کا نور کیا خوب ہے کہ ظہور سے کون کے ذرات چمکتے ہیں۔ سورج سے آسمان ظاہر ہوتا ہے۔ ذاتِ خورشید کے رخ کے نور سے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات دائم اور کمالاتِ الٰہی و اسمائے صفاتِ نامتناہی مجموع بالکلیہ حاصل ہیں۔ پھر اس کے باوجود عالم کے ایجاد میں توقف کیوں فرمایا۔ جواب اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اسی طرح ذات مقتضی وہ ہے کہ اس کو پہچانا جائے۔ اور مقتضی ثانی ہوا۔ کہ اس پر جلال کا پردہ مانع ہوا۔ کیونکہ باعثِ پہچان اور سب مشغول نہ ہوا۔ اور امورِ الٰہیہ میں فاعل مختار ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَایَشَاءُ[1] (اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے) یَحکُمُ مَایُرِیْدُ[2] (وہ حکم دیتا ہے۔ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے) توقف ایجاد میں ہے نہ کہ اس کیلئے ہے۔ کہ قدرت ایجادِ امور میں سے کسی امر پر موقوف ہو۔ محصولہ حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ کسی حکمت کے پیش نظر ہے۔ جو کہ اس کی الوہیت میں ہے۔ جس طرح کہ دنیا میں کوئی آدمی کسی کام پر قدرت رکھنے کے باوجود اسے کسی حکمت کے پیشِ نظر چھوڑ دیتا ہے۔ قطعہ

گرچہ یزدان رادر ایجاد جہاں * بود در دریای باطن پر ہوای
لیک بودش انتظار وقت او * تابوقت خویشتن آید بجای

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کیلئے جہاں کا ایجاد دریائے باطن پر تھا۔ لیکن اس کے وقت کا انتظار تھا۔ تاکہ کام اپنے وقت پر آئے۔

جب ارادتِ الٰہی و مشیتِ نامتناہی نے اس عالم کو ایجاد کیا۔ تو اعیانِ اسمائے حسنی کونِ جامع میں جو کہ آدم اور انسان کامل سے عبارت ہے۔ مشاہدہ

---

[1] پ ۱۳ سورہ ابراھیم ۲۷۔ [2] پ ۶ سورہ مائدہ ۱۔

کرنے لگے۔

سوال : عالم کے ایجاد میں کتنی تاخیر ہوئی۔

جواب : عالمِ اسباب ذاتِ آدم کا کمال ہے۔ یہاں تک کہ ان ہی اسباب سے ان کو تمام کمالات حاصل ہوئیں۔ تقدیمِ اسباب تاخیر سبب آدم کیلئے گنج دیگر ہے۔ اور عالم گنجینہ یہاں تک کہ گنجینۂ وجود گنج دیگر نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ اربابِ تحقیق و اسبابِ تدقیق کے نزدیک کائناتِ کبرٰی و موجودات صغرٰی کا مجموع ایک بدن ہے۔ اور آدم اس قلبِ باطن کی ضرورت یہاں تک کہ بدن وجود میں نہیں آتا جب تک کہ قلب اس میں نہ ہو۔ بیت

از بدایت تا نہایت روزگار با موالید ثلثہ * ہر چہ ہست یک تن آمد دل درو آدم بود

ترجمہ : زمانے کے اول سے آخر تک موالید ثلثہ سے جو کچھ ہے۔ ایک تن اس میں قلب آیا تو آدم ہوئے۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے نے پہچانا ہے۔ کائناتِ علوی و سفلی میں بحرِ قدرت سے صدف آیا ہے۔ آدم اس صدف میں ہیں۔ اس لئے وجودِ صدف ہر وجودِ گوہر سے مقدم ہوا۔ قطعہ

زہے دریا گیتی گوہر انگیز * کہ آنزا در نظر ساحل نباشد

صدف در قلزم دریای گیتی * کہ جز گوہر و در حاصل نباشد

ترجمہ : زمانے کا دریا کیا خوب ہے کہ گوہر پیدا کرنے والا ہے۔ کہ اس کی نظر میں ساحل نہیں ہے۔ صدف زمانے کے دریا کی گہرائی میں ہے۔ کہ گوہر و موتی کے سوا حاصل نہیں ہے۔

تقدیمِ آدم کا سبب یہ ہے کہ آپ ابوالاجساد ہیں۔ حضرت نبینا و علی

غیرہ علیہ السلام پر کہ وہ ابو الارواح ہیں۔ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ تخلیقِ جسم روح سے مقدم ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام وجودِ نبوی علیہ السلام کے صدف ہیں۔ اور خاتم اس صدف میں ان کیلئے تا دیر مخفی رہا۔ صدف وجودِ گوہر پر مقدم ہے۔ اور بدایت تا نہایت پستی سے ترقی حاصل کرتا رہا۔ آدم بدایتِ کمال ہیں اور خاتم نہایتِ کمال۔ اور بدایت نہایت پر مقدم ہوتی ہے۔

دیگر یہ کہ محمد ﷺ مظہرِ صفات و اسمائے حق ہیں۔ اور باطن سے ذات ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام دار الملک میں مسجود ملائکہ ہوئے۔

قطعہ

ز دار الملک شاہ وحد تا باو * نیا و ردہ مثال غیر آدم
سراسر ملک کثرت در تصرف * در آوردہ از فیض فیروزہ خاتم

ترجمہ: دار الملک سے شاہ نے ہرگز ان کی طرح غیر آدم کی مثال نہیں لایا ہے۔ ملک کثرت کا گھر تصرف میں اعلیٰ فیروزہ کے فیض سے آیا۔

جب کشفِ اصلی و عقلی کلی مکشوف و معقول ہے۔ کیونکہ ایجاد عالم کی حکمت، اسمائے اعظم کا ایراد، ظہورِ نفوسِ سماوی اور صدورِ انوسِ اراضی علوی و سفلی یہ ہیں کہ خود کو غیر میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اسماء و صفات خود کو مراۃِ ماسوا میں معائنہ کرتے ہیں۔ فنا و عدم حقائقِ الٰہیہ میں جو کہ معلوماتِ علمی سے عبارت ہیں۔ اور نفی و کتم دقائقِ معلومیہ میں جو کہ ماہیاتِ ذہنیہ سے مشعر ہیں۔ (یہ صورت) نہیں ہے۔ بلکہ ابدانِ ظاہر کی صورت میں فنا و عدم ہوتے ہیں۔ اور پیکرِ اعیانِ مظاہر میں نفی و کتم ہوتے ہیں۔ اور تصویرِ صورت، تقدیرِ اشکال، تدویرِ امواج اور ہیاکل سے مالا مال ہیں۔ قطعہ

زہے دریای ذات موج بر موج * کہ پی ہم می برند موج گہر زای

اگر امواج دریا برہم افتد * چہ نقصان گر بود دریای بر جای

ترجمہ: دریائے ذات کے موج پر موج کیا خوب ہے۔ کہ طاقت سے گوہر کو لے جاتا ہے۔ اگر دریا کا موج ٹوٹ جائے تو دریا کے اپنی جگہ ہونے میں کیا نقصان ہے۔

صورتِ آدم و نفوسِ سماوی ان اسباب و آلاتِ اکتساب کے واسطہ سے ظہور صورت کا کمال پاتے ہیں۔ بعد از حصولِ کمال و وصولِ مقصود، مالِ زوال و محالِ نفی اعیانِ ثابتہ کی صُوَر سے حقیقت میں اور صُوَر علمیہ عینیہ کے پیکر میں عدم و فنا متصور نہیں ہے۔ اس وجہ سے اربابِ حقیقت و اصحابِ ذریعت یک وجود و حقیقت ہیں۔ کہ حسن و قبیح سے صُوَر مختلفہ اور ملیح و شریح سے پیکرِ متعددہ ظاہر ہوتے ہیں۔ عالمِ صورت قدم اور قدم معنی عالم جیسی حقیقت ذاتِ واحد ہے۔ اور وحدت اسے لازم ہے۔ کہ اصل اس سے منفک نہیں ہے۔ تعدد و تکثر ازلاً و ابدًا صُوَر مظاہر جانتے ہیں۔ کیونکہ اسمائے حق تعالیٰ مختلف ہیں۔ اور اس کی صفات متکثرہ۔ اور ہر ایک کام میں کسی ایک کیلئے تعطیل جائز نہیں ہے۔ کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ [1] ترجمہ: "اسے ہر دن ایک کام ہے"۔ اس پر لالت کرتی ہے۔ پس صُوَرِ موجودات میں تکثر باقتضائے شانِ الوہیت اور پیکرِ کائنات میں تعدد باقتضائے شانِ الوہیت ہے۔ یہ بحسبِ تبعیتِ صفات ہے نہ بمقتضائے ذات۔

قطعہ

ذات مالا مال دریای بود * کاول و آخر بیک آمدہ

---

[1] پ ۲۷ سورہ رحمٰن ۲۹۔

گرزند امواج دریای بہم * نیست نقصان در بیک سنگ آمدہ

ترجمہ :ذات مالا مال دریا ہوئی۔ دل کیلئے رنگ آیا۔ اگر دریا باہم امواج پیدا کرے۔ ایک پتھر میں آنے سے کوئی نقصان نہیں ہے۔

ذاتِ حق تغیر و تبدیل نہیں رکھتی۔ اور اعیان پر توئے ذاتِ الٰہی ابدان میں متجلی اور فیضِ حق تعالیٰ سے بھی مظاہر کائنات پُر ہیں۔ تجدد و امثال ہر آن میں ایک دوسرے کے متماثل زائد ہوتے ہیں۔ کَمَا قَالَ بَلْ[1] هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ ترجمہ : جیسا کہ فرمایا: ”بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہے“ اگر آنجناب کا فیض یک طرفۃ العین منقطع ہو جائے۔ تو موجودات اسی وقت مرتفع ہو جائے۔ پس تغیر و تبدیل صُوَرِ ظاہرہ میں احسنِ سو سے قبیح کیونکر صادر ہو۔ خاص طور پر صُوَر انسانیہ میں۔

جاننا چاہیئے کہ رنگِ مظاہر اربابِ مناظر پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ روحانیہ ہر گاہ آب و گِل کی خلعت سے پوشیدہ ہے۔ حقیقتِ انسانیہ بحرِ عناصر سے جام لئے نوشیدہ ہے۔ اور وہ صرافت ظاہر کرتے ہیں۔ جو مقتضائے مخلوقیت ہے۔ وجود نے پکڑ کر متمنائے مجعولیت ظاہر کیا۔ خمیر ہوئی جب رنگِ حال کے ساتھ آبِ زلال ظاہر ہوتا ہے۔ اور شرابِ حال نے رنگِ سفال کے بعد لون (رنگ) ظاہر کرنا شروع کیا۔ ظرف کیلئے اعلیٰ سے ادنیٰ کے ساتھ تغیر کرتے ہیں۔ اور مظر وف کیلئے کوئی چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس جگہ رنگ لطافت کا تقاضا کرتا ہے۔ وگرنہ معاذ اللہ حقیقت عَلٰى مَاهِيَ عَلَيْهِ فِيْ حَدِّ نَفْسِهَا وَ حَقِيْقَتِهَا ایسی ہی ہونا ثابت ہو گا۔ قطعہ

---

[1] پ ۲۶ سورہ ق ۱۵۔

زہے خورشید حسن لایزالی * کہ نور او نباشد در کم و بیش
چو رنگ آب از الوان ظرف است * کم و بیش آمدہ از مظہر خویش

ترجمہ: حسن لایزالی کا خورشید کیا خوب ہے کہ اس کا نور کم و بیش میں نہیں ہوتا۔ جب الوانِ ظرف سے آب کا رنگ ہے۔ تو اپنے مظہر سے کم و بیش آیا۔

تکریمِ نوعِ انسانی و تقدیمِ صنفِ جسمانی جس کا مفہوم وَلَقَدْ کَرَّمْنَا[1] بَنِیْ آدَمَ۔ ترجمہ: (اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی) سے پیوست ہے۔ اور تعظیم جنسِ ہیولانی و قامیم انفسِ روحانی جو کہ قُدْسِیَۃُ الْاِنْسَانِ بُنْیَانُ الرَّبِّ (انسان کا قدسیہ بنیانِ رب ہے) سے معلوم شدہ ہے۔ بحسبِ صورت ہے۔ یا بمعنی از روئے صورت نہ ہو۔ کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا[2]۔ ترجمہ: ''انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے''۔ مانع ہے۔ اور خوئے معنویہ سے بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اِنَّہٗ[3] کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلاً۔ ترجمہ (بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے) دافع ہے۔ پس اس کی مکرمیت (انسان) بحسبِ صورت ہے۔ اور بسببِ معنی بین الوجوب والامکان جامع ہے۔ اگرچہ ہمہ کائنات کا مظہر اور جمیع صفات الٰہیت کا مطلع ہے۔ اور جس کی یہ شان ہو وہ مکرم ہوتا ہے۔

شرف نوعِ عنصری روح قدس سے عبارت ہے۔ اور یہ بِالْحَقِّ الْعُلٰی الْاَعْلٰی اقرب الاشیاء ہے۔ وَکُلُّ مَا اَقْرَبُ بِاللّٰہِ فَھُوَ اَتَمُّ وَاَکْرَمُ وَ اَشْرَفُ عَلٰی جَمِیْعِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ ترجمہ: ''اور ہرہ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے جمیع پیدا کردہ پر اتم، اکرام اور اشرف ہوگا''۔ اور اس کی اقربیت

---

[1] پ ۱۵ سورہ اسرا ۷۰۔ [2] پ ۵ سور نساء ۲۸۔ [3] پ ۲۲ سورہ احزاب ۷۲۔

کے چند اسباب کہتے ہیں۔

اول چیز جسے حق تعالیٰ نے نورِ ذات سے خلق فرمایا۔ روحِ انسانی ہے۔ کیونکہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِیْ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا فرمایا) اسی سے عبارت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اقربیت کی دلیل بناتے ہیں۔ اور اشیائے موجودہ و اسمائے پیمودہ اس کے وجود کے واسطہ سے موجود ہوئے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ وَلَمْ اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ فرماتا۔ اور اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا"۔ دیگر تمام مکنونات امرِ کُنْ سے وجودیافتہ ہیں۔

نفسِ انسانی تخمیرِ سبحانی سے مخمر ترین ہوا۔ یہ جمال[1] و جلال سے عبارت ہے۔ قدرت وایجاد امر سے فعل و صفت تک بہت تفاوت ہے۔ تخلیق عالمِ کبری چھ روز میں ہے۔ اور تخمِ نفسِ انسانی چالیس روز میں۔

اور ثانی تخلیق ذاتی میں الٰہیہ سے مرتبہ اس میں کمالِ حال قرب و عزت ہے۔ ظہورِ موجودات و صدورِ کائنات مشاہدہ الٰہی و معائنہ نامتناہی کیلئے صفتِ جمال سے ہے۔ کہ جمال و جلال سے تصادم لِقَوْلِهٖ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ (میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی) قطعہ

زہے ذات توحید و اسمای او * کہ بی ہم نماید جلال و جمال
بہم بہر دو دستند در کاروبار * یمین دست برد از یسار ہمال

ترجمہ: کیا خوب ہے ذاتِ توحید اور اس کے اسما کہ جمال و جلال ظاہر ہوتے ہیں۔ کاموں میں ہر دو پہلو ہیں۔ سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ کی مثل نکلا۔

---

[1] جمال و جلال پر حاشیہ اسی مکتوب کے اجمالی تعارف کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

جلال پر جمال رجحان رکھتا ہے۔ صفت جمال و جلال کی محبت اس کی تمام عالی صفات میں سے ہے۔ اور صفت قہر و لطف کہ اس میں تمام متقابلات و آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور تعطیل ہرگز نہیں ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ۔ ترجمہ: (جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے ہر دن ایک کام ہے) اس ذات کے پردہ غیب کے سر میں ہمیشہ تقاضائے جلال اور دائم سراچہ (چھوٹا خیمہ) سر میں مخفی ہے۔ قطعہ

زہے خورشید چرخ غیب مطلق * کہ تابد در سحاب سر و افغای
نمی خواہد کہ نور از پر توغیب * درخشاند بروں از حجلہ اسمای

ترجمہ: غیب مطلق کے آسمان کا خورشید کیا خوب ہے۔ کہ بادل میں سر و اخفا چمکتا ہے۔ نہیں چاہتا کہ پر تو کے غیب سے نور ان پر حجلہ غیب سے چمکے۔

تمنائے جمال وہ ہے کہ جو عرصہ ظہور میں اپنے اسماء و صفات کو بر سبیل مراد دیتی ہے۔ اور قرصہ صدور میں اپنے الطاف کو بر تفصیل ایراد دوام دیتی ہے۔ قطعہ

زہے دارای اقلیم جمالی * کہ باشد ہر زمان او فلوہ آرای
بلی خورشید را عادت چنانست * کہ نور افشاں بود ہر روز ہر جای

ترجمہ: پالنے والے کا اقلیم جمالی کیا خوب ہے۔ کہ اس کا ہر زمانہ جلوہ آرائی ہے۔ کیوں نہیں خورشید کی ایسی ہی عادت ہے۔ کہ اس سے ہر روز ہر جگہ نور پھیلتا ہے۔

تقاضائے صفتین و تمنائے اسمین اپنی مراد سے ثابت و لازم کوئی ایک

نہیں لاتے۔ اب ظاہر ہوا کہ تقاضا ہر دو صفت جمال و جلال کے جاننے پر موقوف ہے۔ جمال اس سے عبارت ہے کہ کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہ رہے۔ چند اسماء و صفات کے ظہور کے علاوہ تمام اسماء و صفات صدور و ظہور میں نہیں پائے جاتے۔ ان کے صدور پر کہ ذاتِ حقیقت اس میں مدرک و مشہود افراد میں سے کوئی فرد مکمل نہیں ہوتا۔ اور غیب ہویت اس کے مفہوم و معلوم احاد میں سے کسی احد کو مکمل نہیں ہے۔ جمال و جلال اس میں ہیں۔ قطعہ

زہے اقتضائے جمال الہ * کہ نہفت ہیچ از صفات خدای

ہمہ چیز ظاہر نمود از بطون * ولیک از جمالش نماید خفای

ترجمہ: جمالِ الہ کا اقتضا کیا خوب ہے۔ کہ خدا کی صفات میں کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ تمام چیزیں بطون سے ظاہر ہوئیں۔ لیکن اس کے جمال سے خفا ظاہر ہوئی۔

اور جلال اس سے عبارت ہے کہ حق تعالیٰ کی تمام صفات ذات عالی صفات کے مسطوق میں پنہاں ہوں اور تمام کائناتِ مطلق والی حضرت غیب میں معالی نعات خفیاں ہوں باوجود اقتضائے خفا کے۔ اور معائنہ لایدر کیلئے اس میں مشاہدہ کسی چیز کی معرفت کے لائق نہ ہو۔ اصحابِ عرفان کچھ مایطیق حالت معائنہ میں اربابِ وجدان سے ظاہر کرتے ہیں۔ اور عرفان و وجدان کے جاننے میں ممتاز ہوتے ہیں۔ تمام بشر سے یہ جمال و جلال ہیں۔ قطعہ

زہے تابش آفتاب جلال * کہ ادراک سوزد بنور شعای

نماید ز چیزی کہ بر عارفان * جمال جلال آمد از اقتضای

ترجمہ: آفتابِ جلال کی چمک کیا خوب ہے۔ کہ اس کے نور کے شعا

سے ادراک جلتا ہے۔ عارفوں پر جو چیز ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اقتضا سے جمال و جلال سے آتی ہے۔

حق تعالیٰ طالبانِ خدا میں سے ہر طالب کیلئے یہ وصول اور ہر سالکانِ رضائے الٰہی میں سے یہ حصول موصل فرمائے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِہِ الْاَمْجَادِ۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

۴۲واں مکتوب

(رجال الغیب اور اس کے التزام کا طریقہ اور
حضرت خضر علیہ السلام کے کچھ اوصاف کا بیان)

برادر اعز سالار صیف الدین وثّق اللّٰہُ تعالٰی بِناءَ اِسلَامِہٖ (اللہ تعالیٰ ان کے اسلام کی بناء کو مظبوط فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے امارت آمیز و ثنائے عمارت انگیز قبول فرمائیں۔ آں برادر کے خط میں بنائے قصبہ اپچولی کے استحکام' بنائے عرصہ دنولی کے اہتمام' کو جوار سے اس عمارت کے سبب تفرقہ اور کبرۂ دیار سے اس امارت کے موجب تہلکہ سے متعلق جو استفسار ہے۔ وہ وضاحت کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

اے بھائی سرورِ معمارِ آن معمورۂ ربع مسکون ورہ دارانِ ربع مرہون علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ نِیَّۃُ الْمُوْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔ ترجمہ: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ جب آن برادر کی نیت میں قصبہ کی عمارت سے متعلق خلوص ہے کہ وہاں مسلمین و مسلمان کے اجتماع کیلئے ہے۔ اور خاص طور پر کہ وہ عمارت ارتباعِ مؤمنین و مومنات کیلئے باعثِ رفاہیت ہے۔ تو کوئی تفرقہ اس عمارت کے اہتمام میں نہ ہونا چاہیئے۔ اور اصلاً اس کے اتمام میں روئے اندیشہ ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس قصبہ کی بناء کے زمانے میں فقرائے علائیہ و صحبائے خالدیہ کا گذر ہوا۔ تو اس بنائے بینہ کے انتظام اور اس منارِ سینہ کے اہتمام کیلئے درویشانِ سلسلہ چشتیہ و نیک کیشان زمرہ سرشتیہ نے فاتحہ خوانی کی۔

قطعہ

کسے کو باصحاب صدق و صفا * پناہیدہ درکار ہر دوسرای
امیداست کہ ہر کارا و در دوجہاں * برآرد بلطف و عنایت خدای

ترجمہ: جس دانا کو اصحاب صدق و صفا نے ہر دوسرا کے کام میں پناہ دیا ہو۔ امید ہے کہ اس کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے لطف و عنایت سے دو جہاں میں بر آئیگا۔

اخوئے محترم کیلیئے واضح رہے کہ مہماتِ دینی و دنیاوی صاحب اقتدار جو کہ اسے صوری و معنوی عمارتوں کے دہاگوں میں پَروتا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ کاروبار روزگار اشیاء و اخیار عرصہ ادوار تین سو ساٹھ مردانِ رجال الغیب اور ساٹھ عمالِ لاریب کے دست پر ہیں۔ کیونکہ یہ سب نہگانِ بارگاہِ الٰہی و برگزیدگانِ نامتناہی ہیں۔ قطعہ

جہاندار و جہاندارای شاہی * کہ دارد سیصد و باشصت اخیار
خدا را در جہاں ارباب کارانذ * کہ گیتی را دہند اجرا روا دوار
نہ از گردون بیارد قطرہ ابی * نہ ازروئے زمین روید گل و خار
ظفر بر کافران ہر گز نباشد * مسلمانان بہم در جنگ و پیکار
نہ نیسان در دہد در گوش دریا * نہ کان جوہر زسنگ آرد پدید دار
نہ خورشید از تنور مشرق خویش * بر آرد کردہ چوں ماہ کردار
نہ جنگ ساز داران بقا نون * نہ ناہید آورد در ساز یکتار
نہ سیر آرد بہم ہر ہفت گردون * نگرد و ہفت سیارہ ہموار
رجال الغیب تا باہم نیایند * بہ پیش صاحب سیصد بشصت آر
کہ آں غوث آمدہ صاحب خلافت * بہ از خورشید و قطب چرخ پرکار

باستصواب قطب چرخ گیتی * ہمہ مردان غیب و شاہد آثار
کنند کار ہمہ در روئے گیتی * با مردائر دوران دوار
زانفاس سر مردان غیب است * کہ میکرد و فلک بر ارض ہموار
بد نیساں پر تو اعضای غوثند * بد نیادر مثال غوث ہر کار
چہ این ارض و سما از ہر چہ باشد * بانیان استقامت دارد از دار
مزن اشرف نفس از سر مردان * کہ مرد آنست کو باشد سپہدار
رجال الغیب بر حاضر سپاہند * سپہدار سپہدار سپہدار

ترجمہ : جہاندار اور جہاں کے پالنے والے شاہ کہ تین سو ساٹھ اخیار رکھتا ہے۔ خدا کیلئے جہاں میں اربابِ کار ہیں۔ کہ زمانے کو اجرائے رواد یتے ہیں۔ نہ آسمان سے پانی کا قطرہ آتا ہے۔ نہ روئے زمین سے گل و خار۔ کافروں پر مسلمانوں کیلئے جنگ میں ہر گز کامیابی نہیں ہے۔ نہ نیساں[1] گوشِ دریا میں موتی دیتا ہے۔ نہ سنگ سے جوہر کی کان ظاہر ہوتی ہے۔ نہ سورج مشرق سے طلوع ہو سکتا ہے۔ نہ چاند چمک سکتا ہے۔ نہ بقا کی جنگ لڑنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔ اور نہ ناہید ظاہر ہوتی ہے۔ اور نہ ہفت آسمان میں باہم ہفت سیارہ سیر کر سکتا ہے۔ جب تک کہ رجال الغیب باہم نہ لائیں۔ تین سو ساٹھ تن کے سامنے تو معاملہ لا۔ کہ وہ غوث صاحب خلافت ہوا ہے۔ خورشید اور قطبِ آسمان کے خامہ ہیں۔ قطبِ چرخ سے زمانے کا استصواب ان تمام مردانِ غیب اور شاہدِ آثار سے

---

[1] ۔ نیسان ساتویں رومی مہینے کا نام ہے۔ جو ہندی کے ماہ چیت اور عیسوی کے ماہ اپریل سے ملتا ہوا ہے۔ اس مہینے میں سورج برج حمل میں ہوتا ہے۔ اور یہ بہار کا مہینہ ہے۔ اس مہینے کے مینہ کو بھی نیساں ہی کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس مہینے کی بارش کے قطروں سے سیپوں میں موتی بنتے ہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

ہے۔ زمانے میں کام کرنے والے دائرِ دوراں کے حکم سے کرتے ہیں انفاس سر سے مردانِ غیب ہیں۔ کہ فلک اور ارض کا استقرار ان ہی سے ہے۔ نہ (ماہ) نیساں غوث کے اعضا کا پر تو ہے۔ نہ کاموں میں مانندِ غوث ہے۔ اس زمین و آسماں میں جو کچھ ہے۔ ان کی استقامت سے باقی ہے۔ اشرف سر مردان سے نفس نہ مار۔ کہ مردان وہ ہے جو سپہ سالار ہو۔ رجال الغیب حاضر پر سپاہ ہیں۔ سپہ سالار، سپہ سالار، سپہ سالار۔

یہ رجال الغیب و مردانِ لاریب طبقہ طبقہ ہیں۔

طبقہ اول: وَهُوَ الْقُطْبُ وَاحِدُ، الَّذِيُ مَوْضِعُ نَظَرِ.اللّٰهَ تَعَالٰی مِنَ الْعَالَمِ فِيُ كُلِّ زَمَانٍ وَّجَمِيْعِ اَوَانٍ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ الْقُطْبُ الْكُبْرٰی هِيَ مَرْتَبَةُ قُطْبِ الْاَقْطَابِ وَهُوَ بَاطِنُ نُبُوَّةٍ ﷺ اَمَّا الْقُطْبُ وَقُطْبُ الْكُبْرٰی وَقُطْبُ الْاَقْطَابِ وَقُطْبُ الدَّائِرِ وَ نُقْطَةُ دَائِرِهٖ وَاِنْسَانُ الْكَامِلِ وَ الْجَهَانُ جِيُر يُقَالُ بِالْفَارِسِيَّةِ "جهانگير" كُلُّهُمْ عِبَارَةٌ، عَنْ ذَاتٍ وَاحِدٍ وَ عُنْصُرٍ فَرْدٍ وَهُوَ الْغَوْثُ فَلَا يَكُوْنُ اِلَّا الْوَرَثِيَّةُ الْاِخْتِصَاصُ وَ الرُّتْبَةُ الْاِمْتِنَاصُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْاَكْمَلِيَّةِ فَلَا يَكُوْنُ خَاتَمُ الْوِلَايَةِ وَقُطْبُ الْاَقْطَابِ اِلَّا عَلٰی بَاطِنِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ۔

ترجمہ: پہلا طبقہ اور وہ قطب واحد ہے۔ جو ہر زمانے اور جمیع اوان میں عالم کی نگرانی فرماتے ہیں۔ اور وہ قلبِ اسرفیل علیہ السلام پر ہیں۔ قطب کبرٰی یہ مرتبہ قطب الاقطاب ہے۔ اور وہ باطن نبوت ﷺ ہیں۔ قطب، قطبِ کبری، قطب الاقطاب، قطبِ دائرہ، نقطہ دائرہ، انسانِ کامل اور جہان جیر جسے فارسی میں جہانگیر کہا جاتا ہے۔ ہر ایک ذاتِ واحد و عنصر فرد سے عبارت ہے۔ اور وہ غوث

ہیں۔ پس وہ ورثیتِ اختصاص اور رتبۂ امتناص علیہ السلام بالا کملیت ہیں۔ اور خاتم ولایت نہیں ہوتے قطب الاقطاب باطن خاتم نبوت پر ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی ثَلٰثُمِائَةٍ وَّ سِتِّيْنَ نَفْسًا قُلُوْ بُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ عليه السّلام وَلَهٗ خَمْسَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ جِبْرَئِيْلَ عليه السّلام وَلَهٗ ثَلٰثَةٌ قُلُوْ بُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مِيْكَائِيْلَ عليه السّلام وَلَهٗ وَاحِدٌ قَلْبُهٗ عَلٰى قَلْبِ اِسْرَافِيْلَ عليه السّلام كُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَ كُلَّمَامَاتَ عَنْ ثَلٰثَةٍ وَاحِدٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ مِنَ الْخَمْسَةِ وَكُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ مِنَ الْخَمْسَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ مِنَ السَّبْعَةِ وَكُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ السَّبْعَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ وَكُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَرْبَعِيْنَ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ مِنَ الثَّلٰثِمِائَةِ وَ كُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ الثَّلٰثِمِائَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ مِنَ السِّتِّيْنَ وَ كُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ السِّتِّيْنَ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ مِنَ الْعَامَّةِ بِهِمْ يَرْفَعُ الْبَلَاءَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک تین سو ساٹھ مردان ہیں جن کے قلوب حضرت ابراھیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ ان میں سے پانچ کے قلوب حضرت جبرائیل کے قلب پر ہیں۔ ان میں سے تین کے قلوب حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ اور ایک کا قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے۔ جب ان میں سے ایک کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے۔ جب ان تین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو پانچ میں سے ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے۔ جب ان پانچ

میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو سات میں سے کسی ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے۔ جب ان سات میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو چالیس میں سے کسی ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے۔ جب چالیس میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو تین سو میں سے کسی ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے۔ اور جب تین سو میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو ساٹھ میں سے کسی ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے اور جب ساٹھ میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو عام صالحین میں سے کسی ایک کو ان کی جگہ کر دیتا ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس امت سے بلاء رفع فرماتا ہے۔

شیخ الاسلام السامانی الامثانی شیخ علاؤ الدولہ[1] السمنانی (رحمۃ اللہ علیہ) عروہ الوثقی میں ایسا ہی فرمایا ہے۔ کہ ان سب کیلئے زمان و مکان کی طی ہے۔ پانی کی سطح پر چلتے ہیں۔ لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ مختصر سی جگہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اہل شہادت سے مملو ہوتے ہیں۔ اس فقیر نے ان سب سے وعدہ لیا ہے کہ میرے وصال کے بعد روح آباد (کچھوچھہ مقدسہ) میں مجتمع ہونگے۔ ہر ایک نے اسے قبول کیا۔ جب ان میں سے کوئی ایک دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ فرماتے ہیں۔ تو دوسرے کو وصیت کر جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر طبقہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک صاحب طبقہ دوسرے صاحب

---

[1]۔ حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمنانی و سامانی علیہ الرحمۃ نے اپنی خورد سالی میں حضرت شیخ سے تربیت حاصل کی تھی۔ جس کا تذکرہ لطائف اشرفی میں موجود ہے۔ آپ کا نام احمد، لقب رکن الدین علاؤ الدولہ اور والد ماجد کا نام ملک شرف الدین ہے۔ آپ ماہ ذی الحجہ ۶۵۹ھ میں ہلاکو خان کے عہد میں پیدا ہوئے۔ اور ماہ رجب المرجب ۷۳۶ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ قطب زماں عماد الدین عبدالوہاب کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ ۱۲ اشرفی۔

طبقہ کیلئے اہتمام ظاہر فرماتے۔ روح آباد کی امکنہ اراضی کو میں نے ہر ایک کیلئے تقسیم کر دیا۔ تا کہ بوقت معین سر ہنگانِ درگاہ الٰہی و بانی مبر ہن بر گزیدانِ بارگاہ نامتناہی باہم اجتماع ظاہر کریں۔ قطعہ

درون سرا پردہ ز رنگار * کہ باشد چو پرکار دوران نمای
بجرد چناں نقطہ و مرکزش * چو پرکار کرد ندہر یک بپای
بود جای ہر کس بدورش یقین * بوقتی معین در آیند بجای
پی یک دگر چوں در آیند بہم * وصیت کنند جای ہر کس برای
امیداست کہ پی ہم حریفان من * بوند تا قیامت منازل کرای
اشرف از خدا خواستہ ایں مراد * خدا داد برداد کردم ثنای
کسے را کہ باشد دریں رہ گذر * نیارد بخاطر یکی از دورای
دلیل از بخواہی تعیشون بہ بین * بخواں از سر دفتر انبیای

ترجمہ: گھر کے اندر زرنگار کا پردہ کہ جب حلقہ ظاہر ہو۔ نقطہ اور مرکز ایسا کیا کہ حلقہ میں سے ہر ایک اپنا قدم رکھ سکتا ہے۔ ہر شخص دور اندیش یقین کے ساتھ اس جگہ ہو۔ بوقت معین اس جگہ میں آئیں۔ وہاں رہ کر قدم جمائیں۔ ہر شخص دوسرے کیلئے وصیت کرے۔ امید ہے کہ قیامت تک میرے حریفان بھی منازل طے کرینگے۔ اشرف نے خدا سے یہ مراد چاہی۔ خدا نے عطا فرمایا اور میں نے اس عطیہ پر ثنا کی۔ جو کوئی اس رہ گذر میں ہو۔ کوئی بھی گردش میں نہیں آئیگا۔ زندگی کی دلیل تو چاہتا ہو تو سر دفتر انبیاء سے تو پڑھ۔

ان سب کا بدن کسی کے بدن سے مساس نہیں کرتا۔ اگر دو شخص کے درمیان چلیں تو ان دو شخصوں سے بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ان سب کا سایہ مرئی

نہیں ہوتا ہے۔ باواز بلند قرآن پاک تلاوت فرماتے ہیں وجد آتا ہے۔ محفل سماع میں آتے ہیں۔ کوئی ان کو محسوس نہیں کر سکتا خسیس سے نفیس بناتے ہیں۔ محتاجوں پر ایثار کرتے ہیں۔ بلا درنگ سکون میں متردد ہوتے ہیں۔ ہر سال دو بار جمع ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ روزِ عرفہ میدانِ عرفات میں اور ایک بار رجب المرجب میں۔ جس جگہ ان کو مامور کیا گیا ہو وہاں جمع ہوتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زمانِ اقدس میں بُدَلاءِ سبعہ میں سے تھے۔ اہل شہادت سے کوئی شخص ان کو پہچان نہیں سکتا۔ سوائے ایک شخص کے۔ جب اس شخص کا انتقال ہوتا ہے تو دوسرا ان کا مصاحب ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ واسطہ تھے۔ ان کی طرف سے سلام نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کا سلام ان تک پہنچاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے نزدیک جمع ہوتے تھے۔ آپ سے علم کتاب و سنت اخذ فرماتے تھے۔ آپکی امامت میں نماز ادا فرماتے تھے۔ حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے بھی ان کو نہیں پہچانا۔ ان کو صحبتِ نبی ﷺ کیلئے اپنے زمانے میں حکم فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانِ اقدس میں قطب ابدال و مردانِ غیب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت عصام قرنی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انکے وصال کے بعد ابن عطاء احمد رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ ازدینی جو کہ مکہ و یمن کے درمیان ہے۔ ہمارے قطبِ ارشاد ہیں قلبِ محمد ﷺ پر ہوتے ہیں۔ نظر حدی چنانچہ قطبِ ابدال و مردانِ غیب نظرِ سہیل ہر ولایت میں قطب ہوتے ہیں۔ اور یہ قطب' قطب الاقطاب کے علاوہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے سے اس فقیر کے زمانے تک انیس (۱۹) قطب ہوئے ہیں۔ امام محمد

بن امام حسن العسکری علیہما الرحمۃ اکثر کے قول کے مطابق ابدال ہوئے ہیں۔
جب اس زمانے کے قطب علی بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ ان کو ''شونیزیہ'' میں دفن کیا گیا۔ امام محمد قطب ہوئے اور انیس (۱۹) تک اس منصب پر قائم رہے۔ پس جب ان کا انتقال ہوا تو انھیں مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد عثمان بن یعقوب قطب ہوئے۔ پس قطبیت احمد خورد کی اولاد عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف منتقل ہوئی۔ اور زیادہ تر اکابر متقدمین احفاد عبدالرحمٰن سے ظاہر ہوئے۔ ولایتِ ملتان میں رہے۔ اور اکثر اولادِ اہل قریش ملتان میں ہیں۔ جناب شیخ عماد الدین اسماعیل بن صدر الدین اسدی قرشی جو کہ بعد از حضرت شیخ رکن الدین صاحبِ سجادہ ہوئے۔ وہ بھی اسی طرح فرماتے ہیں۔ قبور اقطاب' غیر اقطاب سے پنہاں رہتی ہیں۔ مگر وہ قبور درویش و حضرت غوث الثقلین قدس اللہ روحہ اور چند دیگر سے پنہاں نہ تھیں اور نہ ہیں۔ سال میں ایک بار اس کی زیارت کرتے ہیں۔ جو ان کا طالب ہوتا ہے۔ ان سے گریز کرتے ہیں۔ ایک جگہ مقیم نہیں رہتے مگر خستہ ہوتے ہیں۔ معالجت کرتے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ نکاح کرتے ہیں۔ اس سے قبل کہ وہ ابدال ہوتے ہیں۔

آیا ہے کہ قطبِ روزگار نے مولانا تقی الدین سے فرمایا کہ وہ ابدال میں آجائیں۔ کیونکہ بدلاء سبعہ میں سے ایک کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہر گاہ کہ ان کے گھر میں ابدال پہنچے۔ اور اس منصب کیلئے استدعا کی آپ نے ان سے کہا کہ اپنے منکوحہ صالحہ سے استفسار کر لیں۔ کہ وہ کیا کہتی ہیں۔ جب منکوحہ سے استجازت لی تو فرمایا کہ ابدال کس طریقے پر رہتے ہیں۔ صاحبِ گھر بار رہتے ہیں یا نہیں۔ حضرت شیخ تقی الدین نے استفسار کیا۔ تو بدلاء نے جواب دیا۔ گفت و گوئی اور

جست و جوئی کا سلسلہ جاری ہوا۔ اپنی منکوحہ کے پاس گئے اور ان کو بتایا کہ یہ طائفہ بے خانماں (گھربار) رہتے ہیں۔ بی بی نے کہا کہ ہم تو مردم خانماں رکھتے ہیں۔ اور خانماں کی صحبت رکھتے ہیں۔ بر سر قصہ کہ قطب طویل العمر ہوتا ہے۔ کبھی بعطائے کبری حضرت خضر[۱] و حضرت الیاس علیہما السلام کی صحبت رکھتے ہیں۔ اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ خاص طور پر جمعہ کے دن۔

حضرت خضر[۲] علیہ السلام کا نام ملکان ہے۔ اور آپ کی کنیت ابو العباس ہے۔ حوالی شیر میں متولد ہوئے۔ حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے جد کے چچا تھے۔ ان کی نسب یوں ہے۔ ملکان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام و الیاس بن سام بن نوح اور خضر و الیاس باہم کتب شرعیہ کا مطالعہ فرماتے ہیں۔ اور شریعت میں متابعت رکھتے ہیں۔ اور حضرت خضر علیہ السلام پیغامبر علیہ السلام سے حدیث کی روایت بے واسطہ فرماتے ہیں۔ آپ یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ بنی شیبہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں تشریف فرماتھے۔ اور بہت سے صحابہ دشمن کی جانب سے ایذا رسائی کے سبب سے محزون

---

[۱] انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں سے چار انبیاء ایسے ہیں جنھوں نے اب تک موت کا مزہ نہیں چکھا۔ ان میں سے دو روئے زمین پر ہیں۔ یعنی حضرت خضر و حضرت الیاس علیہما السلام۔ اور دو آسمان پر ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس علیہما السلام۔ ۱۲ اشرفی۔

[۲] خضر کو تین طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے۔ (۱) خِضَر خا کے زیر اور ض کے زبر کے ساتھ۔ (۲) خِضْر خا کے زیر اور ض کے سکون کے ساتھ۔ (۳) خَضْر خا کے زبر اور ض کے سکون کے ساتھ۔ ۱۲ اشرفی۔

تھے۔ کہ پیغامبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مَامِنْ مُّوْمِنٍ یَقُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلَّانَضَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ وَ نَوَّرَہٗ۔ ترجمہ : کوئی مومن صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نہیں کہتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہرا بھرا اور منور فرما دیتا ہے۔

اور آپ (حضرت خضر علیہ السلام) یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت الیاس علیہ السلام پیغامبر حضرت اشموئل علیہ السلام کے پاس تھا۔ کہ دریا کے کنارے ان کے دو اصحاب پر دشمن غالب ہو رہا تھا۔ کہ حضرت شموئل علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ کر حملہ کریں۔ جب یہ پڑھ کر ان لوگوں نے حملہ کیا تو دشمن مغلوب ہو گیا۔ انھیں دریا میں پھینک دیا۔ کثرت سے یہ دعا پڑھتے۔ یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ یَالَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْيِ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ۔

۱۲ےھ میں مدینہ منورہ میں حضرت خضر علیہ السلام موجود تھے۔ کچھ لوگ آپس میں لڑنے لگے۔ اسی دوران ایک پتھر آکر آپ کے سر پر لگا۔ جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ اور تین ماہ تک ورم رہا۔ درویشانِ زمانہ و قطبِ وقت اور دیگر اصحاب عیادت کیلئے آتے رہے۔ حق تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے ظہور سے پہلے سو سال میں ان کے دانتوں کی تجدید فرماتا تھا۔ لیکن بعد از ظہور آنحضرت ﷺ ایک سو بیس سال میں ان کے دانتوں کی تجدید فرماتا ہے۔ اور اب تک سات مرتبہ تجدید ہو چکی ہے۔ کَذَا فِیْ جَامِعِ الْوُصُوْلِ اَلْخِضْرُو وَھُوَ بَلْیَانُ بْنُ مَلْکَانَ قِیْلَ ھُوَ کَلْیَانُ بْنُ مَلْکَانَ۔ جامعِ وصول میں اسی طرح ہے۔ خضر ان کا نام بلیان بن ملکان ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام کلیان بن ملکان ہے۔

حضرت علاؤالدولہ (رحمۃ اللہ علیہ) ''عروۃ الوثقی'' میں حضرت خضر

علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی مجلس میں بیٹھو تو یہ کہو۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ایک فرشتہ کو موکل بناتا ہے کہ وہ کسی کی اس مجلس میں غیبت نہ کرے۔ جب محفل سے اٹھے۔ تو یہی دعا پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ایک فرشتہ کو موکل بناتا ہے کہ کوئی شخص اس کی غیبت نہ کرے۔

اگرچہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی باتوں سے انکار کرتے ہیں۔ فقیر نے ان کی خدمت میں بحث معقول و منقول کی غرض سے اشارہ کیا۔ اور اصطلاحاتِ کاشی میں خضر اور الیاس علیہما السلام کا دیگر معنی بتایا گیا ہے۔ اَمَّا کَوۡنُ الۡخِضَرِ عَلَیۡہِ السَّلَامُ شَخۡصًا اِنۡسَانِیًّا بَاقِیًا مِّنۡ زَمَانِ مُوۡسٰی علیہ السلام اِلٰی ھٰذَا الۡعَبۡدِ وَ رُوۡحَانِیًّا یَتَمَثَّلُ بِصُوۡرَتِہٖ لِمَنۡ یَّرۡشُدُہٗ۔ ترجمہ: اگرچہ حضرت خضر علیہ السلام وہ شخص انسان باقی جو حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے سے اس عبد تک ہیں۔ اور ازروئے روحانی اپنی صورت سے متمثل ہو کر جو رہنمائی چاہتا ہو اس کیلئے رہنمائی فرماتے ہیں۔

فقیر محقق عندی شیخ الاسلام صدر الدین قونوی "تبصرۃ المبتدا و تذکرۃ المنتہا" میں فرماتے ہیں۔ کہ وجودِ خضر علیہ السلام عالم مثال میں ہے۔ حضرت شیخِ اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ وجودِ خضر علیہ السلام کے قائل ہیں۔ فتوحاتِ مکیہ کے بابِ ہشتم میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو العباس عُرَیبی نے مجھ سے اس طرح کا کلام فرمایا لیکن میں نے قبول نہیں کیا۔ جب مجھے وجد آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے۔ کہ شیخ ابو العباس کیلئے فلاں سخن میں مسلّم رکھتا ہے۔ حال سے میں واپس ہوا۔ اور شیخ کے پاس پہنچا اور

عرض کی کہ اب خضر علیہ السلام جو کچھ بھی ارشاد فرمائیں گے میں قبول کرلوں گا۔ پچھلی باتوں کے بارے میں بابِ توبہ مفتوح ہے۔ فرمایا کہ قبولِ توبہ واقع ہے۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ[1]۔ ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے''۔ جب آں برادر کو اعدائے دین پر استعانت و شدتِ راہ میں استغاثت ہو تو اس طریقے پر احوالِ رجال الغیب واعمالِ لاریب مسوّدہ کرنا چاہیئے کہ تمام مہمات و جملہ واقعات میں رجال الغیب و عمال الغریب سے پشت پناہی حاصل کرے۔

التزامِ رجال الغیب کا پہلا طریقہ

رجال الغیب سے جملہ مہمات میں التزام کا طریقہ یہ ہے کہ بعد از ادائے وظائف صبح و شام واجرائے لطائفِ شام دائرہ رجال الغیب پر نگاہ کرے کہ کس طرف رجال الغیب ہیں۔ جس طرف وہ سب ہوں۔ اُس طرف رخ کر کے یوں کہے۔

يَااَرْوَاحَ الْمُقَدَّسَةِ وَ يَاشَبَاحَ الْمُنَوَّرَةِ

يَارِجَالَ الْغَيْبِ وَ عَمَّالَ الْغَرِيْبِ

اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ وَّ انْظُرُ وْنِيْ بِنَظْرَةٍ

اُس وقت بتوجہ تمام و بتوسل تام ان کی طرف ہو جائے۔ اور آخر میں ان کی طرف پشت کرے۔ اور اُس وقت یہ تصوّر کرے کہ ہم نے کسی پر اعتماد

---

[1] پ ۲۸ سورہ ممتحنہ ۴۔

کیا ہے۔ اور اس اعتماد پر اپنے آپ کو تھوڑا سا عاجز بنائے۔ اسی طرح ہر روز رجال الغیب کی ملازمت کرے۔ جس نیت کیلئے بھی چاہے رجال الغیب[1] سے مدد لے۔ محافلِ ملوک ہو یا مجلسِ اہل سلوک قضات و مدارس ہو یا محل دعوتِ اسمائے عظام ہو۔ ہر ایک کیلئے ملازمتِ رجال الغیب اپنائے۔

التزامِ رجال الغیب کا دوسرا طریقہ

کچھ اکابرِ دین نے فرمایا کہ جو وقت بھی میسّر آئے۔ رجال الغیب کی طرف رخ کر کے سات مرتبہ پیغمبر علیہ السلام پر یہ درود پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِىِّ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ
عَدَدَ النُّجُوْمِ فِى السَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ الْطَّافِكَ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ.

اس کے بعد یوں کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا رِجَالَ الْغَيْبِ يَااَرْوَاحَ الْمُقَدَّسَةِ
اَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ وَّ انْظُرُوْنِىْ بِنَظْرَةٍ بِحُرْمَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور اس وقت جو حاجت ہو اسکی استدعا کرے۔ مہمات کے آنے کیلئے' دفع بلیات کیلئے' رفعِ عداوت اور کام کے ہونے کیلئے۔ اس کے بعد ان کی طرف سات قدم بڑھے۔ اور پشت کر کے کہے کہ میں آپ سب کو اپنا پشت پناہ بناتا ہوں۔ اس کے بعد سے اپنے آپ کو ان کی پشت پناہی میں تصوّر کرے۔

---

[1] دائرہ رجال الغیب سے پہلے اس کی چال سمجھنے کیلئے درج ذیل شعر اور اس کی تشریح کا ذہن میں رہنا بہت ضروری ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ)

کَنَجْغٍ بِاَمْشٍ کَنَجْغٍ بِمَشْ
کَنَجْغٍ بِاَمْشٍ کَنَجْغٍ اَمَشْ

شعر میں کل تیس حروف ہیں۔ اور باعتبارِ قمری مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں۔ اگر انتیس کا چاند نظر آئے تو دوسری لائن کا آخری حرف یعنی ش کو ساقط تصور کریں۔ جس ترتیب سے کلمات ہیں۔ اسی ترتیب سے تاریخ یاد رکھیں۔ مثلاً آج اگر ۷ تاریخ ہے۔ تو آپ شعر میں ساتواں حرف تلاش کریں۔ جو ساتواں حرف ہو گا۔ رجال الغیب اسی سمت ہونگے۔ جب ہم نے ساتواں حرف دیکھا تو م ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ سات تاریخ کو رجال الغیب مشرق کی جانب ہیں۔ اسی طرح اگر ۲۱ تاریخ ہو اور معلوم کرنا ہو کہ رجال الغیب کس جانب ہیں تو اکیسواں حرف الف ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ رجال الغیب ایسان کی جانب ہیں۔ اسی طرح باقی کو بھی سمجھیں۔

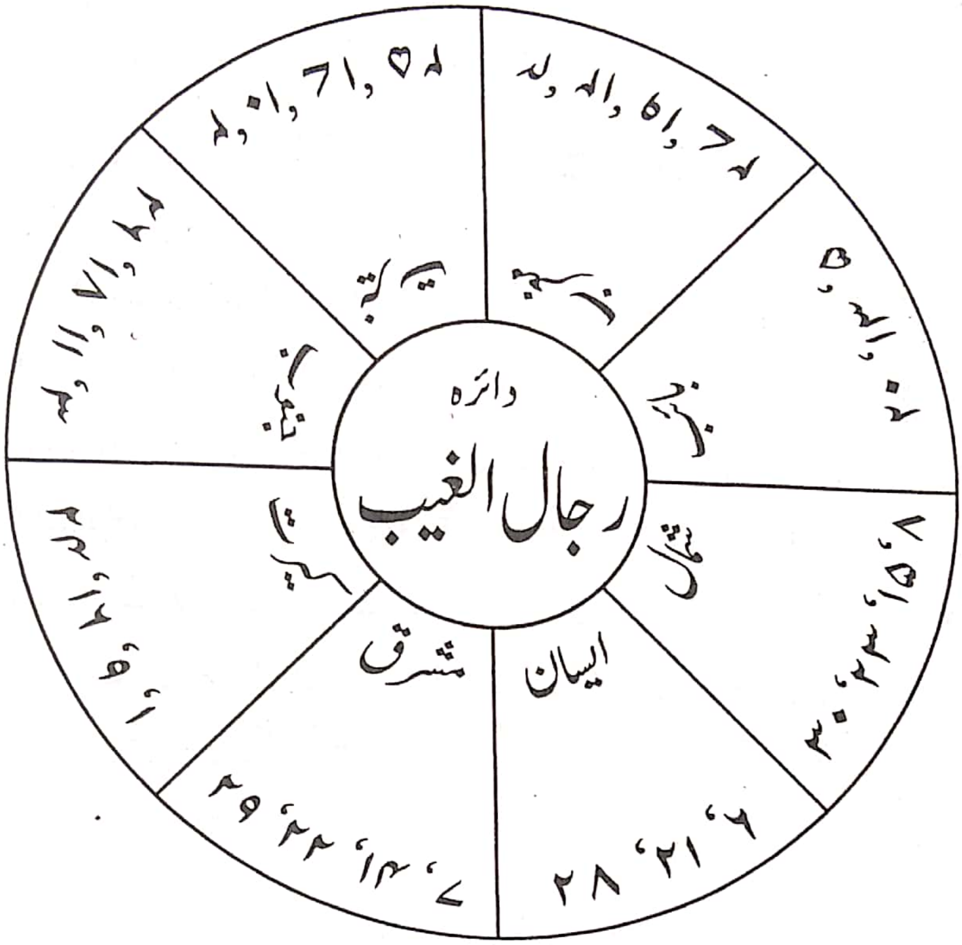
ک :	اس سے مراد کیرت ہے۔	ب :	اس سے مراد بائب ہے۔
ن :	اس سے مراد نیرت ہے۔	الف :	اس سے مراد ایسان ہے۔
ج :	اس سے مراد جنوب ہے۔	م :	اس سے مراد مشرق ہے۔
غ :	اس سے مراد مغرب ہے۔	ش :	اس سے مراد شمال ہے۔

دائرہ رجال الغیب باعتبارِ دنیا گول ہے۔ لیکن رجال الغیب کا گول دائرہ سمجھنے میں زرا دقت آمیز ہے اس لئے میں گول دائرہ پیش کرونگا اور مربع دائرہ بھی۔ تا کہ سمجھنے میں سہولت ہو جائے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۷۸۶

(بقیہ حاشیہ)



۷۸۶

(جہت) بائب ان تاریخوں میں : ۵، ۱۳، ۲۰	(جہت) مغرب ان تاریخوں میں : ۴، ۱۲، ۱۹، ۲۷	(جہت) نیرت ان تاریخوں میں : ۲، ۱۰، ۱۷، ۲۵
(جہت) شمال ان تاریخوں میں : ۸، ۱۵، ۲۳، ۳۰	دائرہ رجال الغیب	(جہت) جنوب ان تاریخوں میں : ۳، ۱۱، ۱۸، ۲۶
(جہت) ایسان ان تاریخوں میں : ۶، ۲۱، ۲۸	(جہت) مشرق ان تاریخوں میں : ۷، ۱۴، ۲۲، ۲۹	(جہت) کیرت ان تاریخوں میں : ۱، ۹، ۱۶، ۲۴

مرشد گرامی شیخ الملت سید شاہ محمد اظہار اشرف مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ شریف کے بیاض میں رجال الغیب کا دائرہ اس طرح ہے۔

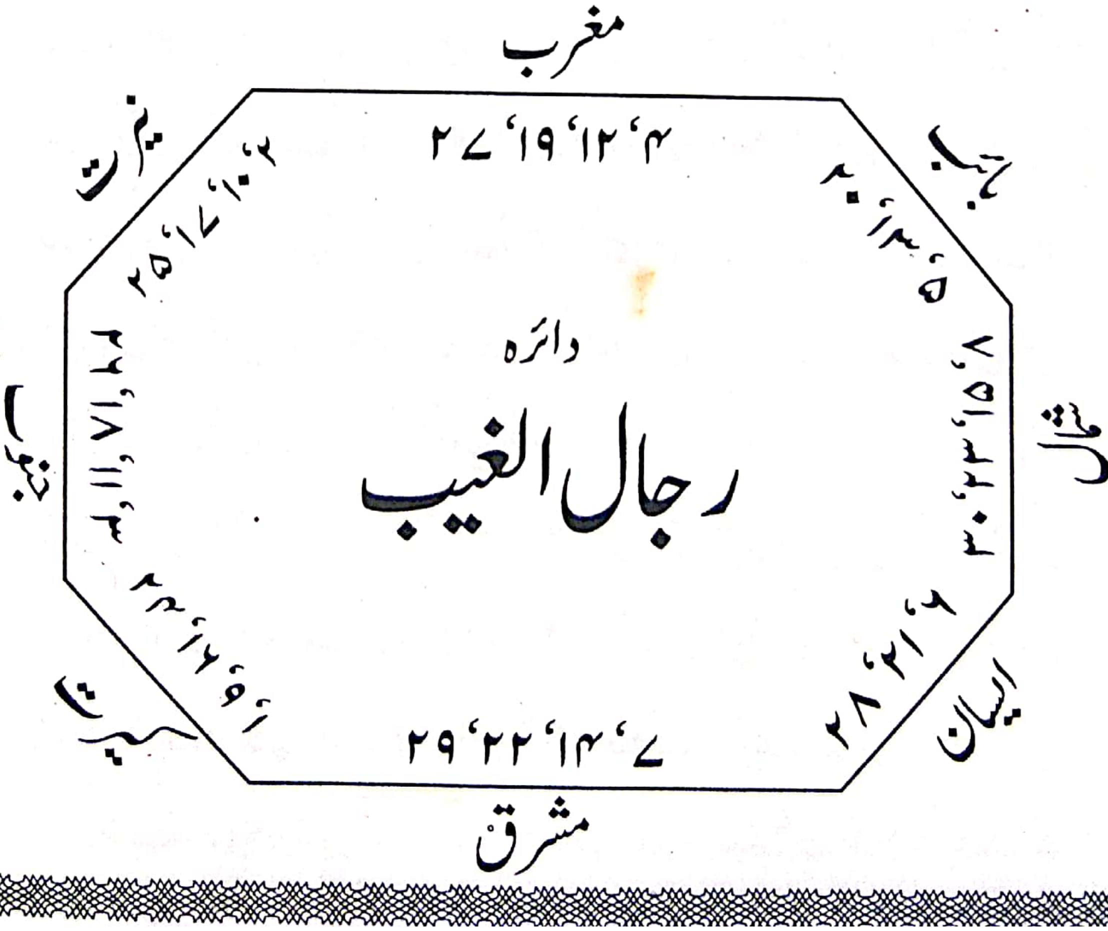
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

اُس زمانے میں کہ صاحبِ قرآن میر تیمور گورگان کیلئے ملو خان تکالہ دارالخلافۃ دہلی میں صف بند ہوئے۔ عساکرِ منصورہ و مواکِب مفتوحہ افواج ملوی فرنیوی ایک دوسرے کے خلاف صف آراستہ ہوئے۔ **مثنویات**

دو ابر از دو سو رایت سرخ رنگ * بہم بر زدند بر کشیدند نہنگ
چناں کو صبا کوں باہم رسید * نہنگان پر از گوہر از ہم کشید
رسید ند باہم صف ترک و ہند * سفید سیاہ آمد از چنیں و سند
رسید ند باہم عسا کر قرین * سر اسماء را زدند بر زمین
نہنگانِ تیغ آتش افروختند * بگو پال مغزیک دیگر کوفتند
ظفر یافتہ میر صاحبِ قرآن * ھزیمت دارائے ہندوستان

ترجمہ: دو سرخ رنگ کے جھنڈے ظاہر ہوئے۔ باہم تخت پر سب نے

(بقیہ حاشیہ) ۷۸۶



مارا۔ ایسا جیسے کہ پہاڑ پر مارا۔ تخت گوہر سے پُر ہے۔ باہم صف بنا کر ترک و ہند نے اسے کھینچا۔ سفید و سیاہ چندن و سند سے آئے۔ لشکر کے ساتھیوں نے مل کر ایسا مارا گویا کہ آسمان کو زمین پر دے مارا۔ تخت تیغِ آتش روشن کرتا ہے۔ لوہے کے گرز سے ایک دوسرے کے مغز کو کوٹتے ہیں۔ میر تیمور صاحبِ قرآن فتح یاب ہوئے۔ اور ہندوستان کے پالنے والے کے سبب سے ملو خان اور اس کا لشکر شکست خوردہ ہوا۔

ہر دو طرف سے مقدمہ کے ساتھ مقدمہ اور میسرہ کے میمنہ گرتے۔ اور تیغ سے ایک دوسرے کے گردن کو کاٹتے۔ مقدمہ صاحبِ قرآنی' میمنہ صاحبِ یزدانی مقردانِ لشکرِ ہندوستان و چالشکر انِ عسکرِ سپوستان سے روئے فرار اختیار کیا۔ اس فتح کے بعد صاحبِ قرآن میر تیمور گورگان انتہائی تضرع کے ساتھ سجدہ میں گئے۔ اور ان کی آنکھیں نمناک ہوئیں۔ ابھی وہ سجدہ سے سر نہ اُٹھا پائے تھے کہ ان کے پاس سید نقباء محمد نور بخشیہ تشریف لے آئے۔ اور صاحبِ قرآن کو آواز دے کر بلایا۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے رجال الغیب کی طرف چہرہ کیا اور فرمایا کہ اس جگہ آتش انگیز ترکوں سے لڑائی کے وقت اس میدان میں نور بخشیہ کا عَلم بلند کئے ہوئے تمھارے لشکر کے ساتھ رجال الغیب تمھاری نصرت فرما رہے تھے۔ مثنویات

چناں آتش انگیخت از کار زار * کہ خورشید بر چرخ برزد شرار
کہ از ہمت میر صاحبِ قرآن * ظفر یافت بر میر ہندوستان
شگفتہ گل و لالہ در ہر چمن * بنفشہ خمیدہ بباغ از محن

ز خورشید رایت برآمد فروغ * ز ناہید سر در بر آورد طوع

مثال ظفر شاہ بہرام یافت * زحل از سوادش بد انجام یافت

بلے برسند بود صاحب قرآن * بفتویٰ کہ شد فتحِ ہندوستان

ترجمہ: میدانِ کارزار سے ایسی آگ اٹھی کہ آسمان کے خورشید پر اس کی چنگاری پہنچی۔ میر صاحب قرآن کی ہمت سے میر ہندوستان پر کامیاب ہوئے۔ ہر چمن میں گل و لالہ کھلا ہوا ہے۔ باغ میں محنت و مشقت سے بنفشہ (دوا کیلئے اس بوٹی کو استعمال کرتے ہیں) کو خم کیا ہوا ہے۔ خورشید سے فروغ کا جھنڈا ظاہر ہوا۔ اور ناہید سے سرداری کا جھنڈا ظاہر ہوا۔ ظفر شاہ بہرام نے مثال پائی۔ زحل نے اس کی سیاہی سے بد انجام پایا۔ کیوں نہیں صاحب قرآن نے کسی پر ٹیک لگایا ہے۔ کہ اس سے ہندوستان فتح ہوا ہے۔

حق تعالیٰ نے جب صاحب قرآن کو کامیابی عطا کی۔ اور ملوخان کے کاموں کو شکست۔ تو ہر ولایت کے اکابر و اماثر حمایت نے فرمایا کہ ہر فتح و ظفر جو میسر ہوا۔ خاص طور پر ہندوستان کی فتح ہمتِ رجالِ الغیب و عمال الغریب کے دست سے ظاہر ہوئی۔ بلکہ یہ معاملہ اصحابِ کشف کیلئے مکشوف بھی ہوا۔ آں برادر کو چاہیئے کہ ہر مہم میں مردانِ غیب سے یہ استغاثت لے۔ کیونکہ اس سے تمام کام جلد ہونگے۔ اور کامیابی حاصل ہو گی۔ قطعہ

ہمہ مرد را کاروبار جہاں * کہ پیش آمد از قدر قدرت خدای

پناہد بمردان غیبی اگر * ہماں کار کژ راست آید بجای

ترجمہ: تمام لوگوں کیلئے دنیا کے کاروبار جو کہ خدا کی قدرت کی قدر سے پیش آئے۔ اگر مرادنِ غیب کی پناہ میں دیگا۔ تو وہ تمام ٹیڑھا کام درست ہو

جائیگا۔

اس حدود میں مریدانِ سلسلہ علائیہ ''قریاتِ کسورہ'' اور مضافاتِ بسورہ میں رہتے ہیں۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ کفر کے مد مقابل امداد کیلئے ایک دوسرے کے ممدو معاون ہو جائیں۔ اَللّٰھُمَّ انصُرُنَا وَلِجَمِیعِ الْمُسْلِمِینَ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَ افْتَحْنَاوَلِکُلِّ الْمُؤْمِنِینَ عَلٰی اَعْنَادِہٖ الاُ عْرَادِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَآلِہٖ الاُمْجَادِ۔ اے اللہ ہماری اور جمیع مسلمین کی ان کے اعدا پر مدد فرما۔ اور ہمیں اور کل منین کیلئے ان کے اعناد اعراد پر فتح نصیب فرما۔ (آمین) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل امجاد کی برکت سے۔

فہرست مکتوباتِ اشرفی جلد اوّل

حواشی کیلئے درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے

نمبر شمار	کتابوں کے نام	زبان
۱	تفسیر روح البیان۔	عربی
۲	تفسیر نور العرفان۔	اردو
۳	بخاری شریف۔	عربی
۴	حسامی۔	عربی
۵	فتاوٰی حدیثیہ۔	عربی
۶	فتاوٰی شامی۔	عربی
۷	احیاء العلوم۔	عربی
۸	النبراس۔	عربی
۹	کتاب التعریفات۔	عربی
۱۰	قلیوبی۔	عربی
۱۱	مثنوی مولانا روم۔	فارسی
۱۲	نورِ حقیقت۔	اردو
۱۳	رفیقِ علم۔ (گولڈن جوبلی ایڈیشن)	اردو
۱۴	جواہر خمسہ۔	اردو
۱۵	تعلیم غوثیہ۔	اردو
۱۶	علمی اردو لغت۔	اردو
۱۷	تعبیر الرؤیا۔	اردو

۱۸	معارف سلسلہ اشرفیہ۔	اردو
۱۹	الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔	اردو
۲۰	حسن اللغات۔	اردو
۲۱	علم بلاغت وعلم عروض۔	اردو
۲۲	اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ۔	اردو
۲۳	شرح عقائد نسفی۔	عربی
۲۴	تاریخ الخلفاء۔	اردو
۲۵	تاریخ بغداد للخطیب بغدادی۔	عربی
۲۶	شرح صحیح مسلم۔	اردو
۲۷	فتاویٰ نعیمیہ۔	اردو
۲۸	مراۃ الاسرار۔	اردو